

**TEXT PROBLEM
WITHIN THE
BOOK ONLY**

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_188047

UNIVERSAL
LIBRARY

ÖSMAÑIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۵۰۶۲

Accession No.

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

سلسلہ سید محمد علی شاہ

توازن قوت

یعد
تلیخ یورپ

۱۵ تا ۸۹ء

مصنف
آرتھر ہیسال - ایم۔ اے۔

مولوی حمید احمد صاحب نصاریٰ بی۔ اے

مستقل و رفیق جامعہ عثمانیہ سرکار عالی
۳۴ م ۳۵ م ۳۶ م ۳۷ م ۳۸ م ۳۹ م ۴۰ م ۴۱ م ۴۲ م ۴۳ م ۴۴ م ۴۵ م ۴۶ م ۴۷ م ۴۸ م ۴۹ م ۵۰ م ۵۱ م ۵۲ م ۵۳ م ۵۴ م ۵۵ م ۵۶ م ۵۷ م ۵۸ م ۵۹ م ۶۰ م ۶۱ م ۶۲ م ۶۳ م ۶۴ م ۶۵ م ۶۶ م ۶۷ م ۶۸ م ۶۹ م ۷۰ م ۷۱ م ۷۲ م ۷۳ م ۷۴ م ۷۵ م ۷۶ م ۷۷ م ۷۸ م ۷۹ م ۸۰ م ۸۱ م ۸۲ م ۸۳ م ۸۴ م ۸۵ م ۸۶ م ۸۷ م ۸۸ م ۸۹ م ۹۰ م ۹۱ م ۹۲ م ۹۳ م ۹۴ م ۹۵ م ۹۶ م ۹۷ م ۹۸ م ۹۹ م ۱۰۰ م

طبع و نشر
کتاب خانہ

Checked 1978

یہ کتاب مسرزیو نکلشن پبلشرز کی اجازت سے جنگو
حق اشاعت حاصل ہے اردو میں ترجمہ کر کے طبع و
شایع کی گئی ہے

دیباچہ مصنف

میں نے اس کتاب میں اٹھارھویں صدی سچی میں یورپ کے تاریخی حالات بیان کرنے کی کوشش کی ہے مگر چونکہ کتاب مختصر ہے اس لئے میں نے ہر حال اور پائیت کے حالات کا ذکر مجبوراً محض سرسری طور پر کیا ہے اور فرانس کی اندرونی تاریخ کا ذکر بھی صرف اس حد تک کیا ہے جہاں تک کہ اس کا تعلق لوئی یا نزدہم اور لوئی شانزدہم کی خارجی حکمت عملی سے ہے۔ مگر برائیں ہم میں نے دو بڑے فیوری شوازیول اور وڈان کی خارجی حکمت عملی پر تفصیل سے بحث کی ہے تاکہ اٹھارہویں صدی کے سفارتی انقلابوں کی اہمیت کا پورا اندازہ ہو سکے اور یہ معلوم ہو کہ انگلستان اور اس کی باغی امریکائی نوآبادیوں کی جنگ میں دخل دینے سے فرانس کو کس قدر سخت خسارہ ہوا۔

شمالی مشرقی اور مغربی یورپ کے سیاسیات کے باہمی تعلق کو ثابت کرنے کی طرف میں نے خاص توجہ کی ہے اور اس لئے مسئلہ مشرقی کے وجود میں آنے، روس اور پرشیا کے عروج اور سوئیڈن، پولینڈ اور ٹرکی کے انحطاط کو میں نے نہایت واضح طریقہ پر بیان کیا ہے۔

ضمیمہ جات الف، ب، ج کی ترتیب کے لئے میں پادری اے۔ ایچ۔ جانسن کے اخلاق کریمانہ کامرہون منت ہوں۔ صاحب موصوف نے نہایت تحقیق کے ساتھ اس قیمتی مواد کو جمع کیا ہے۔ سٹر ایچ۔ او۔ ویک مین اور سٹر اے۔ این موبرے کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کے پروف دیکھے۔

ان کتابوں کی مکمل فہرست پیش کرنا ناممکن ہے جن سے میں نے اس کتاب کی تالیف میں مدد لی ہے یا جو اس عہد کے طالب علم کے لئے مفید ہو سکتی ہیں۔ مونو کی فہرست تاریخ لہجے فرانس بہترین فرانسیسی کتابوں کی ایک مفید فہرست ہے۔ مارٹن سویل

آرتھیٹھ، کارلائل، وان وال، ژوبے، شے ریس، روکین، سائی بل، وے بر، بروگنی،
 ژیف رائے، بوڈرلار، کاکس، تین، دی توک ویل کی تصانیف آسانی سے دست یاب
 ہو سکتی ہیں۔

ہدایات سفر، Instruction aux Ambassadeurs کا قیمتی ذخیرہ اور سلسلہ
 اونگن کی قابل قدر کتابیں، یہ معلومات کے مخزن ہیں اور نہایت قابل وثوق اور دلچسپ
 ہیں۔ اس کتاب میں میں نے بعض ایسی کتابوں اور رسالوں کا حوالہ دیا ہے جن سے
 معمولی ناظرین واقف نہیں ہیں۔

کتاب کی تالیف میں مجھے جس قدر وقت ہوئی ہے، اُس کا اندازہ وہی اصحاب
 کر سکتے ہیں جنہوں نے اٹھارھویں صدی میں یورپ کی سیاسیات کی الجھی ہوئی گتھی
 کو سلجھانے کی کوشش کی ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ فرانسیسی انقلاب سے قبل کے عہد کی
 تاریخ کا یہ مختصر خاکہ ناظرین کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

اے ہیمال، اکسفرڈ

فہرست میں تو ازن قوت

صفحہ نمبر	باب	مضمون	از صفحہ	تا صفحہ
۱	۲	۳	۴	۵
۱	اول	یورپ اٹھارھویں صدی کے آغاز میں۔	۱	۲۵
۲	دوم	البیرونی اور دوبو۔ ۱۵۱۵ء تا ۱۵۲۳ء۔	۲۶	۶۶
۳	سوم	ایلی زبلتیہ فارسی کی سازشیں۔ ۱۵۲۳ء تا ۱۵۳۳ء۔	۶۷	۹۱
۴	چہارم	پولینڈ کی جنگ جانشینی۔ ۱۵۳۳ء تا ۱۵۴۵ء۔	۹۲	۱۱۳
۵	پنجم	شمالی اور مشرقی یورپ۔ ۱۵۴۵ء تا ۱۵۴۸ء۔	۱۱۴	۱۳۷
۶	ششم	پروشیا اور آسٹریا کی جنگ جانشینی۔ ۱۵۴۸ء تا ۱۵۶۲ء۔	۱۳۸	۱۶۸
۷	ہفتم	آسٹریا کی جنگ جانشینی صلح نامہ بریسلا کے بعد۔ ۱۵۶۲ء تا ۱۵۸۸ء۔	۱۶۹	۲۲۵
۸	ہشتم	انقلاب سفارتی۔ ۱۵۸۸ء تا ۱۵۹۶ء۔	۲۲۶	۲۶۲
۹	نہم	جنگ ہفت سالہ۔ ۱۵۹۶ء تا ۱۶۴۳ء۔	۲۶۳	۳۰۰
۱۰	دہم	فرقہ جمیسواٹ کا زوال۔ ۱۵۹۹ء تا ۱۶۴۳ء۔	۳۰۱	۳۱۹
۱۱	یازدہم	پولینڈ کی تقسیم اور کچک کینارجی کا معاہدہ۔	۳۲۰	۳۵۵
۱۲	دوازدہم	امریکا کی آزادی کی جنگ اور یورپ۔ ۱۶۴۳ء تا ۱۷۶۳ء۔	۳۵۶	۴۷۵
۱۳	سیزدهم	کیتھرن ثانی و جوزف ثانی۔ ۱۷۶۳ء تا ۱۷۸۹ء۔	۳۷۶	۴۲۱

صفحہ نمبر	باب	مضمون	صفحہ نمبر	توازن قوت
۱	۲	۳	۴	۵
۱۴	چهارم	فرانس قبل انقلاب ۱۷۸۹ء تا ۱۷۹۴ء۔	۲۲۲	۲۲۶
۱۵	ضمیمہ (الف)	خاندان باپس برگ کے مقبوضات اور انکا طرز حکومت۔		
۱۶	ضمیمہ (ب)	شامان پر شیا کے مقبوضات ۱۷۱۷ء۔	۱	۲
۱۷	ضمیمہ (ب)	پروشیا کی حکومت کی ہدیت ترکیبی۔ فریڈرک	۳	۴
۱۸	ضمیمہ (ج)	ولیم اول کی اصلاحوں کے بعد پروی کونس۔	۵	۵
۱۹	ضمیمہ (د)	اٹھارھویں صدی میں دستور شہنشاہی۔	۶	۷
۲۰	ضمیمہ (د)	نسب نامہ خاندان رومانوف (اٹھارھویں صدی) الیگزینڈر ۱۷۲۵ء تا ۱۷۶۷ء۔	۸	۸
۲۱	ضمیمہ (د)	نسب نامہ شامان سویڈن۔ چارلس یازم۔	۹	۱۰
		معاہدہ سلاطین کی فہرست (ستین)		
		ختم عہد حکومت کے ہیں) شہنشاہیت۔	۱۱	۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول

یورپ اٹھارہویں صدی عیسوی کے آغاز میں

(توازن قوت - روشن خیال حکومتیں، تجارت اور نوآبادیاں، طبقہ وسطی
کاعروج - انقلاب یورپ کے اسباب ۱۷۱۵ء-۱۸۱۵ء کا تصفیہ ۱۸۱۵ء میں یورپ کی سربراہی
قوتوں کی حیثیت - شہنشاہی - آسٹریا - پرشیا - باویریا - پلاٹینٹ - ہینڈوریکائی
پولینڈ - اطالیہ - ہسپانیہ، پرتگال، شمالی یورپ - مسئلہ مشرق - سویڈن اور فرانس
۱۸۱۵ء میں)

یکم ستمبر ۱۸۱۵ء کو لوئی چہارم (شاہ فرانس) نے انتقال کیا۔ جس طرح اسکی موت کو اٹھارہویں صدی
کا آغاز شمار کر سکتے ہیں اسی طرح پراسٹینٹس جنرل کے اجلاس منعقدہ ۵ ستمبر ۱۸۱۵ء کو اُس صدی کا
اختتام قرار دیکتے ہیں۔ ۱۸۱۵ء سے ۱۸۱۹ء تک کے سین پین خیمہ تھے اس عہد تاریخ کے جو ۱۸۱۵ء
اور ۱۸۱۹ء کے درمیان واقع ہے۔ عہد مذکور میں ایک سیاسی انقلاب نہ صرف فرانس میں وقوع میں
آیا بلکہ دوسرے ملکوں میں بھی اور یورپ کا نقشہ از سر نو مرتب ہوا۔ اس انقلاب سے زمانہ حال کا
یورپ بحد متاثر ہوا ہے اور اسکے اسباب سال ہائے ماضی کی تاریخ سے عیاں ہیں ۱۸۱۵ء سے
۱۸۱۹ء تک کے عہد میں چند تحلیلات مقبول تھے جو اکثر معاملات میں عہد انقلاب کے تحلیلات سے متاثر تھے۔
توازن قوت ان میں سے مشہور ترین توازن قوت کا مسئلہ ہے۔ ویسٹ فالیاکے صلح نامے

کے بعد بالعموم تسلیم کر لیا گیا تھا کہ یورپ کی خود مختار سلطنتوں میں جن میں بلحاظ
رقبہ و ذرائع باہم اختلاف تھا کوئی تصفیہ ایسا ہو جانا چاہئے کہ نزاعوں کا سلسلہ منقطع ہو جائے اور
کسی کی سلامتی معرض خطر میں نہ رہے۔ لیکن ”جمہوریہ مسیحی“ کا تحمل صرف فلسفیوں کی جماعت تک

محدود تھا۔ کوئی چہار دہم نے اس کی مطلق پرداہ نہ کی، فرانس کا تنوع یورپ میں ۱۶۸۵ء تک قائم رہا جب کہ ولیم سوم نے کامیابی کے ساتھ اسکی مخالفت کی۔ اٹھارویں صدی کے توازن قوت کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ ”وہ ایک قسم کی عارضی حالت عدم حرکت تھی جو طویل موکہ آریٹوں کی جنگی سے پیدا ہوئی تھی، مسناری کاروائیاں بے ایمانی کی متراوی تھیں اور بین الاقوامی حالات میں اصول اخلاف کا بالکل لحاظ نہ رکھا جاتا تھا۔ فریڈرک اعظم اور کیتھارین ثانی کے اصول پر دوسری حکومتیں بھی عمل کرتی تھیں، البتہ اصول مذکور کے اعتراف کی جرات نہ تھی، مسئلہ حقوق کا پاس نہ کیا جاتا تھا اور زبردست سلطنتیں اپنے گزور ہمسایوں پر دست درازی کر کے اپنے مقبوضات کو وسیع تر کرنے کی فکر میں تھیں۔ اس کی جنبین مثالیں ہیں مثلاً سائی لیشیا پر حملہ کیا گیا، پولینڈ کی سلطنت تقسیم کر دی گئی، ٹرکی اور سویڈن کے قطع دبرید کی کوشش کی گئی اور پرشیا کے ساتھ بھی یہی سلوک کرنے کی بعض سلطنتوں کی نیت تھی، اس کے علاوہ ممالک کی قومی حدود کا بھی مطلق لحاظ نہ کیا جاتا تھا۔ ہونا ریخت کے صلح نامے کے رد سے اطالیہ کے متحدہ اضلاع ہسپانیہ سے لیکر آسٹریا کو دیدئے گئے اور ہسپانیہ کے مقبوضات خارج نیدرلینڈ دور افتادہ خاندان ہابسبرگ کے سپرد کر دئے گئے۔ ۱۷۹۰ء تک ایک شاہی خاندانوں کے مفاد کے دیگر امور پر فوقیت رکھنے پر کسی کو اعتراض نہ تھا، قومیت کے تخیل کو تو مقبولیت انیسویں صدی میں جا کر حاصل ہوئی ہے۔ البیرونی (ہسپانی وزیر) اپنے عہد کے ذریعوں کے متعلق لکھتا ہے کہ وہ سلطنتوں اور ریاستوں کی قطع دبرید اس طرح کرتے ہیں جیسے کہ کوئی شخص پیر کا ٹھٹرا کاٹے، اس کا یہ قول بالکل صادق آتا ہے اس طرز عمل پر جسکی دول غلطیوں کیٹ کے صلح نامے سے وائٹا کے صلح نامے (۱۸۱۵ء) تک برابر پابند تھیں۔ مگر باوجود امور مذکورہ بالا توازن قوت کا تخیل نہایت معقول ہے اور اس کا اثر یورپی سیاسیات میں اس وقت سے اب تک برابر قائم ہے جب کہ قرون وسطیٰ میں اطالیہ کے شہروں میں باہمی نزاعوں کا سلسلہ جاری تھا، اب بھی یورپی بدبڑوں کے دماغوں میں یہ تخیل موجود ہے، ۱۸۱۵ء میں انگلستان کے سفیر لارڈ اسٹیر نے نائب السلطنت کو بھیجا تھا کہ اسٹین ہوپ کی خارجی حکمت عملی توازن قوت کے اصول پر مبنی ہے اور انگلستان کی خواہش یہ ہے کہ آسٹریا بہ لحاظ قوت فرانس کا ہمسرہ ہو جائے تاکہ ان دونوں ملکوں میں سے کوئی بہ لحاظ قوت یا اثر دوسرے سے بڑھ نہ جائے۔ لارڈ اسٹیر نے یہ بھی صاف صاف کہہ دیا کہ اگر فرانس شہنشاہ سے زیادہ طاقت ور ہو جانے کی کوشش کرے گا تو اس کے حلیف اس کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ البیرونی کا بھی جب سے اسے ہسپانیہ میں عروج ہوا تو اسے مصمم

تھا کہ یوٹ ریٹ اور راسٹاٹ کے صلح ناموں کو منسوخ کرادے کیونکہ انہی وجہ سے توازن قوت باقی نہ رہتا تھا اور ہسپانیہ اور اطالیہ کو سخت نقصان تھا۔ توازن قوت کا مسئلہ مدبروں کی زبان پر تو تھا مگر اسکا وجود دل غلطی کی دراز دستیوں کو روک نہ سکتا تھا۔ ایک مبصر کا بیان ہے کہ یورپ نے آسٹریا کی جنگ جانشینی اور پولینڈ کی تقسیم پر متوجہ نہ ہونے کی وجہ سے ایک گورنر خود کشی کر لی۔ البسہ سوریل کا قول ہے کہ یہ دونوں ناممکن افعال قدیم یورپ کے آخری وصیت نامے ہیں جن پر دستخط کر کے اسے مرجانے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا، فرانس کے انقلاب نے آغاز میں یورپ میں طوائف الملوک کا زور تھا، اخلاق اور مذہب کا بہت کم اثر باقی رہ گیا تھا۔ اکثر سلطنتیں یا تو کھوکھلی ہو گئی تھیں یا بالکل خستہ حال تھیں اور آسٹریا، روس اور پرشیا کے فرمانرواؤں نے حق اور انصاف کو بال بال کر کے ایسا طرز عمل اختیار کیا تھا جس سے توازن قوت کا مسئلہ بالکل منسوخ ہو گیا۔ ۱۷۸۹ء میں انگلستان کے مدبروں کی سمجھ میں یہ آیا کہ ایک خاص حد تک توازن قوت کو برقرار رکھنا چاہیے۔ انہی کوششوں سے ترکی اور سویڈن قطع دبرید سے بچ گئے اور یورپ کا نقشہ زیادہ نہ بدلنے پایا (۱)۔ مگر باوجود اس کے کہ حقوق قومی پر کچھ توجہ نہ تھی فرمانرواؤں کو اپنی مقبوضات کی حدود کے اندر اپنی ذمہ داریوں کا زیادہ احساس روشن خیال حکومتیں ہو گیا تھا۔ مملکت کا جدید تخیل پہلے پہل لوگوں کے دماغوں میں آنے لگا تھا اور یہ خیال بھی مروج ہو گیا تھا کہ حکومتوں کا وجود محکومین کی فلاح

اور امن وامان کے لئے ہے۔ اٹھارہویں صدی روشن خیالی کا عہد تھا اسی لئے اسے عہد عقائد کہتے ہیں۔ لیکن قوم عامہ کی حکمرانی کا اصول تسلیم نہ کیا جاتا تھا۔ انگلستان سے ٹیکر روس تک ہر ملک میں یہی خیال تھا کہ حکومت کا وجود قوم کی فلاح کے لئے ہے مگر انتظام مملکت میں انہیں کسی قسم کا دخل نہ ہونا چاہئے۔ اٹھارہویں صدی انتہائی مطلق العنانی کا زمانہ تھا یعنی مملکت سب کچھ تھی اور قوم کی کچھ ہستی نہ تھی۔ نیک نیت مطلق العنان فرمانروا اپنے اپنے ممالک میں انسانیت کے اصول پر حکمران تھے۔ افراد ملک کے لئے آزادی خیال و افعال اصولاً ناممکن خیال

صفحہ (۴)

جلد اول باب اول Sorel. L' Europe et la Revolution Francaise

Lecky, History of England in the Eighteenth

Century جلد پنجم صفحات ۲۲۹-۲۳۰

کی جاتی تھی مگر علاً شخصی آزادی کا اصول تسلیم نہ کیا جاتا تھا نظام جاگیر یورپ کے اکثر ممالک میں اب بھی باقی تھا اور طبقہ ادا نے قریب قریب غلامی کی حالت میں تھا۔

جہد مذکور کی ایک نمایاں اور نہایت ہی اہم خصوصیت یہ ہے کہ تجارتی معاملات اور نوآبادیوں کے فروغ میں قوموں کو بے حد دلچسپی تھی۔ تجارت دولت اور قوت کی کلید خیال کی جاتی تھی اسلئے یورپ کے ہر حکمران کو خیال ہو گیا کہ اپنے ملک کی تجارت کو فروغ دیکر اسکی دولت میں اضافہ کرے۔ علم معاشیات کے مطالعہ کا آغاز سترہویں صدی میں شروع ہو گیا تھا گو علم مذکور کی حالت اسوقت نہایت ابتدائی تھی اور ہر ملک میں لوگوں کا یہ خیال تھا کہ کسی ملک کی دولت وہ سیم وزر ہے جو اس کے قبضے میں ہو اور یہ کہ کسی ملک کو دولت اور فلاح صرف دوسرے کو نقصان پہنچانے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اس لئے ہر ملک نے سیم وزر کی برآمد کو روک دیا اور تجارتی رقابت بڑھتی گئی۔ ”ایک کا نفع دوسرے کا نقصان ہے“ یہ خیال اصول سلسلہ میں داخل ہو گیا اور براۓ نام ”نظریہ تجارتی“ بھی تمام یورپ میں تسلیم کر لیا گیا۔

سترہویں صدی کے نصف آخر میں نوآبادیوں کی تجارت کے منافع میٹر کا یورپ کے ہر ملک کو احساس تھا۔ ۱۶۹۸ء اور ۱۷۰۱ء کے تقسیم (ہسپانیہ) کے صلح ناموں سے انگلستان میں ناراضی پھیل گئی تھی اس کی وجہ زیادہ تر یہ تھی کہ اگر ان صلح ناموں پر عمل ہوتا تو بحیرہ روم کا مغربی حصہ بالکل فرانس کے زیر اثر ہو جاتا اور انگریزوں کی تجارت نہ صرف نواح مذکور میں بلکہ بحیرہ روم کے مشرقی سواحل (لیوانٹ) پر بھی معرض خطر میں پڑ جاتی۔ انگلستان اور ہسپانیہ کے درمیان ہسپانیہ کی جنگ جانشینی کے بعد جو ناچاقی پیدا ہو گئی تھی اسکی بھی زیادہ تر یہی وجہ تھی کہ انگریزوں کو اندیشہ تھا کہ بحیرہ بالٹک میں روسی بیڑے سے انکی تجارتی مفاد کو نقصان پہنچا۔ انگلستان کے علاوہ ہسپانیہ، فرانس اور آسٹریا کو بھی تجارت کے نفع انگیز ہونے کا خیال تھا اور اس کے نتائج نہایت ہی اہم ثابت ہوئے۔ نوآبادیوں کی توسیل اور تجارت کی ترقی کے لئے زبردست بیڑوں کا وجود ناگزیر ہو گیا اور سترہویں صدی کے اواخر ہی میں فرانس انگلستان اور ہالینڈ کے بیڑوں میں نہ صرف یورپ کے سمندروں میں ایک زبردست رقابت پیدا ہو گئی تھی بلکہ امریکہ اور ہندوستان کے دور و دراز سمندروں میں بھی تھیں اٹھائیں صدی کے آغاز کے قریب ہالینڈ اس دوڑ میں پیچھے رہ گیا مگر انگلستان اور فرانس اور ہسپانیہ کی بحریات کے درمیان جدوجہد کا سلسلہ جاری رہا۔ امریکہ اور ہندوستان میں جابنین کے

درمیان حصول تفوق کے لئے ٹرائیوں کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا اور اس صدی کے نصف آخر میں جا کر یہ فیصلہ ہو گیا کہ ہندوستان میں بجائے فرانس کے انگریزوں کو سیادت نصیب ہوگی، شمالی امریکہ کی قسمت کی باگ بجائے لاطینی اقوام کے ٹیوٹن اقوام کے ہاتھ میں آئیگی اور وہی اسکو ترقی دینگے۔ یورپ کی سلطنتوں کے تجارتی اغراض کی ترقی اور نوآبادیوں کی توسیع کی وجہ سے طبقہ وسطی کو فروغ حاصل ہو گیا خصوصاً انگلستان، فرانس اور مغربی طبقہ وسطی کی ترقی

تھا، اسی عہد میں واپول، پٹ، البیرونی اور تورگو کو عروج نصیب ہوا۔ جس ملک میں تجارت کو فروغ ہوا، وہاں زراعت پیشہ لوگوں کی حالت بہتر ہو گئی اور ایک آزادی پسند دولت مند با فہم طبقہ وسطی وجود میں آ گیا جس میں سے ہر ملک میں متعدد بلکہ سہ سالہ احکام اور ماہرین مالیات پیدا ہوئے۔ تجارت کی طرف توجہ کے بڑھ جانے سے اقوام کے درمیان جو حدود و فاصل تھیں وہ ٹوٹنے لگیں اور یورپ کی قویں زیادہ متحد ہو گئیں علاوہ انہیں قوی علیحدگی نامکن قوی علیحدگی اس زمانے میں نامکن تھی جب کہ ہسپانیہ کی حکومت اطالوی تھی انگلستان کی جرمنی، اطالیہ کی آسٹری اور روس کی بالکل غیر روسی۔

اٹھارویں صدی سیاسی قسمت آزمائوں کا عہد تھا۔ یہ امر مختلف ریاستوں کی تاریخوں کے سرسری مطالعے سے ظاہر ہے۔ اڑتیاں بڑھ رہا تھا اور مذہبی خیالات ضعیف ہو رہے تھے۔ بوسو اے اور پاسکل کے جانشین ڈول تیر اور دیدر ہوئے تھے۔ کاتولیکیت کا اثر وہ بہ منزل تھا۔

اٹھارویں صدی میں یورپ کی تاریخ کی جن نمایاں خصوصیات کا ہم نے مختصر خاکہ کھینچا ہے وہ بظاہر خوش آئند نہیں معلوم ہوتیں۔ اس عہد میں دول غلطے کا خاص مقصد یہ نظر آتا ہے کہ اپنے اپنے مقبوضات میں اضافہ کریں لیکن اپنے مقاصد کے حصول

میں انہیں کسی ذریعے سے کام لینے میں عار نہ تھا۔ یورپ کے ارباب حل عقد نے سفارتی کاروائیوں کو اپنا مذہب بنا لیا تھا۔ یہ کاروائیاں بے ایمانی کے ہم معنی نہیں اسکے علاوہ اٹھارویں صدی کے وسط میں یورپ کے ممالک کے باہمی تعلقات میں اصول اخلاق کو بالکل بالائے طاق رکھ دیا گیا تھا اور اس کا باعث پوشیدہ ہی سفارتی کاروائیاں تھیں۔ دو بڑے واقعے یعنی آسٹریا کی جنگ جانشینی اور پولینڈ کی تقسیم سے اس عہد کے خصائل

نمایاں ہوتے ہیں۔ جنگ مذکور سے ثابت ہوتا ہے کہ دول یورپ کے عہد و پیمان کا کوئی اعتبار نہیں ہو سکتا تھا اور پولینڈ کی تقسیم سے ظاہر ہے کہ کمزور سلطنتوں کو اپنے زبردست ہمسایوں سے ترمیم کی امید نہ ہو سکتی تھی۔ نپولین نے یورپ کے بیشتر حصے کو تاخت و تاراج کر کے فتح کر لیا مگر یہ کوئی نئی بات نہ تھی، اس نے دراصل دولِ عظمیٰ کے طرز عمل کی پیروی کی جس پر وہ ۱۸۰۶ء تک عمل کرتے رہے تھے۔ اس خاص معاملہ میں نپولین کی بھی وہی حالت تھی جو تیسراں نانی، فریڈرک اعظم اور بوسوف نانی کی تھی اور اس کا شمار بھی اٹھارویں صدی کے مطلق العنان فرماؤروں میں ہو سکتا ہے۔

جس قدر اس صدی کے سال گزرتے گئے یہ حقیقت عیاں ہوتی گئی کہ یورپ کے قدیم نظام سیاسی کا زوال اب قریب ہے۔ طبقہ وسطیٰ نے دولت اور علم میں ترقی کی تھی اور اسکے افراد خود کو سیاسی فرائض کے انجام دینے کے قابل خیال کرنے لگے تھے مگر ”نیک نیت حکومت انقلاب یورپ کا فرض میں آغاز“ مطلق العنانی ”کا نظریہ ان کا سد راہ تھا جاگیرداروں کے استحصال بالجبر اور طبقاتِ اعلیٰ کے خاص حقوق سے تنگ آکر عوام کی مایوسی انتہا کو پہنچ گئی تھی اور انھیں اس امر کا بھی احساس ہو گیا تھا کہ بادشاہ جن سپاہیوں کے سہارے پر ان پر ظلم کرتے ہیں انھیں کے بھائی بند ہیں۔ برخلاف اسکے بادشاہ نہ تو اب قوم کے رہبر تھے نہ اعلیٰ عظمت باقی تھی۔ امر اسراف کی وجہ سے تباہ ہو رہے تھے، پادری سخت بے ایمان ہو گئے تھے اور اہل سیاست سخت خود غرض تھے۔ جن ستونوں پر تمدن کی بنا تھی وہ خود گر رہے تھے اور ایک سخت مصیبت آنے والی تھی مگر کسی فرد واحد کو علم نہ تھا کہ آنے والے زلزلہ کا صدر پہلے کس ملک پر پڑے گا۔

پھر اس انقلاب کے اسباب کیا تھے جو بوقتِ واحد تعلیم، پولینڈ اور فرانس میں وقوع میں آیا عہد انقلاب کے اسباب [جس کہ یورپ کے دوسرے ممالک بھی ضعیف اور مضعف ہو رہے تھے۔ اس سوال کا جواب ایک حد تک یورپ کی سیاسی حالت سے ملے گا جو وہ بخت اور شائد کے صلہ میں سے پیدا ہوئی تھی اور کچھ اس جدوجہد سے بھی جو نوآبادیوں میں تفوق کے لئے انگلستان اور فرانس کے درمیان جاری تھی۔

یوٹاریٹ کے صلح نامہ سے تقسیم ممالک کا اصول جاری ہو گیا، شمالی امریکہ کی نوآبادیوں کے متعلق انگلستان اور فرانس کی رقابت شدید تر ہو گئی اور آسٹریا کو تعلیم کا ملک ایسی شرطوں کی

پابندی کے ساتھ دیا گیا جو خاندان پیپس برگ کو سخت ناگوار تھیں اور جن سے نزاعوں کا ایک
 لاتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔ نٹاڈ کے صلح نامے (۱۸۱۵ء) سے روس کی عظیم الشان ترقی
 کا حقیقی آغاز ہے اور اس کے بعد ہی سے روس نے سوئیڈن، پولینڈ اور ترکی کے ضعف سے
 نفع اٹھا کر اپنی سرحدوں کو بڑھانا شروع کیا اور یورپ کے سیاسیات میں دخل دینے
 لگا۔ اس طور پر شمالی مشرقی یورپ میں ایک عظیم الشان اور بہت بڑا انقلاب ہو رہا تھا۔
 پریشیا کا عروج جس کے آثار یورپ میں منکشاہ سے نمودار ہو رہے تھے، بجائے خود ایک
 نقب خیز انقلاب تھا۔ خاندان بوربون کے سلاطین متحد ہو گئے تھے مگر ۱۸۱۵ء کے بعد انہیں
 معلوم ہو گیا کہ شمالی مشرقی یورپ میں ایک زبردست اتحاد ان کے مقابلہ پر موجود ہے۔
 ۱۸۰۹ء تک فرانس اور انگلستان، ہندوستان میں تفوق حاصل کرنے اور نوآبادیوں کے لئے
 برسرِ پیکار رہے، آسٹریا اس فکر میں تھا کہ نیدرلینڈ کو باویریا سے بدل لے اور روس
 اور پریشیا برابر ترقی کر رہے تھے اور وہ دن قریب تھا کہ آسٹریا
 اور فرانس کے دوش بدوش ان کا شمار بھی یورپ کے دولِ غلام میں ہونے لگا۔
 یونٹ ریٹ، راسٹاٹ اور باڈین کے صلح ناموں اور ۱۸۱۵ء کے ”صلح نامہ سرحدی“ سے
 صرف یہ مقصود تھا کہ جو امور وقوع میں آچکے ہیں انہیں قلم بند کر کے تسلیم کر لیا جائے اور اس
 طور پر یورپ کے معاملات کا تعقیبہ ہو جائے۔ فرانس کے فتوحات کا بیشتر حصہ اسی کے
 قبضے میں رہنے دیا گیا مگر اس کے ساتھ یہ بھی خیال رکھا گیا کہ آئندہ
 اس میں حملہ آور ہونے کی قوت باقی نہ رہے۔ جدید حالات کے
 تحت میں سلطنتوں کے متحد ہونے سے نئے مسائل متنازع فیہ پیدا ہو گئے جن کا تعقیبہ بالآخر
 ۱۸۱۵ء میں جا کر ہوا۔ یونٹ ریٹ کے صلح نامے کی رو سے اس برٹین کا جزیرہ فرانس کے
 قبضے میں رہ گیا اور نیو فائڈلینڈ کے سوا مل پر اس کا ماہی گیری کا حق بحال رہا مگر اکاڈیا
 (نووا اسکوشیا) نیو فائڈلینڈ اور ہڈسنس بے اسے انگلستان کے حوالے کرنے پڑے
 اور ڈنکرک کو ہمسار کرنے کا وعدہ کرنا پڑا۔ لیل، ایر، بیجیوں اور سائین حنیان فرانس کے
 قبضے میں رہے مگر اسکو یہ قبول کرنا پڑا کہ ہسپانی نیدرلینڈ آسٹریا کو دیدئے جائیں اور عظیم
 کی سرحد پر ایک حد فاصل قائم کی جائے۔ فرانس نے یہ بھی وعدہ کیا کہ سوائے اور نیس سوائے
 کے ڈیوک وکٹر ماڈیس کو بحال کئے جائیگے اور اس انتظام کو بھی تسلیم کرنا پڑا جس کے ذریعے سے

اس چالاک ڈیوک کو جو ہسپانیہ کے تحت وناج کے متعلق اپنے دعویٰ سے دست کش نہیں ہوا تھا، سسلی کا جزیرہ مع خطاب شاہی دیا گیا۔ فرانس نے فریڈرک ولیم ریس پریشیا کے خطاب شاہی اور نون شاتیل پر اس کے حقوق کو تسلیم کر لیا اور آرتیج پر اپنے حقوق کو محفوظ رکھ کر بالائی گویلڈر لینڈ پریشیا کو واپس کر دیا۔ ہسپانیہ نے بھی اسی وقت انگلستان سے سوائے اور ہالینڈ سے معاہدے کئے۔ انگلستان کو ہسپانیہ نے جبل الطارق اور مینا قوہ دیدیئے اور آسیانٹو کے معاہدے کی رو سے انگلستان کو جنوبی امریکہ میں تیس سال تک چار ہزار حبشیوں کے لیجانے اور پورٹو بیلو کے میلے میں ہر سال ایک جہاز بھیجنے کی اجازت دی۔ سوائے اور ہالینڈ سے ہسپانیہ نے جو معاہدے کئے اسی شرائط وہی تھیں جو فرانس کے معاہدوں کی تھیں۔ سال مابعد میں فرانس اور آسٹریا کے مابین شرائط صلح راس ٹاٹ میں طے پڑیں اور اس کے بعد فرانس اور شہنشاہت کے درمیان باڈین میں صلح نامہ ہوا۔

راس ٹاٹ کے صلح نامے (۱۶۴۸ء مارچ ۱۱ء) کی رو سے فرانس نے تسلیم کر لیا کہ آسٹریا کا قبضہ نیپلز، سارڈی نیاز، سینی کی بندرگاہوں (پیوم، مینو، پورٹو، راول پور، توسان، استی، فانو اور پی تولو، مینا سونی اور پورٹو لون گونی واقع البانیا) اور مائی لن پر رہے علاوہ بریں فرانس نے مینو در کے حکم ال کو شہنشاہت کا نوان منتخب کنندہ (Electo) تسلیم کر لیا اور باویریا اور کولون کے الیکٹروں کے مقبوضات اور حقوق بحال کرادیئے۔ ستمبر ۱۶۴۸ء میں شہنشاہت نے ”حالت موجودہ قبل از جنگ“ اور ان امور کو تسلیم کر لیا جو رسوک کے معاہدے کی رو سے طے ہوئے تھے۔ فرانس کا قبضہ اساس اور اسٹراس برگ پر برقرار رہا مگر رائن ندی کے مشرقی کنارے پر جو مقامات اسکے قبضے میں تھے ان سے دست کش ہونا پڑا۔ نومبر میں صلح نامہ سرحدات

(صفحہ ۹)

(۱۶۴۸ء) کی رو سے ان انتظاموں کا عمل نافذ ہوا جو دول عظام کے درمیان طے ہوئے تھے۔ صوبجات متحدہ نے ہسپانی نیدر لینڈ چارلس ششم کے حوالے کر دیئے اور قطعاً طے پایا کہ نامور تورنائی کینس منور نے دار نے تون اپرے اور قلندرک میں صرف ڈچ فوجیں اور داندروند میں ڈچ اور آسٹریوں کی مشترک فوجیں ہیں۔ یہ بھی طے پایا کہ ہسپانی نیدر لینڈ کا کوئی حصہ آئندہ فرانس کو نہ دیا جائے۔

یوٹرنیٹ کے معاہدے سے لڑائیوں کا سلسلہ تو ختم ہو گیا مگر نئی بحثیں اور پیدیاں پیدا ہوئیں کیونکہ یہ نامکن تھا کہ جن تصفیوں (یوٹرنیٹ، باڈین اور راس ٹاٹ کے معاہدے)

سے یورپ کا نقشہ بالکل بدل گیا تھا، انکی وجہ سے معاہدہ کرنے والوں میں باہمی رنج وفاق اور بے چینی نہ پیدا ہوئی۔ اطالیہ میں آسٹریا کا تفوق ہسپانیہ کو کبھی گوارا نہ ہو سکتا تھا اس لیے اسے چین نہ آیا جب تک کہ یوٹریخت کے انتظامات نہ وبالانہ ہو گئے۔ فلپ فرانس کے تحت وناج کے متعلق اپنے دعویٰ سے دست بردار ہو گیا تھا مگر اس عہد پر قائم رہنے کی اس کی نیت مطلق نہ تھی اور وہ موقع کا منتظر تھا کہ اپنے دعویٰ کو پھر پیش کرے۔ خاندان ہسپین برگ کو وہ شرائط سخت ناگوار تھیں جن پر ہسپانیہ نیدرلینڈ انکو ملا تھا پہلے تو انھوں نے شرائط مذکور کی ترمیم کیلئے کوشش کی اور جب اس میں کامیابی نہ ہوئی تو حد درجہ اصرار کے ساتھ سلیم کو باوریا سے بدل لینے کی کوشش کی۔ فرانس نے بدرجہ مجبوری کناڈا میں انگریزوں کے قدم جنے دیئے تھے مگر اسکا قصد مصمم تھا کہ شمالی امریکہ میں اتونق حاصل کرنے کے لیے انگلستان سے لڑ بیٹھے۔ جس کی وجہ سے دونوں ملکوں میں جنگ شروع ہو گئی اور بالآخر ۱۷۶۳ء میں بر اعظم امریکہ میں فرانس کے تمام مقبوضات اس کے قبضہ سے نکل گئے۔

طرح بھی ”صلح نامہ سرجات“ سے مطمئن نہ تھے خصوصاً انگلستان کے طرز عمل پر وہ حد درجہ برا فروختہ تھے اور آسٹریا کو (نیدرلینڈ میں) جو فوقیت حاصل ہو گئی تھی وہ بھی ان کی مرضی کے خلاف تھی۔ یورپ کے ممالک ۱۷۶۳ء میں (لڑائیوں سے) بالکل خستہ حال ہو گئے تھے اور ان میں یہ صلاحیت باقی نہ رہی تھی کہ معرکہ آرائیوں کا سلسلہ پھر شروع کریں، مگر ظاہر تھا کہ باہمی مخالفتوں کی تجدید اسی صورت میں رک سکتی تھی جب کہ دول غلام با یک دیگر مشورہ کر کے قیام امن کے لیے سعی ہوں۔ عہد نامہ یوٹریخت کی شرائط سے جو پابندیاں مختلف سلطنتوں پر عائد ہو گئی تھیں ان سے گھو خلاصی حاصل کرنے کی تدبیروں میں ایک سلطنت مہر و تھی۔ سلطنت روس کا عروج بھی لٹاؤ کے صلح نامے سے عیاں ہو چکا تھا۔ ہور مذکورہ بالا سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کس طرف سے شمال اور مشرق اور اس کے علاوہ جنوب و مغرب میں پیچیدگیاں پیدا ہونے والی تھیں۔

قریب قریب ایک نسل تک یورپ میں یہ حیثیت مجموعی سکون تھا ۱۷۶۳ء تک کوئی جنگ عظیم نہیں ہوئی۔ یورپ کے سیاسیات میں ایک نیا عہد پریشیا میں فریڈرک اعظم کی تخت نشینی سے شروع ہوا اور اس صدی کے اختتام کے قریب یورپ کے نظام ملکی کے تباہ ہو جانے کے باعث فرانس میں فوجی جہوریت کا زور ہو گیا جس سے یورپ کے ملکوں

کی آزادی معرض خطر میں پڑ گئی۔

امن و امان کی ضرورت یورپ کے ملکوں میں سب سے زیادہ جرمنی کو تھی کیونکہ قصاص سال جنگ سی سالہ سے سنبھلنے کے قبل ہی وہ لوٹی چہار دہم کی چہرہ دستی کا شکار ہو چکا تھا۔ جرمنی کی کمزوری کی زیادہ توجہ یہ تھی کہ وہ متعدد چھوٹے چھوٹے ملکوں میں منقسم تھا۔

یورپ کے سربراہوں نے یہ سب اس کے دستور سیاسی کی بدولت تھا جو دیسٹ فالیا کے تحت نامے کی حالت ۱۹۱۵ء میں پہنچا تھا۔ اس صلح نامے کی ترتیب سے ایک متحد سلطنت کے وجود میں آنے کی رہی امید بھی جاتی رہی اور پہنچا تھا۔

لی قطع دیرید کے بعد آزاد حکمرانوں کا ایک برائے نام اتحاد درگیا۔ جرمنی کا ملک تین سو چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم تھا جسکے حکمرانوں کو نہ صرف مالگزارسی و سول کرنے حاصل کر دے گری عالم کرنے اور روپیہ سکوک کرنے اور کم قیمت سکوک کے جاری کرنے کا حق تھا بلکہ معاہدات کے

کرنیکا بھی وہ یہ بھی تصفیہ کر سکتے تھے کہ انہی ریاست میں کس مذہب کی پیروی ہوگی۔ ہر ٹیس اپنی ریاست میں حاکم مطلق انسان تھا اور ان میں سے اکثر قابل فزون تھے۔ شہنشاہت آزاد حکمرانوں کا برائے نام اتحاد تھا اور مرکزی اور لامرکزی رجحانوں یعنی حکومت شاہی اور امرا میں جو کشمکش جاری تھی اس میں لامرکزی کو فتح ہونے والی تھی۔ ۱۹۱۸ء کے بعد سلطنت جرمنی حکمرانوں کی ایک جمہوریہ بنی جس کا صدر شہنشاہ تھا۔

اٹھارویں صدی کے آغاز میں جرمنی میں قومیت کا جذبہ مفقود ہو گیا تھا۔ اخلاق و عادات بگڑنے لگے تھے۔ چھوٹی ریاستوں میں تعدنی حالت حکومت کی فراہمی کی وجہ سے روبرو انخطاط تھی حالانکہ جنگ سی سالہ سے قبل اسی سے ملک کو تقویت تھی۔

صفحہ (۱۱)

ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے رئیس بالعموم جاہل اور ظالم تھے اور بد انضامی بھی انتہا کو پہنچ گئی تھی۔ ۱۸۱۵ء میں جرمنی کی حالت ایک ایسے جسم کی تھی جس کے سبب عضو ایک دوسرے سے الگ ہو گئے ہوں۔ بیدرمان لکھتا ہے ”ریاستوں کی کثرت سے خود انضامی اور معاشی دقتیں پیدا ہوتی ہیں اور اس پر طرہ یہ تھا کہ جو اضلاع ایک ہی حکومت کے تحت میں تھے وہ بھی اپنے محل وقوع کے لحاظ سے ایک دوسرے سے دور تھے اسوجہ سے ان کے انتظامات میں

ہم آہنگی نہ تھی اور تجارتی تعلقات بھی قائم نہ رہ سکتے تھے۔ سلطنت جرمنی کا سرغنہ شہنشاہ تھا اسی کے ہاتھوں میں عاملانہ اقتدارات تھے اور اس کا مستقر وائٹا تھا۔ ۱۹۱۸ء سے شہنشاہ کا اقتدار محض برائے نام تھا اور گو خطاب شاہی کی سلطوت اب بھی کچھ باقی تھی مگر شہنشاہوں کے آسٹروی رجمانات کی وجہ سے شہنشاہت میں ان کی حیثیت محض نمائشی رہ گئی تھی۔ رائس بون میں مجلس ڈیٹ منعقد ہوتی تھی جسے وضع قوانین کا اختیار تھا۔ اس مجلس میں تین جماعتیں تھیں ایک الیکٹروں کی دوسری ریاستوں کے حکمرانوں کی اور تیسری شہنشاہی شہروں کی الیکٹروں کی جماعت کا صدر مسینر کا اسقف اعظم تھا۔ اس مجلس میں دو اسقف اعظم اور بھی تھے یعنی تریوز اور کولون کے اور ان کے علاوہ ہینڈور، بران ڈین برگ، بوہیمیا، یسکینی، بادیریا اور پلاٹینیٹ کے الیکٹر شامل تھے۔ حکمرانوں کی جماعت میں ۳۶ کلیسیہ کے اور ۶۴ غیر مذہبی اراکین اور تیسری جماعت میں ۵۲ شہنشاہی شہروں کے نمائندے تھے۔ ہر دونوں اعلیٰ جماعتوں میں کسی تحریک کے منظور ہونے کے لئے یہ ضروری تھا کہ جماعت غالب اس کی تائید کرتی لیکن اگر آزاد شہروں کی جماعت کسی تحریک کی مخالفت کرتی تو وہ شہنشاہ کے پاس توی کے لئے پیش نہ ہو سکتی جس تحریک کو شہنشاہ منظور کر لیتا وہ تمام شہنشاہت کے لئے فیصلہ دہنشی (Conclusum) ہو جاتی۔ اٹھارویں صدی میں تینوں جماعتوں کے اراکین کی طرف سے نائب آتے تھے مگر چونکہ طبقہ نمائٹ کو حق نیابت نہیں دیا گیا تھا اس لئے انھوں نے ڈیٹ کے تصفیوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے علیحدہ حلقے بنا کر شہنشاہ سے راست تعلقات قائم کر لئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ڈیٹ کا کوئی حقیقی اثر نہ تھا اور سوائے اعلان جنگ کے مجلس مذکور کسی اور طریقے سے اپنی قوت کا اظہار نہ کر سکتی تھی۔ بحالت موجودہ اس کی حیثیت مختلف ریاستوں کے سفیروں کی مجلس کی تھی جبکی کارروائیاں وقت کی نگاہ سے نہیں دیکھی جاتی تھیں۔ عدالت شہنشاہی کا مستقر دیٹزلار پر تھا جو لان ندی پر واقع ہے۔ اس عدالت کی کمزداری سے جرمنی مشارکت کی کمزوری عیاں تھی حالانکہ اس کے قیام کی غایت یہ تھی کہ اسی کے ذریعے سے جرمنی کے رئیسوں کی باہمی نزاعوں کا تصفیہ ہو جائے لیکن عدالت مذکور میں صرف جزوی محاملات پیش ہوتے اور اہم معاملات کے بزور تشریح پانے کو وہ روک نہ سکتی تھی۔

صفحہ (۱۲)

علاوہ ازیں اس کے تحت میں کوئی زبردست فوج ہوتی جس کے ذریعے سے وہ اپنے احکام کی تعمیل کر سکتی۔ شہنشاہی نظام حکومت اب بھی قائم تھا اور ملک جرمنی دس حلقوں میں منقسم تھا جو فوجی، عدالتی اور مالی انتظامات کے افراد تھے۔ انہیں حلقوں پر شہنشاہی تصفیہ کی تعمیل بھی عائد ہوتی تھی۔ حلقہ ہائے مذکور سیاسی تقسیموں کے مطابق نہ تھے اور بسا اوقات ایک ہی حکمران کے مقبوضات مختلف حلقوں میں ہوتے۔ شہنشاہی فوج شتل تھی ان امدادی فوجوں پر جو ان حلقوں سے فراہم ہوتی تھیں اور محض بے مصرف اور ناقابل کار تھیں۔ صرف جرمنٹ بلکہ جرمنی مختلف ریاستوں کے سپاہیوں پر شتل ہوتی بلکہ ہر ایک ریاست کی فوج کی وردی اور ہتھیار مختلف ہوتے۔ بعض ریاستیں تو ایسی تھیں جنکی امدادی فوج کے صرف دو سپاہی شہنشاہی فوج میں شریک ہوتے اور وہ بھی انہیں کی خام وردی اور ہتھیاروں میں جنکے اخراجات کے وہ خود کفیل تھے۔ شہنشاہی نظام فوجی ناکام ثابت ہوا اور اس نے اہل جرمنی اپنے کو بیرونی حملوں سے محفوظ نہ رکھ سکتے تھے۔ علاوہ ازیں مذہبی اختلاف سے بھی آپس میں نفاق بڑھا ہوا تھا۔ ویسٹ فالیا کے صلح نامے کے بعد سے ہر رئیس اپنی سلطنت میں نہ صرف سیاسی بلکہ مذہبی معاملات میں اپنی مرضی کا مالک تھا اور مذہبی اختلافات بجائے اس کے کہ ۱۶۴۸ء میں انجام تصفیہ ہو جاتا ہمیشہ کے لئے قائم ہو گئے اسی کی وجہ سے جرمنی میں اتحاد باہمی کی تمام امیدیں جاتی رہیں اور وہ کوششیں بے سود ثابت ہوئیں جنکی غایت یہ تھی کہ شہنشاہت کی حالت منبھل جائے اور حملہ آوری یا حفاظت کی اہلیت اس میں پیدا ہوئے۔ جس پر یہ کہ نظام مشارکت جو بڑی محنت سے وجود میں آیا تھا ناکام ثابت ہوا۔ اہل جرمنی کے ایک متحدہ قوم ہونے کا خیال دلوں سے محو ہو گیا، فرانس نے آسٹریا ش بزرگ اور اساس پر قبضہ کر لیا اور قریب تھا کہ لارین پر بھی اس کا قبضہ ہو جائے۔ شہنشاہی فوج نہ تو جرمنی کو بیرونی حملوں سے محفوظ رکھ سکتی تھی نہ اندرونی فسادوں کا انداد کر سکتی تھی۔ جنگ ہفت سالہ نہ صرف جرمنی کے شیرازہ قوی کے انحلال کی نشانی تھی بلکہ شہنشاہت بدست مدہ سہ روم کا تہائی انحطاط کی بھی اور اس ابتری کی جو شہنشاہت کے ہر عضو میں سرایت کر گئی تھی۔ اب بہتری کی امید اگر ہو سکتی تھی تو صرف اس صورت میں کہ جرمنی کے صد ہا رئیسوں میں کوئی ایسا مدیدان پیدا ہو جائے جو اپنے ہم قوموں میں جذبہ اتحاد کو برانگیختہ کر سکے جنکی صلاحیت قدیم رواج انحطاط نظام سیاسی میں نہ تھی۔

صفحہ ۱۳

چونکہ جرمنی سے اتحاد قومی مغفود ہو گیا تھا اور حکام کے طرز عمل میں ہم آہنگی بھی باقی نہ رہی تھی اس لئے چھوٹے موٹے رئیس اپنی ذاتی حفاظت کے لئے آسٹریا یا پرتشیا کا دھن پکڑنے لگے۔

جرمنی کی ریاستوں میں آسٹریا کو سب پر فوقیت حاصل تھی۔ البرٹ ثانی کی تخت نشینی کے بعد آسٹریا سے لیکر شہنشاہت خاندان ہیٹس برگ میں تھی اس لئے دنا نہ صرف آسٹریا

کا سب سے بڑا شہر تھا بلکہ شہنشاہت کا بھی دارالسلطنت تھا۔ آسٹریا کے خاندان کے شہنشاہوں نے شہنشاہت کی سطوت و جبروت سے کام لیکر اپنی قوت کو اپنے ذاتی مقبوضات کی توسیع میں صرف کیا تھا جس سے شہنشاہت کے اقتدارات کو نقصان پہنچا۔ دنا میں انھوں نے ایک ایک کو نسل شہنشاہی مجلس شورے قائم کر رکھی تھی جو بالکل آسٹریا کی ایجاد تھی اور جو عدالت شہنشاہی کے اقتدارات میں اکثر دخل دیتی تھی۔ لیکن شہنشاہان مذکور کو مذہب پر اسٹینٹ کی بیخ کنی اور تمام ملک جرمنی میں حکومت مطلقہ انسانی کے قیام میں ناکامی ہوئی۔

ویسٹ فالیہ کے صلح نامے کے بعد سے شہنشاہوں کا رجحان یہ تھا کہ شہنشاہی اعزاز سے چشم پوشی کریں اور آسٹریا کے مفاد کا زیادہ خیال رکھیں۔ چارلس ششم اگر چاہتا تو ہسپانیہ کی جنگ جانشینی کے دوران میں اساس اور اسٹراس برگ پر پھر شہنشاہت کا قبضہ بحال کر دیتا مگر اسے فکر تھی کہ سہلی اور نیپلز پر قبضہ کر کے اپنے اطالوی مقبوضات میں اضافہ کرے اس لئے اس نے یوٹریخت میں صلح کرنے سے انکار کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اساس اور اسٹراس برگ ۱۸۰۶ء تک فرانس کے قبضے میں رہے۔ علاوہ بریں شہر میں چارلس نیپلز کے معاوضے میں سکنی کو حاصل کرنے کے لئے لارین سے دست کش ہو گیا حالانکہ اس نے مجال شہنشاہی سے مشورہ تک نہ کیا تھا۔ جرمنی کے حکمرانوں کو یہ ناکام تھا کہ کسی طریقہ سے ان کے حقوق میں دست اندازی کی جائے ایسے ستترہویں صدی میں وہ فرانس کو اپنا محافظ خیال کرتے تھے مگر جب لوئی چہارم نے اسٹراس برگ اور لگزم برگ پر زبردستی قبضہ کر لیا، نان تے کے فرمان کو منسوخ کر دیا اور پلاٹینیٹ کو تاخت و تاراج کر دیا تو انکی آنکھیں کھیں اور وہ مجبوراً شہنشاہ کا ساتھ دینے پر مجبور ہوئے لیکن جب جوزیف اول نے حکم شہنشاہی سے کولون اور بادیریا کے ایکٹروں کو قانون کی حفاظت سے

خارج کرادیا اور ان کے مقبوضات پر قبضہ کر لیا اسی طرز عمل کو آئندہ چکر میرا تھیری سا اور یوسف ثانی نے بھی اختیار کیا اور اطالیہ میں متعدد علاقوں کو الحاق کر لیا اس سے بھی وہ خائف ہو گئے۔ جوزیف کے انتقال کے بعد اس کے جانشین چارلس ششم کو دو ماہ اپنے بعض اقتدارات سے دست کش ہونا پڑا جس سے شہنشاہ کا اقتدار اور بھی گھٹ گیا اور حکمرانوں کے حقوق اور مراعات کی حفاظت کا انتظام ہو گیا۔ مگر عالم سبھی کے مغربی حصے میں آسٹریا کا اثر اب بھی بہت کچھ تھا حالانکہ شہنشاہوں نے اپنے بعض اقتدارات سے دو ماہ دست کشی کر لی تھی اکثر حکمرانوں کا اثر بڑھ رہا تھا، پرشیا، سیکنی اور ہینڈو کے الیکٹر بادشاہ ہو چکے تھے اور باویریا کا طرز عمل مشتبہ بلکہ اندیشہ ناک تھا۔ جرمنی سے اسکا تعلق بہت گہرا تھا کیونکہ اس کے حکام شہنشاہ تھے اور نیدرلینڈ اور سویڈیا پر قابض ہونے کی وجہ سے اہل جرمنی اسے فرانس کے مقابل اپنا محافظ خیال کرتے تھے۔ جرمنی میں آسٹریا کا تفوق اس وقت تک ضرور برقرار رہتا جب تک کہ ڈیٹ میں کانولیکٹیوں کی تعداد غالب تھی۔

فرمان روایان خاندان ہپس برگ کی حیثیت لورڈ میں بالکل غیر معمولی تھی۔ خاص آسٹریا کے علاوہ انھوں نے آسٹریا، کارینول، گورز اور ٹائرل پر قبضہ کر لیا تھا۔ وہ میا مع اضلاع مورے ویا، سائی لیشیا، اور لاسٹرن ان کے زیر حکومت تھے۔ اور اسٹیم میں ناتھ مارکی صلیح کے بعد ہنگری، کروشیا، اور برین سلوے نیا بھی ان کے قبضے میں آ گئے۔ یوٹریخت کے صلیح نامے کی رو سے ان کے اطالوی مقبوضات میں خاصہ اضافہ ہو گیا تھا جن میں اب نیمپلز، سارڈی نیا، لسنکی کے بندرگاہ اور لمبارڈی کا بیشتر حصہ (زمین تو اکی ڈچی اور میلان کی ڈچی کا ایک جزو) شامل تھا۔ ہسپانی نیدرلینڈ بھی ان کو حال ہی میں ملے تھے۔ سوے بیا اور بریس گاؤں جو ان کے مقبوضات تھے وہ ان کے خاندان کے قبضے میں عرصے سے تھے۔ سترہویں صدی کے نصف آخر میں خاندان ہپس برگ کی تاریخ سے صاف ظاہر ہے کہ آسٹریا کی حکمت عملی یہ تھی کہ ہٹکی کے انحطاط سے نفع اٹھا کر قسطنطنیہ کی طرف بڑھے اور جرمنی کے جنوبی حصے میں اپنے اثر کو مستحکم کرے۔ ۱۵۱۵ء میں چارلس ششم نہ صرف شہنشاہ تھا بلکہ بویمیا اور ہنگری کا بادشاہ اور آسٹریا کا ڈیوک اعظم تھا۔

صفحہ (۱۵)

اس وسیع سلطنت کے انتظامات کے انصرام کے لیے خاندان ہیس برگ کے لائق ترین عہدہ داروں نے اپنی پوری لیاقت صرف کر دی۔ ان کی رعایا میں مختلف اقوام تھیں مثلاً ہیلجی، اطالوی، جرمن، نریج، گیار، متعدد سلاوا اقوام وغیرہ۔ علاوہ ازیں سلطنت کا کوئی قدرتی مرکز نہ تھا اکثر اضلاع منتشر اور دور دراز تھے۔ خصوصاً آسٹرویائی لینڈ تو گویا ایک دور افتادہ نوآبادی تھی۔ اس قسم کی منتشر آبادیوں کو ایک مرکزی حکومت میں متحد کرنا دشوار تھا اور انکو ایک ہی مشارکت میں شریک کرنے میں بھی دقتیں تھیں۔ پرشیا بھی منتشر اضلاع پر مشتمل تھا جو چارلس ششم کے موروثی مقبوضات سے بھی زیادہ ایک دوسرے سے دور تھے۔ مغرب میں فریڈرک ولیم اول کے قبضہ میں کیلونز، مارک اور راونیس برگ تھے، مشرق میں پرشیا جو الیکٹر کی حکومت میں ۱۶۱۸ء میں ملحق ہوا تھا۔ وسط پرشیا میں برانڈین برگ کا ضلع الیکٹری تھا جو کورمارک، اور نیومارک،

کے اضلاع پر مشتمل تھا۔ شاہان پرشیا کے ان مقبوضات میں پومی رانیا بعیدہ، ہال برسٹا اور منڈن ۱۶۴۸ء میں شامل ہو گئے، میگ ڈی برگ ۱۶۶۸ء میں اور گولڈرس ۱۶۱۲ء میں اس صدی میں شاہان پرشیا کا مقصد ہمیشہ یہ تھا کہ ان منتشر مقبوضات کو متحد کر دیں۔ مگر برانڈین برگ اور کیلونز کے درمیان میں دور تھا۔ برانڈین برگ اور پرشیا کے درمیان پولینڈ ٹکس آیا تھا اور شمال میں پومی رانیا کے بیشتر حصے پر سویڈن کا قبضہ ہونے سے اکثر اندیشہ رہا کرتا تھا اس لئے شاہان پرشیا کو اب یہ خیال لگا رہتا تھا کہ کسی صورت سے جو کچھ اور برگ پر قبضہ کر کے اپنی مقبوضات کو رائن نڈی کی طرف بڑھائیں پومی رانیا سے اہل سویڈن کو نکال باہر کریں اور پولینڈ کی قطع و برید کر کے برانڈین برگ اور پرشیا کی حدود کو ملا دیں۔

فریڈرک ولیم اول اور اس کے جانشین فریڈرک اعظم کی طویل عہدہ ہائے حکومت کے نتائج یہ تھے کہ مقبوضات میں توسیع ہوئی، مرکزی حکومت وجود میں آئی اور مقبوضات سابقہ پران کا قبضہ مستحکم ہو گیا۔ ”پرشیا کی اس ترقی میں فریڈرک ولیم کا بہت کچھ حصہ ہے

(۱) دیکھو ضمیمہ (الف)

(۲) دیکھو ضمیمہ ب

اور اسی کی کوششوں سے ایک مرکزی نظام انتظامی قائم ہو گیا جو کل رست کے صلح نامہ تک برقرار رہا۔ مساعی مذکور کی وجہ سے پرشیا باوجود اپنے اصلاح کے منتشر ہونے کے رخنہ رفتہ متحد ہو گیا اور ایک زبردست قوت پیدا کر لی جو آسٹریا کو کبھی نصیب نہ ہوئی اور جنگ ہفت سالہ کے بعد آسٹریا کا ہمسر اور ملجا قوت اس کا ہم بدلہ تسلیم کیا جانے لگا۔ جرمنی کی اس چھوٹی سی ریاست پرشیا کا ترقی کر کے سربراہ اور وہ یورپی سلطنتوں کے زمرہ میں شامل ہو جانے کا حیرت انگیز تھا۔ اس کے اسباب یہ تھے اولاً پرشیا جرمنی کی پرائسٹنٹ ریاستوں کا سرغنہ خیال کیا جاتا تھا، ثانیاً شاہان پرشیا کا ایک زبردست فوج تیار کر لینا اور ثالثاً پرشیا کی فتوحات سے جذبہ قومی کا برائے نختہ ہو جانا۔ جرمنی کے جدید تمدن کے دو چشمہ حیات تھے، ایک تو پرشیا کی سلطنت اور دوسرا پرائسٹنٹ مذہب، فریڈرک اعظم نے اپنی قوم میں وہ جذبات پیدا کر دیئے جنہیں ہر قوم اپنے لئے بلاء و فتنہ خیال کرتی یعنی شجاعت قوم پرستی اور مذہبی آزادی کی خواہش جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پرشیا جرمنی قوم کا سلم نامیدہ ہو گیا۔ پرشیا اور آسٹریا میں ایک نہ ایک روز جنگ ہونے والی تھی۔ فہرۃ یوہن اسے پہلے ہی سے تاثر کیا تھا اسی لئے ۱۷۵۷ء سے ۱۷۶۳ء تک پرشیا اور آسٹریا کے باہمی تعلقات میں کشیدگی بڑھتی گئی۔ ۱۷۶۳ء سے ۱۷۶۵ء تک جرمنی سے آسٹریا کے تفوق کو دفع کرنے کی پیہم کوششیں ہوتی رہیں اور جنگ ہفت سالہ کے بعد پرشیا، آسٹریا کا ہمسر اور خاندان ہابسبرگ کے مقابلے میں جرمنی ریاستوں کا محافظ تسلیم کر لیا گیا۔

(صفحہ ۱۵۱)

بادیر یا پر خاندان ویٹلس باخ کی ایک شاخ تھی اور ہسپانیہ کی جنگ جانشینی میں وہاں کے ڈیوک نے فرانس کا ساتھ دیا تھا۔ فروری ۱۷۷۰ء میں فرانس اور بادیر یا باویریا کے درمیان ایک گہرا اتحاد ہو گیا جس کی رو سے فرانس آمادہ ہو گیا کہ اگر (بادیر یا کا) الیکٹر خاندان ہابسبرگ کے مقبوضات و عوی کرے یا شہنشاہ کا جانشین ہونا چاہے تو اس کی تائید کی جائے گی۔ اسی سال مارچ میں فرانس نے اسٹاٹ کی مصالحت میں شہنشاہ کو مجبور کیا کہ الیکٹر کو اپنی سلطنت پر بحال کر دے جہاں سے وہ بلیں ہم کی لڑائی کے بعد کال دیا گیا تھا۔ خاندان ہابسبرگ سے بادیر یا کے تعلقات کبھی خوشگوار نہ آئے۔ جنگ سی سالہ میں بھی گو وہاں کا الیکٹر شہنشاہ

کی طرف سے لڑا تھا مگر دراصل اپنی ذاتی اغراض کی وجہ سے اس نے شہنشاہ کا ساتھ دیا تھا۔ اس کا جانشین عرصہ تک اس تشویش میں تھا کہ شہنشاہ سے توسل پیدا کرے یا کوئی چہار دہم سے۔ مگر بالآخر ہسپانیہ کی جنگ جانشینی کے آغاز میں وہ لوئی کا شریک ہو گیا اور باویر یا فرانس کا طرفدار رہا یہاں تک کہ الیکٹر (باویر یا) اور شاہ (فرانس) کا طرز عمل کامیاب ثابت ہوا اور چارلس البرٹ شکستہ میں چارلس ہفتم کے لقب سے شہنشاہ ہو گیا۔ اُس نے تصفیہ معاملات آسٹریا کو تسلیم کرنے سے ہمیشہ انکار کیا تھا کیونکہ اس کا دعویٰ یہ تھا کہ میری شادی چارلس ششم کی ایک تختیابی سے ہوئی ہے لہذا مجھے اور سیکسنی کے الیکٹر کو آسٹریا کی میراث سے حصہ ملنا چاہیئے :

نیشی پلائینٹ جس کا مستقر ہڈیل برگ تھا خاندان ویلس باخ کی ایک دوسری شاخ کے قبضہ میں تھا اور وہاں کے الیکٹر کو ویسٹ فالیا کے صلح نامے کی رو سے اسکے مقبوضات کا بیشتر حصہ واپس لگیا تھا۔ خاندان کی حکمران شاخ کے پلائینٹ

معدوم ہو جانے کی وجہ سے لوئی چہار دہم نے نیشی پلائینٹ پر اپنی بہو ڈچس آف آرنیس کی طرف سے دعویٰ کیا مگر شکستہ میں یہ معاملہ بالآخر ناشی سے طے ہو گیا اور الیکٹر جان ولیم نے تین لاکھ کراؤن ڈچس کو دیدیئے۔ راس ٹاٹ کے صلح نامہ کی رو سے اسے مجبوراً بالی پلائینٹ سے دست بردار ہونا پڑا جو شکستہ میں اس کے حوالے کیا گیا تھا جب کہ باویر یا شہنشاہت کی حفاظت سے خارج کر دیا گیا تھا۔ لوئی چہار دہم کے انتقال کے بعد پلائینٹ کا الیکٹر چارلس فلپ اس شش و پنج میں تھا کہ فرانس کا ساتھ دے یا آسٹریا کا اپنے مقبوضات میں اس نے پرائسٹنٹ لوگوں پر کچھ مظالم کیئے تھے جس پر چارلس ششم نے

(۱) انگریزی میں اسے اصطلاحاً Pragmatic Sanction (تصفیہ امور سلطنت) کہتے ہیں اور اس سے اس فرمان شہنشاہی سے مراد ہے جس کی رو سے شکستہ میں چارلس ششم (شہنشاہ جرمنی) نے اپنی بیٹی میریا تھیریسا کو اپنے آسٹریائی مقبوضات کا وارث قرار دیا تھا اور اپنے داماد کو شہنشاہت میں اپنا جانشین کرنا چاہا تھا۔ جرمنی کی قریب قریب تمام سلطنتوں اور یورپ کے اکثر دول نے اُس تصفیہ کو تسلیم کر لیا تھا مگر بالآخر سب کی سینٹ بدل گئی اور جنگ جانشینی آسٹریا شروع ہو گئی مگر جرمن۔

اس کی چشم بھائی کی اس سے وہ بگڑ گیا اور باویریا کے الیکٹر سے اختلاط پیدا کرنے لگا۔
 ۱۸۱۸ء میں اس کے ساتھ ایک قسم کا خاندانی اتحاد قائم کر لیا جو فرانس کو بھی پسند تھا۔ ۱۸۱۹ء
 میں اس کی امداد حاصل کرنے کے لیے شہنشاہ نے برگ اور جو لچ کے اضلاع کی جانشینی کے لیے
 اس کے خاندان کی شاخ سولز باخ کو نامزد کرنے کا وعدہ کیا جو شیشی پلائٹ کے وارث
 ہونے والے تھے۔ مگر اسی وقت شہنشاہ نے یہی وعدہ شاہ پرشیا سے بھی کیا۔ شہنشاہ کی
 یہ دو رخنی خیال الیکٹر کو اس قدر ناگوار ہوئی کہ ۱۸۱۹ء میں اس نے دو تصفیہ معاملات آسٹریا
 کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا پولینڈ کی جنگ جانشینی میں وہ غیر جانب دار رہا اور اس کے
 انتقال (۱۸۲۳ء) کے بعد سولز باخ کا چارلس تھیوڈور۔ اسکا جانشین ہوا جس نے فرانس
 سے اتحاد پیدا کر لیا۔ ہینو وریک پر اسٹینٹ ریاست مٹی جس کا حکمران حال ہی میں الیکٹر
 تسلیم کیا گیا تھا اور چند روز کے بعد انگلستان کا بادشاہ ہو گیا جسکی
 ہینو وریک

وجہ سے اس ریاست کو یورپ میں رسوخ حاصل ہو گیا۔ آسٹریا سے
 اس ریاست کے گہرے تعلقات تھے اور الیکٹر بنانے جانے کے لیے اس نے آسٹریا سے
 کچھ معاہدہ بھی کیا تھا۔ جارج دوم نے آسٹریا کی جنگ جانشینی میں میریا تھیری سا کی تائید کی
 تھی مگر جرمنی کے محاطات میں اس کا طرز عمل بھی وہی تھا جو وہاں کے دوسرے حکمرانوں
 کا تھا اور چارلس ہفتم (شاہ باویریا) کے شہنشاہ ہو جانے کے وہ خلاف نہ تھا۔ برخلاف اس کے
 پرشیا کے بادشاہوں سے جارج اول و جارج دوم کے تعلقات کبھی دوستانہ نہ تھے گو یہ
 دونوں خاندان ہم مذہب (پروٹسٹنٹ) تھے اور آپس میں رشتہ داری بھی تھی مگر جنگ
 ہفت سالہ کے دوران میں سیاسی مصالح سے مجبور ہو کر جارج دوم اور فریڈرک اعظم میں
 ایک گہرا اتحاد پیدا ہو گیا۔

سیکسی کو خاص اہمیت اس لیے حاصل ہو گئی تھی کہ پولینڈ سے اسے گہرا تعلق تھا۔
 سیکسی اس ریاست کا الیکٹر آگسٹس دوم پولینڈ کا منتخب شدہ بادشاہ
 بھی تھا۔ اس کے بیٹے (آگسٹس سوم) کی شادی میریا یوسف

سے ہوئی تھی جو شہنشاہ یوسف اول کی بیٹی تھی اور گروہ حقوق وراثت سے دست کش ہوئی
 تھی مگر چارلس ششم کے مرنے کے بعد اس نے آسٹریا کی میراث میں اپنے حصے کا دعویٰ
 کیا۔

سیکسنی کو پولینڈ سے جو تعلق تھا اس کی وجہ سے وہاں کے الیکٹر کو یورپ میں خاص شہرت حاصل تھی۔ پولینڈ میں صدیوں سے ایک لامرکزی حکومت قائم تھی حالانکہ یہ ملک یورپ کے وسط میں تھا جہاں حکومت شاہی کا رواج تھا۔ پولینڈ کا دستور گوبرنمنٹ نام شاہی تھا مگر دراصل جمہوری تھا۔ بادشاہوں کا انتخاب عمل میں آتا تھا اور انھیں ایک معاہدے کو تسلیم کرنا پڑتا تھا جو (Paeta Conventa) میثاق اتحاد کے نام سے موسوم تھا اور جس کے شرائط کی پابندی کا بادشاہوں کو حلف اٹھانا پڑتا تھا۔ بادشاہ مجلس قومی کی صدارت کرتے اور اگر چاہتے تو فوج کی سپہ سالاری بھی کر سکتے تھے سینٹ جو حقیقی عاملانہ جماعت تھی بالکل بادشاہ کے قابو میں نہ تھی لیکن ڈیٹ کی اس پر پوری نگرانی تھی۔ ڈیٹ میں زمانہ سابق میں تمام بالغ امرا شامل تھے مگر یہ مجلس اب چار سو نابالغوں پر مشتمل تھی جنھیں مجالس اضلاع منتخب کرتیں اور جنھیں ڈیٹ میں اپنے طرز عمل کے متعلق پوری ہدایتیں دی جاتیں۔ ڈیٹ کی ہر قرارداد کے لئے جملہ اراکین کا تعلق اراکے ہذا ضروری تھا۔ اس لئے اگر ایک نائب بھی چاہتا تو مخالف رائے دیکر کارروائی کو بند کر سکتا تھا۔ اس لئے جب مخالف رائے دینے یا کسی دوسری رکاوٹ کی وجہ سے نظام حکومت میں سخت مداخلت ہوتی تو ایک مجلس مشارکت (Confederation) منعقد کی جاتی یہ ایک غیر معمولی مجلس تھی جس میں رائے مخالف (دیٹو) کا کوئی اثر نہ تھا۔ اس لئے (Liberum veto) آزادی اختلاف رائے مشارکت خانگی اور میثاق اتحاد (Paeta Conventa) کے وجود سے پولینڈ کا دستور لامرکزی رہی تھی تھا گو اس کا ایک نظام بھی تھا۔ جماعتوں اور فرقوں کے مناقشوں سے بادشاہوں کی قوت بھی زائل ہو گئی تھی۔

اٹھارھویں صدی میں یورپ کی توجہ زیادہ تر پولینڈ کی طرف تھی جس طرح کہ تیرھویں صدی میں ہسپانیہ پر تمام دول یورپ کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں۔ لوئی چہارم کی طویل العہد حکومت میں عالم مسیحی کے بادشاہوں کے دماغوں میں شہنشاہت ہسپانی کی تقسیم کا خیال اکثر آیا کرتا تھا۔ اسی طرح پولینڈ کی تقسیم کا مسئلہ اٹھارھویں صدی کے اوائل ہی میں یورپ کے اکثر ممالک میں نہایت ہی اہم ہو گیا تھا۔ پولینڈ یورپ کے وسط میں واقع تھا اور اس کا رقبہ فرانس سے زیادہ تھا۔ اس کے باشندے قریب قریب

تمام سپاہی منش تھے پرشیا اور آسٹریا اور روس کے درمیان میں واقع ہونے کی وجہ سے پولینڈ ان تینوں دول کی رقابت کا مرکز بن گیا تھا اور اس رقابت میں ایک پیچیدگی اسوجہ سے بھی پڑ گئی تھی کہ فرانس کا پولینڈ کے معاملات میں ہمیشہ دل لگا رہتا تھا۔ پولینڈ کی جنگ جانشینی سے اور اس سفارتی جدوجہد سے جو جنگ ہفت سالہ کے قبل کے چند سال تک پولینڈ میں جاری تھی اور ۱۷۹۴ء سے ۱۸۰۷ء تک کے مشرقی یورپ کے تاریخی واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ پولینڈ کے دستور میں کیا کیا اندرونی اسقام تھے اور جو وہ متذکرہ بالا ہی نے یورپ پر روشن کر دیا کہ سیاسیات میں پولینڈ کی کیا اہمیت ہے اور روس کس طور پر اس کی آزادی کے درپے ہے اور یہ کہ فرانس اپنے پیچیدہ دعوے کو تسلیم نہیں کر سکتا۔

اطالیہ میں آسٹریا کے وسیع مقبوضات تھے یوٹریخت کے صلح نامے سے جزو تھا مذکور میں ہسپانیہ اور فرانس کا اثر عارضی طور پر زائل ہو گیا تھا کیونکہ نیپلینر سارڈینیا، اضلاع میلان، نیوا، اور ٹسکنی کے اضلاع آسٹریا کے قبضے میں آ گئے تھے اطالیہ کو اب اگر کوئی امید تھی تو صرف سوائے کے خاندان سے جس کے قدم پٹریخت میں خوب جم گئے تھے اور جس کا سسلی پر بھی قبضہ تھا وہ وقت بھی قریب تھا کہ اضلاع میلان پر بھی اس عیار خاندان کا رفتہ رفتہ قبضہ ہو جائے شاہیہ میں شمالی اطالیہ کے مختلف حصص پر سوائے، آسٹریا، دینس اور جینیوا کی جمہوریہ کا قبضہ تھا۔ وسط میں اضلاع ذیل تھے، موڈینا جس پر خاندان ایسٹی حکمران تھا، ٹسکنی جہاں خاندان میڈیچی حکمران تھا، پارما اور پیاسین زاجو خاندان فارنسیس کے تحت میں تھے ٹسکنی کے اضلاع جو آسٹریا کے قبضہ میں تھے۔ پاپائے روما کے مقبوضات اور جمہوریہ لیو کا۔ جنوب میں نیپلینر پر آسٹریا کا قبضہ تھا اور سسلی پر چند رذر کے لے سوائے کے خاندان کا۔ ہسپانیہ فی الوقت اطالیہ سے خارج ہو چکا تھا مگر اس ملک میں اپنا اثر دوبارہ قائم کرنے کے لئے موقعہ کا منتظر تھا۔

ہسپانیہ نے بجائے اس کے کہ اپنی شکست کو تسلیم کر لیا اور پھر تھال ونیس اور ہالینڈ اسی ہسپانیہ اور پرتگال کی گزری سلطنتوں میں اپنا شمار کرانے لگا، خلاف امید ہمت دکھائی جس سے تمام یورپ کو سخت تعجب ہوا اور یورپ کی سربراہ آورده

قوموں میں اپنی سابقہ ممتاز حیثیت کو دوبارہ قائم کرنے کے لیے اس نے مردانہ وار کارروائی شروع کر دی ہسپانیہ کے قبضے سے اطالیہ کے دو اقلادہ مقبوضات اور ہسپانی نیدر لینڈ کا کل جانا دراصل اس کے لیے نہایت مفید ثابت ہوا کیونکہ مقبوضات مذکور پر اس کا مزید کثیر ہوتا تھا اور انہی حفاظت میں اسکا جان و مال اکثر ضائع ہوتا تھا۔ فلپ پنجم کے تحت نشین ہونے کے بعد بہت سی ضروری اصلاحیں ہوئیں جن کے عمل میں لاسنے والے غیر ملکی مدبر تھے جن کا قریب ہست سال تک ہسپانیہ کے حیا میں بہت کچھ حصہ رہے۔ مدبرین مذکور کے سن تدبیر سے انتظام مملکت میں فرانسیسی طریقوں اور تغیرات کو جاری کیا گیا۔ خاندان ہسپانیہ برگ کی دنیائوسی مملکت علی کو غیر باد کہا گیا، حکومت میں مرکزیت اور باقاعدگی پیدا ہو گئی مہربان کے درمیان میں تجارت کی آزادی میں جو رکاوٹیں تھیں دفع کر دی گئیں، فوج کی فرانسیسی فوج کے نمونہ پر از سر نو تنظیم ہوئی اور پادریوں کے خاص حقوق بھی لوگوں کی آنکھوں میں کھٹکنے لگے۔ جن وزراء کی جن تدبیر سے ہسپانیہ کا احیاء عمل میں آیا، ان میں البیرونی اطالوی تھا، اسپرٹو الیٹڈ کا باشندہ تھا، باقی تینہ کا خاندان گو ہسپانی الاصل تھا مگر عرصہ سے میلان میں آباد تھا، اسکوی لاپی جو چارلس سوم کی حکومت کے ابتدائی عہد میں چند سال وزیر مالہ تھا اطالوی تھا۔

۱۵۸۰ء سے ہسپانیہ اور فرانس کے باہمی تعلقات میں بھی اصلاح ہونے لگی جب تک کہ ہسپانیہ کا قبضہ نیدر لینڈ پر تھا دونوں میں اکثر پمزگی پیدا ہو جاتا کرتی تھی فلپ دوا کے زمانے سے فرانس کی یہ خواہش تھی کہ فلینڈرس کی طرف اپنی سرحد کو بڑھائے اور سرحدیں صدی کے وسط میں نوٹی چہار دہم فرانس کی سرحد کو راش اور شیلٹ تک بڑھانے کی مسلسل کوشش کرتا رہا۔ لیکن ۱۵۸۰ء کے بعد سے نیدر لینڈ کے متعلق فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان کوئی نزاع باقی نہ رہی۔ ہسپانیہ کے قبضے سے فلینڈرس (نیدر لینڈ) کے نکل جانے سے کئی فائدے ہوئے اولاً ہسپانیہ کی قوت یکجا ہو گئی ثانیاً فرانس سے خوشگوار تعلقات کے قائم ہونے میں جو رکاوٹ تھی وہ دفع ہو گئی اور رفتہ رفتہ دونوں سلطنتوں میں رلپ و اتحاد پیدا ہو گیا جسکی وجہ سے پیری نیز کی حد فاصل محض خیالی رہ گئی۔ خاندان اور لین اور ہسپانیہ کے بوربون خاندان کے درمیان، خاندانی رقابتوں کا خاتمہ ہو گیا اور چونکہ ہسپانیہ اور فرانس کے درمیان نہ تو یورپ میں کسی قسم کے جھگڑے تھے اور نہ تو آب و

کے متعلق کوئی رقابت تھی اس لیے دونوں میں فطرتاً اتحاد ہو گیا جس کی وجہ سے انھیں موقع مل گیا کہ نوآبادیوں میں انگلستان کی جابرانہ کاروائیوں اور اسکے بحری تفوق کا مقابلہ کریں۔ ۱۷۹۳ء سے ۱۸۰۳ء تک ہسپانیہ اور فرانس کے دوستانہ تعلقات میں کبھی کبھی غلبہ پنجم کی اولوالعزمیوں اور ایلیزابتہ فارنسیس کی بے صبری سے فرق آ جا یا کرتا تھا مگر ۱۸۰۳ء کے بعد دونوں ممالک کے مدبرین نے باہمی اتفاق کی ضرورت کو خوب محسوس کر لیا تھا۔ ہسپانیہ اور پرتگال کے درمیان میں مخالفت کا سلسلہ ۱۸۰۳ء میں منقطع ہو چکا تھا۔ پرتگال میں جان پنجم کے زیر حکومت کئی سال تک بالکل امن تھا۔ اس زمانہ میں پرتگال انگریزوں کے زیر حمایت تھا مگر اسکی بحری اور بری فوج اور انخام ملکی کی حالت نہایت اتر ہو گئی تھی ۱۸۰۵ء میں یوسف اول کی تخت نشینی کے بعد پوم ہال کی جانفشانی اور رقابت سے پرتگال پھر اس خواب غفلت سے چونکا اور اس کی تاریخ کا ایک عہد زریں شروع ہوا۔

یوٹریخت کے صلح نامے سے شمالی یورپ میں سکون نہ ہوا۔ نواح مذکور میں سوئیڈن

شمالی یورپ

حالت جان کنی میں تھا اور ۱۸۰۷ء میں جا کر نس ٹاؤ کے صلح نامے سے شمال میں امن و امان ہوا جسکی وجہ سے ایک عہد ختم ہوا اور دوسرا

شروع ہوا۔ چارلس دوازہم کے انتقال کے بعد سوئیڈن کی حکومت ایک عدویہ کے ہاتھوں میں آ گئی، پرشیا کے عروج سے اندیشہ ہو گیا کہ جرمنی میں سوئیڈن کے مقبوضات کی خیر نہیں۔ سوئیڈن اب ایک تیسرے درجے کی سلطنت رہ گئی تھی اور اس کی جگہ روس کی سلاو ریاست نے لے لی تھی۔ روس میں بھی خاندان واسا کے بادشاہوں کی طرح یکے بعد دیگرے کئی نہایت ہی لائق بادشاہ ہوئے تھے اور علاوہ ازیں اس کے ذرائع نہایت وسیع تھے اور ہر طرف اسے توسیع اور ترقی کا موقع تھا جو سوئیڈن کو حاصل نہ تھا۔

پیٹر اعظم کے عہد حکومت میں جولائی ۱۷۱۱ء میں تخت نشین ہوا روس نے ہندیب و تمدن میں بے انتہا ترقی کی اور اس کے اندرونی طرز حکومت اور اداروں میں ایک انقلاب ہو گیا، مسکو کے بجائے سینٹ پیٹرز برگ دار السلطنت ہو گیا، مغربی خیالات اور عادات کا رواج ہو گیا اور امار کا زور بھی ٹوٹ گیا۔ فوج کی غیر ملکی افسروں کے زیر نگرانی یورپ کے طریقہ پر تربیت ہونے لگی اور وہ بالکل زار کے زیر نگرانی آ گئی۔ کلیسیا کا بھی یہی حال ہوا۔

اندرون ملک میں زار کی مطلق العنان حکومت کے استحکام کے ساتھ ہی ساتھ خارجی طرز عمل میں بھی انقلاب ہو گیا۔ پیٹر ٹاؤز گیا تھا کہ تجارت کے میدان میں قدم رکھنے کے لیے روس کے لئے ضروری تھا کہ بحیرہ بالٹک اور بحیرہ اسود کے سواصل پر قدم جماے۔ رفتہ رفتہ اس کا حوصلہ بڑھتا گیا اور اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ پولینڈ میں دخل حاصل کر کے روس کی سرحدوں کو وسعت دے۔

۱۷۹۰ء میں پل ٹووا کی جنگ میں سویڈن کو شکست ہوئی جس کی وجہ سے بحیرہ بالٹک میں اُس نے ایک سو سال سے تفوق حاصل کرنے کی جو پہیم کوشش کی تھی رائگاں گئی اور چارلس دہم اور گسٹاوس اڈولفس نے جو کچھ کیا دھرا تھا سب بیکار ثابت ہوا۔ اگیارہ سال کے بعد جو زیادہ تر چارلس دوازدہم کی بے سود جدوجہد میں گزرے نس ٹاؤ کا صلح نامہ مرتب ہوا جس کی رو سے بجائے سویڈن کے روس بالٹک اور شمالی یورپ میں سہرا آوردہ تسلیم کر لیا گیا۔

ترکوں کے مقابلہ میں پیٹر اعظم کو اس قدر کامیابی نہ ہوئی ۱۷۹۷ء میں آزوف (کریمیا) پر قبضہ کر کے روس جنوبی مشرقی یورپ کے سیاسیات میں ذخیل ہو گیا۔ یورپ کے سیاسیات میں ایک نیا دور شروع ہوا جب کہ ۱۷۹۹ء میں کارلووینہ کے صلح نامے کی رو سے ٹرکی کے بعض مقبوضات روس اور آسٹریا کے قبضے میں آ گئے۔ ۱۸۰۹ء میں پرتگہ پر روسیوں نے جو صلح و بک کر

کر لی اس وجہ سے جنوب کی طرف انہی پیش قدمی عارضی طور پر رک گئی مگر اس وقت سے روس اور ٹرکی کا مقابلہ شروع ہو گیا تھا۔ اٹھارہویں صدی میں ٹرکی کے انحطاط کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا جس کی وجہ سے نئے مسائل زیر بحث ہو گئے تھے اور نئی نئی پیچیدگیاں پیدا ہو رہی تھیں۔ روس بحیرہ اسود پر قدم جانے کی فکر میں تھا اور آسٹریا اسی زمانے میں وینیبوب کے کنارے کنارے آگے بڑھ رہا تھا۔ ان دونوں ممالک کی پیش قدمی اور انہی متحد کارروائیوں سے بالآخر فرانس کو سخت اندیشہ ہو گیا۔ دو بلو اسے ورژان تک فرانس کے مدبروں کو ان جدید تحریکوں کا پورا احساس تھا اور وہ اس فکر میں رہتے تھے کہ ٹرکی کی مشارکت سے زبردست کارروائی کریں یا روس سے اتحاد کر کے ترکوں کی مدد کریں۔ ۱۸۰۹ء میں کنیارجی کا صلح نامہ مرتب ہوا جس سے مشرقی مسئلے کا ایک نیا دور شروع

ہوتا ہے۔ روس کے مقاصد اب بالکل عیاں تھے اور دس سال کے بعد انگلستان کو بھی روسیوں کے مقاصد کا احساس ہو گیا اور سلطنت عثمانیہ کے زوال سے جو نتائج پیدا ہوئے اس سے انگریز ہر سال ہونگے۔ یورپ کو اب مجبوراً مشرقی مسئلے میں دلچسپی پیدا ہو گئی اور یہ تصفیہ کرنا پڑا کہ ترکوں کا یورپ میں رہنا مقابلہ روس کی روز افزوں وسعت سے مفید ہے یا نہیں۔

واقعات مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ شمالی اور مشرقی اور جنوبی مشرقی یورپ کی تاریخ اٹھارہویں صدی میں نہایت اہم ہے اور یورپ کے حصص مذکور کی قوموں کے عروج و زوال کے توازن قوت پر نہایت دور رس اثر تھا۔

سترہویں صدی میں ترکی پولینڈ اور یوگن کا دور دورہ تھا مگر ان کے انحطاط سے کم تر درجہ کی قوموں کو ترقی کرنے کا موقع ملا جن کے قدرتی ذرائع خاطر خواہ تھے یا جن کا طرز حکومت ایک ایسے عہد کے مناسب حال تھا جس کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ اس میں بڑی مملکتوں کو فروغ حاصل ہوا اور نیک اندیش خود سر حکومتیں قائم ہوئیں۔

اٹھارہویں صدی میں شمالی اور مشرقی یورپ کی تاریخ میں دو امر نمایاں ہیں یعنی روس اور پریشیا کا عروج۔ سلطنت میں نس ٹاڈ کے صلح نامے سے روس بحیرہ بالٹک کی سلطنتوں میں سب سے زیادہ سربراہ اور وہ ہو گیا اور سویڈن کی آزادی ہمیشہ کے لیے معرض خطر میں پڑ گئی۔ کارلوٹز کے صلح نامے (۱۶۹۹ء) اور برتھ کی معرکہ آرائی (۱۷۰۰ء) سے مسئلہ مشرقی وجود میں آیا اور ۱۷۰۳ء میں پولینڈ کی جنگ جانشینی کے چھڑ جانے سے پولینڈ کی تقسیم کا خیال مدبروں کے دماغوں میں گونجنے لگا۔

دسمبر ۱۷۱۵ء میں چالیس دو از دہم سولہ سال تک غائب رہنے کے بعد اسٹاک ہوم کو واپس سویڈن اور فرانس ۱۷۱۵ء میں آیا اور سویڈن اور مشارکت شمالی میں آخری جدوجہد شروع ہوئی۔ مشارکت مذکور کا سربراہ اور دہ رکن روس تھا۔

۱۷۱۵ء میں فرانس اور اس کے ہمسایوں میں صلح تھی مگر مذہبی اختلافات سے نفاق بڑھا ہوا تھا اور اس کے صوبوں میں افلاس کے قدم ہمیشہ کے لیے جم گئے تھے۔ یوٹریٹ کے صلح نامے سے اس کی سرحد میں مستحکم ہو گئی تھیں اور اسے کسی قسم کا خطرہ باقی نہ رہا تھا۔ فن جنگ کو فرانس میں بید ترقی ہوئی تھی اور اس کے سفیر تمام یورپ میں بہترین خیال کیے جاتے تھے۔

۳۵

شہنشاہت سے اس نے ہسپانیہ سے جدا کر دیا تھا اور اپنی سرحدوں کو بہت وسیع کر دیا تھا۔ اسٹر اس برگ اور الساس پر اب بھی اس کا قبضہ تھا۔ اپنے نامزد کردہ امیدوار کو اس نے ہسپانیہ میں تخت نشین کر دیا تھا اور جنگ حالیہ کے بعد بھی اس کی شہرت قائم تھی اور دوسرے ممالک اس سے اتحاد پیدا کرنے کے خواہش مند تھے۔ اہل فرانس میں نوآبادیوں کے قائم کرنے کی اہلیت نہ تھی اور اندرونی نفاق بڑھا ہوا تھا مگر شیرازہ قومی متحد تھا اور ایک ذرائع ایک مرکزی قوت کے قبضے میں تھے جسکی وجہ سے جنگ ہفت سالہ کے اختتام تک یورپ میں اس کا بجا اثر تھا اور بعض وقت عالم گیر حکومت قائم کرنے میں اسے جو ظاہری کامیابیاں ہوئی تھیں انکی وجہ سے دوسروں کو سخت اندیشہ رہا کرتا تھا۔

باب دوم

الیرونی اور دوبا

۱۵۱۶ء تا ۱۶۲۳ء

فرانس میں بونی چہار دہم کے انتقال کے بعد اوریان کے ڈیوک کا نائب السلطت ہونا۔ مذہبی اختلافات۔ اندرونی معاملات میں رد عمل۔ پیرس کا باری مان۔ جھوٹا اور جان سیلنی فریقوں کی باہمی نزاعیں۔ جان لا اور مالیات۔ ایکے ماسٹی خیانت سسی سپی کی تجویز۔ اندرونی معاملات میں رد عمل کا اختتام۔ دوبا اور فرانسس کی خارجی حکمت عملی۔ چارلس ششم اور ہسپانیہ۔ الیرونی کی اصلاحیں۔ الیرونی کی خارجی حکمت عملی۔ جارج اول۔ ہینو وریج نامہ ویسٹ منسٹر اور اتحاد تھلاٹ۔ جارج اول کی حکمت عملی۔ دوبا ایگ اور ہینو وریج میں جنگ شمالی۔ اتحاد تھلاٹ یا ڈی نیا پر یورش۔ یورش کا حق بجانب ہونا۔ دوبا کی کامیابی۔ الیرونی کی شکستیں۔ اتحاد اوبہ۔ الیرونی کا زوال۔ ہسپانیہ اتحاد اوبہ میں شریک ہوتا ہے۔ فرانس اور ہسپانیہ کے شاہی خاندانوں میں تناکست کے تعلقات۔ چارلس دوا دہم اور اس کے دشمن۔ پیٹر اعظم اور اتحاد شمالی پیٹر کا ورو پیرس میں۔ آئیننگا مجلس شورے۔ چارلس دوا دہم کا انتقال۔ سویڈن میں انقلاب۔ سویڈن کا اتحاد شمالی کے درمیان صلح ناموں کا مرتب ہونا۔ صلح نامہ نس ٹاٹ۔ اسٹین ہوپ اور دوبا کی حکمت عملی کی کامیابی۔ الیرونی اور گواڈلٹز اور دوبا۔

لوئی چہارم کا انتقال ایک اہم واقعہ تھا جس کا اثر نہ صرف فرانس پر بلکہ یورپ پر بھی۔ لوئی پانزدہم کی بھی زیست کی امید تھی اسلئے فرانس اور ہسپانیہ کے تعلقات فوراً متیز ہو گئے۔ فلپ پنجم فرانس کے تحت وناج کی فکر میں تھا اور لیریاں سے اسے سخت نفرت تھی جس کا وہ علانیہ اظہار کرتا تھا لیکن ہسپانیہ کی مخالفت کا ردائی کے آغاز کیلئے تاوہ نہ تھا اسلئے اور لیریاں کو موقعہ مل گیا کہ فرانس کی حکومت کو ایسے اصول پر چلائے جو لوئی چہارم کے اصول کے بالکل متضاد تھے۔ ہسپانیہ کی جنگ جانشینی کے بعد فرانس بالکل خستہ حال ہو گیا تھا مگر اس کے مقبوضات کوئی اس کے قبضہ سے نہ نکلے تھے۔ اسے اگر ضرورت تھی تو صرف امن و امان کی اور اہل ملک کی یہ بھی خواہش تھی کہ طریقہ حکومت میں تغیر ہو۔ اور لیریاں نے نائب السلطنت ہو کر ان دونوں خواہشوں کو پورا کرنے کی کوشش کی۔

ڈیوک اور لیریاں لوئی چہارم کا بھتیجا اور اراکین خاندان شاہی میں سب سے بڑا تھا۔ ہسپانیہ کی جنگ جانشینی سے فرانس کی سیاسیات میں اسے بہت دخل ہو گیا تھا اور اس پر الزام لگایا جاتا تھا کہ اس نے برگنڈی، بیرری اور بریشنی کے ڈیوکوں کو زہر دیا تھا اور یہ کہ وہ ہسپانیہ کے تحت وناج کا خواہش مند تھا۔ لوئی چہارم اس سے متفرق تھا اور گزشتہ جنگ میں اس کی شجاعت اور اہلیت کا سکھ چم گیا تھا مگر قوم میں ہر دل عزیز نہ تھا۔ ۱۵۷۰ء کے اوائل میں لوئی نے ایک وصیت نامے پر اپنی دستخط ثبت کی جس کی رو سے اور لیریاں نائب السلطنت مقرر ہوا مگر حقیقی اقتدارات ایک مجلس نیا بت کے سپرد ہوئے جس میں سابقہ طریقہ حکومت کے پندرہ مؤید شریک تھے یعنی ٹین توئوز، ولی رائے وائے سین تیلارپولن سٹارٹرین وغیرہ۔ ڈیوک مین (میڈیم ڈی مون تیس پان کاٹیا) ڈافن (ولی عہد فرانس) کا ولی مقرر ہوا اور شاہی گارڈ (Maison du Roi) بھی اسی کے تحت میں کر دیئے گئے۔ انتظامات کا انصرام ولی رائے کے سپرد ہوا۔ ہنری چہارم اور لوئی سیزدہم نے اپنے جانشینوں کو اپنی خواہشوں کے پابند کرنے کی جو کوشش کی تھی انہی ناکامی سے لوئی چہارم کو یہ سبق ہونا چاہیئے تھا کہ اس کی کوششیں بھی اسی طور پر بے سود ثابت ہو گئی۔ جنگ کے ختم ہونے کے بعد سے اہل ملک کا پچانہ جھمبہ بڑھ رہا تھا اور انہی عین خواہش تھی کہ لوئی چہارم کے عہد حکومت کے آخری سالوں میں جو خیالات مروج تھے انہیں بالکل خیر باد کیا جائے۔ دربار شاہی فرقہ جمیسواٹ کے زیر اثر تھا اور اس

تنگ خیالی اور مذہبی تعصب کا زور تھا اور اہل دربار کی خواہش تھی کہ انگلستان کی خود شدہ حکومت شاہی (شاہیہ) کی طرح فرانس کی حکومت نیابت کو بھی ناروا زیادتیوں سے بدنام کر دیں۔

لوئی چہارم کے انتقال کے دو روز بعد پیرس کے باری مان نے اس کے وصیت نامے کو منسوخ کر دیا اور لیاں کو نائب السلطنت سے اقتدارات کامل قرار دیا۔ لوئی نے اس کی آزادی عمل پر جو قیود عائد کر دی تھیں ان سے آزاد ہو کر اور لیاں نے مجوزہ طرز حکومت میں ترمیمیں کیں اور ایک اشرافیہ قائم کر دی۔ مجلس نیابت کے اراکین کو بھی اسی نے نامزد کیا جو اس کے علاوہ حسب ذیل تھے۔ ڈیوک بوربون، ڈیوک مین۔ کاؤنٹ تولوز، چیا نیلر و گیسو، سین سی مون، مارشل ولی رائے، مارشل ہارکور مارشل بیرون اور تروائے کاشیپ۔ علاوہ ان اصول کی متابعت میں جو فی فی لون اور ڈیوک برگنڈی متونی سے منسوب کیے جاتے ہیں اور لیاں نے سین سی مون کے اتفاق رائے سے سات انتظامی مجلس قائم کیں ان میں سے ہر ایک مجلس میں دس رکن تھے جو زیادہ تر طبقہ اراکین سے تھے۔ مجالس نائب السلطنت مذکور صیغہ ہائے ذیل کے بنے تھیں۔ مالیات، امور خارجی، جنگ، بحریہ

۲۸

معاملات مذہبی، تجارت، معاملات داخلی۔ دوسرے امور میں بھی اور لیاں کے طرز عمل سے ظاہر تھا کہ حکومت سابقہ کی روایات کو وہ خیر باد کہنا چاہتا ہے اور لیاں بذات خود ہنایت ہی سمجھدار اور روشن خیال تھا اور اس لحاظ سے اٹھارہویں صدی سے اسکو تعلق تھا۔ جدید خیالات کا دلدادہ تھا اور جدید اثرات کو وہ قبول کر سکتا تھا۔ سائنس کا بھی اسے شوق تھا اور علم کی کیا کا اکثر مطالعہ کرتا تھا۔ مصوری اور موسیقی میں بھی اسے یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ حکومت سابقہ کے اصول اور نظام سے اس نے اپنی بے تعلقی کا اظہار فوراً کر دیا۔ اسکی خواہش تھی کہ پرائسٹنٹ لوگ واپس بلائیے جائیں اور فرقہ جیسٹس کا انسداد ہو اور آسٹینس خربل کا انعقاد ہو جس سے ظاہر ہے کہ اسے فرانس کی حقیقی ضرورتوں کا احساس تھا۔ لیکن کاہلی اور عیاشی اور لہو و لعب میں مصروف ہونے کی وجہ سے جس میں اسکا اتابقت پادری دُوبو اکبھی مانع نہیں ہوا تھا اصلاحات کی طرف سے وہ بے پروا ہو گیا اور اس کی بہترین تجویزیں بھی عمل میں نہ آنے پائیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان تجویزوں کا عمل میں لانا اس کے جانشینوں کے لیے باقی رہ گیا۔ اور لیاں کی حکومت کے متعلق کسی

رائے کے قائم کرنے کے قبل ان شکلوں کا بھی اندازہ کر لینا چاہیے جن میں وہ پھنسا ہوا تھا مثلاً
۱۷۷۱ء تک اسے آزادی عمل حاصل نہ تھی اور داخلی میں امریکی سازشیں اور انکی رقابتیں
حاصل تھیں اور اس کے علاوہ فرقہ جیسواٹ اور جان سینیوں کے جھگڑوں اور پیرا کے
بارلی مان کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے بھی سخت وقت تھی۔ خارجی معاملات میں تمام وزراء اس کے
مخالف تھے خصوصاً دوزیل اور تورسی۔ رائے عامہ بھی انھیں وزیرا کی سوئید تھی اور محاکم
غیر ابیرونی کو پایائے روما اور فلپ پنجم ان مخالف وزیروں کی تائید پر تھے۔

۲۹

اور لیان کو جن وقتوں کا شروع میں سابقہ پڑا ان میں ایک جیسواٹ اور جان سینی
فرانس میں مذہبی نزاعیں | فرقوں کی باہمی بخش بھی تھی شاہ متونی کے انتقال کے وقت فرانس کے
مختلف مذہبی فرقوں میں سخت عداوت تھی جو انقلاب تک جاری رہی
اپنے فرض منصبی کے غلط احساس کی وجہ سے لوئی چہارم نے اپنی موت سے کچھ قبل کوشش
کی تھی کہ فرانس میں جبراً ایک ہی مذہب رائج کر دے۔

۱۷۷۹ء میں پورٹ رائل جو جان سینی فرقہ کا مرکز تھا تباہ کر دیا گیا اور ۱۷۷۱ء میں
پایائے روما کا فرمان (Unigenitus) نافذ ہوا جس سے اعتدال پسند اشخاص بھی
سخت ہراساں ہو گئے۔ فرقہ جان سینی کے ایک فرد سی کوئس نیل نے ایک کتاب ”انجیل پر
اخلاقی خیالات“ لکھی تھی جس کے ایک سو ایک مسائل اس فرمان پاپائی کی رو سے مردود
قرار دیئے گئے کتاب مذکور ۱۷۷۱ء میں لکھی گئی اور بہت مقبول ہوئی تھی۔ ۱۷۹۹ء میں
دوبارہ طبع ہوئی اور کارڈنل دی نواٹل نے اسے استغفار عظیم کے نام سے منون ہوئی تھی لوئی کا
کنفسر پادری لائیس بھی اس کا مداح تھا اور کلی منٹ یا دوم نے بھی اس کی تعریف کی
تھی۔ لیکن لی تیلیر نے یہ تدبیر نکالی کہ اس کتاب کے ذریعے سے ان تمام لوگوں کو نقصان
پہنچائے جو جیسواٹ نہیں تھے اس جماعت کو حال ہی میں چین میں نہرست ہوئی تھی
اور لی تیلیر کو دی نواٹل اور جان سینیوں دونوں سے نفص تھا۔ اس کا خیال تھا کہ کیرنیل
کی کتاب کے خلاف میں جو کارروائی وہ کر رہا تھا اگر اس میں پوپ بھی جیسواٹ جماعت
کا ساتھ دے تو ایک طرف تو مخالفین کو نقصان پہنچنے سے خود اس کا دل ٹھنڈا ہو گا اور
دوسرے اس کی جماعت کی شہرت بھی بڑھ جائیگی۔ کمزور اور غیر مستقل مزاج پوپ نے
ستھ دو کوششوں کے بعد فرمان (Unigenitus) نافذ کیا جسکی وجہ سے فرانس

ایک ایسی جدوجہد پیدا ہو گئی جسکے نشان ۱۷۹۱ء تک باقی تھے۔ فرانس کے چالیس اسقف اس فرمان کی تعمیل پر آمادہ ہو گئے مگر دی نوبل اور چودہ دوسرے اسقفوں نے اسکو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ رائے کا اختلاف فرانس کی تمام جماعتوں میں پیدا ہو گیا خواہ وہ مذہبی ہوں یا غیر مذہبی۔ لوئی چہارم دہم نے پیرس کے باری مان سے اس فرمان کو بدقت تمام تسلیم کرایا اور اسکے بعد نہ صرف اختلافی خیالات کی اشاعت بند کرادی بلکہ اُن سب کتابوں کی بھی جو اس کی حمایت میں کھسی گئی تھیں مگر شاہِ اعظم "Grand Monarque" کو بہت ملحد معلوم ہو گیا کہ اس معاملہ میں وہ اپنے اقتدار سے کام نہ لے سکتا تھا کیونکہ بحث و مباحثہ روکنے کیلئے اس نے جو کوشش کی اس کی سخت مخالفت ہوئی اور مخالفوں کو نہ تو قید کاہر اس تھا نہ جلاوطنی کا خون جماعتِ فرد کے خاتمے کے بعد سے احکام شاہی کی ایسی زبردست مخالفت کبھی نہ ہوئی تھی۔ مگر نائب السلطنت کی طبیعت برج و مرجان واقع ہوئی اور وہ کسی خاص اصول کا پابند نہ تھا۔ اسلئے اس نے بلا پس و پیش اپنے پیش رو (لوئی) کی تمام کاروائیوں کو کالہم کر دیا اور اس کی حکومت کے نصف اول میں پورا رد عمل ہو گیا۔ دربار شاہی پیرس کو منتقل کر دیا گیا جان سینی قیدی رہا کر دیے گئے کارڈیل دی نوبل جو رد عمل کر دیا گیا جان سینی قیدی رہا کر دیے گئے کارڈیل دی نوبل جو فرمان (Unigenitus) کے مخالفوں کا سرغنہ تھا مجلسِ مذہبی کا صدر مقرر ہو گیا۔ مجلس مذکور میں پادری پوسیل بھی شریک کر لیا گیا جو فرقہ جان سینی کا ایک مشہور و معروف رکن تھا اور تیلیلیر جلاوطن کر دیا گیا۔ فرقہ ہیوگوئی (پراسٹنٹ) کے افراد کو واپس بلانے کا مسئلہ بھی زیرِ غور تھا اور نائب السلطنت کی مجالس شورائے میں فرقہ جیسواٹ کے اشد اداوار اسٹیٹس جنرل کے انعقاد پر بھی بحث ہوئی تھی۔ مالیات کی طرف توجہ کی گئی شاہِ ستونی کی حکومت کے تباہ کن اثر کے دن ہو جانے سے اوبیات کے اچھا کے آثار نظر آنے لگے۔ امور مذکورہ بالا سے ظاہر تھا کہ لوئی چہارم دہم فرانس کو جن مشکلات میں پھنسا ہوا چھوڑ گیا تھا ان کو رفع کرنے کے لئے نائب السلطنت پوری طور پر کوشاں تھا یہاں تک کہ پیرس کے باری مان کو احتجاج اور توثیق قوانین کے اختیارات بھی پھر مل گئے۔

Aubertin, L'Esprit Public au XVIII^e me siècle and

Rocquain, L'Esprit Revolutionnaire auant la Revolution

پیرس کے بارلی مان اور صوبوں کے بارہ بارلی مانوں کی حیثیت عدالتی تھی اور نہ تو وضع قوانین سے انھیں کوئی سروکار تھا اور نہ نیا جتنی مجالس تھیں بلکہ عدالت ہائے عالیہ انھیں جن میں بادشاہ کے نامزد کردہ ممتاز مقنن شریک تھے۔ ان میں پیرس کا بارلی مان اہم ترین تھا اور اس کے اراکین اپنے جہدوں کو جو سوری ہوتے تھے فرید کر حاصل کرتے تھے۔ عدالتی فرائض کے علاوہ پیرس کے بارلی مان کا دعویٰ تھا کہ اس کے دو سیاسی حقوق بھی ہیں یعنی فرامین شاہی کے خلاف احتجاج کرنا اور قوانین وضع شدہ کے نفاذ کو روک دینا (ویو) معمولی عمل درآمد یہ تھا کہ فرامین شاہی بارلی مان میں جو اعلیٰ ترین عدالت تھی رجسٹری کی غرض سے بھیجے جاتے لیکن بارلی مان بجائے اس فریضہ کے ادا کرنے کے اکثر اوقات منظوری دینے میں تامل کرتا یا تعویق کرتا۔ فرانس کے بادشاہوں نے اس دعوے کو کبھی تسلیم نہیں کیا تھا اور بعض اوقات ایک (Lit de Justice) سند عدل منقذ کر کے فرامین کی جبراً توثیق کر دیتے اور اس طرح بارلی مان کے اقتدارات کو کالعدم کر دیتے۔ لوئی چہار دہم کے عہد حکومت کے بیشتر حصے میں بارلی مان کا کام زیادہ تر عدالتی رہ گیا تھا۔ لیکن لوئی پانزدہم کے تحت نشین ہونے ہی اس کا اقتدار پھر برقرار ہو گیا۔ بارلی مان میں فرانس کے دولت مند ترین خاندانوں کے افراد شریک تھے اور اس کے اراکین کے عہدے مستقل اور موروثی تھے اس لئے انھیں موقع تھا کہ ایک آزاد و روش اختیار کر کے بادشاہ کی مرضی کے خلاف عمل کریں۔ صنعت اور تجارت کے فروغ کی وجہ سے وکالت کے پیشہ کی اہمیت فرانس میں بڑھتی جاتی تھی اسٹیشن جنرل بھی منقذ نہیں ہوا تھا اس لئے بارلی مان کو ایسے مسائل میں جن کا تعلق فرمان (Unigenitus) یا جان سینون سے تھارائے عامہ کی نیابت کا دعویٰ کرنے کا نامور موقعہ مل گیا۔ بارلی مان نے دورانیہ میں سے قومی رائے کا ساتھ دیا اور عام بچپنی کا اظہار کر کے ایک مفید خدمت انجام دی۔ اس صدی میں یہ مجلس بادشاہوں کی علانیہ اور مسلسل مخالفت کرتی رہی ۱۶۱۸ء ۱۶۲۹ء ۱۶۵۲ء ۱۶۶۱ء ۱۶۶۲ء اور ۱۶۸۸ء میں بھی اس نے لوئی پانزدہم اور اس کے شہزادوں کے طرز عمل کی سختی کے ساتھ مخالفت کی۔ بارلی مان جن عدالتوں پر مشتمل تھا ان میں قریب چالیس نہر اشخاص لازم تھے جنکی جماعت کو عامہ قوم سے کوئی سروکار نہ تھا۔ اس جماعت کو اپنی خود ساختہ اہمیت پر ناز تھا اور اس کے افراد کی تنہذ مزاجی، ضابطہ بندی، تنگ خیالی اور غرور کی خاص

شہرت تھی۔ قوم کے دوسرے طبقوں سے اسے کوئی سروکار نہ تھا اور اس الگ تھلگ رہنے والی جماعت کی عارضی مقبولیت اتفاقی وجوہ پر مبنی تھی اس کے وجود سے بدانتظامی پر ایک قسم کا دستوری روک تھا مگر اکثر اوقات فضول جھگڑوں میں بھی پڑ جاتی تھی مثلاً بادشاہ سے آداب مجلس کے متعلق ایک نزاع پیدا ہو گئی تھی۔ لوئی شانزدہم کے ابتدائے عہد حکومت میں باری مان نے کامیابی کے ساتھ اصلاحات کے اجرا کی مخالفت کی اور بالآخر انقلاب پسندوں نے اس کا خاتمہ کر دیا۔

مگر اوریان کے عہد حکومت کے آغاز میں مخالفت کے کوئی آثار نمایاں نہ تھے۔ ہر فرقہ جیسواٹ اور جانیسین فریق نائب السلطنت کی حکومت کی تائید پر آمادہ اور اہم تغیرات کے درمیان جدوجہد کا متحمل تھا خواہ وہ امر اہوں یا پیرس کا باری مان ہو یا جانیسین یا فلسفی۔ اوریان مذاہن جماعتوں کے ساتھ گہرے تعلقات پیدا کر لیے

حالانکہ یہ لوگ لوئی کے آخری زمانے میں شبہ کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اس نے اپنے پیش روؤں کے نظام حکومت کو صرف الٹ ہی نہیں دیا بلکہ حرامی شہزادوں کو تخت و تاج سے محروم کرنے کے متعلق ایک فرمان نافذ کر کے عملاً تسلیم کر لیا کہ قوم کو حق ہے کہ جب تخت خالی ہو جائے تو اپنے حسب مرضی کسی کو نامزد کرے۔ خاندان بوربون کا قدیم اصول یہ تھا کہ سلطنت بادشاہ کی ملکیت ہے اس اصول کو ترک کر کے اس نیک جدید اور عام پسند نظریہ پیش کیا تھا۔

نائب السلطنت کی حکومت کا قوم نے خیر مقدم کیا کیونکہ لوگوں کو اس سے بڑی امیدیں پیدا ہو گئی تھیں۔ اوریان رد عمل کا مظہر ہو گیا تھا اور اپنی کارروائیوں سے اس نے ثابت کر دیا تھا کہ عائدہ قوم کے خیالات سے اسے ہمدردی ہے۔ لیکن اس کی سوائی جملہ کو وہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی جس کی اسے امید تھی۔ امر انتظامی کاموں سے نا آشنا تھے اس لیے وہ اس کے خلاف میں سازش کرنے لگے۔ باری مان نے بھی کسی حسن تدبیر کا اظہار نہیں کیا اور بجائے اس کے کہ اوریان کو فرانس پر حکومت کرنے کے شکل کام میں مدد دیتا خود ہی جزوی مذہبی اور سیاسی نزاعوں میں مشغول رہا۔

مذہبی فرقوں کے طرز عمل سے بھی نہ تو انکی اعتدال پسندی عیاں تھی نہ تدبیر۔ اوریان جب نائب السلطنت مقرر ہوا تو اسے امید تھی کہ ان فرقوں میں آسانی سے مصالحت ہو جائیگی۔

اور انکی تالیف قلوب کے لئے اس نے ایمان داری سے کوشش کی۔ نہ تو پوپ کسی بھوتے پر رخصت تھا نہ جیسواٹ مگر چار جان سینی اسقفوں نے ہمارے چار سالہ کوٹلیسیہ کی ایک عام مجلس منعقد کرنے کی درخواست کی جس کی وجہ سے پوپ اور فرقہ جیسواٹ کا عزم متزلزل ہو گیا۔ ان چار اسقفوں (دی لابر دے اسقف میرے پوپ سو آناں اسقف سینی کولم) اسقف مون پلیسیر لانگل اسقف بون) کی تائید شعبہ دینیات نے بھی کی اور انکی اس تحریر سے جو نہایت خوبی سے لکھی گئی تھی فرمان پاپائی کے مخالفین کی تعداد کثیر کو تقویت ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پوپ اور کارڈینل دی نوایل کے درمیان گفت و شنید کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس وقت ایک طرف تو جیسواٹ اور پوپ نائب السلطنت کے مخالفت تھے اور سیلا مار کی سازش میں شریک تھے اور دوسری طرف دو بوا کو کارڈینل ہونے کی خواہش تھی اور اپنے اثر سے وہ جیسواٹ لوگوں کی تائید کرتا تھا۔ اور لیان نے بالاخر ان لائقہا مباہتوں اور مناقشوں سے تنگ آکر جو فرمان مذکور کی وجہ سے پیدا ہو گئے تھے تمام جاقوں کو مباہتوں سے باز آنے کا حکم دیدیا۔ سینیہ میں عارضی طور پر مصالحت ہو گئی یعنی دی نوایل نے فرمان (Unigenitus) کی ایک خاص تعبیر کو قبول کرانے کا حکم دیا اور دو بوا نے پیرس کے بارلی مان کو اس تعبیر کے قبول کرینے پر آمادہ کر لیا۔ مگر چاروں اسقفوں نے پادریوں اور شہر پیرس کی تائید پا کر فرمان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد ایک مجلس مذہبی مقرر ہوئی جس میں کارڈینلان دو بوا ارہان، بسی فلیوری شامل تھے مگر انھیں مخالفوں کو سمجھوتے کو تسلیم کرنے پر آمادہ کرنے میں کامیابی نہ ہوئی۔ سات اسقفوں نے جدید پوپ انوسینٹ کی تہذیب کے پاس ایک عام مجلس کے منعقد کرنے کی درخواست بھی مگر اس کا نتیجہ صرف یہ ہوا کہ فرانس کی حکومت دو بوا کے ایماء پر پوپ کی طرفدار ہو گئی اور متعدد جانیستی قید کر دیے گئے یا ملک سے خارج کر دیے گئے۔ مذہبی مناقشوں کو انے ملک سے دفع کرنے میں بارلی مان نے نائب السلطنت کا ساتھ اسی حد تک دیا تھا جب تک کہ اسکی کوشش فرقہ جیسواٹ کے خلاف تھیں مگر جب اس نے فرقہ پراسٹنٹ کے مصائب کو رفع کرنے کا قصد کیا تو نہ صرف جیسواٹ بلکہ جان سینی بھی اسکے مخالف ہو گئے یہاں تک کہ تمام ملک کی عام رائے اسکے خلاف ہو گئی۔ اسکی حالت خود بھی محذوش تھی کیونکہ کوئی چہارم کے اواخر حکومت میں اس پر جو شبہ تھے ان کی

وجہ سے وہ قوم میں ہر دل عزیز نہ تھا اور اکثر امیروں کو اس سے نفی تھا۔ مگر اس کے عہد حکومت کے ابتدائی چند سال میں اصلاح پسندی اور روشن خیالی کے ساتھ حکومت کرنے میں جو دقتیں حائل تھیں وہ ظاہر نہیں ہوئی تھیں اور جب تک فلپ پنجم (ہسپانیہ) نے اس کے مخالفوں کی سرکردگی اختیار نہیں کی اسے کوئی خطرہ نہ تھا۔

حکومت نائب السلطنت کے نصف اول میں جب کہ داخل اور خارجی حکمت عملی لا اور مالیات کا انتظام میں رو عمل شروع ہو گیا تھا، دو شخص ان تغیروں کو عمل میں لانے میں زیادہ تر نمایاں تھے یعنی لا اور دو بوا۔ جان لاکے تفویض

یہ کام ہوا کہ وہ مالیات کا انتظام از سر نو کرے اور دو بوا کو اجازت ہو گئی کہ وہ فرانس کی خارجی حکمت عملی کو پلٹ دے۔ دو بوا اور لاکے منصوبوں کے بار آور ہونے کے پئے نائب السلطنت کی تائید ناگزیر رہتی اور ان کے طرز عمل کی کامیابی نیابت کے نصف آخر میں عیاں ہے جبکہ نصف اول کا کام بالکل کالعدم ہو گیا اور رد عمل کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ دونوں نے امر کو انتظام مملکت سے بالکل علیحدہ کر دیا تھا اور بارلی مان کو ذلیل کر کے خود سرانہ حکومت کو بھر تازہ کر دیا تھا۔

نیابت کے ابتدائی زمانے میں مالیات کا انتظام ڈیوک دی نوایل کے سپرد کیا گیا جس نے سکوں کی قیمت کو گھٹا دیا اور ان سرکاری قرضوں پر جو عند الطالبہ یا ایک مدت معین پر واجب الادا تھے غور کرنے کے پئے ایک کمیشن مقرر کیا جس کے صدر برادران پاری تھے۔ اس کمیشن کی رپورٹ کی بنا پر (Chambre Ardente) کے نام سے ایک عدالت قائم ہوئی کہ محاصل کے وصول کرنے والے جو کارروائیاں کرتے ہیں ان کی تحقیقات کرے اس عدالت پر عامہ قوم کو اطمینان نہ ہوا اس لئے اس میں بند کر دی گئی اور محاصل کے وصول کرنے والوں کو آئندہ کے لیے مطمئن کرنے کی غرض سے ایک فرمان بھی نافذ ہوا۔ نوایل نے کوشش کی کہ اخراجات کو کم کر دے اور کفایت شعاری پر سختی کے ساتھ عمل ہو مگر اس میں اسے کامیابی نہ ہوئی۔ اس نے قرضہ مذکورہ بالا اور شرح سود کو کم کر دیا اور بحریہ کا خرچ بھی گھٹا دیا مگر دربار شاہی کے اخراجات کو ہاتھ نہ لگا سکا اس وقت فرانس کو ضرورت تھی کہ بیس سال تک بالکل امن دامن رہتا اور وال پول ایسا کوئی انتظام کرنے والا لمبا جو مصارف میں تخفیف کر سکتا۔

۱۸۷۱ء میں دارلرزان سون مجلس مالیہ کا صدر مقرر ہوا مگر مالیات کا اصل منظم جان لا تھا ۱۸۷۱ء میں رد عمل کا سلسلہ مختلف وجوہ سے ختم ہو گیا۔ کیونکہ اسی سال ۲۶ اگست کو بارلی مان کو لا کی تجاویز کی مخالفت کرنے اور مالیات کو اپنے قبضے میں کر لینے اور کئی کمیشنوں تک نظام عدالتی کو منہ کر دینے کی سزا مل گئی اور اوریان نے دوبارہ دارلرزان سون سائین پون اور بوربون کی تائید سے مجلس نیابت کو اپنے مضبوطوں سے آگاہ کر کے ایک (Lit de Justice) منعقد کیا اور جبراً ایک فرمان کی رجسٹری کر دی جس کی رو سے حکام عدالتی کو مالیات اور انتظام ملک میں مداخلت کرنے سے منع کر دیا گیا ۲۴ ستمبر سنہ مذکور کو مجلس امرابر خاست کر دی گئی اور مثل سابق ہر سترشتہ کے لئے ایک وزیر مقرر ہو گیا۔ ۱۸۷۲ء میں بارلی مان کے اراکین جلاوطن کر دیئے گئے اور جان سینوں پر پھر مظالم ہونے لگے کیونکہ ان لوگوں نے کبھی نائب السلطنت کی تائید نہ کی تھی۔ فرقہ جمیسواٹ پر پھر اسکی نظر عنایت ہو گئی۔

۳۵

حکومت نیابت کے ابتدائی زمانے کے رد عمل کے سلسلے کو ختم کرنے میں جان لا کو بہت کچھ دخل تھا اس کی مشہور تجویز جو سی سی پی اسکیم کے نام سے موسوم تھی ناکام جان لا کی معاشی تجاویز ثابت ہوئی اور حکومت نیابت کا مالی طرز عمل حقارت کے ساتھ دیکھا جاتا تھا مگر درحقیقت نہ تو وہ محض جاہل ہی تھا اور نہ حکومت پر اسے پورا قابو حاصل تھا۔ بہت سی کاروائیاں جو اس سے منسوب ہیں فی الحقیقت اس کی مرضی کے خلاف ہوئی تھیں۔ مالی معاملات میں ساکھ کی قوت کا وہ صدر برتاؤ تھا اور زر کاغذی کی اہمیت اور فائدوں کا بھی اسے بخوبی احساس تھا اس کا خیال تھا کہ انگلینڈ اور ہالینڈ کی دولت مندی انہی ساکھ کی وجہ سے تھی اور چونکہ فرانس ایک نہایت ہی زرخیز ملک تھا اس لئے اگر اس کی ساکھ سے مناسب طریقے سے کام لیا جاتا تو اسے مالی مشکلوں سے نجات مل سکتی تھی۔ لا کو خوب معلوم تھا کہ ساکھ کے لئے اہل ملک کے اعتماد کی ضرورت ہے اور یہ کہ کاغذی سکے اس وقت تک نہیں چل سکتا جب تک کہ کافی ضمانت نہ ہو مگر اسے فکر لگی ہوئی تھی کہ روپیہ کی مقدار کو بڑھائے تاکہ تجارت کو فروغ ہو سود کی شرح گھٹ جائے اور سلطنت قرض کے بارگراں سے سبک دوش ہو جائے مگر اس جوش میں اس نے معاشیات کے چند ابتدائی مسائل کا خیال نہ رکھا۔ لا اشتراکی تھا

یہی سنی بالفاظ دیگر وہ چاہتا تھا کہ مایات اور تجارت کی باگ باگل سلطنت کے ہاتھوں میں ہو۔ اس کی تجویز یہ تھی کہ حکومت ایک زبردست قومی بینک اور یکمظہم انسان تجارتی کمپنی قائم کرے کیونکہ اسے اسید تھی کہ اس طور پر نہ صرف قومی قرضہ ادا ہو جائیگا بلکہ محال کے وصول کرنے کی بھی ضرورت باقی نہ رہیگی۔ لاکھ تجارتی بار آور ہونے کے لیے اعتماد کی سخت ضرورت تھی مگر اس کے دماغ میں یہ خیال غالباً بھی نہ آیا کہ نائب السلطنت کی حکومت کبھی اعتماد حاصل نہ کر سکتی تھی بلکہ کے لیے اعتماد کی ضرورت ہے جو بہت آہستگی کے ساتھ قائم ہوتا ہے برخلاف اس کے اور لیان کے دربار میں اسراف اور بددیانتی کا بانا کریم جس کی وجہ سے سالک قائم نہ ہو سکتی تھی۔ سی سی پی اسکیم کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے سکوں کی مقدار کے بڑھانے کے متعلق اس کے خیالات غلطیوں سے پر تھے اور سلطنت کو ساہوکار بننے سے جو فائدہ اسے اس کے خیال کے مطابق حاصل ہوتے تھے وہ تجربے کے بالکل خلاف تھے۔ زراعت اور مصنوعات کو قطع نظر کر کے وہ تجارت ہی کو حصول دولت کا اصل ذریعہ خیال کرتا تھا اور اسے یقین کامل تھا کہ اشیاء کا تبادلہ دولت کے پیدا کرنے سے اہم تر تھا۔ اس کے اکثر نظریات حقیقت پر مبنی تھے مگر عامہ قوم نے انہیں اور کی گرفت کی جو ناقابل عمل تھے یا بن میں مخالفت تھے مثلاً قومی قرضے کو ادا کرنے اور محاصل کو موقوف کرنے کی تجویز وغیرہ۔ لاکھ تجویزوں کو ناکامی زیادہ تر اس کے نظریات میں مخالفتوں کے ہونے کی وجہ سے نہ ہوتی تھی بلکہ اس لیے کہ فرائض کی حکومت کی حالت نہایت بستر تھی اور جاہل عوام کو اس پر اعتماد بہت ہو گیا تھا۔

سلطنت میں لاکھ بینک آف انگلینڈ کے نمونے پر ایک خانگی بینک کھولنے کی اجازت مل گئی اور باوجود مختلف قیود کے جو اس پر عاید کی گئی تھیں اس بینک کا کاروبار خوب چل گیا اور حکومت نے بھی اس کام میں ہونا قبول کر لیا۔ سلطنت میں مغربی کمپنی جو سی سی پی کمپنی کے نام سے زیادہ تر مشہور ہے جاری کرنے کی اسے اجازت مل گئی جس کے پانچ پانچ سویور Livres کے دو لاکھ حصے تھے۔ اس کا قصد تھا کہ تمام موجودہ کمپنیوں کو ایک زبردست کمپنی میں ضم کر کے مالک غیر کی تجارتی منڈیوں کو اپنے قبضے میں کرے کچھ روز تک تو اسے اپنے منصوبوں پر عمل کرنے کا موقع ملا۔ سلطنت میں اس کمپنی کو کوئی سیانا سے تجارت کرنے کا اجارہ (Monopoly) مل گیا اور کناڈا سے سگ دریائی (Beaver) کی کھال کی تجارت

کا بھی مسئلہ میں کمپنی مذکور کو تباہی کی خرید و فروخت کا اجارہ مل گیا اور سینی گال کمپنی اس میں شرم ہو گئی۔ مسئلہ میں ایسٹ انڈیا کمپنی (فرانسیسی) کو بھی اس نے خرید لیا اور رفتہ رفتہ فرانس کی تمام تجارت اس کے قبضے میں آ گئی۔ اس اثنا میں لاکا بنک جو مغربی کمپنی سے بالکل علیحدہ تھا (جو بالآخر Great India Company) کے نام سے موسوم ہوئی، سرکاری بنک ہو کر نوٹ جاری کرنے لگا تھا لاکا خیال تھا کہ سکوں کی تعداد میں اضافہ ہونے سے ملک کی دولت میں بھی اضافہ ہو سکتا تھا مگر اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ کاغذی سکوں کے بے ضروری یہ ہے کہ عند الطلب ان کا روپیہ ادا ہو سکے۔

لانے عظیم الشان مالی اور تجارتی کاروبار شروع کر دیئے مگر سابق کے تجربوں کا بالکل لحاظ نہ کیا۔ اس نے قومی قرضے کو جو وقت معینہ پر واجب الادا تھا ناقابل ادا قرار دیکر اسکے لئے شرح سود مقرر کر دی اور اس کے علاوہ سکوں کو مسکوک کرنے اور محاصل کو وصول کرنے کا کام بھی اپنے ذمے لے لیا۔ زر کاغذی کی ترویج کے لئے دسمبر ۱۸۱۷ء میں ایک فرمان کے ذریعے سے حکم دیا گیا کہ پیرس اور ان شہروں میں جہاں بنک کی شاخیں ہوں چاندی کے سکوں میں رقم کی ادائی صرف ۶۰۰ فرینک تک ہو اور اس سے زیادہ رقم کی ادائی سونے کے سکوں یا نوٹوں کے ذریعے سے ہو۔

کمپنی کو فرانس کی تمام تجارت کا اجارہ حاصل ہو گیا تھا اور سب غیر تجارتی کمپنیوں کو خرید لینے میں جو اخراجات لاحق ہوئے تھے ان کی بجائی کے لئے اس نے حصے جاری کئے جو لوگوں نے خوشی خوشی لیے۔ ۱۸۱۷ء میں کمپنی نے روپیہ دیکر دار الضرب کا پانچ سال کا ٹھیکہ لیلیا جس کی وجہ سے اس کے حصوں کی قیمت دو چاند ہو گئی۔ حکومت نے اس کے بعد کمپنی کی مراعات سابقہ میں پنجاہ سالہ توسیع کی اور تمام محاصل بالواسطہ کو وصول کرنے کا اجارہ دیدیا۔ اس رعایت کے صلہ میں کمپنی نے حکومت کو موقت قرضوں کے ادا کرنے کیلئے ڈیڑھ ارب فرینک تین فی صدی سود پر قرض دئے۔ حکومت کے قرض خواہوں کو اپنے قرضوں کی ادائی میں کمپنی کے حصے موجودہ قیمتوں پر لینے پڑے جو اصلی قیمت کے دو چاند تھیں۔ اس معاملت سے حکومت کو تو نفع ہوا مگر قسمت آزمایوں کو گھٹے میں رہے اور تجارتی قیمت آزمائی کا بازار گرم ہو گیا جس کی وجہ سے اصلی حصوں کے مالکوں کو نقصان شہر ہوا۔ ۱۸۱۹ء میں لاکھ فرانس میں بڑی قدر و منزلت تھی۔ مگر تجارتی قسمت آزمائی کے بعد

پھر رد عمل شروع ہوا اور ۱۷۹۱ء کی بربادی میں وہ خود بھی تباہ ہو کر جلا وطن ہو گیا۔
 واقعات مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ معاملات داخلی میں رد عمل سے کوئی نفع نہ ہوا۔
 مجلس امرائے اور مملکت کے انصرام کی کوئی اہمیت نہیں ظاہر کی تھی اور ۱۷۹۱ء میں
 اور داخلی میں رد عمل سے اس کا خاتمہ ہو گیا۔ پیرس کے بارلی مان پر نائب السلطنت کی
 نظر عنایت نہ تھی اور لاکھ مخالفت کرنے کی پاداش میں ۱۷۹۳ء
 سلسلے کا اختتام۔

میں اس کے اراکین چون تو ان میں جلا وطن کر دے گئے جان سلیوں
 پر پھر ظلم ہونے لگے۔ دو بولانے پیرس کے بارلی مان کو ایک عارضی مگر ناقابل اطمینان سمجھوتے
 پر راضی کر لیا تھا مگر خود اب قطعی طور پر فرقہ جیسوٹ کی تائید پر آمادہ تھا۔

۳۸

اور لیان کی نیابت کے آخری زمانے میں فرانس کی حکومت نے بظاہر انہیں اصول اور
 طریقوں کو اختیار کر لیا تھا جن پر لونی چہار دہم کا عمل تھا۔ مثلاً پوپ کے فرمان
 (Unigenitas) کی جبری ہو چکی تھی اور پیرس کا بارلی مان اپنے حق احتجاج سے محروم ہو گیا
 نائب السلطنت نے جو تعزیرات کئے تھے وہ محض سطحی تھے۔ اور لیان اس زمانے کی
 روشن خیالی کا مرکز تھا مگر رد عمل میں عومیت کا عنصر مطلق نہ تھا۔ گور و عمل سے بظاہر معلوم ہوتا
 ہے کہ سجانے حکومت شاہی کے حکومت امرائی قائم ہو گئی تھی مگر غور کرنے سے معلوم ہو گا
 کہ اور لیان کی نیابت سے مفید نتائج مترتب ہوئے تو اس سے حاکمیتیں بھی سرزد ہوئیں۔ انکی
 بعض سرگتیں نا عاقبت اندیشی پر مبنی تھیں اور آخری زمانے میں رجعت پسندی کا رجحان بھی
 اس میں پیدا ہو گیا تھا۔ اس کے متعلق اس وقت قابل لحاظ یہ ہیں کہ حکومت شاہی کا قدیم
 نظام متزلزل ہو گیا تھا اور نائب السلطنت لونی چہار دہم کے اصول حکومت سے قطعاً
 روگرداں ہو گیا تھا۔ اسی زمانے سے فرانس کے ہر طبقے میں ایک حالت اضطرابی پیدا ہو گئی
 اور لوگوں میں کاوش اور نفخ کا مادہ پیدا ہو گیا۔ نئے نئے مسائل پر بحث ہونے لگی اور فلسفہ
 کا شوق بڑھ گیا۔ غرض اور لیان کی ہشت سالہ حکومت نیابت نے فرانسیسیوں کی آنکھیں
 دو بول اور حکومت نیابت کی ناجائز کھول دیں۔ لیکن گولا کے مضبوطوں کے خاک میں مل جانے اور اسکے
 جلا وطن ہو جانے سے معاملات داخلی میں رد عمل کا اثر سخت مضرت تھا۔
 حکمت عملی۔

ہوا تھا مگر نائب السلطنت کو معاملات خارجی میں کامیابی ہوئی جن کا
 انصرام پادری دو بول کے سپرد تھا جس نے ۱۷۹۳ء کے اتحاد تلمذ کے بنا پر خارجی حکمت عملی کو

ایک نئے وطن پر لگا دیا۔

دوبو ۱۶۵۶ء میں بمقام بری وے لاگائی لار و پیدا ہوا اور اس کا باپ ایک طبیب تھا تیرہ سال کی عمر میں وہ سرمنڈا کر خانقاہ میں داخل ہوا اور اسی لئے چھوٹے پادری کے نام سے مشہور تھا۔ ۱۶۷۱ء میں اس نے فلسفہ و الہیات کی تحصیل پیرس میں شروع کی اور ۱۶۸۳ء میں شاتیرے کے ڈیوک کی تعلیم میں اپنے دوست موسیو دی سائین لوران کے ساتھ شریک کیا گیا۔ سائین لوران کے انتقال کے بعد وہ ڈیوک کا اتالیق مقرر ہوا اور آگس برگ کی مشارکت کی جنگ کی سرکردہ آرمیوں میں اسکے ساتھ موجود تھا۔ ۱۶۹۸ء میں وہ تالار کے ساتھ لندن گیا اور جمیس اسٹین ہوپ سے ملاقات حاصل کی۔ ۱۷۰۱ء میں ڈیوک شاتیرے اور لیان کا ڈیوک ہو گیا اور اس نے دوبو کو اپنا مستند مقرر کیا۔ ہسپانیہ کی جنگ چالیشی میں دوبو نے اپنی قابلیت اور وفاداری کو بخوبی ثابت کر دیا۔ صرف ایک دفعہ یعنی ۱۷۱۳ء میں اس کے دشمن اسے عارضی طور پر خدمت سے علیحدہ ہونے پر مجبور کر سکے تھے مگر ۱۷۱۴ء میں برگنڈی برٹنی اور بیرری کے ڈیوکوں کے انتقال کے بعد اور لیان نے اسے پھر محل شاہی (Palais Royal) میں طلب کر لیا اور ۱۷۱۵ء میں لوئی چہارم کے انتقال کے بعد اور لیان پر اس کا اثر حسب سابق تھا۔ سائین سیون کو اس سے نفرت تھی اور امر کو بھی اس کے ساتھ رشک اور حسد تھا۔ اس لئے مورخوں نے اس کے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے۔ دوبو مستقل مزاج نہ تھا اور ان خصائل سے معرا تھا جو ایک کا تھولیک پادری میں ہونی چاہیے۔ مگر نائب السلطنت پر اسکا اثر قبیح نہ تھا۔ خاندان شاہی کے کسی رکن کی موت کا وہ باعث نہ ہوا تھا اور انگلستان کے روپیہ کی لالچ سے کبھی وہ قوم فروشی پر آمادہ نہ ہوا تھا۔ سیاسیات میں اسے یدِ طولیٰ حاصل نہ تھا اور اسے اپنے آقا فلپ ڈیوک اور لیان کا بندہ حکم تھا مگر باوجود ان اسقام کے دوبو کے ایک ممتاز فرانسیسی ہونے میں شک نہیں جسے معاملات خارجی میں خاص دخل تھا اور بلا شک و شبہ انگلستان اور فرانس میں اتحاد پیدا کر کے اس نے فرانس کو بہت نفع پہنچایا۔

Wiessener. Le Regent, L' Abbe Dubois

et les Anglais

جلد اول باب ۱۸

تفوق حاصل کرنے کے بعد ۱۸۱۷ء میں جبکہ بائٹ فریق کی بغاوت میں اوریلیان
غیر جانب دار رہا۔ مگر انگلستان میں اس پر الزام رکھا جاتا تھا کہ اس نے جمیس ایڈورڈ کی یوٹھ
چشم پوشی کی۔ وائیکا کے دربار سے اس کے تعلقات خوشگوار نہ تھے خود فرانس میں یوگین
کی جماعت اس کی قوت کو توڑنے کی فکر میں تھی شاہ ہسپانیہ کو اس کے ساتھ علانیہ
دشمنی تھی۔ جماعت وھگ کی کامیابی سے مجبور ہو کر اسے فکر ہوئی کہ انگلستان کی شرکت سے
یوٹھ کے صلح نامہ کو برقرار رکھنے کے ذرائع تلاش کرے اور اس کی شرائط میں غلبت یا حلیہ باری
کی وجہ سے کوئی ترمیم نہ ہونے پائے تاکہ باوجود فلپ پنجم اور اس کے فرانسیسی من وین
کی مخالفت کے وہ فرانس میں برسر حکومت رہے۔

۱۸۱۷ء میں یورپ میں جنگ کے دوبارہ چھڑ جانے کے آثار موجود تھے۔ شہنشاہ نے
چارلس ششم اور ہسپانیہ فلپ پنجم کا ہسپانیہ کا بادشاہ ہونا کبھی تسلیم نہ کیا تھا اور اس کے
دماغ میں اطالیہ میں جسے وہ بالکل اپنا خیال کرنا تھا اپنے مقبوضات
کو وسعت دینے کے زبردست منصوبے تھے۔ اپنے بیٹے کو اس نے ”شامزادہ استوریاس“
کا خطاب دے رکھا تھا، وائیکا اس نے ایک ہسپانی کونسل بنا رکھی تھی جس میں ہسپانی
جلاوطن شریک تھے اور اسکے دربار میں شاہ ہسپانیہ ”فریڈرک انڈو“ کے نام سے موسوم
تھا۔ یوٹھ کے صلح نامے کی رو سے اسے علاوہ نیدرلینڈ کے میلانیز، لکسنبورگ،
نیدرلینڈ سارڈی نیادے گئے تھے مگر اس پر بھی وہ راضی نہ تھا۔ وکٹر اماڈیس شاہ سوائے
کو خاندان بوربون کے لاولد ہونے کی صورت میں ہسپانیہ کے تحت کا وارث قرار دیا گیا تھا
جو شہنشاہ کو سخت ناگوار ہوا اور اس نے یہ بھی ارادہ کر لیا تھا کہ وکٹر اماڈیس کو سارڈی نیادے
دیکر سلسلے پر قبضہ کر لے۔

شہنشاہ اس وقت ترکوں سے برسر پیکار تھا اس نئے دو سال تک وہ مغرب اور
جنوب میں اپنے معاملات کی طرف بالکل متوجہ نہ ہو سکا۔ فلپ پنجم اور اس کی ملکہ کو کوئی
البرونی کی اصلاحیں چہار دہم کی مرگ ناگماں اور اوریلیان کے چپکے سے نائب اسطنت
ہو جانے سے سخت صدمہ ہوا اور انکی امیدوں پر پانی پھر گیا میڈرڈ
میں فرانسیسیوں کا اثر پہلے ہی سے روبرو زوال تھا اب بالکل زائل ہو گیا۔ جیوڈیجی معزول
ہو گیا اور البرونی نے اسکی جگہ لیلی جو ایک اطالی باغبان کا بیٹا تھا اور ۱۸۱۶ء میں پیدا ہوا تھا

۱۸۵۱ء کے انتظام کے قبل ہی امور مملکت میں اسے حقیقی اقتدار حاصل ہو گیا۔ سمیت سررشتہ کی مداخلت سے اس نے آزادی حاصل کر لی اور انتظام مملکت میں تیش میں بہا اصلاحیں شروع کر دیں سررشتہ مالیات کی اس نے از سر نو تنظیم کی اخراجات میں تخفیف کر دی گئی اور آمدنی بڑھ گئی۔ زراعت اور صنعت و حرفت کی سرپرستی ہونے لگی جس سے ہسپانیہ کی تجارت کو پھر فروغ نصیب ہوا اور اداری کی اصلاحوں کا سلسلہ بڑے پیمانے پر جاری رہا۔ فوج کی بھی تنظیم جدید ہوئی مگر بحریہ پر زیادہ توجہ تھی کیونکہ البیرونی کو یقین کامل تھا کہ ہسپانیہ کو بجائے ایک زبردست فوج رکھنے کے اپنے بحریہ کو مضبوط کرنا چاہیے۔ ہسپانیہ کے قدرتی ذرائع کا اسے بخوبی احساس تھا جس سے اس کی فراست کا اظہار ہوتا ہے۔ اس کی رائے تھی کہ ہسپانیہ کے زوال کا باعث وہ بد انتظامیاں تھیں جو ایک عہد طرز حکومت کی وجہ سے وجود میں آ گئی تھیں خصوصاً بے مصرف کونسلوں کی کثرت کی وجہ سے جنہوں نے سلطنت کو قریب قریب تباہ کر دیا تھا۔ زراعت کے فروغ کو آبادیوں کے قیام اور بحریہ کی تنظیم جدید سے البیرونی کو امید تھی کہ ہسپانیہ کی شان و شوکت پھر قائم ہو جائیگی۔ اس کے زیر انتظام ہسپانیہ میں ترقی کی رفتار بڑھ گئی اور آبادی میں جو کمی ہو رہی تھی وہ رک گئی معاملات داخلی میں اصلاحوں کی کامیابی سے نہ صرف البیرونی کی قابلیت کا ثبوت ہوا بلکہ یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ہسپانیہ میں جان باقی ہے۔

اندرونی انتظامات کی اصلاح کے علاوہ امور خارجہ کا انصرام بھی البیرونی کے البیرونی کی خارجہ حکمت عملی سپرد ہوا۔ لیکن اس کی مختصر اور قابل رشک سیاسی زندگی میں شروع سے آخر تک فلب اور اس کی ملکہ کی دخل دہانی کی وجہ سے اسکی تدابیر اکثر خاک میں مل جاتیں اور وہ مجبور تھا کہ ہر بات میں ان کے احکام پر عمل کرے کیونکہ اس کا برسر اقتدار رہنا انکی مرضی پر منحصر تھا۔ البیرونی کو خوب معلوم تھا کہ جب تک کہ فلب نائب السلطنت ہونے کا دعوہ دار ہے وائس کے ساتھ مرابطت پیدا نہیں ہو سکتی مگر کسی نہ کسی طرح سے نوٹی چہار و ہم کے انتقال کے بعد چند سال میں اس نے اور لیان کی حکومت کے خلاف میں کوئی مظاہرہ نہ ہونے دیا اور اٹلیا میں حکومت ہنشای کی دست درازیوں کو رد کرنے اور اٹلیا ان سے دوستی پیدا کرنے کی طرف

زیادہ متوجہ رہا۔ اس طرز عمل میں ایلزابتھ فارنشس بھی اس کی مؤید تھی کیونکہ ہسپانیوں کی یہ خواہش تھی کہ اطالیہ میں ان کا اثر پھر قائم ہو جائے اور صحن اتفاق سے ملکہ کی بھی اپنی ذاتی اغراض کی وجہ سے یہی خواہش تھی چارلس ششم سارڈی نیا کو سیقالیہ سے بدل لینے کے لیے درپردہ نامہ و پیام کر رہا تھا اور وہ اس فکرمیں بھی تھا کہ وارنوں کے ہونی کی صورت میں کسینی پارما پیاسین زارا اور گواس تالاماس کے قبضے میں آجائیں ایبوسٹ ولزلی کو رکھنے کے لیے ابیرونی نے یہ حماقت نہ کی کہ ایلزابتھ کی ملک گیری کی خواہش کو پورا کرنے کے لیے یوٹریخت کے صلح نامے کو توڑ دے بلکہ وہ ہر جائز طریقے سے کوشش کر رہا تھا کہ یوٹریخت اور راس ٹاٹ کے تصفیوں کو شہنشاہ کی زیادتیوں سے محفوظ رکھے۔ اطالیہ کو شہنشاہی حلوں سے محفوظ رکھنا اس وقت زعفران ہسپانیہ بلکہ تمام یورپ کے لیے ایک خاص اہمیت رکھتا تھا۔ شہنشاہ کی توجہ اس وقت زیادہ تر ترکی کی جنگ کی طرف تھی اور اندیشہ تھا کہ آسٹریا کی فوج کہیں اطالیہ پر اس پہاڑوں سے قبضہ نہ کرے کہ جزیرہ نکائے مذکور پر باب عالی حملہ آور ہونے کو ہے۔

لیکن ابیرونی کو خوب معلوم تھا کہ جب تک شاہ سیقالیہ اور اطالیہ کے دوسرے حکمران اطالیہ کی نو زائید آزادی کی حفاظت کے لیے ہسپانیہ کے شریک نہیں ہسپانیہ کا بزور شمشیر اطالیہ کے سیاسیات میں دخل دینا قرین مصلحت نہ ہو گا یہ ہسپانیہ میں ابھی تک اس کا اقتدار مستحکم نہیں ہوا تھا اور اسے ایک دوسری مجبوری یہ تھی کہ فلپ کو نائب السلطنت اور لیان کے ساتھ سخت عداوت تھی جس کے دفع ہونے کی کوئی امید نہ تھی۔ فلپ کی خواہشوں کے آگے اسے سر تسلیم خم کرنا پڑتا تھا گو فرانس کے تخت و تاج کے لئے کی فلپ کو جو آس لگی ہوئی تھی اس میں ابیرونی نے کبھی اسکی ہمت افزائی نہ کی۔ اطالیہ میں کاسیابی حاصل کرنے کے لیے فرانس یا انگلستان سے اتحاد پیدا کرنا ضروری تھا اور ایلزابتھ اور فلپ کی تائید سے جو اوریان کو اکیلا دہنہا کرنے پہ تلے ہوئے تھے ابیرونی نے انگلستان سے سلسلہ جنبا کی شروع کی تاکہ انگریز ہسپانیہ کے دوست صادق بن جائیں۔ دسمبر ۱۷۱۷ء میں دونوں ملکوں کے درمیان ایک تجارتی معاہدہ ہوا اور انگریزوں کو یقین دلایا گیا کہ یوٹریخت کے صلح نامے کے ذریعے سے جو تجارتی مراعات انکو حاصل ہوئی تھیں وہ برقرار رہیں گی بلاشبہ میں بالآخر آسیان کو کا

صلح نامہ مرتب ہوا اور فرانس اور ہسپانیہ کے گہرے اتحاد کا خاتمہ ہو گیا جسکی کوئی چہارم کو ہمیشہ آرزو تھی۔ اسی صلح نامہ کی وجہ سے ہسپانیہ کی مکالمہ کو یہ امید ہو گئی کہ اسکی اولاد کو اطالیہ کی ریاستیں مل جائیں گی۔ مگر البیرونی کو انگریزوں کے ساتھ گہرا اتحاد پیدا کرنے میں مایوسی ہوئی۔ اسٹین ہوپ کو ہسپانیہ کے وزیر کی اس رائے سے اتفاق تھا کہ اطالیہ میں شہنشاہ کی دست درازیوں کے روکنے کے لئے جدید تدابیر ضروری تھیں مگر اسے امید تھی کہ یہ باتیں نامہ و پیام سے طے ہو سکتی ہیں اور لڑنے سے بچھڑنے کی ضرورت نہیں۔ واقعہ دراصل یہ تھا کہ نہ تو انگریز اور نہ اہل ہالینڈ کسی ایسے طرز عمل اختیار کرنے کو تیار تھے جس میں شہنشاہ یا فرانس کے نائب السلطنت کی مخالفت مضمر ہو۔

۴۳

جارج اول (انگلستان) ہینوور کارٹیس بھی تھا اور اسے امید تھی کہ شمالی یورپ کے مالک کی باہمی مہم کہ آرائیوں کے سلسلے میں بری من اور وروڈین ہمیشہ کے لئے مل جائیں۔ اس لئے شہنشاہ سے قطع تعلق کرنا اس کے لئے قریب قریب ناممکن تھا۔ اس کے علاوہ جمیس ایڈورڈ کو دور رکھنے کے لئے جو انگلستان کے تحت و تاج کا دعویٰ دار تھا جارج اول کے لئے ضروری تھا کہ فرانس کے ساتھ ساز باز کرے جسکے بے دواؤں بھی کو شال تھا اور اسی غرض سے جارج اول اور اولیان کے درمیان ایک خفیہ معاہدہ ہو گیا۔

۱۷۱۵ء کو ڈین مارک سے ایک صلح نامہ ہوا جسکی رو سے جارج کو بری من اور وروڈین مل گئے جس پر فریڈرک چہارم نے قبضہ کر لیا تھا شہنشاہ کی شہوری حاصل کرتے جارج اول اور ڈین مارک کے لئے چارمں ششم سے نامہ و پیام شروع ہو گئے اور جب تک کہ اس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوا ہینوور کی حکومت کو بجائے فرانس سے ربط پیدا کرنے کے شہنشاہ سے ربط پیدا کرنے کی

زیادہ فکر تھی۔

۱۷۱۵ء کو انگلستان اور شہنشاہ کے درمیان میں ویسٹ مینسٹر صلح نامہ ہوا

جس کی غایت یہ تھی کہ دونوں ممالک کے موجودہ مقبوضات کی حفاظت ہو اور ان ممالک کی بھی جو اس کے بعد باہمی گفت و شنید سے ان کے قبضے میں آئیں۔ نوبر میں انگلستان اور ^{۱۸۱۵ء} صلح نامہ ویتسٹرڈم کی شرائط کے درمیان بھی ایک معاہدہ ہو گیا جس میں ہالینڈ بھی ^{۱۸۱۵ء} کے اسباب اتحاد کے درمیان شامل ہو گیا جسکی رو سے مشہور اتحاد کا نام وجود میں آیا۔ فرانس اور انگلستان کے درمیان میں اس مشہور معاہدے کے ہونے کے مختلف اسباب ہیں جسکی وجہ سے ایک ایسا نظام سیاسی

وجود میں آیا جو لوئی چہار دہم کے اس طرز عمل سے بالکل جداگانہ تھا جس پر وہ ^{۱۷۸۹ء} سے غل پیرا تھا۔ انگلستان اور فرانس کی مکہ متوں کو رقیب و نحوہ اور ان تخت سے اندیشہ لگا ہوا تھا اور چونکہ دونوں ملک گزشتہ جنگ سے خستہ حال ہو گئے تھے اس لئے ان دامن کے خواستگار تھے۔ جنگ کے دوبارہ چھڑ جانے سے تجارت میں خلل پڑتا اور حکمران خاندانوں کے مخالفوں کو سر اٹھانے کا موقع ملتا۔ جارج اول کے تخت شاہی پر ممکن رہنے کے لئے ضروری تھا کہ جس ایڈورڈ فرانس سے نکال دیا جائے اور اوریلیان کی حالت اسی وقت قابل اطمینان ہو سکتی تھی جب کہ فلپ پنجم کے خلاف میں کوئی قلعی کارروائی ہو۔ انگلستان کے وگ ویریوں کے مفاد کے لئے فرانس میں اوریلیان کا جم جانا اتنا ہی ضروری تھا جتنا کہ انگلستان میں جارج اول کی قوت کا مستحکم ہو جانا۔

اگر فلپ پنجم کو اوریلیان کے اخراج میں کامیابی ہوتی تو فرانس اور ہسپانیہ کے اغراض متحد ہو جاتے اور ملکہ ایسی کے عہد حکومت کے وگ ویریوں کے اندیشے صحیح ثابت ہو جاتے۔ اگر بالفرض اوریلیان بغیر کسی امداد کے اپنی قوت کو قائم رکھ بھی سکتا اور اپنے فرانسیسی ^{۱۸۱۵ء} دو بوا کا طرز عمل۔ مخالفوں کی بندشوں اور ہسپانیہ کے دربار کی سازشوں پر غالب

بھی آتا تو اغلب تھا کہ وہ بدرجہ جمہوری بیٹر ختم سے اتحاد پیدا کر لیتا۔ مگر اس اتحاد کے امکان سے بھی جارج اول کو سخت خدشہ تھا جس کی آنکھیں حسب سابق اپنے شمالی مقبوضات پر لگی ہوئی تھیں۔ دونوں ملکوں میں علمی تعلقات پیدا ہو چکے تھے جسکے نتائج فرانس میں نہایت اہم ثابت ہوئے۔ خارجی حکمت علمی کا یہ انقلاب انگلستان میں تو سہولت اور خاموشی سے ہو گیا۔ فرانس میں دوزیل (صدر مجلس معاملات) نے اس انقلاب کی سختی کے ساتھ مخالفت کی مگر بالآخر باوجود اختلاف کے منظور کیا گیا۔ فرانس اور معاہدہ فہم دو بوا

۱۷۱۸ء ہی میں سمجھ لیا تھا کہ فلپ پنجم اور اس کے وزیروں کے منصوبوں کو خاک میں ملاسنے کے لئے ضروری ہے کہ فرانس اور انگلستان کے درمیان میں اتحاد پیدا ہو جائے کیونکہ اوریلیان کے خاندانی مفاد معرض خطر میں تھے اور یورپ کے تمام ملکوں میں فرانس کو امن وامان کی سب سے زیادہ قربت تھی جس کا فرانس کے تخت پر فلپ کے ٹھکن ہونے سے امکان باقی نہ رہتا۔ نائب السلطنت کے مخالفوں اور ان کے بعد کے فرانسیسی سرخوں نے دو بوا کے طرز عمل کو انقلابی اور فرانس کے حقیقی مفاد کے منافی ہونے کی بنا پر تقصیر وار ٹھہرایا ہے مگر نائب السلطنت کا یہ عیار وزیر اس اعتراض کا یہ جواب دے سکتا تھا کہ میں نے نہ صرف رشی لیو اور مازارین کے طرز عمل پر عمل کیا ہے بلکہ اس زمانے کے حالات ہی ایسے تھے جسکی وجہ سے انگلستان سے اتحاد پیدا کرنا ناگزیر تھا اور میرے جانشینوں یعنی ڈیوک بریوٹن اور ٹیلوری نے بھی میری پیروی کی ہے۔ دو بوا کو اس امر کا بھی احساس تھا کہ نائب السلطنت کا برسر حکومت ہونا انگلستان کے لئے کس قدر مفید ہے۔ اگر فلپ فرانس کا تخت و تاج حاصل کر لیتا تو تمام یورپ میں آتش جنگ شعل ہو جاتی برطانیہ اس کے انگلستان اور فرانس کے متحد ہو جانے سے شاہ ہسپانیہ اور انگلستان کے تخت کے جھوٹے دعوہ دار (جیمس ایڈورڈ) دونوں زبج ہو جاتے اس کے علاوہ اس اتحاد سے ایک فائدہ یہ بھی ہوتا کہ اوریلیان اور پیریناٹم میں کسی گہرے تعلق کے پیدا ہونے کی نوبت نہ آتی جس سے جارج اول کے اندیشے رنج ہو جاتے اور نائب السلطنت کی قوت اور بھی مستحکم ہو جاتی۔

۴۵ فریق جیکو بانٹ کی بغاوت کے زمانے میں اوریلیان کا طرز عمل مشتبہ تھا جسکی وجہ سے جارج اول اس وقت تک اس سے صاف نہ ہوا تھا۔ دو بوا کو اس نے جارج اول کو فرانس سے اتحاد پیدا کرنے کی تجویز پر غور کرنے کے لئے آمادہ کرنے میں حد درجہ فراست سے کام لینا پڑا اور اگر شمالی ممالک میں پھیل گئیاں پیدا نہ ہو جاتیں تو دونوں ملکوں کے درمیان ایک ویر پا مصالحت کرانے میں فرانسیسی سفیروں کو باوجود انکی چالاکی کے ناکامی ہوتی۔ جارج اول جارج اول کی خارجی حکمت علی دراصل یہ تھی کہ ہالینڈ اور آسٹریا کے ساتھ دوستی قائم رہے اور اسکی اس رائے سے وگ جماعت کے وہ لوگ بالکل متفق تھے جن کا خیال تھا کہ انگلستان کے تخت پر ہسینوور کے بیٹا مان کے برقرار رہنے کے لئے ضروری ہے کہ ہالینڈ سے گہرا اتحاد ہو اور آسٹریا سے دوستانہ تعلقات پھر قائم ہو جائیں۔

لیکن آسٹریا کے دربار کو صلح نامہ پر ٹریٹ اور مجوزہ صلح نامہ سرحدی کی شرائط پسند نہ تھیں اس لیے "اتحاد عظیم الشان" کا دوبارہ قائم کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھا۔

جارج اول نے انجمنستان میں سخت نشین ہونے کے بعد شہنشاہ کو راضی کرنے کی کوشش کی تھی مگر اس کا نتیجہ صرف یہ ہوا کہ نیدر لینڈ پر آسٹریا کے قبضے کے متعلق جو شرطیں عائد کی گئی تھیں ان پر شہنشاہ نے اپنی براہ فرنگی کا اظہار کیا اور اسی وقت سے وائسٹا میں یہ ذکر اوقات ہونے لگے تھے کہ بلجیم کے دور دراز صوبوں کو باویریا سے بدل لیا جائے۔ صلح نامہ سرحدی کی توثیق علاوہ ۱۵ نومبر ۱۸۱۵ء کو ہوئی مگر بجائے اس کے کہ اس سے آسٹریا کا غیظ و غضب دامن ہو تامل ہالینڈ کے ساتھ اس کی روش اور بھی معاندانہ ہو گئی۔ اہل ہالینڈ کا رجحان بھی اسی قسم کا تھا اس لیے "اتحاد عظیم الشان" کے قیام کے آثار اب امید افزانہ تھے اس کے بعد بہت سے واقعات اور بھی ہوئے جنکی وجہ سے ہالینڈ اور وائسٹا کشیدگی بڑھتی گئی اور فی الوقت جارج اول کی یہ کوشش بے سود نظر آنے لگی کہ انجمنستان اور ہالینڈ اور آسٹریا کے درمیان پھر دوستانہ تعلقات قائم ہو جائیں۔ اس نفاق سے شاتونیوف کو جو فرانس کی طرف سے ہالینڈ میں سفیر بھیجا یہ موقع لگیا کہ فرانس کا فریورپ میں دوبارہ قائم کرادے اور اسکی کوششیں بے سود ثابت نہ ہوں۔

۴۶

کوئی چہار دہم اپنے جانشین کے بیٹے نہ صرف سفیروں کی ایک ایسی جماعت درشتیں چھوڑ گیا تھا جو فریورپ کے دوسرے ملکوں کے سفیروں سے بدرجہا بہتر تھی بلکہ خارجی حکمت عملی کی ایسی روایات بھی جن میں بہت کم تغیر ہوا ہے حالانکہ اس کے عہد حکومت کے بعد سے فرانس میں متعدد انقلاب ہوئے۔ کام پری دون، ولی نیو اور ورثران کے نام گنا نے دو بواکی کا دعائیاں ہیک اور ہی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کوئی چہار دہم کے عہد کے سفیر عہد سابق کے سفیروں مثلاً گریبون ویل، باری لون، ہارکور و غیرہ سے کسی بات میں کم نہ تھے۔ اور لیان کو شاتونیوف ایک ایسا شخص لگیا تھا جو آسٹریوں اور روج کی باہمی مخالفت سے کام لیکر ہیگ میں ایک جماعت فرانسیسیوں کے موافق وجود میں لاسکتا تھا۔

جارج اول کی رائے تھی کہ انجمنستان، ہالینڈ اور آسٹریا کے درمیان ایک اتحاد نامانہ قائم ہو جائے مگر ان ہالینڈ نے اسکی اس رائے سے متفق ہونے میں پہلو نہیں کی جو اسے سخت ناگوار

اور فرانس کی سازشوں سے بھی اسے اندیشہ تھا۔ اس لیے اس نے گھبرا کر آسٹریا سے ۲۵ مئی ۱۸۷۹ء کو ویسٹ منسٹر کا صلح نامہ کر لیا اور ۲۷ جولائی کو اسٹین ہوپ کو اپنے ساتھ لیکر ہینوور روانہ ہو گیا۔ اور لیان کو اب یہ معلوم ہو گیا تھا کہ جب تک ہمیں ایڈورڈ فرانس میں پناہ گیر ہے اس وقت تک انگلستان کے ساتھ اتحاد ہونا ناممکن ہے اور جب انگلستان کے وزیروں سے اس کی مراسلت کا کوئی نتیجہ نہ ہوا تو اس نے دوبارہ اسٹین ہوپ سے ملنے کے لیے ہیگ کو بھیجنے کا ہتھیار کر لیا۔ دوبارہ سسٹن کا اسقف اعظم اور فرانس کی مجلس اعلیٰ کارکن ہو گیا تھا۔ ۲۱ جولائی دوبارہ پہلی مرتبہ انگلستان کے وزیر سے خفیہ ملاقات کی اور دور دراز کے بعد پیرس واپس گیا جہاں ۳۱۔ کو اس نے اس ملاقات کے حالات نائب السلطنت کو سنائے۔ اس طرح پر اس سفر قیام کے بعد انقلاب کی پہلی منزل طے ہوئی جس کی وجہ سے ۱۸۷۹ء کے سفر قیام کے انقلاب کی طرح تیس سال کے لیے یورپ میں ایک نیا نظام سیاسی قائم ہو گیا۔ ۱۰ اگست کو دوبارہ ہینوور بھیجا گیا تاکہ گفت و شنید کے سلسلے کو پھر شروع کرے۔ یہ نامہ و پیام امید افزا ضرورت تھے مگر نائب السلطنت کو جیکو بائٹ فرنی سے جو لگاؤ تھا اسکی وجہ سے جارج اول ہمیشہ اس سے بدظن رہتا تھا اسی لیے اب تک کوئی قطعی نتیجہ برآمد نہ ہوا تھا۔ دوبارہ ۱۹ اگست کو ہینوور پہنچا مگر اس کے قبل ہی شاہ انگلستان کے طرز عمل میں ایک نمایاں تغیر ہو گیا تھا کیونکہ روسی میک لین برگ پر قبضہ کرنے کی دھمکی دے رہے تھے جارج اول کو اندیشہ ہو گیا تھا کہ ہینوور کے لیے روسیوں کی اس سرگرمی کے نتائج خطرناک ہونگے اور اب اس کے ذہن میں آ گیا کہ اگر نائب السلطنت اور زار روس میں اتحاد ہو گیا تو وہ اس کے مفاد کے لیے کس قدر مہلک ہو گا۔

۴۷ بیکرہ بالٹک کے سواصل پر جو جنگ ہو رہی تھی اس کی رفتار چارلس دو ازوہم کے مخالفوں کی امیدوں کے بالکل برعکس تھی۔ اپریل ۱۸۷۹ء میں وین مار کے سقوط کے بعد روس کی سپاہ جس کی طرف سے ہینووریوں کو جو انکے حلیف تھے اندیشہ ہونے لگا تھا میک لین برگ میں خیمہ زن ہو گئی۔ جون میں زار اور فریڈرک چہارم شاہ وین مارک کے شمالی جنگ درمیان ایک معاہدہ ہوا مگر اس کے بعد ہی دونوں میں نزاع پیدا ہو گئی اور روسی فوجیں کوپن ہیگن کی نواح سے مراجعت کر کے میک لین برگ چلی گئیں۔ اس مقام میں یا اس کی نواح میں روسی فوجوں کے مقیم رہنے سے

جارج کو سخت اندیشہ اور برنس ڈارف اور ہینوور کے دوسرے وزیروں کو سخت ناگوار تھا۔ اس کی وجہ سے زار اور شاہ انگلستان کے درمیان سردہری پیدا ہو گئی اور جارج نے فرانس اور روس کے درمیان میں مصالحت ہو جانے کے امکان سے خائف ہو کر عافیت اسی میں دیکھی کہ فرانس سے اتحاد پیدا کرے تاکہ ہینوور اس نئے خطرے سے بچ جائے۔ بریٹن اور ورڈین کے حاصل کرنے کے لیے اس نے آسٹریا سے اپنے تعلقات کو برقرار رکھنا چاہا تھا مگر جب اس کے جرمنی مقبوضات معرض خطر میں پڑ گئے تو وہ فرانسیسی اتحاد کا مؤید ہو گیا۔

دوبلا جب ہینوور میں پہنچا تو صورت حال یہ تھی کہ ڈین مارک اور میک لین برگ میں روسیوں کا اتحاد تھا۔ ۳۱ جنوری ۱۷۹۲ء کی نقل و حرکت مشتبہ ہو چلی تھی، انگلستان میں فریق جبکو بائٹ کی

کاروائیاں برابر جاری تھیں اور جارج اول کو یہ خوف بھی لگا ہوا تھا کہ کہیں اس کو انگلستان اور ہینوور کی حکومت سے علیحدہ کرنے کے لیے زار اور نائب السلطنت متحد نہ ہو جائیں۔ اندیشوں کی وجہ سے جارج کے خیالات میں ایسی زبردست کاپاپٹ ہوئی کہ وہ نہ صرف اوریلیان سے میل ملاپ پیدا کرنے پر آمادہ ہو گیا بلکہ اس نے اسٹین ہوپ کو حکم دیدیا کہ فرانس کے ساتھ معاہدہ کرے۔ چنانچہ ۹ اکتوبر کو اسٹین ہوپ اور دوبوانے ایک ابتدائی معاہدے پر ہینوور میں دستخط کیے اور ۲۸ نومبر کو لارڈ کیڈوگن اور دوبوانے بمقام ہیگ انگلستان اور فرانس کے درمیان ایک وفاقی اتحاد کے معاہدے پر دستخط کیے جس کو ہالینڈ نے بھی ۳۱ جنوری ۱۷۹۲ء کو تسلیم کر لیا۔ اس معاہدے میں آٹھ شرطیں تھیں۔ فرانس نے وعدہ کیا کہ ڈن کرک کی فصیلیں مسمار کر دی جائیں گی مارڈائنگ کے تعمیرات گرا دیئے جائیں گے اور جیس ایڈورڈ آوی نیون سے فارغ کر دیا جائیگا اور فرانس کے ملک میں پھر نہ آنے پائیگا۔ تینوں دولتوں نے باہم یہ بھی طے کر لیا کہ صلح نامہ یوٹرنیٹ کے اہم شرائط کی پابندی کی جائے خصوصاً ان شرطوں کی جو انگلستان میں پراسٹنٹ بادشاہوں کی جانشینی سے متعلق تھیں یا فرانس اور ہسپانیہ کی بادشاہتوں کی علیحدگی سے۔ جارج اول کو اجازت دیکھی کہ اپنے کو حسب سابق شاہ فرانس عقب کرے اور کوئی پانزدہم کو بادشاہ منظم مسیحی کا خطاب دیا جائے۔

جنوری ۱۷۹۲ء کے اواخر میں جارج اول کے انگلستان کو واپس آتے ہی گوارڈز کی مشہور سازش کا افشا ہوا جو ہالینڈ میں چارلس دوازدہم کا سفیر تھا اور گیلیں بورگ کو قید کر لینے سے

جولینڈن میں سویڈن کا سفیر تھا جارج کو یقین ہو گیا کہ شمالی ممالک سے اسکے خاندان کو خطرہ ہے اور اس نے انگلستان اور فرانس کے مابین معاہدہ ہو جانا قرین مصلحت تھا۔ انگلستان اور فرانس میں جو اتحاد ہوا تھا وہ دونوں کے ملکوں کے شاہی خاندانوں کی حفاظت کی غرض سے ہوا تھا مگر اس وقت دونوں ملکوں میں اتحاد کی اہمیت قوم اور حکمرانوں کے اغراض متحد تھے۔ انگلستان کی وگ حکومت کو اتحاد ملتہ سے یہ اطمینان ہو گیا کہ اب جس میں ایڈورڈ کو ریک ہو گئی اور ہینو در کی حکومت ایلکٹر کی بھی محفوظ ہو گئی انگلستان میں جارج کی قوت مستحکم ہو گئی جس سے وگ جماعت کا فلاح بھی مد نظر تھا۔ اور لیان نے تو اس اتحاد کو بہت ہی اہمیت جانا کیونکہ اس کے وجود میں آنے سے بوقت واحد اس کے فرانسیسی مخالفوں کے منصوبے خاک میں مل گئے اور بیرونی مخالفوں کا بھی ہی حشر ہوا۔

اتحاد مذکور سے نہ صرف جارج اور اور لیان کے ذاتی اغراض برائے بلکہ ان کے ملکوں کو بھی بہت کچھ نفع ہوا۔ یوٹرنکٹ کا صلح نامہ قطعی طور پر تسلیم کر لیا گیا اور انگلستان اور فرانس میں سخت و تاج کے متعلق جو انتظامات حال میں ہوئے تھے تسلیم کر لئے گئے۔ فرانس کو خصوصاً اس اتحاد سے بہت نفع ہوا کیونکہ لوئی چہار دہم کے انتقال کے بعد یہ ملک بالکل خستہ حال اور بے یار و مددگار رہ گیا تھا اور ہینو در کے ایلکٹر کے انگلستان میں تخت نشین ہونے سے ”اتحاد عظیم الشان“ کے احیاء کا اندیشہ بھی ہو گیا تھا۔ مگر دوبلا اور شا تو نیوف ایسے معاملہ فہم سفیروں سے کام لیکر نائب اسطنت نے فرانس کے لئے بیش قیمت اتحاد پیدا کر لئے اور ایک جدید نظام سیاسی وجود میں لایا جو یورپ میں امن و امان کے قیام کے لئے نہایت ہی ضروری تھا۔ اس کی کامیابی زیادہ تر دو بوا کی وجہ سے تھی جس نے فرانس کو تنہائی کی خطرناک حالت سے نجات دلا کر یورپ کے ممالک میں با اثر اور با وقار کر دیا۔ اس حکمت علی پر تالی ران نے ۱۷۹۰ء میں عمل کیا۔ فرانس کے لئے دوبلا سا مدبر ایک نعمت غیر مترقبہ تھا۔ اپنے حین کو حیات میں وہ نہایت خوبی سے فرانس کے خارجی معاملات کو طے کرتا رہا اور اور لیان کو اس پر اعتماد دے دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے معاصر اس سے حد درجہ عناد رکھتے تھے اور اس وقت تک بہت سے ایسے مصنف گزرے ہیں جنہوں نے اسے بدنام کرنے میں اپنا پورا زور لگا دیا ہے اسکی حالت

بعینہ بالنگ بروک کی سی ہے جس سے وگ مورخوں کو سخت عناد تھا۔ سفارتی گفت و شنید میں نائب السلطنت نے اس کی پوری تائید کی تھی حالانکہ اکثر وزرا اور امر اعلانیہ اس کے مخالف تھے۔

صلح نامہ مذکور فرانس میں کبھی پسند نہیں کیا گیا اور انگلستان اور فرانس کے درمیان دوستانہ تعلقات کا برقرار رہنا بالکل اور لیان اور دو بوا اور پھر فلیوری کی مرضی پر منحصر تھا مگر سولہ سال تک اس اتحاد ٹلنے نے یورپ کی باگ اپنے ہاتھوں میں رکھی اور قیام امن کا باعث ہوا مگر یہ اور فرانسیسی مصنفوں میں خوشگوار تعلقات پیدا ہو گئے اور مالا غیر غیر سے سلسلہ جنگ کے منقطع ہو جانے سے دونوں ملکوں خصوصاً انگلستان کو بہت نفع ہوا۔ اتحاد مذکور کو اہل فرانس نے بالعموم پسند نہ کیا مگر اس میں شک نہیں کہ امور خارجیہ میں دو بوا کو پہلے معرکے میں پوری کامیابی ہوئی۔

شہنشاہ اور وائٹا کے دربار کو انگلستان اور فرانس کا اتحاد ابتداً سخت ناگوار ہوا اور جو جیکو بائٹ فرانس سے خال دیئے گئے ان کی شہنشاہ کی والدہ نے امداد کی اور خود چارلس ششم نے بھی انھیں بلیئم میں پناہ گزیں ہونگی اجازت دی۔ اس مشکل کو حل کرنے کے لئے جارج اول نے تحریک کی کہ ویسٹ منسٹر کے صلح نامے میں ایک محفی شرط کا اضافہ کیا جائے کہ شہنشاہ اس کی باغی رعایا کو پناہ نہ دے اور اس رعایت کی عوض میں اس نے ۳۶ لاکھ فرانک کی رقم خزانہ شہنشاہی میں داخل کرنے کا اقرار کیا۔ یہ معاملہ جنوری ۱۶۸۵ء میں طے ہو گیا اور اس طرح شہنشاہ ایک ایسے وقت میں اتحاد ٹلنے کے ساتھ ہو گیا جب کہ جنوبی یورپ کی حالت نہایت نازک ہو رہی تھی۔

صفحہ ۵۰

ابیرونی کو اتحاد ٹلنے کے وجود میں آنے سے سخت تعجب ہوا۔ دو بوا کو سفارتی سارڈی ناپہم سپانیہ کا صلح نامہ سپاہ میں ایک نہ بدست فتح ان اثرات پر حاصل ہوئی تھی جن کا ابیرونی نمائندہ تھا۔ مگر ابیرونی اپنے اصلاحات اور تنظیم جدید میں مصروف ہوا اور اپنی تیاریوں کو مکمل کرنے کے لئے اسے صرف چند سال تک اس کے قیام کی ضرورت تھی ہسپانیہ اور پوپ کلی منٹ یا زہم کے درمیان اس نے مصالحت

لے لی، ہسپانیہ اور اسکے بادشاہ اور ملکہ پر دو بوا کے آقا اور لیان کے دشمن تھے۔ مترجم۔

کرادی۔ فلپ اور ایلزابتہ کی طرح یوپ کو بھی شہنشاہ کی قوت کی ترقی کو روکنے اور استعادتِ ثلاثہ کی مخالفت کرنے میں نفع تھا البیرونی اس وقت انتظامی اصلاحوں میں مہم تھا مگر اس اثنا میں ایک ایسا واقعہ ہو گیا جس کی وجہ سے وہ سخت کشمکش میں پڑ گیا اور بالآخر جنگ کے لئے اسے تیار ہونا پڑا جو اس کی وزارت کے خاتمہ کی باعث ہوئی۔ واقعہ مذکور حسب ذیل تھا: میٹھی شاہ میں آسٹریوں نے میلان کے علاقے میں ایک ہشتاد سالہ شخص مسمی مشولی نے کو گرفتار کر لیا جو حال ہی میں ان کوئی زٹر جنرل مقرر ہوا تھا اور بقول البیرونی شوکت پسند اور احمق تھا۔ اس شخص کی گرفتاری سے آسٹریا اور ہسپانیہ میں قلعہ تعلقات کی ذبت آگئی جس پر آسٹریا تلا ہوا تھا اور جس سے البیرونی گریز کر رہا تھا۔ ہسپانیہ کے ساتھ جو تھنک امیز برتاؤ کیا گیا تھا اسے فلپ برداشت نہ کر سکتا تھا اور ڈیوک پارما تو بالکل آگ بگولا ہو گیا۔ اسی ڈیوک کے دباؤ سے کہ فلپ کی براہ فرخنگی سے جنگ قبل از وقت شروع ہو گئی البیرونی کو جرمنوں سے نفرت ضرور تھی اور وہ انھیں اطالیہ سے نکلنا چاہتا تھا مگر اس وقت اس کا اصل مدعا یہ تھا کہ ہسپانیہ کی تجارت اور مالیہ کی اصلاح کرے اور جنگ کی وجہ سے اس کام کا رک جانا اسے سخت ناگوار تھا۔ جولائی ۱۷۰۱ء میں ہسپانیہ کا بیڑا باری لونا سے روانہ ہوا اور ۲۲ اگست کو کاگ لیاری کے قریب لنگر انداز ہوا۔ اس کے چھ روز قبل یوجین کو بیل گریڈ میں فتح حاصل ہوئی تھی نومبر کے اوخر تک سارڈی نیا پر قبضہ ہو گیا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہسپانیہ نے سارڈی نیا پر قبضہ کر کے صلح نامہ یوٹریخت کی خلاف ورزی کی اور یہ کہ اس زیادتی کی وجہ سے اس کے خلاف ہسپانیہ کی کارروائی کا حق بجانب ہونا

سارڈی نیا پر قبضہ کر لینے کے لئے ہسپانیہ کے پاس کافی وجوہ تھے۔ صفحہ ۵۵

یہ مشہور تھا کہ چارلس ششم سدسلی کو اپنے قبضے میں لانا چاہتا ہے اور ستمبر ۱۷۰۶ء میں اسٹین ہوپ نے ایک تجویز پیش کی تھی جس سے اسید بھی کہ شہنشاہ اور فلپ پنجم اور دیگر اناطیس کو اٹینان ہو جائے گا۔ اس کی تجویز یہ تھی کہ شہنشاہ یوٹریخت کے صلح نامہ کو تسلیم کرے اور فلپ پنجم کو ہسپانیہ

کا بادشاہ مانے اور لوئی پانزدہم اگر بنیر اولاد ہوئے مہر جائے تو اور لیان کے خاندان کو فرانس کے تخت و تاج کا وارث تسلیم کرنے پر آمادگی ظاہر کر کے امور مذکور بالا کے تسلیم کرنے کے معاوضے میں اسے اجازت دیکجائی کہ سارڈی نیا کے عوض میں سیلی پر قبضہ کر لے اور پارما اور پیا سین زاڈان کارلوس کے لئے محفوظ رکھے جائیں جو ابلی زابیعہ فار کا بیٹا تھا۔ اس تجویز پر ایک خفیہ مجلس شورعی میں بحث ہوئی جس میں علاوہ اسٹین ہوپ سنڈر لینڈ اور سنٹ سا فورین (دائنا کا انگریزی سیفر) کے موسیو دی نینا لیدر بھی موجود تھا جو چارلس ششم کا ملازم تھا۔

ولیسٹ منسٹر کے صلح نامے کی شرطوں میں شہنشاہ کو سیقالیہ کے دئے جانے کا بھی حوالہ تھا اور اتحاد و ملت کو وجود میں لانے کے لئے جو نامہ و پیام ہوئے ان میں جزیرہ مذکور کو چارلس ششم کو دیدینے پر علانیہ بحث ہوتی رہی۔ اگر ہسپانیہ میں بجائے قلب اور البیرونی کے بادشاہ اور وزیر کوئی دوسرے ہوتے تو ممکن تھا کہ جو شرطیں دائنا کے دوسرے صلح نامے (۱۷۶۳ء) کے ذریعے سے طے ہوئی تھیں وہی صلح نامے میں طے ہو جائیں مگر بحالت موجودہ ہسپانیہ نے حقارت کے ساتھ پارما اور پیا سین زا کو قبول کرنے سے انکار کر دیا جو اسٹین ہوپ نے اس کے لئے تجویز کئے تھے ہسپانیہ نے جو کچھ کارروائی کی وہ اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے تھی کیونکہ ہر ممکن اہل ذریعہ سے آسٹریا کو سیلی پر قبضہ کرنے سے روکن ضروری تھا جس سے یوٹریخت کا تصفیہ بالکل درہم برہم ہو جاتا تھا۔ لیکن انگلستان کی حکومت کی غرض اس وقت صرف یہ تھی کہ ہینڈور کے خاندان کی حکومت مستحکم ہو جائے، اپنے نفع کا تو اسے بہت خیال تھا مگر یورپ کے عام نفع کی اسے بالکل پروا نہ تھی۔ اطالیہ میں شہنشاہ کی ہوس ملک گیری پر انگلستان بالکل چشم پوشی کرنے پر آمادہ تھا صرف اس خیال سے کہ جنوبی یورپ میں امن ہو جائے تاکہ شمال میں جو خطرے پیدا ہو رہے تھے انکے ذمہ کا سامان کر سکے۔ سیلی یا ٹیٹیا کے علحانے کی رو سے سیلی سموات کے لئے تجارت کو اس شرط پر دیدیا گیا تھا کہ اگر وکٹر اماؤس لا دلہر جائے تو جزیرہ ہسپانیہ کے قبضے میں آجائے۔ سیلی یہ جب تک سوائے کا قبضہ تھا اس وقت تک اس کی ساری تجارت انگریزوں کے ہاتھ میں تھی۔ انگلستان کے دگ وزیر انٹرنالی یورپ کے معاملات میں خاص توجہ رکھتے تھے اور وہ خاندان ہینو در کی حکومت کو

برقرار رکھنا چاہتے تھے اس لئے وہ امور متنازعہ پر ٹھنڈے دل سے غور نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے جیسے ہی ہسپانیہ نے سارڈسی یا پرتگیزہ کر لیا انگلستان نے اتحاد ثلاثہ کے اراکین کو ہسپانیہ کا مقابلہ کرنے کیلئے طلب کیا (۱)۔

بیکرہ روم میں جو واقعات ہو رہے تھے انکی وجہ سے نائب السلطنت سخت متنبہ میں پڑ گیا تھا۔ بیرس میں وہ ہر دل عزیز نہ تھا اور اسے معلوم تھا کہ اہل فرانس فلیپ نیم کو فرانس کے تخت و تاج کا حقیقی وارث خیال کرتے تھے اور اگر ہسپانیہ کے موجودہ طرز عمل میں اس نے کسی قسم کی مداخلت کی تو انھیں سخت ناگوار ہو گا کیونکہ ہسپانیہ اس وقت خاندان ہپس برگ سے برسر پیکار تھا۔ اس لئے اور لیان نے دوبلو کو لندن

دوبلو لندن میں
۱۶۱۶-۱۶۱۸ء

بجیا اور اکتوبر میں اس نے انگلستان کے مدبروں سے کئی ملاقاتیں کیں۔ بلغراد کی فتح کی وجہ سے وائنا میں زن زین ڈارٹ اور لندن میں بین تین ریڈر کسی گفت و شنید پر آمادگی ظاہر نہ کرتے

تھے۔ اسمکی وجہ سے دوبلو اور اسٹین ہوپ میں اختلاف اور بھی بڑھ گیا اور نومبر کے اوائل جنوبی یورپ کی مشکلات کے تصفیہ کے لئے ایک مشترک تحریر آسٹریا کے سفیر سے حوالہ کی گئی۔ ۲۹ نومبر کو دوبلو بیرس کو واپس آیا اور نائب السلطنت کو انگلستان اور ہالینڈ کے ساتھ اتحاد قائم

رکھنے پر پوری طور پر آمادہ کر کے ۳۱ دسمبر کو لندن پہنچا جہاں مجوزہ تصفیہ پر پھر مفصل بحث ہوئی۔ اطالیہ کے مطلق آسٹریا کو جو دعوے تھے انگریزوں کی تائید پر آمادہ نہیں مگر نائب السلطنت کو براہ راست پارما اور سپاسینزا کے علاوہ کئی کی جائیں بھی نوجوان ڈان کارلوس کیلئے محفوظ رکھی جائیں۔ اس امر کا جب نائب السلطنت

کے حسب خاطر تصفیہ ہو گیا تو دوبلو اور اسٹین ہوپ نے باقی ماندہ مشکلوں کو بہت جلد حل کر دیا اور شہنشاہ نے بھی ان تجاویز کو تسلیم کر لیا۔ مگر اس کے بعد نئی مشکلیں پیدا ہو گئیں۔ فرانس میں ایک زبردست جماعت آسٹریا کے ساتھ مصالحت کر نیکی

بائنٹل مخالف تھی۔ اس کا سرغنہ مارشل دو زیل تھا اور اس کے مویدوں میں تورسی (ناظم طبع) ایسے با اثر اشخاص تھے۔ نائب السلطنت کی بھی یہ حالت تھی کہ دوبلو کی غیبت میں وہ کسی قطعی نتیجے پر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اس لئے لارڈ اسٹین ہوپ بیرس چلا گیا

تاکہ نائب السلطنت کو اپنا ہم خیال بنائے۔ دو بولوا، امرگست کو اتحاد اور بعد کی تکمیل کر کے پیرس واپس آیا۔ اس نے ایک ایسے عہد نامے کو مرتب کرادیا تھا جو فرانسیسی دربار کی ہسپانی طرفداروں کے منشا کے خلاف تھا اور جس سے اس طرز عمل کی توثیق ہوتی تھی جو تاتاریہ میں اختیار کیا گیا تھا۔ اس سفارتی کامیابی سے دو بولوا کی شہرت بمقابلہ سابق اور بھی بڑھ گئی مگر ایسی کامیابی کی وجہ سے فرانس کے امرا جن کا سرخونہ مین تھا اور وزیر اعلیٰ کا سرخونہ ووزیل اس کے اور بھی دشمن ہو گئے اور اس پر سخت تر حملے کرنے لگے کیونکہ وہ اعلیٰ اور خارجی معاملات میں اس کا طرز عمل ان کے اصول کے بالکل خلاف تھا۔ فرانس میں اس کے واپس آنے کے بعد حکومت میں اہم تغیر عمل میں آئے۔ پیرس کے بارلی مان نے سیاسی اور مالی حالات میں پیدا دخل دینا شروع کر دیا تھا اور عدالتی کارروائیوں میں بھی سدراہ تھا اس کے علاوہ مختلف سرشتوں کی نجاس بائیکل سیکار ثابت ہو چکی تھیں۔ خصوصاً مجلس معاملات خارجی نے جس کا صدر ووزیل تھا ایک ایسا طرز عمل اختیار کر لیا تھا جو فرانس کے حقیقی مفاد کے منافی تھا۔ اور لیان نے ۲۶ اگست ۱۸۷۱ء کو بارلی مان کو بائیکل بے دست و پا کر دیا تھا اور جب دو بولوا اتحاد اور بعد کو قائم کر کے کامیاب واپس آیا تو اور لیان نے قصہ مقصوم کر لیا کہ حکومت میں مطلق العنان اقتدارات حاصل کر کے انتظام مملکت میں ضروری تغیرات کر دے۔ ووزیل نے اتحاد اور بعد و اتحاد مثلث کی حکمت عملی کی مخالفت کی تھی اس لئے اب ضروری تھا کہ معاملات خارجی کی غنان ان لوگوں کے ہاتھ میں نہ ہو جو خارجی معاملات کے جدید طریقے کے بانی تھے اور اس پر عمل کر رہے تھے اس کے علاوہ جب تک کہ معاملات خارجی کا تعلق ووزیل سے تھا اور لیان پر کسی کو اعتماد نہ ہو سکتا تھا تاہم ۲۸ ستمبر کو اور لیان نے دو بولوا کی تائید سے وزارتوں میں کایا پلٹ کر دی یعنی مجالس سرشتہ موقوف کر دی گئے اور سبائے ان کے ہر سرشتہ کے لئے ایک مہتمم کا تقرر ہوا، دو بولوا متحد معاملات خارجیہ مقرر ہوئے اور گو اس کے رقیب ٹورسی کا اثر بھی اور لیان پر ۱۸۷۱ء تک تھا جب کہ وہ (ٹورسی) مغرول ہو گیا تھا مگر باوجود ان وقتوں کے اس نے اسٹین ہوپ کی شرکت سے اتحاد اور لیان کی شہر لفظ پر عمل کرادیا۔

امیرونی نے نائب السلطنت کو آسٹریائی نیدر لینڈ دیکر رام کرنے کی کوشش کی تھی اور فرانس میں ایک قدرتی رجحان یہ بھی تھا جس کے محرک ووزیل اور دیگر امرا تھے

کہ شہنشاہ کے مقابلے میں فلب پتخم کی تائید کی جائے مگر باوجود ان موانع کے اور لیان البرونی کی شکلات

رہنے اور ہسپانیہ کے بوربون خاندان کا بزورِ شمشیر مقابلہ کرنے کا قصد کر لیا گویا جولائی میں اس کی نیت پھر کچھ بدل گئی تھی۔ مارچ میں اس نے مصالحت کے نئے ایک آخری کوشش کی اور مارکوس نان کرے کو گفت و شنید کے لئے بھیجا مگر اس کی یہ کوشش بے سود ثابت ہوئی۔ وکٹر اماڈیس اس کے قبل ہی سے شہنشاہ سے نامہ و پیام کر رہا تھا جس نے مارچ میں کو انگریزوں اور فرانسیسیوں کی تجاویز کو منظور کر لیا تھا اس وجہ سے ہسپانیہ ایکہ و تنہا رہ گیا۔ مگر باوجود ان وقتوں کے البرونی نے حسبِ عادت زوردار کارروائی کی اور جب اسے معلوم ہوا کہ وکٹر اماڈیس ہسپانی فوجوں کو سسلی میں داخل نہ ہونے دیکھا اس نے ہسپانی بیڑے کو حکم دیا کہ جزیرہ مذکور پر قبضہ کرے۔ جون ۱۸۰۸ء میں بیڑے باریس لونا سے روانہ ہو گئے اور ۵ جولائی کو سسلی پر قبضہ ہو گیا۔

سارڈی نیا پر ہسپانیہ کا قبضہ کر لینا بعض وجوہ کی بنا پر حق بجانب قرار دیا جاسکتا ہے مگر سسلی پچھلے کرائیوینا غلطی پر مبنی تھا کیونکہ اس طرح ہسپانیہ نے گویا انگلستان فرانس اور آسٹریا کے مقاصد کی قبل از وقت مخالفت کی جس سے اس کی ناکامی یقینی تھی۔ سسلی حملہ کرنے کی ذمہ داری یقیناً البرونی پر ہے کیونکہ اسے یقین کامل تھا کہ انگلستان اور فرانس میں اتحاد ممکنات سے نہیں ہے اور یہ کہ انگلستان اپنے تجارتی اغراض کی وجہ سے سسلی پر آسٹریا کا قبضہ ہونے کی مخالفت کرے گا۔ مگر جب اتحادِ ثلاثہ کے اراکین نے متحد کارروائی کی اور آسٹریا نے اس کے شرائط کو تسلیم کر لیا تو اس کی یہ امیدیں محض خواب و خیال ثابت ہوئیں مگر اس کے زوال تک ہسپانیہ کے عزم و استقلال میں فرق نہ آیا۔

البرونی بے یار و مددگار تھا مگر اس نے یہ کوشش کی اس کے دشمن اپنی ملکی محاللات میں پھنس جائیں کئی مہینے سے وہ بیڑا غلیم اور چارلس دوازدہم کے درمیان مصالحت کرائیگی فکر میں تھا تاکہ ان کے ساتھ پرشیا کو شریک کر کے ایک اتحاد قائم کر دے جو شہنشاہ اور جارج اول پر حملہ کر سکے۔ ۱۸۰۸ء میں اس کے دل میں خیال پیدا ہو گیا تھا کہ سوئیڈن سے اتحاد پیدا کرنا مفید ہوگا اور اس پسار کی ہزیمت کے بعد بھی اسے بلا شک یہ امید تھی کہ اگر روس اور سوئیڈن کوئی فوجی کارروائی کریں تو جرمنی اور انگلستان کی توجہ اس طرف

ہو جائیگی۔ الینڈ کی مجالس شوری کی کارروائی مئی میں شروع ہو گئی تھی اور امید تھی کہ نزار اور شاہ سوئڈن کو انگلستان سے جو دشمنی تھی وہ ہسپانیہ کے لئے مفید ہوگی۔ البیرونی راگوچی شاہ ٹرین سل وئے نیا سے نامہ و پیام کر رہا تھا اور اسے امید تھی کہ ترک بھی جنگ جاری رکھینگے۔ سیلار کو اس نے ہدایت کی تھی کہ فرانس میں اور لیان کی مخالف جماعت کی تائید کرے اور پیرس میں اس کے کارپرداز عرصے سے دوہوا کے خلاف سازش کر رہے تھے۔ اس کے علاوہ البیرونی نے لائنک وکرسے وے نے پوآ تو اور دو فنے کے پرائسٹنوں کو بناوت پر آمادہ کر دیا اور برٹنی کے باشندوں کے ساتھ بھی جو حکومت سے ناراض تھے نامہ و پیام شروع کر دیا انگلستان کے خلاف میں اس نے یہ کارروائی کی کہ جیس ایڈوڈ کو ہسپانیہ بلایا اور انگلستان کے خلاف ایک ہم کی تیاری شروع کر دی۔

مگر البیرونی کی یہ سب پیش بندیاں خاک میں مل گئیں۔ سسلی پر ہسپانیہ کے حملے کی وجہ سے اتحاد اربو ۱۶۱۸ء سے۔ اسی اتحاد سے جس میں حسب ذیل معاہدے شامل تھے

۱۔ معاہدہ ہین شہنشاہ و شاہ ہسپانیہ (۲) معاہدہ مابین شہنشاہ و شاہ سسلی (۳) عہد نامہ جات مابین شہنشاہ پشاپان انگلستان و فرانس و اسٹیس بنزل (۴) الینڈ۔ چارلس ششم نے سارڈوی نیا کے معاہدے میں سسلی لیلیا اور شاہ سسلی کو شاہ سارڈوی نیا کا خطاب دیا گیا اور بحالت عدم موجودگی ورنہ ہسپانیہ کے تحت کا اسے وارث قرار دیا گیا اٹالیہ کی ڈچیوں (پارما، پیاسین، زامبسنی) کی وراثت کے متعلق ایلزابتہ فارنس کے حقوق تسلیم کرنے گئے۔ پساروڈینز کا صلح نامہ اس کے قبل ہی ہو چکا تھا اور اب ہسپانیوں کو سسلی سے نکالنے کے لئے آسٹریا کی فوجیں ٹڈنی دل کی طرح اٹالیہ میں پہنچ گئیں۔ اگست کو امیر البحرنگ نے ہسپانی بیڑے کو اس پسارو کے قریب شکست دی جس سے اتحاد اربو کی نتج یابی اور اسٹین ہوپ اور دوہوا کے طرز عمل کی کامیابی کی توفیق ہو گئی۔

صفحہ ۵۶

انگریزی حکومت نے ہسپانیہ سے اتحاد اربو میں شریک ہونے پر اصرار کیا اور خود اسٹین ہوپ ۱۶۱۸ء کو میڈرڈ میں پہنچا اور جبل الطارق کی بازگشت پر رضامندی ظاہر کی مگر نان کرے کی طرح اسے بھی غلبہ پیچم اور البیرونی کو مصالحت پر آمادہ کرنے میں ناکافی

ہوئی۔ ۱۲ اگست کو اس نے ہسپانیہ کے دارالسلطنت کو غیر بادشاہ اور نان کرے بھی ۱۲ نومبر کو وہاں سے چلا گیا مگر ہسپانیہ دول متحدہ کے خلاف جنگ کو جاری رکھنے سے باز نہ آیا۔

۱۳ ستمبر میں چارلس دوازدہم نے انتقال کیا اور اس کے بعد ہی گوارڈیوٹو عزول ہو گیا اور سویڈن اور روس کے درمیان جنگ چھڑ گئی جس کی وجہ سے ہسپانیہ کے حسب مرام شمال کی طرف سے کسی حملے کی امید باقی نہ رہی۔ فرانس بھی، وسمہ ہی میں سیلا مار کی سازش انگلستان اور فرانس کی جنگ کا افسانہ ادا ہو گیا جس کا علم دو باؤ کو عرصے سے تھا۔ سیلا مار گرفتار کر لیا گیا۔ جیسے کہ کین بورگ سالہا قبل میں گرفتار ہوا تھا۔ بریٹنی ہسپانیہ سے

کی بنیاد و فرو کردی گئی اور سازش کے انکشاف کے نتائج یہ ہوئے کہ ہسپانیہ کی حکمت عملی شبہ کی نگاہوں سے دیکھی جانے لگی، کلی منٹ یازدہم اور جیمز لوگوں نے سازش کرنے والوں کی بہت اذرائی کی تھی اب ابھی بھی قلعی کھل گئی نائب السلطنت کی قوت مستحکم ہو گئی اور ہسپانیہ کی مخالفت میں ٹورسی بھی اسکی تائید کرنے لگا۔ ڈیوکیٹن اور اسکی بیوی ڈیوکی رشی لیو کا رد عمل پورگ ناک کا رد عمل روہان اور مارکوس پم بادور گرنسٹار کر گئے اور اس کے بعد یا تو قید یا جلا وطن کر دئے گئے۔ بریٹنی کے باغی سرغنوں میں سے چار شخص قتل کر دئے گئے اور عرصے تک پس و پیش کرنے کے بعد فرانس نے ۱۵ جنوری ۱۶۱۵ء کو ہسپانیہ کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔ انگلستان ۱۶۱۵ء میں بھی کو ہسپانیہ کے سوا عل سے ایک نئے جیکو باٹلی جیلہ کے خوف سے جنگ کا اعلان کر دیا تھا۔ ہسپانیہ متحدین کے حملے کے دفع کرنے سے عاجز تھا۔ مارچ ۱۶۱۳ء میں ایسٹریچ میں ہسپانیہ کی سرحد میں داخل ہو کر فرانسیسیوں کا محاصرہ کر لیا اور ایک انگریزی بیڑے نے ہسپانیہ کے کئی شہروں کو لوٹ لیا اور ان کے جہاز کو بہت نقصان پہنچا۔ جیکو باٹلی مہم کو بھی ناکامی ہوئی اور موسم خزاں سے انتشار کے قبل آسٹریوں نے سسٹو کو فتح کر لیا۔

ابیرونی نے چارلس دوازدہم کے انتقال کے بعد شہر لیا تھا کہ اب کامیابی کی کوئی امید نہیں ۱۶۱۵ء میں اسے فکر ہو گئی تھی کہ ملکہوں نے اسے اگر مولیٰ نہ کی گرفتاری سے وہ مجبور نہ ہو جاتا تو ہسپانیہ کے فرانس کے ترقی دینے کے کام میں اس وقت تک

معروف رہتا جب تک کہ ہسپانیہ کو بحیرہ روم میں توازن قوت کے بحال کرانے کی اہمیت نہ پیدا ہو جاتی کیونکہ اس کا خیال تھا کہ یہ توازن قوت یورپ بھٹ اور راس ٹاٹ کے صلفناموں سے ناپید ہو گیا تھا۔ اس کی سیاسی زندگی اب ختم ہو چکی تھی مگر ہسپانیہ کی تاریخ پر اس کا اثر بہت زیادہ ہے جس کا کافی اندازہ نہیں ہو سکتا باقی نیو اور ہسپانیہ کے دوسرے مدبرین نے اسی کے اصول کی پیروی کی اور ۱۷۱۳ء میں ڈان فلپ سے پارما اور بیاسین زاپر قابض ہو جانے اور ڈان کارلوس کو رسل اور نیپلز کی حکومت کے مل جانے سے ثابت ہو گیا کہ اس کی خارجی حکمت عملی ایک حد تک بار آور ہوئی۔ اسی اطالوی مدبر کی فراست کا نتیجہ تھا کہ ہسپانیہ کے جسم بے جان میں جان پڑ گئی اور اہل اطالیہ میں جذبہ قومیت پھر تازہ ہو گیا۔

مصلحت کی گفت و شنید شروع کرنے سے قبل حلیفوں کا اصرار تھا کہ البریونی منزل کر دیا جائے اس لئے وسط دسمبر ۱۷۱۹ء میں اسے حکم دیا گیا کہ ہسپانیہ سے چلا جائے فلپ البریونی کو منزل کر کے ۱۷۲۰ء کے آغاز میں انگلستان اور فرانس کے زبردست طرز عمل سے اتحاد برہنہ بن گیا۔ جمہور ہو کر صلح نامہ لندن کے ذریعے سے فلپ نے اتحاد البریونی کی شرط کو تسلیم کر لیا گو بعض اہم امور کے متعلق سال بھر گفت و شنید کا سلسلہ جاری رہا اور فلپ اور اہل زابیت کی برا فروشی اس قدر بڑھ گئی تھی کہ ہر لمحہ جنگ کے دوبارہ چھڑ جانے کا اندیشہ تھا۔ بالآخر جون ۱۷۱۳ء میں تمام امور کا شفعی بخش تصفیہ ہو گیا اور انگلستان اور فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان ایک مدافعتی اتحاد ہو گیا۔ یہ بھی طے ہوا کہ کام برائی میں ایک کانگریس (مجلس شوری) ہو جس میں ہسپانیہ اور آسٹریا کے درمیان جتنے امور متنازع تھے سب کا تصفیہ ہو جائے مثلاً اطالیہ کی ریاستوں کی حکومت ہسپانیہ کے تحت و تاج کی نزاعیں اور زریر اؤن (Golden Fleece) کے خطابات دینے کا حق۔ دوبارہ کو اندیشہ تھا کہ کہیں ہسپانیہ، انگلستان اور آسٹریا کے درمیان اتحاد نہ ہو جائے اس لئے ہسپانیہ اور فرانس کی موجودہ دوستی کو پختہ کرنے کے لئے اس نے یہ مناسب خیال کیا کہ دونوں ملکوں کے شاہی خاندانوں کے درمیان شادیوں کے ذریعے سے گہرے تعلقات قائم ہو جائیں۔ ستمبر ۱۷۱۳ء میں اعلان کر دیا گیا کہ ہسپانیہ کی شہزادی کی (جو اہل صرف پانچ سال کی تھی) شادی لوئی پانزدہم سے ہوگی اور اوریلیان کی بڑی بیٹی کی شادی

ڈان لوئی ہسپانیہ کے ولی عہد سے۔

جنوری ۱۷۶۳ء میں یادی موزیل دی سون پان سیر کی شادی ہوئی اور ہسپانیہ کی شہزادی بھی فرانس میں آکر عہدہ ہو گئی۔ ہسپانیہ میں فرانس کے اثر کے بڑھ جانے سے فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان انگلستان کے وزیروں کو اندیشہ ہو گیا۔ انگریزوں سے اتحاد قائم شادیوں کے ذریعے سے اتحاد رکھ کر ہسپانیہ سے اتحاد پیدا کرنے کی کوشش میں دیوانے

۱۷۶۱-۱۷۶۲ء

۱۷۶۳ء میں جب لوئی پانزدہم سن بلوغ کو پہنچا تو وہ وزیر اعظم ہو گیا اور اپنے انتقال تک اس خدمت پر فائز رہا۔ اس کے انتقال کے بعد اوریلیاں نے تین ہفتے تک اس خدمت کے فرائض انجام دئے۔ مگر فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان اتحاد کا پھر قائم ہو جانا قبل از وقت تھا اور یہ اتحاد یکایک ٹوٹ گیا جب کہ دو بوائے آگست ۱۷۶۳ء اور اوریلیاں نے دسمبر سنہ مذکور میں انتقال کیا۔

ہسپانیہ اور آسٹریا کی باہمی مخالفت سے جنوبی یورپ میں نقص امن کا جو خطرہ پیدا ہو گیا تھا وہ آسٹریا کی یورپ کی زبردست کارروائیوں سے دغ ہو گیا مگر شمال کے شمالی یورپ ۱۷۶۱-۱۷۶۲ء معاملات سے انگلستان کو ہر وقت فکر لاحق رہتی تھی اور یورپ کا امن و سکون بھی معرض خطر میں تھا۔ ہسپانہ کے وزیروں کے طرز عمل

سے منافقات کا رقبہ بلاشبک و شبہ وسیع تر ہوتا جاتا تھا۔ اٹھارھویں صدی میں شروع سے آخر تک روس اور پرشیا کے عروج اور سوڈن اور پولینڈ کے زوال کی وجہ سے شمالی سلطنتوں کا یورپ کی تاریخ پر زبردست اثر ہے۔ جارج اول جب انگلستان میں آگست ۱۷۱۴ء میں تخت نشین ہوا، اس وقت شمال کی جنگ شتمل ہو رہی تھی۔ روس اور پرشیا نے اسی زمانے (جولائی) میں ایک خفیہ عہد نامہ کر لیا تھا کیونکہ انھیں اندیشہ تھا کہ چارلس دوازدهم بین ڈر سے عنقریب واپس آنے والا ہے۔ اس عہد نامے کی رو سے روس نے وعدہ کیا کہ وہ صلح اس وقت تک نہ کرے گا جب تک کہ پرشیا کو اس ٹے ٹن مع اسلحہ ملے پین مذی تک نہ مل جائے اور اس کے علاوہ وول گاٹ دوسن یورپس ڈوم بھی اس کے معاوضے میں پرشیا نے روس کو سوڈن کے صوبجات

لی۔ دنیا میں اسی تھوٹا اور انگریز یا کسی الحاق میں مدد دینے کا وعدہ کیا۔ نومبر میں نیارلس
اسرائیل سنڈ کے قریب آگیا۔ تمام مذکور پر اس کی موجودگی کے نتائج فوراً ظہور میں آئے
یعنی اس کے دشمن سب متحد ہو گئے۔ پرشیا نے حملہ آوری کی غرض سے ڈین مارک، ہسینو
سیلنی اور پولینڈ کے ساتھ اتحاد قائم کر کے سویڈن کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔ لیون
نے ورڈین اور بری میں جاریج اول کے حوالہ کر دیئے اور سویڈن کے وزیر گوارٹز نے
تقدیر کیا کہ اتحاد مذکورہ بالا کو شکست کر کے شمالی یورپ میں سویڈن کے رسوم کو بھوکال
کر دے۔ اسرائیل سنڈ کا فریڈرک ولیم نے محاصرہ کر لیا اور اس کے سقوط (دسمبر ۱۸۰۷ء)
کے بعد چارلس دوازدہم ابد وقت بھاگ کر سویڈن چلا گیا اور قریب تھا کہ اس جنگ کی
جنگاریاں تمام یورپ میں پھیل جائیں۔ بحیرہ بالٹک میں انگریزوں نے ایک بیڑہ اپنی فوج
شمالی یورپ کے اتحاد سے کی حفاظت کے لئے متعین کر دیا تھا۔ بتول مسٹر کارلائل "برسین
پارلس دوازدہم کی جنگ اور ورڈین کی قیمت ادا کرنے کا یہ ایک ناراست طریقہ تھا۔ چارلس
دوازدہم کے دوسرے مخالف بھی جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ اتحاد شمالی
بطور سب سے پہلے تیار ہوا۔ اس معلوم ہوتا تھا مگر اس کے وجود میں آتے ہی اس کے شکست
ہونے کے آثار نمودار ہو گئے۔ کیونکہ پیرا غظم اور ہسینو ر کے وزیروں کے درمیان رنجش
پیدا ہو گئی تھی۔ اپریل ۱۸۰۷ء میں میک لین برگ کے ڈیوک کی سنادی پیرا غظم کی پہنچی
تھی۔ پیرا غظم سے ہوئی اور پیرا نے فوراً اس کے شوہر کی طرف سے میک لین برگ کی امیروں کے
خلاف وہاں کے معاملات میں دخل دینا شروع کر دیا۔ امرائے مذکور اکثر اپنے حکمراں
اور ڈین مارک اور پرشیا سے برسر پیکار رہتے تھے جن کی یورشوں نے ملک کو تباہ کر دیا
تھا۔ برابار کے سقوط (۱۶ اپریل) کے بعد جو پومی رانیانین سویڈن کا آخری مقبوضہ
تھا اہل ہسینو نے روسیوں کو شہر میں داخل ہونے سے روک دیا اور پیرا پر یہ الزام
لگایا کہ وہ درپردہ سویڈن کے ساتھ ساز و باز رکھتا ہے اور میک لین برگ پر دوا واپس
ہسینو اور پیرا غظم کی ماہی کرنا چاہتا ہے۔ چارلس شہم نے روسیوں کے دائرہ اثر کے بڑھنے سے خائف ہو کر
ہسینو ر کے وزیر برنس ڈارن کی سازشوں کی تائید شروع کر دی جو وہ روسیوں
کے خلاف کر رہا تھا کو ٹاون سینڈ اور فریڈرک ولیم نے الزامات مذکور کو بالکل
سب سے روکا۔ یہ تھا فریڈرک ولیم کیلن برگ میں روسی فوجوں کی موجودگی کو اس لئے

پسند کرتا تھا کہ وہ سوئیڈن کے حملوں سے ڈین مارک اور پریشیا دونوں کو محفوظ رکھ سکتی تھیں۔
 روس مارکی فسیلوں کو مسخر کر کے آسے میک لین برگ کے ڈیوک کے سپرد کر دینے پر ڈیوک
 نے دغا مندی ظاہر کی مگر روسیوں کو میک لین برگ سے خارج کرنے اور ڈیوک کے قبضہ میں
 پر قبضہ کرنے میں ہینوور کی امداد کرنے سے اس نے انکار کر دیا۔ نتیجہ ملا کہ میں اس نے
 فرانس سے ایک خفیہ ملاقات استناد کر لیا اور اس بطور پر اپنی قوت کو مستحکم کر کے پیراشم کے
 طرز عمل کی تائید پر پوری آمادگی ظاہر کی جس کی طرف سے اس وقت نہ صرف شہنشاہ بلکہ
 دوسرے خلیفوں کو بھی خدشہ ہو گیا تھا۔ جنوری ۱۷۵۷ء میں سوئیڈن کا سیفر گن ہوگ لندن
 میں گرفتار ہو گیا اور اس کے قبضے میں چند کافذات نگلے جن سے معلوم ہوا کہ گوارڈز جیس
 اڈورڈ انگلستان کے تخت کا جھوٹا دعویٰ اس کے ساتھ بارہ ہزار سوئیڈن کے سپاہی بھیج کر
 انگلستان پر تسلط کرانا چاہتا تھا۔ ان واقعات سے صورت حال اور بھی نازک ہو گئی۔ پیٹر
 انگلستان کی دوستی کا خواہاں تھا مگر اہل ہنیہ ورنے اس پر الزام لگایا کہ وہ بھی گلن بورگ
 کی سازشوں میں شریک ہے۔ پیٹر کو جب یہ یقین ہو گیا کہ انگلستان سے اتحاد ہونا ناممکن
 ہے تو ۱۷۵۷ء کے موسم گرما میں اس نے فرانس کا سفر اس امید سے
 کیا کہ اس کی امداد سے سوئیڈن کو اپنی شرائط کے تسلیم کرانے پر مجبور کرے۔
 فرانس کی حکومت کو اس نے مشورہ دیا کہ شمال میں بجائے سوئیڈن کے روس کو اپنا حلیف
 بنائے اور روس اور پریشیا کے ساتھ گہرا اتحاد پیدا کرے جس سے موجودہ اتحاد ٹلنے
 دامین انگلستان فرانس و ہالینڈ کو کوئی ضرر نہ پہنچتا اور لیان روس کی حمایت پر آمادہ تھا
 مگر یہ دوا کے منشا کے خلاف تھا کیونکہ اسے اندیشہ تھا کہ اتحاد ٹلنے کہیں معرض خطر میں
 نہ پڑ جائے۔

دوا کی رائے اس معاملے میں بلاشبہ درست تھی کیونکہ ابھی تک روس کی
 قوت مستحکم نہیں ہوتی تھی اور اس کی موجودہ ممتاز حیثیت صرف سوئیڈن کے فوجی انحطاط
 کی وجہ سے تھی۔ روس کی فوج ایلبنڈی پر چند غیر معمولی واقعات کی وجہ سے پہونچ
 گئی تھی اور عرصہ دراز تک جرمنی میں اس کے مقیم رہنے کی توقع نہ ہو سکتی تھی۔ اس کے
 علاوہ روس کی آئندہ ترقی اس کے بادشاہوں کی ذاتی قابلیت پر منحصر تھی۔ اس لئے
 اتحاد ٹلنے کے بجائے غیر مستحکم اور دور دراز روسی سلطنت سے اتحاد پیدا کرنے سے

فرانس پھر مغربی یورپ میں اکیلا و تنہا رہتا اور انگلستان اور ہالینڈ اسکے مخالف ہو جاتے اور محکم تھا کہ اس مخالفت میں شہنشاہ اور غالباً ہسپانیہ کی فوجیں بھی شریک ہو چکیں۔

اگست میں فرانس روس اور پرشیا کے درمیان ایک صلح نامہ ہوا جو امسٹرڈم کے معاہدے کے نام سے مشہور اور جسکی غایت صرف دوستی تھی۔ اس معاہدے کی رو سے فرانس نے اپنے اثر سے شمالی جنگ کو ختم کر دینے کا وعدہ کیا اس کے بعد اگست سوڈن اور روس میں اتحاد ^{۱۷۹۸ء} کے پیر سوڈن سے راست نامہ و پیام بھی کرتا رہا۔ گین بورگ کے گرفتار ہونے کے زمانے میں گوارٹز بھی کچھ روز کے لئے ہالینڈ میں قید کر دیا گیا تھا مگر وہ روس سے اتحاد پیدا کرنے کے لئے برابر سازش کرتا رہا اور نئی ^{۱۷۹۸ء} میں گین بورگ کو ہمراہ لیکر درووسی سفیروں (بروس اور اڈسٹرن) سے جزیرہ بوسویں ملا جو جزائر ہالینڈ میں شامل ہے اور اسی لئے یہ مجلس شورائے "ہالینڈ" کی مجلس شورائے کے نام سے مشہور ہے۔

گوارٹز روس سے گہرا اتحاد پیدا کرنا چاہتا تھا اور اس کے معاوضے میں صوبجات انگریزوں کا رے لیٹلی و دنیا ایس تھو نیادینے پر رضامند تھا کیونکہ اسے امید تھی کہ روس سے اتحاد پیدا کر کے سوڈن کو اپنے دوسرے دشمنوں سے اطمینان ہو جائے گا جرمنی میں اس کے مقبوضات محفوظ ہو جائیں گے اور بحیرہ بالٹک کی سلطنتوں میں اس کا امتیاز باقی رہے گا۔

گوارٹز کے منصوبے قابل قدر ضرور تھے مگر ان کا عمل میں آنا دشوار ہو گیا تھا۔ چارلس دوازدهم نے ۳۶ سال کی عمر میں ۱۷۹۸ء کو بمقام فریڈرک شال انتقال کیا اور اسکے بعد ہی سوڈن میں ایک سیاسی انقلاب ہو گیا۔ جنوری ۱۷۹۸ء میں ڈاٹ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں شاہ متونی کی بہن الری کا ایلی نوراکہ منتخب ہوئی اور سوڈن میں انقلابی سیاسی مگر اس پر ایسی سخت شرطیں عائد کی گئیں کہ سوڈن کے بادشاہوں کی مطلق العنانی کا خاتمہ ہو گیا اور بجائے اسکے ایک محدود حکومت شاہی وجود میں آئی۔

ڈیوک ہالسٹین کے تخت نشین ہونے کی بالکل امید جاتی رہی جس نے الری کا کی بہن سے شادی کی تھی اور

ملکہ روس اور فرانس کے درمیان جو معاہدہ ہوئے ان میں یہ پہلا معاہدہ ہے اور اس کے بعد دونوں ملکوں میں باقاعدہ سفارتی تعلقات قائم ہو گئے۔

گواٹر جواس کا طرفدار تھا قتل کر دیا گیا۔ سلسلہ میں المری کا تخت سے دست کش ہو گئی اور اس کا شوہر بجائے اس کے فریڈرک اول کے نام سے حکمران منتخب ہوا۔ سوڈن کی حالت اب بہت نازک ہو گئی تھی۔ اس کی مخالفت پر ایک زبردست اتحاد ملا ہوا تھا اور خود اس کے ڈائٹ کی ایک جماعت رائے عامہ کی تائید اور پریشیا کی امداد کی امید سے خاندان ہاس ٹین کے معادی کو تقویت دے رہی تھی اس وقت ضرورت یہ تھی کہ معاملات داخلی و خارجی کے متعلق ایک مستقل طرز عمل اختیار کیا جائے مگر حکمران جماعت چارلس دوازدہم اور گوارٹنر کی خارجی حکمت عملی کو الٹ دینا چاہتی تھی اور ایک ایسا طرز عمل اختیار کرنے والی تھی جس کے نتائج سوڈن کے بیٹے اند ہیٹناک ہوئے۔ المری کا کے حکمران منتخب ہوئے ہی روس سے جو گفت و شنید ہو رہی تھی اس کا سلسلہ منقطع کر دیا گیا اور اتحاد شمالی کے مختلف اراکین سے معاہدے کرنے کی کارروائی ہو۔ نے لگی۔

کارٹے ریٹ کے توسط سے سوڈن اور ہینوور (نومبر ۱۷۱۹ء) اور پریشیا (فروری ۱۷۲۰ء) سے معاہدوں پر دستخط ہو گئے۔ ہینوور سے جو معاہدہ ہوا اسکی رو سے ایک رقم کے معاوضے میں بیریمین اور وورڈین اس کے قبضے میں رہ گئے اسی طور پر پریشیا نے بیس لاکھ ڈالر سوڈن کو ویکراسٹے ٹن جزائر وولن دیوس ڈیم اور پومیرانیا پر پین نڈی تک اپنا قبضہ بحال رکھا۔ جنوری اور جولائی ۱۷۲۰ء میں پولینڈ اور ڈین مارک سے معاہدے ہوئے سیلیس وگ پر ڈین مارک کا قبضہ تسلیم کر لیا گیا۔ ان معاہدوں کی تکمیل سے سوڈن کو موقع مل گیا کہ اپنی پوری قوت پٹراٹھم کے مقابلے میں لگائے مگر روس کو سبب بارود دگا کر کرنے کی کوشش میں سوڈن کی حکومت کو کامیابی نہ ہوئی اور مزید مراعات کا دروازہ بند کرنے میں اسی طور پر ناکامی ہوئی بالٹک میں ایک انگریزی بیڑے کی موجودگی سے کوئی نفع نہ ہوا۔ پٹراٹھم کی فاتحانہ پیش قدمی کسی صورت سے رک نہ سکی اور بالآخر ۱۷۲۰ء میں اہل سوڈن نے مجبور ہو کر کان پرے دون سیفر فرانس کی وساطت سے روس سے صلح کر لی۔ روس کے ساتھ صلح نامہ ۱۷۲۰ء اس صلح نامے کی رو سے جس پر بمقام شٹاڈ۔ ۱۷۲۰ء ۱۷۲۱ء کو دستخط ہوئے سوڈن نے اضلاع و جزائر ذیل روس کے حوالے کر دیئے

یعنی لی وونیا، ایس تمونیا، انگریز یا کارینے لیا، وی بورگ (ایک حصہ) اور جزائر اوسیل،
ڈاگو، موین، علاوہ ان جزائر کے جو کورلینڈ سے وی بورگ تک واقع تھے۔ روس نے
ان کے معاوضے میں بیس لاکھ ڈالر دئے اور فن لینڈ واپس کر دیا۔ اس صلح نامے
پر گو یا یورپ کی تاریخ کا ایک باب ختم ہوتا ہے یعنی سویڈن کی جگہ اب پرشیا
اور روس نے لی ہے اور خاندان دامسکی بدولت جو استیازا سے یورپ میں چل
ہو گیا تھا وہ زائل ہو جاتا ہے۔ اس زمانے سے گس ٹاؤس ثالث کی تخت نشینی
تک سویڈن کبھی روس کا حلیف ہوتا اور کبھی فرانس کا خود ملک میں منافشات کا
زور تھا۔ ۱۷۹۲ء کے قانون سے سویڈن کی بادشاہت کے اقتدار مطلق النان
کا خاتمہ ہو گیا اور بادشاہت کا انحصار انتخاب پر ہو گیا۔ سویڈن میں دو فریق تھے
ان میں سے ایک چارلس فریڈرک (ڈیوک ہانس سین گوٹورپ) کی طرف تھا
جو ہیٹ وگا سونیا کا بیٹا اور ۱۷۹۵ء میں پیراٹیم اور کیتھمین کا داماد ہوا تھا اور
اسی وجہ سے روس سے گہرا اتحاد پایا کرتا تھا۔ دوسرا فریق ال رکا اور
اس کے شوبہ کا طرفدار تھا اور فرانس سے تعلق پیدا کرنا چاہتا تھا۔ یہ دونوں
فریق جو بڑی اور چھوٹی ٹوپی والوں کے نام سے مشہور تھے عرصے تک حصول تفوق
کے لئے آپس میں لڑتے رہے، اور ان کی نزاعوں کے زمانے کو ”عہد آزادی کے
نام سے یاد کیا جاتا ہے۔“

سویڈن کے انحطاط کے ساتھ ساتھ روس اور پرشیا کو فروغ حاصل ہوا
تھا اور یہ دونوں دولتیں یورپ کے نظام سیاسی میں اہمیت حاصل کر رہی تھیں۔ نس ٹاؤ
کے صلح نامے کا فوری اثر یہ ہوا کہ شمال میں امن و امان ہو گیا جیسے کہ اتحاد اربعہ سے
جنوب میں سکون ہو گیا تھا۔ امن و امان کے قیام کے طمانانے اس میں یورپ
اور دو بوا کی خارجی حکمت عملی کو کامیابی ہوئی تھی اپنی انگریزوں اور فرانس کا اتحاد قائم تھا
جیکو ہائٹ فریق کے لئے کا اندیشہ جاتا رہا تھا، فرانس کی حکومت کو غلبہ اور
ایک زاریہ خارجیہ کی سازشوں سے کوئی خوف نہ تھا۔ البیرونی مغول ہو چکا تھا
اور گورنر تھا۔ سو کا سفارت دہری ۱۸۰۱ء کو کوئی پانزدہم قانونا سن بلوے کو پہنچ گیا
جس کا یہ سبب تھا کہ فرانس نے حکومت میں کوئی تیرہ ہوا اور دو بوا اپنے

انتقال یعنی اگست تک برسر حکومت رہا مسائل متنازعہ کے تصفیے کے لئے جن میں سے اکثر کا تعلق جزیرہ نمائے اطالیہ سے تھا ایک مجلس شورے عنقریب منعقد ہونیوالی تھی ۱۸۱۵ء سے ۱۸۱۶ء تک یورپ کے سیاسیات میں تین قسمت آزما مدبروں کو خاص دخل تھا یعنی البیرونی، گوارنز، دو بلواین میں سے البیرونی اور گوارنز کو صرف البیرونی گوارنز دہوا اپنے اپنے ممالک کی بہتری کا خیال تھا اور اپنے طرز عمل میں بجائے ذاتی اغراض کے انھیں مفاد قومی کا زیادہ تر خیال تھا۔ ان دونوں

کو اپنے مقاصد کی تکمیل میں ناکامی ہوئی گوارنز کو چارلس دو اوزوہم کے بے وقت انتقال اور سوئیڈن کے انحطاط کی وجہ سے اور البیرونی کو اس وجہ سے کہ ایلزابتھ فارنس کی شانزدہانی اغراض کی وجہ سے ہسپانیہ کو غلط راہ اختیار کرنی پڑتی تھی اور اصلاح کا سلسلہ رک جاتا تھا۔ گوارنز کے انتقال کے بعد سوئیڈن کا شمار تیسرے درجے کی دولتوں میں ہونے لگا اور پھر اسے کبھی رسوخ نصیب نہ ہوا۔ برخلاف اس کے البیرونی کے زوال سے ہسپانیہ کے اعیان میں صرف ایک عارضی وقفہ ہوا اور اسکے طرز عمل کو اس کے جانشینوں نے جاری رکھا اور اٹھارھویں صدی میں اس کے مقاصد کی بیشتر تکمیل ہو گئی۔ دو بلواین کی حالت اپنے ان دونوں معاصرین سے مختلف نہ تو اس میں البیرونی کا تدبیر تھا نہ اس کی دھن تھی اور نہ گوارنز کی طرح اس کی حالت مخدوش تھی اس کی خارجی حکمت سے گو فرانس کو نفع ہوا مگر ذاتی اغراض سے پاک نہ تھی اور ملکی معاملات میں اس کا طرز عمل خود غرضی اور زمانہ سازی پر مبنی تھا۔ اس کی لیاقت میں کوئی شک نہیں اور اس نے ایک نہایت ہی خطرناک زمانے میں فرانس کو خطرات سے بالکل محفوظ رکھا مگر باوجود سیاسی کامیابی کے اس میں البیرونی کی خوبیاں نہ تھیں کیونکہ اولاً وہ بے اصول تھا اور ثانیاً اخلاق اور مذہب کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور اس کی ہوا و ہوس کی کوئی انتہا نہ تھی۔

اپنے انتقال سے قبل اندرون یا بیرون ملک میں دو بلواین کا کوئی رقیب باقی نہ رہا تھا کیونکہ لاجھاگ کھڑا ہوا تھا، البیرونی جلا وطن کر دیا گیا تھا اور گوارنز کا خاندان بکھرا تھا۔ فرانس کی اندرونی خرابیوں کو دفع کرنے کی طرف سے ذرا بھی توجہ نہ تھی اور حکومت نیابت سے جو امیدیں تھیں وہ اب تک بر نہ آئی تھیں۔

اتحاد اربعہ کے ٹوٹنے کے آثار نمودار ہو گئے تھے اور جب تک کہ ہسپانیہ کے سیاسیات میں اہل زابیتہ فارسیں کو دخل تھا اور چارلس ششم کی اولوالفرمایاں باقی تھیں اس وقت تک یورپ میں امن و سکون کی امید نہ ہو سکتی تھی کہ

باب سوم

ایلی زامیتھ فارنیس کی سائش

۱۹۲۳ تا ۱۹۴۳ء

۱۹۲۳ء تا ۱۹۴۳ء - ڈیوک بوربون کی حکومت - کام برائی کی مجلس شورے -
 آسٹریا اور ہسپانیہ کے مابین اتحاد کا خیال - آسٹریا سے اتحاد پیدا کرنے
 کے لیے ایلی زامیتھ فارنیس کی اغراض - ہسپانیہ سے اتحاد پیدا کرنے میں چارلس
 ششم کی اغراض - رپرڈ اکو جو ہائیتیں دی گئیں - رپرڈ کے سیاسی حالات بوربون
 ہسپانیہ کی شہزادی کو واپس کر دیتا ہے - یوں کا فرانس سے اتحاد پیدا کرنے کی
 کوشش کرنا - دانیائی نجاس شورے - صلح نامہ دانشا ۱۹۲۵ء - ہینوور کا اتحاد -
 پریشیا اور دوس تر باسین کا صلح نامہ - فرانس کی سیاسی جماعتیں - پرڈا کا منقول
 ہونا - آسٹریا اور ہسپانیہ کے اتحاد کا ٹوٹ جانا ۱۹۲۸ء - ۱۹۲۹ء میں عالمگیر جنگ
 کا خطرہ - سیویل کا صلح نامہ انگلستان اور ہسپانیہ - دانیائی کا دوسرا صلح نامہ ۱۹۳۱ء -

دوبلا اور اوریلیان کے انتقال اور پولینڈ کی جنگ جانشینی کے آغاز کے درمیان جو
 دس سال کا زمانہ ہے (۱۹۲۳ء تا ۱۹۳۳ء) اس کی تاریخ نہایت پیچیدہ اور پریشان کن
 ہے اور اس کی ایک ممتاز خصوصیت یہ ہے کہ سفر اپنی ریشہ دوانیوں میں بحید
 مہمک تھے بوربون اور فلیوری کے زمانے میں انگلستان اور فرانس کا اتحاد برقرار
 رہا مگر فرانس کے دربار میں ایک زبردست جماعت انگلستان
 ۱۹۲۳ء تا ۱۹۳۳ء سے تعلقات قائم رکھنے کی سخت مخالف تھی اور اس کے وجود
 کی وجہ سے پیچیدگیوں کے پیدا ہونے کا اندیشہ تھا - آسٹریا اور انگلستان کے

در بیان کشیدگی بڑھتی جاتی تھی اور آسٹریا کے تعلقات پر شیاسے بھی اچھے نہ تھے۔ اس لئے چارلس ششم کی قوت میں ضعف آتا جاتا تھا جو کہ اپنے ملک کے حقیقی مفاد سے غافل تھا اور ایسے کاموں پر اپنا وقت ضائع کر رہا تھا جو محض خواب و خیال تھے مثلاً (Pragmatic Sanction) کا تسلیم کیا جانا یا اس ٹینڈ

میں ایک ایسٹ انڈیا کمپنی کا قیام۔

فرانس میں آئندہ تین سال تک عنان حکومت ڈیوک بوربون کے ہاتھ میں تھی جو دو بوا اور اوریان کے طرز عمل کی متابعت کرتا تھا۔ کوئی ہنری ڈیوک بوربون نے جو ”موسیوی دوک“ کے نام سے مشہور تھا اور کوندے اعظم کا جانشین تھا اب تک سیاسیات میں کوئی نمایاں حصہ نہ لیا تھا کیونکہ اسے سیر و شکار کا زیادہ شوق تھا۔ مگر اس نے (Legitimes) کے دعووں کی پر زور

صفحہ ۶۸

مخالفت کی تھی اور لاکسٹاویز کی تائید کی تھی مگر دو بوا کا عروج اسے ناگوار ہوا تھا۔ ڈیوک بوربون کی حکومت بوربون سسٹم و کابل آدمی تھا اور اسکی لیاقت کا بھی کبھی اظہار نہیں ہوا۔ زیادہ تر اپنی سازش پسند محبوبہ مارشیا نیش پری اور ایک ساہوکار پاری دوورنی کے زیر اثر تھا جو لاکا

۱۷۱۳-۱۷۱۶ء

دشمن تھا اور اس کے زوال کے بعد بار سوخ ہو گیا تھا۔ اور لیان کے انتقال کے بعد فرے ٹرو کے عیار بشپ فلیوری نے جواب تک ڈیوک بوربون کا اتالیق تھا اسے وزیر اعظم مقرر کر دیا اور ۱۷۱۶ء تک خود باطل پس پردہ رہا۔ سنہ مذکور میں وہ ڈیوک کو علیحدہ کر کے خود وزیر اعظم بن بیٹھا کیونکہ اسکی حکومت سے لوگوں کو نفرت ہو گئی تھی۔ بوربون کی وزارت کے زمانے میں فرانس کے انتخابات داخلی کی حالت ناگفتہ بہ ہو گئی تھی باوجودیکہ پاری دوورنی نے کوشش کی تھی کہ طبقہ امرا سے بھی ملک کے دوسرے طبقوں کی طرح محاصل وصول کیے جائیں اور جبری بھرتی کے ذریعے سے ایک قومی فوج مرتب کی جائے۔ تجاویز مذکور کی خوبی میں کوئی شک نہیں مگر پہلی تجویز ۱۷۱۶ء میں مسترد ہو گئی اور دوسری پر کبھی عمل نہ ہوا۔ زمانہ قدیم میں ایک محصول (Droit de Joyeux avènement)

تھا جو نئے پادشاہوں کی تخت نشینی کے موقع پر حقوق محصلہ کی توثیق کے لئے

ہر کہ وہ سے لیا جاتا تھا۔ یہ محصول از سر نو عائد کیا گیا مگر چونکہ اس کی وجہ سے عام ناراضی ہو گئی اس لیے پھر کبھی عائد نہیں کیا گیا۔ مذہبی معاملات میں بھی جن کی نگرانی اور لیان کے انتقال کے بعد سے فلیوری کے سپرد تھی، بوربون نے اپنا اثر دکھا دیا۔ ۲۴ مئی ۱۸۰۳ء کو اس نے ایک زبردست فرمان فرقہ پر اسٹنٹ کے خلاف نافذ کیا جواب تک فرانس میں موجود تھے اور جنھوں نے اور لیان کے رد عمل سے نفع اٹھا کر عبادت کے لیے یکجا جمع ہونے کی جرات کی تھی اور ایک دوسرا فرمان اس نے جان سینویوں کے خلاف نافذ کیا جس کا محرک یا کم از کم موید فلیوری تھا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ پر اسٹنٹ فرقے کے افراد نے پھر فرانس سے ہجرت کی اور ایک ایسے عہد میں جب کہ فلسفیانہ خیالات اور اریاب کا زور تھا فرانسیسی قوم کو فساد مان (Unigenitas) کا زبردستی پابند کرانے پر بالعموم مضحکہ اڑایا گیا۔ بوربون کی خارجی حکمت یہ تھی کہ وہ امن و امان قائم رکھنا چاہتا تھا اور اولاً اس نے اسی طرز عمل کو اختیار کیا جس پر دو بوا اپنے آخری زمانے میں عمل پیرا تھا خاندان بوربون کے شہزادوں میں صرف اسی نے ۱۸۰۳ء میں فلپ پنجم کی جبری دست برداری ملے کی مخالفت کی تھی اس لیے ہسپانیہ کے دربار کے لیے اس کا برسر اقتدار ہونا خاص اہمیت رکھتا تھا۔ فلپ پنجم اور البیرونی نے فرانس کی عارضی ناراضی سے اپنی جلد بازی اور بے صبری کا نشانہ اور ۱۸۰۳ء میں خمیازہ اٹھایا تھا برخلاف اس کے دو بوا اپنے انتقال کے وقت فخر کے ساتھ کہہ سکتا تھا کہ میں نے نہ صرف یورپ میں ایسے وقت میں امن و امان قائم رکھا جب کہ جنگ ناگزیر نظر آتی تھی بلکہ میں نے وہ طرز عمل اختیار کیا جس کی وجہ سے اطالیہ میں رفتہ رفتہ ہسپانیہ کے اثر کے قائم ہونے کی امید ہو گئی اور فرانس اور ہسپانیہ کے درباروں میں باہمی اتحاد قائم ہو گیا بغیر اس کے کہ انگلستان اور فرانس کے اتحاد میں کوئی فرق آئے۔ دو بوا کے انتقال کے بعد کویت دی مورویل جو کام برائی کی مجلس شورے میں سفیر مقرر ہوا تھا وزیر خارجہ مقرر ہوا اور ۱۸۰۳ء تک

اس خدمت پر فائز رہا۔ ڈیوک بوربون کے برسرِ اقتدار ہونے کے بعد فرانس کے جو تعلقات دوسرے ملکوں سے تھے ان میں کوئی تغیر نہ ہوا اور اگر بلا لحاظ ان خوشگوار تعلقات کے جو فرانس اور انگلستان کے مابین تھے ہسپانیہ سے حسبِ سابق گہرے مباحثہ اور معارضہ تعلقات پیدا کرنے کا خیال اس کے دل میں آیا بھی ہو تو وہ ۱۷۰۱ء کو فلپ نیچم کے یکایک بادشاہت سے مستعفی ہو جانے کی وجہ سے زائل ہو گیا۔ اس کے بعد ہسپانیہ کی ملکہ کی بے صبری کی وجہ سے فرانس اور ہسپانیہ میں مصالحت کی جو کچھ امید تھی وہ بھی جاتی رہی اور یورپ میں اس دامنِ قائم رکھنے کے لیے انگلستان اور فرانس با یک دیگر اور بھی متحد ہو گئے۔ ایلن ڈیوینٹھائس کو فرانس اور ہسپانیہ کی سہل انخاری شاق ہو رہی تھی اور اسکے ساتھ ہی بوربون کو ڈیوک شارترے (اور لیان کا بیٹا) سے سخت بغض ہو گیا تھا جو لوئی کے انتقال کے بعد فرانس کے تخت کا وارث تھا۔ اسی خدمت کی وجہ سے ہسپانیہ کی شہزادی ۱۷۰۱ء میں فرانس سے واپس کر دی گئی۔

صفحہ ۶۸

کسی کا قول ہے کہ ۱۷۰۱ء سے ۱۷۰۳ء تک ایلن ڈیوینٹھائس وہ دور تھی جس پر یورپ کی سفارتی کارروائیاں گردش کرتی تھیں، اس کی سبب کو شیشیں اپنے پوں کام برائی کی مجلس شورے کے نفع کے لیے نہیں اور فلپ نیچم باوجود صلح ناموں اور دست بردار ہونے کے اس تک اس فکر میں تھا کہ لوئی پانزدہم کے انتقال

کے بعد فرانس کے تخت و تاج کو حاصل کرے۔ شاہ ہسپانیہ جب اتحادِ اربعہ میں شریک ہوا تو اسے پورے طور سے یقین دلایا گیا تھا کہ خاندانِ ہابس نے فرانس میں بیٹھنے کے بعد وہ ہو جانے کے بعد ڈان کارلوس کو پارما اور فلارنسیس کی ریاستیں مل جائیں گی اس وقت یہ بھی طے ہوا تھا کہ اطالیہ کی ریاستوں کے متعلق بعض امور کا تصفیہ سلطنتِ ہابس یورپ کی ایک کانگریس (مجلس شورے) میں طے ہو اور وہی کانگریس ہسپانیہ اور آسٹریا کی باہمی نزاعوں کا بھی تصفیہ کر دے۔ دو سال تو ابتدائی امور طے کرنے میں صرف ہوئے اس کے بعد یہ کانگریس بمقام کام برائی ۲۱ جنوری ۱۷۰۳ء کو منعقد ہوئی۔ اس کا قول ہے کہ دنیا میں نہ تو کبھی ایسی بے طرف کانگریس منعقد ہوئی ہے نہ منعقد ہوگی۔ اس کانگریس میں ہسپانیہ اور آسٹریا کے دعویٰ کی

سماعت ہوئی اور چارلس ششم نے جو امور متنازعہ فیہ کے قابل اطمینان تصدیق میں ہر طرح کی رکاوٹ ڈال رہا تھا یہ مطالبہ پیش کیا کہ جتنی سلطنتیں کانگریس میں شریک تھیں سب (Pragmatic Sanction) کو تسلیم کر لیں "وہ کام برائی

میں غریب ارکان کانگریس چار سال تک چھلنیوں سے پانی پھینکتے رہے۔ لیکن جب کانگریس ان فضول بحثوں میں مشغول تھی ایک واقعہ ایسا ہوا جس کی طرف یورپ کی آنکھیں فوراً پھرن گئیں اور جس سے ہر سلطنت کے مدبر بششہر رہ گئے۔

واقعہ یہ تھا کہ ۴ مارچ ۱۷۹۱ء کو فلپ نجم یکا ایک تخت و تاج سے دست کش ہو گیا اور اپنے بیٹے ڈان لوئس کو تخت نشین کر دیا۔ اس غیر مترقبہ دست کشی کی وجہ غلبہ نجم کا تخت سے دست کشی مذہبی بیان کی جاتی تھیں مگر اس کا یہ ایثار چند روزہ ثابت ہوا کیونکہ ڈان لوئس صرف آٹھ مہینے حکومت کرنے کے بعد مر گیا ہوا۔

اور اگست میں فلپ پھر تخت نشین ہو گیا اور خارجی معاملات کا انصرام گری مالرو کے تفویض کر دیا جو البیرونی کے معزول ہونے کے بعد سے وزیر خارجہ تھا۔ ہسپانیہ کی ملکہ نے جب دیکھا کہ کانگریس اپنا کام بہت سستی کے ساتھ کر رہی ہے اور اسے یقین ہو گیا کہ انگلستان اور فرانس اطالیہ کی ریاستوں کے متعلق اسکے منصوبوں کی تائید نہ کریں گے تو اس نے رپہ ڈاکے مشورے پر عمل کرنے کا تہیہ کر لیا جس سے اسے بھی اتفاق تھا یعنی یہ کہ چارلس ششم سے راست نامہ پیام کیا جائے۔ آسٹریا سے اتحاد پیدا کرنے کا خیال کوئی نیا تھا۔ البیرونی نے آسٹریا اور ہسپانیہ کو بھی ایک زمانے میں یہ تجویز پیش کی تھی اور خود ایلی زابیتھ فارنر نے بھی ۱۷۹۱ء میں اس مسئلے پر توجہ کے ساتھ غور کیا تھا۔

ڈان لوئس کے مختصر عہد حکومت میں رپہ ڈانے پرانی ہسپانی جماعت کے اتفاق رائے سے جو فرانسیسی اتحاد سے متنفر تھی آسٹریا سے اتحاد پیدا کرنے پر زور دیا تھا۔ ستمبر ۱۷۹۲ء میں مختلف وجوہ کی بنا پر ایلی زابیتھ پوری طور پر آمادہ ہو گئی اور فرانسیسی فارنر ڈیوک پارما بھی پورے طور سے اس تجویز کا حامی ہو گیا۔ ہسپانیہ کے دربار کی اصلی اغراض یہ تھیں کہ پارما اور فلارینس کی ریاستوں کی جانشینی کے متعلق اس کے حقوق کو تسلیم کر لیا جائے اور جبرالٹر اور منورکا پر اس کا قبضہ پھر

ہو جائے۔ انہیں ملکہ کو یہ مجبوراً تسلیم کرنا پڑا تھا کہ اس کے فرانسیسی اتحاد سے ہسپانیہ کو کوئی نفع نہیں ہوا اور یہ کہ نہ تو اورلیان نہ بوربون نے یہ کوشش کی تھی کہ انگریز جبرالٹر سے جلد ہٹ جائیں۔ جب تک کہ جبرالٹر پر انگریزوں کا قبضہ تھا ہسپانیہ کی ملکہ تیار تھی کہ یورپ میں انگریزوں کی کارروائیوں میں نخل ہو اور جنوبی امریکہ اور جزائر غرب الہند میں انکی تجارت میں نخل ہو۔ ہسپانیہ کے امریکی اس کی تائید پر آمادہ تھے اور چاہتے تھے کہ ڈان فرڈی نینڈ جدید شہزادہ آسٹوریاس کی شادی آسٹریا کی کسی شہزادی سے ہو جائے۔

فرانسیسیوں سے بھی ہسپانیہ کے دربار کو نفرت تھی اور پرانی ہسپانی جماعت آسٹریا سے اتحاد پیدا کرنے نے عوام کو فرانس اور اس کے سفیرتے سے کے خلاف برا بیچتے میں ایلی زاجیہ کے انگریزوں کو ناراض کر دیا۔ میڈریڈ میں اب یہ تسلیم کر لیا گیا تھا کہ جبرالٹر جبرالٹر کو واپس کرنے کے وعدہ کو الیانا کر گیا اور اس امر کا

یقین اہلی زاجیہ اور فلپ کو عین اس وقت ہوا جبکہ ہسپانیہ کی تجارتی جماعتیں انگریزوں کی تجارتی رقابت کے اثر کو محسوس کرنے لگی تھیں۔ اس کے علاوہ نائب السلطنت کے انتقال کے بعد سے یہ امید بھی زائل ہو چکی تھی کہ فرانس سے مصالحت ہو جانے سے جبرالٹر واپس ملجائیگا یا فرانسیسی امداد سے اطالیہ میں ڈان کارلوس کے قہم جم جائیگے۔ گری مالڈ اور دوسرے ہسپانی وزیروں کی جگہ اب جان باپ تست اورین دین نے لے لی تھی جو وزارت خارجی میں اہلکار تھا اگر اب اہلی زاجیہ کا معتمد علیہ بکر وزیر مالیہ مقرر ہو گیا تھا اور خارجی حالات میں اس سے مشورہ ہوتا تھا۔ اہلی زاجیہ کو اب ہسپانی وزیر کی مخالفت کا اندیشہ نہ تھا اور اسے یقین کامل ہو گیا تھا کہ میرے مقاصد کی تکمیل آسٹریا سے اتحاد پیدا کرنے ہی سے ہو سکتی ہے۔ اسی اثناء میں چارلس ششم نے ہسپانیہ سے ہم پائیدہ سے اتحاد کرنے میں نامہ پیام کرنے کا تہیہ کر لیا تھا اس کی غرض اب بھی حسب سابق

(Fragmatic Sanction.)

یہی تھی کہ دول غلطی (Mistake) نہ ہو۔ مگر نہ تو انگلستان اور ہالینڈ اور نہ فرانس نے اس پر آمادگی ظاہر کی۔ اسے امید تھی کہ اگر وہ اہلی زاجیہ کے مقاصد کو پورا کر دے تو

ہسپانیہ اسکی تائید پر آمادہ ہو جائیگا۔ کام برائی کی کانگریس سے اسے مایوسی ہو چکی تھی کیونکہ دول موجودہ نے نہ تو (Propriable Sanction) کو تسلیم کیا اور نہ اس کی دوسری خواہشوں کو پورا کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ اس کا قصد مصمم تھا کہ آسٹینڈ میں ایک ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کرے۔ انگلستان اور ہالینڈ دونوں نے اس تجویز کی مخالفت کی۔ اس کی خواہش یہ تھی کہ ہندوستان کی تجارت میں اسے بھی حصہ ملے اور اس نے یو جین کے اس دعویٰ کو تسلیم کر لیا تھا کہ اس کمپنی کے قیام سے جرمنی کا ایک بیڑہ رفتہ رفتہ وجود میں آ جائیگا۔ ۱۷۱۲ء میں اس نے مجوزہ کمپنی کو قائم کر ہی دیا اور ۱۷۱۳ء میں اسے مشورہ خسروی عنایت کیا اور اس کا سرمایہ دس لاکھ قرار دیا۔ ۱۷۱۳ء اور ۱۷۱۴ء میں تجربہ کے طور پر کئی بحری سفر کئے گئے اور انکی کامیابی سے فرانسیسی انگریزی اور ڈچ کمپنیوں کو شکایت پیدا ہو گئی۔ بحری سلطنتیں اس کمپنی کی سخت مخالف تھیں اور ہندوستان میں جرمنی کی تجارتی کوٹھیوں کے قیام سے فرانسیسی بھی ناراض ہو گئے اور پانڈیچری اور چندر نگر میں پرخاش جوئی شروع کر دی مگر چارلس نے جہاز بھیجنے شروع کر دیے اور ہندوستان میں دو کوٹھیاں قائم کر دیں جن میں سے ایک جنوبی مشرقی ساحل پر بمقام گولانگ تھی اور دوسری بنگلہ ندی پر بمقام بانکی پور تھی۔ ان جدید تجارتی مرکزوں اور قدیم یورپی کمپنیوں میں رقابت پیدا ہو گئی۔ چارلس اپنی اس تجویز کے بار آور ہونے پر پورے طور سے تیار ہوا تھا اس لئے وہ ہسپانیہ کی طرف جھکا جس سے اب انگلستان اور فرانس سے کھلم کھلا عداوت تھی۔ چارلس کو امید تھی کہ اگر ہسپانیہ سے اتحاد راسخ ہو جائے تو آسٹینڈ کی حیثیت شمالی جرمنی کی تجارت کے لئے وہی ہو جائیگی جو ٹری ایسٹ کی اس کی بحیرہ روم کی تجارت کے لئے تھی اور اسے امید تھی کہ آسٹینڈ بہت جلد اول درجے کا بحری مرکز بن جائیگا۔ اسے یہ بھی امید تھی کہ اگر جرمنی کے پاس ایک زبردست بیڑہ ہو جائے تو وہ بحری سلطنتوں کا محتاج نہ رہیگا اور جرمنی کی غنیمت کا شمالی یورپ میں تجارتی اثر بڑھ جائیگا۔ اسی وجہ سے ہسپانیہ کی جانب سے اس کمپنی کو تسلیم کر لینا انگلستان اور ہالینڈ کے لئے نہایت ہی اہم ہو گیا۔ چارلس کے دماغ میں عظیم الشان شہنشاہی منصوبے بھی تھے وہ اس فکر میں تھا کہ اطالیہ کے متعلق اپنے حقوق کو تسلیم کر کے اطالیہ کو شہنشاہت کا ایک جزو بنادے اور اس کے ذریعے سے

کام لیکر جرمنی میں اپنی قوت کو مستحکم کرے۔ ان منصوبوں کے بار آور ہونے کے لئے ہسپانیہ کی امداد ضروری تھی کیونکہ اس کی تائید کی وجہ سے وہ انگلستان اور ہالینڈ کا دست نگر نہ رہتا اور اس اتحاد کی وجہ سے مذہب کا ٹولیکی کا یورپ میں زور بڑھ جاتا جس کے ذریعے سے انگلستان میں خاندان اسٹوارٹ کے قدم پھر جم جاتے اور ہالینڈ اور سیکسنی میں شہنشاہی حکمت عملی کو کامیابی ہوتی ہے۔

دائیں ہسپانیہ سے اتحاد پیدا کرنے کی مخالفت ضرور ہوئی کیونکہ میریا تھیری سا اور شہنشاہ ہینرک جو چاہتی تھی کہ اس کی جٹی کی شادی لارین کے ڈوک سے ہو دونوں ہسپانی اتحاد کی مخالفت تھیں اور ان کے ہم خیالوں میں یوہن (سب سالار عظم و صدر مجلس جنگ) اور اسٹاریم برگ (ناظم مالیات) تھے اور چارلس ششم کا مشیر اور معاون اس کا وزیر اعظم زین زین ڈارف تھا جو وزیر خارجہ بھی تھا۔ اتفاقات نہ کورہ بالا سے ظاہر ہے کہ ایسے حالات اتفاقی طور پر پیدا ہوئے جاتے تھے جن سے دائیں اور میدرڈ کے دربار ایک دوسرے کی طرف کھینچ رہے تھے مگر اسی اثناء میں دو واقعات ایسے ہوئے جنکی وجہ سے فوری کارروائی لازمی ہو گئی اور دونوں درباروں میں باضابطہ اتحاد کے عمل میں آئیں غلبت کی گئی ہے۔

نومبر ۱۲۸۱ء میں بربرڈ دائیں میں تفصیلی ہدایتوں کے ساتھ پہونچا اور سال ماہ مارچ کے ماہ مارچ میں ہسپانیہ کی شہزادی میریا اینا وکٹویا فرانس سے ہسپانیہ کو واپس بھیجی گئی۔ بربرڈ اعرصے سے آسٹریا اور ہسپانیہ کے درمیان ایک گہرے اتحاد کے قائم ہونے کا سعی تھا۔ بربرڈ کو یہ ہدایتیں ۲۴ نومبر ۱۲۸۱ء کو دی گئیں اور اسے حکم دیا گیا تھا کہ تمام گفت و شنید مخفی طور پر کرے اور اگر چارلس ششم ہسپانی اتحاد کے موافق نظر آئے تو یہ تجویز پیش کرے کہ ڈان کارلوس میریا تھیری سا سے شادی کر کے شاہ اہل روم ہو جائے اور چارلس ششم کے انتقال کے بعد خاندان ہپس برگ کے موروثی مقبوضات پر قابض ہو جائے اور ڈان فلپ کی شادی شہزادی میریا اینا سے اور چارلس ششم کے انتقال کے بعد اسے خاندان ہپس برگ کے جو مقبوضات اطالیہ میں تھے ورنے میں مل جائیں

اور ان کے علاوہ میلانیزہر دو صوبجات سسل، ٹس کنی اور پارما اور سپاسینز کی ریاستیں بھی اسے مل جائیں۔ نیدر لینڈ، جبرالٹر اور منورک کے متعلق بھی ہدایتیں تھیں جن میں ترمیم کرنے کی ٹک پر ڈاکو اجازت دی گئی تھی بشرطیکہ کہ شادیوں کی تجاوز منظور کر لی جائیں پھر

آسٹریا اور ہسپانیہ کے مجوزہ اتحاد کا ایک ہندسی پہلو بھی تھا اور تجویز تھی کہ ترکوں، جرمنی کے پرائس ٹنٹ حکمرانوں اور انگریزوں کے خلاف میں معارضانہ اور مدافعانہ اتحاد قائم کیا جائے۔ اس اتحاد کا ایک تجارتی پہلو بھی تھا یعنی انگلستان کے بحری اور تجارتی اعتراض کی مخالفت کی جائے، جبرالٹر اور منورکا پر قبضہ کر لیا جائے اور آسٹینڈ کی ایسٹ انڈیا کمپنی کی اعانت کی جائے۔ واضح رہے کہ یہ ہدایتیں عین اُس وقت مرتب ہوئی تھیں جب کہ کلام برائی کی کانگریس کی کارروائی جاری تھی اور پیرس میں مونٹی لیون موزول کے ساتھ آسٹریا کے خلاف نامہ و پیام کر رہا تھا۔

جان ولیم بیرن ڈی رپر ڈا بہ لحاظ پیدائش ڈیچ تھا مگر اس کے آبا و اجداد ہسپانی تھے۔ وہ اپنے صوبے (گردن گین) کی طرف سے اسٹیس جنرل کارکن تھا اور ہسپانیہ رپر ڈاکے حالات زندگی کی جنگ جانشینی کے زمانے میں پرائس یو جین اور زن زین وارنٹ سے روشناس ہوا تھا۔ تجارتی معاملات سے بخوبی واقف ہونے کی

وجہ سے ہالینڈ میں اس کی بہت قدر تھی اور اسی لئے ۱۷۱۳ء میں وہ میڈرڈ کو بطور سفیر روانہ کیا گیا، یورپ کی متعدد زبانوں سے واقف ہونے کی وجہ سے اس خدمت کے لئے وہ بہت موزوں تھا۔ ہسپانیہ میں اس نے سرگرمی کے ساتھ البیرونی کی تجاوز اصلاحی کی تائید کی اور اپنی تجارتی معلومات سے اسے بہت کچھ امداد پہنچائی۔ البیرونی کی خارجی حکمت عملی کی علانیہ تائید کرنے اور اپنے طرز عمل میں احتیاط کو ملحوظ نہ رکھنے کی وجہ سے وہ ہالینڈ واپس بلا لیا گیا مگر البیرونی کے زوال کے قبل وہ ہسپانیہ واپس آ گیا اور مذہب کا تو نیکی قبول کر کے اپنی خدمات فلیپ پنجم کو پیش کی جس نے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا اور اکثر معاملات میں اس سے مشورہ کرتا تھا۔ ڈان لوش کے چند روزہ عہد حکومت میں اسے رسوخ حاصل ہو گیا تھا

اور ایک عرصے تک ہسپانیہ کی تاریخ میں اس کا نمایاں حصہ ہے۔ رپرڈا یا توئی تھا اور موموہم اسیدوں سے اکثر متاثر ہو جاتا مگر قطع نظر اس کے اس کے چند محاسن بھی تھے جن کی ایرونی اور یوجین دونوں قدر کرتے تھے تنظیم کا اسے خاص ملکہ تھا اور ہسپانیہ کی تجارتی ضروریات کا اسے بخوبی احساس تھا۔ ایرونی کی طرح اس نے بھی تجارت کے احیاء کی طرف توجہ کی اور مصنوعات کو فروغ دینے کی کوشش کی۔ ایلی زاہیتھ فارنیس کو اسی نے آسٹریا سے اتحاد پیدا کرنے کی طرف مائل کیا اور باہمی شادیوں کا خیال اسے سمجھایا۔

اس معاملے میں ہسپانیہ سے سلسلہ جنبانی اولاً آسٹریا ہی کی طرف سے پوپ کی وساطت سے ہوئی مگر ایلی زاہیتھ نے اپنی عادی جلد بازی کی وجہ سے رپرڈا کی بوربون کا ہسپانیہ کی تجویزوں کو پہلے ہی سے قبول کر لیا تھا اور جب وہ وائسٹا پنچا شہزادی کو واپس کر دینا تو حسن اتفاق سے فرانسیسی حکومت کے طرز عمل میں ایک ایسا تغیر ہو چکا جس کی وجہ سے ہسپانیہ کو اپنا طرز عمل بدل دینا بالکل حق بجانب

ہو گیا۔ یہ دوسرا واقعہ جو دائینا کے صلح نامے کی ترتیب کا باعث ہوا یہ تھا کہ بوربون نے ہسپانیہ کی شہزادی سیریا آنا و کٹوریا کو واپس بھیج دیا۔ بوربون اور میڈیم دی پرائی کا مقصد یہ تھا کہ لوئی پانزدہم کی شادی کا فوراً انتظام کر دیا جائے ورنہ اگر وہ لا ولہ مر گیا تو خاندان اور لیان تخت و تاج کا وارث ہو جائیگا اور حکومت میں بوربون کا اثر زائل ہو جائیگا۔ بوربون کے اس خیال کے ولا رفلیری اور موریل موید تھے اور قوم کی عام رائے بھی یہی تھی۔ اس کے علاوہ اس نے یہ بھی قرین مصلحت خیال کیا کہ لوئی کے لئے ایک فرماں بردار دولہن تلاش کی جائے جو بوربون کا احسان مانے اور اسے خدمت وزارت سے ہٹانے کی کوشش نہ کرے اگر اس معاملے میں بوربون کی ذاتی اغراض حائل نہ ہوتیں تو ممکن تھا کہ کیتھرین اول ملکہ روس کی خواہش پوری ہوتی جو چاہتی تھی کہ اس کی بیٹی ایلی زاہیتھ کی شادی فرانس کے بلو شہ سے ہو اور دونوں ملکوں میں گہرا اتحاد پیدا ہو جائے پیرا غلم نے جب فروری ۱۷۷۱ء میں انتقال کیا تو روس بالکل بے یار و مددگار تھا اس لئے اتحاد منسلحہ سے ہسپانیہ اور آسٹریا کی روز افزوں

روس فرانس کو ہموار کرنے مخالفت کی وجہ سے فرانس سے نامہ و پیام کے کرنے کا روس کو کٹا کوشش کرتا ہے۔ اچھا موقعہ مل گیا۔ کیتھرین پیٹر اعظم کے طرز عمل کی پیروی اور بوربون

کے شبہات کو رفع کرنے کے لئے اس نے حسب ذیل دسیلیں

بشاکس یعنی روس کی فوجیں فرانس کی مہموں میں یورپ کے ہر گوشے میں شریک

کرتی ہیں اور یہ کہ جب پولینڈ کا تخت پھر خالی ہو تو اس پر کسی فرانسیسی شاہزادہ

نشین کیا جاسکتا ہے اور اس ملک پر دونوں ممالک کی نگرانی رہے۔ مگر بوربون

اور میڈیم دی پرانی کو اندیشہ تھا کہ نوجوان شہزادی (ایلی زاہتہ) ان کے قابو سے

نکل کر انھیں بے دست و پا کر دی گی اس لئے انھوں نے روسی شہزادی کی کوئی

سے شادی کرنے سے انکار کر دیا۔ موڈینا اور لارین کی شہزادیوں کو بھی اس لئے پسند

نہ کیا گیا کہ اور لیان کے خاندان سے ان کے تعلقات تھے۔ بالآخر ان دونوں نے

پولینڈ کے سابق بادشاہ اسٹانس لاس کی بیٹی میری لچنسکی کو پسند کیا۔ اسٹانس لاس اپنی

دسین برگ میں مقیم تھا اور فرانس کے کسی فریق سے اسے کوئی تعلق نہ تھا۔ ۲ ستمبر ۱۷۹۵ء کو

شادی ہو گئی بوربون کو امید تھی کہ جس شہزادی کو اس کے خاندان (بوربون - کوندے)

کی وجہ عروج حاصل ہو ہمیشہ اس کی مدد و معاون رہیگی۔ بوربون کی اس کارروائی کے

اہم نتائج ہوئے یعنی فرانس پولینڈ میں اسٹانس لاس کی تائید کے لئے مجبور ہو گیا جسکی

وجہ سے روس سے قطع تعلق ہو گیا اور روس اور آسٹریا کے درمیان اس گہرے

اتحاد کی بنا پڑ گئی جس کا یورپ کی تاریخ پر خاص اثر ہے۔

بوربون کی اس کارروائی سے ایلی زاہتہ فرانسیس کے سفوبوں کو تقویت ہو گئی

اور پرڈاکو بھی اپنی مہم میں غیر مترقیہ کامیابی حاصل ہو گئی۔ ۹ فروری ۱۷۹۵ء کو پرڈاکو

کی تجاویز پر غور کرنے کے لئے اس خفیہ مجلس شورے کا جلسہ ہوا جو سلطنت آسٹریا کے

دانا کی مجالس شورے تمام اہم معاملات کا تصفیہ کرتی تھی اور جس کے تین ارکان تھے یعنی

پرنس یوجین اسٹاریم برگ اور زن زین ڈارف۔ پہلے دونوں ارکان

پیرانہ سال محتاط اور قدامت پسند تھے اپنے ملک کی فوج اور مالیات کے حالات سے

بجوابی واقف ہونے کی وجہ سے وہ دول بھری سے خوشگوار تعلقات کے قائم رکھنے کی

حامی تھے اور انگلستانی اتحاد کو آسٹریا کی غارتگی کی ہمت علی کی بنا خیال کرتے تھے

کاؤنٹ لوئی زن زین ڈارف کا مزاج ان دونوں کے بالکل خلاف تھا کیونکہ وہ اٹھارویں صدی کی تشکیک اور فنون لطیفہ کی پرستش میں بالکل ڈوبا ہوا تھا اور سوائے اپنے آقا یعنی شہنشاہ کو خوش کرنے کے اس کا کوئی اور مقصد نہ تھا۔ مگر اس موقع پر تینوں وزیروں کو چارلس ششم کے ساتھ اتفاق تھا کہ آسٹریا کی حالت بہت نازک ہو گئی ہے اس لیے ہسپانی تجاویز پر غور کرنا ضروری ہے۔ انھیں معلوم تھا کہ دول بھری ایلن زابیتھ کے اطلالی تجاویز کے موافق ہیں اور انھیں شبہ تھا کہ پیرس میں مونٹی لون کی مخفی گفت و شنید کے بعد بوربون خاندان کی دونوں شاخیں ملکر اطالیہ پر حملہ کر دیں گی۔ انھیں یہ بھی اندیشہ تھا کہ انگریز اور ڈچ ندرلینڈ پر یورش کر دینگے اور انھیں دول بھری کا یہ تقاضا بھی ناگوار تھا کہ آسٹریا کی ایسٹ انڈیا کمپنی شکست کر دی جائے مگر لندن اور آسٹرڈم کے تاجروں کی گستاخانہ تیج پکار سے وہ اس کمپنی کو شکست کرنے پر تیار نہ تھے مگر اس کے ساتھ ہی انھیں شہنشاہ سے اس امر میں اتفاق تھا کہ مجوزہ شادیاں نامناسب ہیں اور ان کے نتائج خوشگوار نہ ہونگے۔ اس لیے ایزداری کو انھوں نے چارلس ششم کو یہ مشورہ دیا کہ اتحاد راج کی بنا پر ہسپانیہ سے معاہدہ کیا جائے لیکن شادی کی تجاویز سے اس بنا پر انکار کر دیا کہ آسٹریا کی شہزادیاں ابھی کمسن ہیں اور ڈان کارلوس کی سنگینی فرانس کی کسی شہزادی سے ہو چکی ہے۔ پر ڈا اور زن زین ڈارف کے درمیان مزید گفت و شنید ہونے کے بعد عہد نامے کا مسودہ ۹ مارچ کو میڈرڈ روانہ کیا گیا۔ مگر کیم مارچ ہی کو پیرس سے ہرکارے میڈرڈ ٹیورن روما اور لندن کو یہ پیغام لیکر روانہ ہو چکے تھے کہ ڈیوک بوربون نے یہ تصفیہ کر لیا ہے کہ ہسپانیہ کی شہزادی ہسپانیہ کو واپس بھیج دی جائے گا

فرانس اور ہسپانیہ کے شاہی خاندانوں کو شادیوں کے ذریعے سے متحد کر نیکی تجویز جب کالعدم ہو گئی اور اس کی اطلاع میڈرڈ میں مارچ کے پہلے مہینے میں پہنچی وائنا کا صلح نامہ ۱۷۶۵ء کو پرفاش جوئی کا ایک خاصہ موقعہ مل گیا، اس نے پیرس سے اپنے سفر کو واپس بلایا اور کام برانی کی کانگریس سے بھی ہسپانی منہ وین واپس بلائیے گئے۔ وائنا کا صلح نامہ کئی معاہدوں کا مجموعہ تھا جن میں سے بعض

کی ترتیب علانیہ ہوئی تھی، ان پر ۳۰ مارچ ۱۷۹۵ء اور یکم مئی کو دستخط ہوئے اور ایک خفیہ معاہدہ تھا جس پر نومبر میں دستخط ہوئے۔ علانیہ معاہدوں کے رو سے چارلس اپنے ان دعاوی سے دست کش ہو گیا جو فلپ کے مقبوضات پر تھے ڈان کارلوس کو اطالیہ کی ریاستوں کا وارث تسلیم کر لیا اور جبرالٹر کو واپس لینے میں ہر طرح سے امداد دینے کا وعدہ کیا فلپ نے آسٹریا ایسٹ انڈیا کمپنی کے حقوق کو تسلیم کر لیا اور دونوں پادشاہوں میں ایک معاہدہ و مدافعتہ اتحاد ہو گیا۔

یورپ کے سفارتی حلقوں میں ہسپانیہ کی جنگ جانشینی کے ان دونوں قبول میں ایک خلاف فطرت اتحاد کے پیدا ہو جانے سے ایک کھلبلی مچ گئی اور اسکے بعد ہی ہسپانیہ نے جبرالٹر کی واپسی کا مطالبہ کیا جنگجو ہسپانیوں میں اب شوق مبارز طلبی پیدا ہو گیا تھا اور جنگ کی تیاریاں فوراً شروع ہو گئیں۔ فرانس انگلستان اور پریشیا اس جدید اتحاد

ہینور کا اتحاد
۱۷۹۵ء

سے اندیشہ ناک ہو گئے، چارلس ششم کی شہنشاہت کے احیاء کے اندیشے سے تمام جرمنی میں ایک کھلبلی مچ گئی جس سے نفع اٹھا کر ان تینوں سلطنتوں نے ہے رین ہسپانیہ میں ایک اتحاد کی بنیاد ڈالی جو "اتحاد ہینور" کے نام سے مشہور ہے اور جس میں کچھ روز کے بعد سوئیڈن ڈین مارک اور ہالینڈ بھی بادل ناخواستہ شریک ہو گئے۔ ہینور کا صلح نامہ واصل آسٹریا ایسٹ انڈیا کمپنی کے قیام کی مخالفت کے لیے تھا اور زیادہ تر مدافعتہ تھا مگر ہینور کے اتحاد کے وجود میں آنے سے ہسپانیہ اور آسٹریا کے باہمی تعلقات اور بھی گہرے ہو گئے۔

مئی میں ایلزابتہ فارنیس نے ڈان فرڈی نند (شہزادہ آسٹوریاس) کی نیت پر نکال کی ایک شہزادی سے کردی تھی اور ہسپانیہ کی شہزادی کی پر نکال کے ولی عہد سے اور اب وہ پھر اس فکر میں تھی کہ آسٹریا کی دونوں شہزادیوں کی شادی اسکے بیٹوں ڈان کارلوس اور ڈان فلپ سے ہو جائے۔ وائیا میں زن زین ڈارف کی تائید پر مارکوی دی ریالب تھا۔ یہ ہسپانی امیر جس کا شہنشاہ پر بہت اثر تھا کثیر التعداد ہسپانی پناہ گیروں کی جماعت کا سرغنہ تھا جن پر شہنشاہ کی نظر اتفاقی تھی مگر اہل آسٹریا کو ان لوگوں سے سخت نفرت تھی۔ پرنس یوحین اور اسٹاریم برگ جرمنی جماعت کے سر فہرست تھے۔ جو

ریا لیب اور ہسپانی پناہ گیروں کو شبہ کی نگاہ سے دیکھتی تھی اور انگلستان سے اتحاد کے قائم رہنے کی موید تھی۔ شادیوں کی تجویز کی بھی یہ جماعت مخالف تھی مگر یو جین اور اسٹاریم برگ دونوں نے ۳۰ اپریل کے صلح ناموں پر دستخط کر دیئے تھے اور چونکہ انگلستان کا طرز عمل آسٹریا کی نسبت انڈیا کے متعلق اندیشہ ناک ہو گیا تھا اسلئے اب پر ڈا اور زن زین ڈارف کی تجاویز کی وہ سختی کے ساتھ مخالفت نہ کر سکتے تھے۔

ہسپانی اتحاد کے حامیوں کو ہینوور کے صلح نامے کے مرتب ہونے سے اور بھی تقویت ہو گئی اور تو بریں دائینا کے صلح نامے کے خفیہ دفعات پر پر ڈا یو جین دائینا کے صلح نامے دنوہر اسٹاریم برگ اور زن زین ڈارف نے دستخط کر دیئے دفعات مذکور ۱۷۲۵ء کے خفیہ دفعات کا منشا یہ تھا کہ ڈان فلپ اور ڈان کارلوس کی شادیاں آسٹریا کی شہزادیوں سے ہوں اور دونوں دولتیں متحد ہو کر

خاندان ہسپیس برگ کے دماوی متعلق شہنشاہت کی تائید کریں اور پولینڈ اور جارج اور برگ کی جانشینی کے متعلق متفقہ کارروائی کریں۔ اگر فرانس کو شکست ہو تو اس کے حصے بخرے کر دئے جائیں جن میں سے ہسپانیہ سیراگنی، روسی لون اور نیشی نواریلے اور آسٹریا اساس او بیلمیم کے صوبے لیلے۔ یہ بھی طے ہوا تھا کہ جبرالٹر اور منور کا فوراً ہسپانیہ کو واپس کئے جائیں اور آسٹریا کی ایٹ انڈیا کمپنی کی سرپرستی کی جائے۔ دائینا کے صلح ناموں کو گویا ایل زامیتھ فارنیس کی انتہائی کامیابی کہنا چاہئے اور قریب تھا کہ اس کے منصوبے اب بار آور ہوں۔ صلح نامہ مذکور سے سفارتی تعلقات میں ایک انقلاب ضرور ہوا مگر ۱۷۲۵ء اور ۱۷۲۶ء کے انقلابوں کے برخلاف مختلف دول کے باہمی تعلقات میں کوئی دوامی تغیر نہیں ہوا اور نہ اس کے بعد یورپ میں کوئی جنگ ہوئی۔ اس خفیہ عہد نامے کی وجہ سے یورپ کے نقشے میں بہت کچھ تغیر و تبدل ہو جاتا اور جب اس کی اطلاع دوسری دول کو پہنچی تو سخت انتشار پھیل گیا اور اندیشہ ہو گیا کہ ایک عالم گیر جنگ چھڑ جائیگی۔ یورپ اب دو حریف جماعتوں میں منقسم ہو گیا۔ ہسپانیہ اور آسٹریا کے ساتھ روس بھی اگست ۱۷۲۵ء میں شریک ہو گیا اور باویریا، پلائینٹ اور کلیسیائی ریاستوں کے الیکٹر بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔ دوسری طرف ہینوور کے اتحاد میں انگلستان فرانس اور پرشیا کے

علاوہ ہالینڈ، سوڈن، ڈین مارک اور بیسی کیا سیل بھی شریک تھے۔ ہسپانیہ اور آسٹریا کے حکمرانوں کی اغراض مذہبی اور تجارتی تھیں اور دونوں کا مقصد تھا کہ مذہب پراٹسٹنٹ کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑ دیا جائے۔ انھیں یہ بھی امید تھی کہ فرانس بھی ایک ایسے اتحاد میں ضرور شریک ہو جائیگا جس کی غایت مذہب کا تولیکی کی توسیع تھی۔ خاندان ہسینوور کے زوال اور انگلستان کے تحت کے جھوٹے دعویدار کے تحت نشین ہو جانے کے بعد شمالی جرمنی سے بھی مذہب پراٹسٹنٹ معدوم ہو جائیگا اور انگلستان پھر حسب سابق دول کا تولیکی میں شامل ہو جائیگا۔ میڈرڈین آسٹریا اور روس کے اتحاد کی بہت خوشیاں سنائی گئیں اور یہ امید ہو گئی کہ جیسا کہ البیرونی کا خیال تھا روسی بیڑے کی امداد سے انگلستان کے تحت کا دعویدار پھر اپنا تخت و تاج حاصل کر لیگا۔ مارچ ۱۷۲۷ء میں ڈیوک لیریاروس سے اتحاد قائم کرنے اور دعویدار مذکور اور مذہب کا تولیکی کے مفاد میں انگلستان پر حملہ کرانے کا انتظام کرنے کے لئے سینٹ پیٹرس برگ بھیجا گیا جنگ کے چھڑ جانے میں اب کوئی دیر نہ تھی اور یورپ کے دونوں اتحادوں میں دائیہ کا اتحاد زیادہ مستحکم اور طاقت ور تھا نہ صرف اس لئے کہ آسٹریا ہسپانیہ اور اس کے حکمران انگلستان یا فرانس کے سخت دشمن تھے بلکہ اس لئے بھی کہ پریشیائے اپنی قدیم عادت کے مطابق ہسینوور کے اتحاد کا ساتھ چھوڑ دیا اور اکتوبر ۱۷۲۷ء میں ووٹرو سین کے صلح نامے کے ذریعے سے شہنشاہ سے مصالحت کر لی جس کی وجہ سے پریشیاء کو صلح نامہ نہ مل سکا۔

شہنشاہ کا شریک ہونا۔ ہسپانیہ میں پروڈاکس انتظام سے تجارتی ترقی اور حرفتی سرگرمی کا ایک نیا دور شروع ہو گیا تھا اور اسے اب صرف یہ ضرورت تھی کہ غیر ملکی جنگوں اور اندرونی بد نظمیوں سے آزادی حاصل ہو جائے تاکہ وہ نوآبادیوں کے ساتھ اپنی تجارت کو فروغ دے سکے ایک زبردست بیڑا بنائے اور اپنی مافی الحال کو درست کرے۔ آسٹریا کے ساتھ ہسپانیہ نے جو معاہدے کیے تھے ان پر وہ سختی کے ساتھ قائم تھا اور تجارتی ترقی کی راہ پر لگ گیا تھا۔ برخلاف اس کے فرانس کی حکومت کا طرز عمل مشکوک اور غیر استوار تھا۔ ہالینڈ کی طرح فرانس میں بھی ایک زبردست جماعت ہسپانیہ

فرانس کی سیاسی جماعتیں کی طرف دارمقی اور جب ہینڈور کا صلح نامہ مرتب ہوا عین اس زمانے میں بھی پیرس میں ذی رسوخ فرانسیسیوں کی ایک جماعت لوئی چہاردہم کے آخری زمانے کے طرز عمل کو زندہ کرنا چاہتی تھی جس کے مقاصد یہ تھے کہ ہسپانیہ کے ساتھ گہرا اتحاد قائم رہے، انگلستان میں خاندان اسٹوارٹ کی حکومت کو بحال کر دیا جائے اور پرائسٹنٹ فریق کی مخالفت کی جائے۔ بوربون کی حکومت کے ارکان نااہل، غیر متحد اور کمزور تھے برخلاف اس کے انگریزوں کی مخالف جماعت کے سربراہ اور وہ اشخاص با یک دیگر متحد اور قابل اور زبردست تھے۔ بوربون نے نائب السلطنت کے طرز عمل کو جاری رکھا تھا مگر انگریزی تجارت کی روز افزوں ترقی کی وجہ سے دور اندیش فرانسیسی انگریزی اتحاد کو فرانس کے حقیقی مفاد کے لیے مضر خیال کرنے لگے تھے۔ ۱۷۹۳ء میں ہیوزیر کے زیر کمان ایک انگریزی بیڑے نے پورٹو سیلو میں ہسپانی خزانے کے بیڑے کو پورٹو سیلو میں بند کر دیا اور ایک دوسرے انگریزی بیڑے نے روس کی تحریف کے لیے بحیرہ بالٹک کی ناکہ بندی کردی فروری ۱۷۹۳ء میں ہسپانیوں نے جبرالٹر کا محاصرہ شروع کر دیا اور انگلستان اور ہسپانیہ میں جنگ پھڑپھڑ جانے سے تمام یورپ میں عام جنگ ہو جانے کا اندیشہ ہو گیا مگر متعدد وجوہ کی بنا پر یورپ اس قسم کی جنگ سے چھ سال تک اور محفوظ رہا۔

آسٹریا سے راہ ورسم پیدا ہو جانے کی وجہ سے ہسپانیہ کی قوت ایبرونی کے زمانے کے مقابلے میں بہت بڑھ گئی تھی تاہم ابھی وہ طویل مجری اور بری سوکرہ آرائیوں کیلئے تیار نہ تھا جن کا صرف بھی پیش قرار ہوتا۔ یورپ کی سربراہ آوردہ ریاستوں میں ہسپانیہ پر ڈاکہ مزلو کو اسن واماں کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔ مئی ۱۷۹۶ء میں

اپرڈا اپنی خدمت سے علیحدہ کر دیا گیا کیونکہ ایک زبردست جماعت اس کی مخالف ہو گئی تھی، کوئنگس ایک (سفیر شہنشاہی) ہسپانیہ کی قومی رائے کی تائید پر آمادہ ہو گیا تھا اور ایلی زابیتھ نے بھی جو اس کی مربیہ تھی یکایک اس کو علیحدہ کر دینے کا قصد کر لیا۔ اپرڈا ایک قسمت آزمایہ ساز تھا مگر اس کی قابلیت میں شک نہیں۔ ہسپانیہ کے احیاء کے لیے جو تجاویز اس نے پیش کی تھیں قابل تحسین ضرورتیں اور اس کے لائق جانشینوں نے تجاویز کو پر پوری طور سے عمل کیا۔ ہسپانیہ میں

اس کا ایک بھی یہی خواہ نہ تھا اسی واقعے سے ثابت ہو سکتا ہے کہ برسر خدمت ہونے کے زمانے میں اس نے جو اصلاحیں کیں کس قدر مکمل تھیں۔ جنگ و جدال کے جھگڑوں میں پڑنا وہ حماقت خیال کرتا تھا مگر البیرونی کی طرح وہ بھی ملکہ کا بندہ حکم تھا۔ آسٹریا سے اتحاد پیدا کرنے سے اہل ہسپانیہ ناراض تھے اور ہسپانیہ میں اس اتحاد کے متعلق بے چینہ اسی قسم کی پناہ راضی تھی جو تیس سال قبل فرانس میں آسٹریا سے تھی۔ اس اتحاد سے ممکن ہے کہ ہسپانیوں کا جذبہ قومی براہیگنہ ہو جاتا مگر اہل زابیتہ کی اولاد کی ترقی مدارج کو ہسپانیہ کی حکمت عملی کا محور بنانے سے مفاد قومی کو کوئی نفع نہ تھا۔ اہل ہسپانیہ کا خیال تھا کہ ہسپانیہ کا حقیقی حلیف فرانس ہے اور یہ کہ اپر ڈانے ملکہ کے منصوبوں کی تائید میں ہسپانیہ کے مفاد کا خون کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ شہنشاہ کا طرز عمل بھی بدل گیا تھا اور میڈرڈ اور وائٹا کے درباروں کے باہمی تعلقات بھی کشیدہ ہو گئے تھے جس کی وجہ سے ہسپانیوں کا یہ خیال درجہ یقین تک پہنچ گیا تھا کہ

چارلس ششم کو اپر ڈا کے مغزول ہونے سے قبل ہی معلوم ہو گیا تھا کہ ہسپانیہ سے اسے زرخیز نہیں مل سکتا اور جبرالٹر کے محاصرے میں اس نے اپنے حلیفوں کی کوئی مدد نہیں کی۔ شہنشاہ کی حالت و راصل اس وقت ایسی تھی کہ وہ جنگ پر آسٹریا اور ہسپانیہ کے آمادہ نہ ہو سکتا تھا کیونکہ اول اسکے بے یلینہانی پڑا ہے کچھ نزاعیں پیدا ہو گئی تھیں اور کئی مرتبہ اول (ملکہ روس) کا مٹی شکستہ میں اتحاد کا خاتمہ۔

انتقال ہو گیا اور اسکا جانشین پیٹر دوم ذرا سا بچہ تھا جسکی وجہ سے روس کا شمار اب شہنشاہ کے سرگرم معاونوں میں نہ ہو سکتا تھا۔ اطالیہ میں ہسپانیوں کے تسلط کو چارلس نے کبھی پسند نہ کیا تھا جبرالٹر کے محاصرے کا بھی وہ مخالف تھا اور اب اس نے یہ بھی تسلیم کر لیا تھا کہ ہسپانیہ کے شاہی خاندان سے شادیوں کے ذریعے سے تعلق پیدا کرنا نامناسب ہے۔ ۱۴۶۱ء کے اوائل میں وائٹا کے دربار کا رخ صلح کی طرف ہو گیا اور ہسپانیائی اتحاد کمزور ہونے لگا۔ فلیوری اور وال پول کے اثر سے بھی امن و امان کے قیام میں مدد ملی۔ یورپوں نے فلیوری کو جلا وطن کرنے کی کوشش کی تھی مگر جون ۱۴۶۲ء

میں فلیوری نے اسے معزول کر دیا اور گو اس کی عمر اب ۳۷ سال کی تھی مگر اپنی موت (۱۸۳۸ء) تک اس نے فرانس پر بحیثیت وزیر اعظم قابلیت کے ساتھ حکومت کی فرانس کی حدود کے اندر اس نے ایک حد تک امن و امان کو قائم رکھا اور کفایت شعاری اور حسن انتظام سے ملک کی عام حالت کی اصلاح کی اور خارجی معاملات میں بھی اس کا رجحان مصالحت کی طرف تھا۔ ۱۸۳۳ء تک اس نے کسی نہ کسی طرح اور لیان کے طرز عمل کو برقرار رکھا یعنی انگلستان کے ساتھ صلح و آشتی کا برتاؤ جاری رہنے دیا۔ مگر ۱۸۳۸ء کے بعد اس مصالحت پسند وزیر پر جنگ پسند جماعت غالب آگئی اور لوئی چہارم کا طرز عمل اختیار کیا گیا۔ فلیوری کو بدرجہ مجبوری آسٹریا اور پولینڈ کی جنگ ہائے جانشینی میں شریک ہونا پڑا اور اس کی موت کے قبل ہی اور انگلستان اور فرانس میں پھر حسب سابق مخالفت ہو گئی۔ ۱۸۴۲ء میں رپڑا اور بوربون یورپ کے سیاسی اکھاڑے سے بوقت واحد غائب ہو گئے جس کی وجہ سے ہسپانیہ اور فرانس میں دوستانہ تعلقات کا قائم ہونا آسان ہو گیا۔ فلیوری کو یورپ کے سیاسیات میں کافی مہارت تھی اور فرانس کی حقیقی ضروریات سے وہ پوری طور پر واقف تھا، اسے یقین کال تھا کہ انگلستان سے موافقت رکھنا فرانس کے لئے ضروری ہے مگر ہسپانیہ سے بھی مصالحت ہو جانے کا وہ خواہاں تھا۔ سیلار کی سفارت کی طرح لوئی پانزدہم کی خطرناک علالت کے زمانے میں موت گوں کی خفیہ سفارت سے نہ صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ فرانس میں ایک زبردست جماعت حکومت موجودہ کی مخالف تھی بلکہ یہ بھی کہ فلپ کا اب بھی یہ مقصد تھا کہ لوئی کے انتقال کے بعد فرانس کا تخت و تاج اسے مل جائے۔

اس وقت فرانس ہی عقدہ کشائی کر سکتا تھا اور فلیوری کے وزیر اعظم ہونے سے امن و امان کے قائم رہنے کی اور بھی امید تھی مگر گو اس نے اپنے اثر سے فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان میں ایسا زبردست اتحاد قائم نہ ہونے دیا جس سے انگلستان کو نقصان ہوتا مگر سخت مخالفت کی وجہ سے وہ ہسپانیہ کے خلاف میں انگریزوں کی امداد کے لئے فرانسیسی فوج بھیجنے سے مجبور تھا۔ اہلی زابیتہ سے وہ درپردہ مراسلت کر رہا تھا مگر انگریزوں کا ساتھ چھوڑنے سے اس نے انکار کر دیا

صفحہ ۲۶

اور مئی ۱۹۴۸ء میں فرانس ہسپانیہ آسٹریا اور ہالینڈ کے وزیروں نے وائٹنایس مصالحت کے ابتدائی صلح نامے پر دستخط کر دیئے۔ معاہدہ مذکور کی رو سے یہ طے ہوا کہ اس ٹینیڈا ایسٹ انڈیا کمپنی کا کاروبار سات سال کے لئے موقوف کر دیا جائے اور جبرالٹر کا محاصرہ اٹھا دیا جائے اور یہ کہ ہر دو امور مذکورہ بالا اور دیگر امور کا قطعی تصفیہ ایک کانگریس کے سپرد کیا جائے جس میں تمام دول شریک ہیں۔ ایللی زائیہ بذات خود مصالحت کے خلاف تھی اسے اب بھی انگلستان کو فرانس سے علیحدہ کر دینی امید تھی اور جب جارج اول نے جون میں انتقال کیا تو اسے امید ہو گئی کہ فسریتی جیکو بائٹ کامیابی کے ساتھ انگلستان پر حملہ آور ہو سکیگا۔ لیکن جلاوطن خاندان اسٹوارٹ کی طرف سے انگلستان کی حکومت کو جو خطرہ تھا اس سے دال پول بخوبی واقف تھا انگریزوں کے طرز عمل میں مطلق تغیر نہ ہوا اور انگلستان اور فرانس کے وزیروں کی متفقہ کوشش بھی تھی کہ نقصان نہ ہو اور وائٹا اور میڈرڈ کے درباروں میں خلا لاہونے پائے۔ لیکن وال پول اور فلیوری کو سخت دقتوں کا سامنا عام جنگ کا خطرہ کرنا پڑا۔ انگلستان اور فرانس میں عام رجحان جنگ کی طرف تھا اور حکومت کے مخالفین کی ایک زبردست جماعت اس رجحان کی موید تھی۔ اگر فلیوری اور کوئنگس ایک نے ایللی زائیہ

۱۹۴۷-۴۸ء

پر قیام اس کے لئے اپنا روزہ ڈالا ہوتا تو انگلستان اور ہسپانیہ کے درمیان جو نامہ ویام ہو رہے تھے وہ بالکل بے سود ثابت ہوتے۔ مارچ ۱۹۴۸ء میں ہسپانیہ نے پارو کے صلح نامے پر دستخط کر کے وائٹا کے ابتدائی انتظامات کو تسلیم کر لیا جس کی وجہ سے انگلستان اور ہسپانیہ کی چند روزہ جنگ ختم ہو گئی تو آسٹریا اور ہسپانیہ کا اتحاد اب متزلزل ہو گیا تھا اور ایللی زائیہ کو اندیشہ ہو گیا کہ اب سے یورپ میں میرا کوئی یار و مددگار نہیں۔ دونوں ملکوں میں سواسٹو کی کانگریس سے پورا بگاڑ ہو گیا۔ اس کانگریس کی کارروائی کا آغاز ۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء کو ہوا اگر کام برائی کی کانگریس کی طرح یہ بھی محض بے سود ثابت ہوئی۔ اس نے اپنے فرائض کو نہایت غور و خوض کے ساتھ انجام دیا مگر اسس کی سہل انگاری سے نفع اٹھا کر پاتی نیو نے جو پرڈا کا جانشین ہوا تھا ہسپانیہ میں

جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ فرانس میں شووے لین جو انگلستان اور آسٹریا کی مخالف جماعتوں کا سرغنہ تھا محافظ سبھل ہو کر ۱۸۲۴ء کے موسم خزاں میں بجائے مورویل کے وزیر خارجہ ہو گیا جس سے یہ اندیشہ ہو گیا کہ پوربون خاندان کی دونوں شاخوں میں غریب گہرا اتحاد پیدا ہو جائیگا۔ ۱۸۲۸ء یورپ کی تاریخ میں نہایت نازک سہے۔ لیکن آسٹریا اور ہسپانیہ کا اتحاد ٹوٹ رہا تھا اور فلیوری کی قوت اس قدر مستحکم تھی کہ اس پر شووے لین اور اس کے معاونوں کے دباؤ کا کچھ اثر نہوا۔ ایلزابتھ کو اب یقین ہو گیا تھا کہ ۱۸۲۵ء کے خفیہ عہد ناموں سے جن شادیوں کا انتظام ہوا تھا ان کے ہونے کی اب کوئی امید نہ ہو سکتی تھی اور پاتی نیو نے آسٹریا اتحاد کی سختی کے ساتھ مخالفت کی۔ دسمبر ۱۸۲۸ء میں ایلزابتھ کو باضابطہ اطلاع مل گئی کہ شادیوں کے ہونے کا اب کوئی امکان نہیں جس سے اسے معلوم ہو گیا کہ شہنشاہ کی امداد سے اطالیہ کے متعلق اس کی اغراض پوری نہیں ہو سکتیں ایسے اپنی خلقی جلد بازی سے مجبور ہو کر وہ انگلستان اور فرانس کی طرف متوجہ ہوئی تاکہ انکی امداد سے اطالیہ کی ریاستیں ڈان کارٹوس کو مل جائیں۔ شاہ فرانس کے حال ہی میں ایک لڑکا پیدا ہوا تھا اس لئے فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان دوستانہ تعلقات کے قائم ہونے میں اب کوئی رکاوٹ نہ تھی۔

انگلستان میں وال پول ایلزابتھ کی تائید پر تیار تھا بشرطیکہ وہ راست درخواست کرے جس نے فلیوری کی سہل انکاری سے ناراض ہو کر انگلستان کا دامن پکڑ لیا۔ پاتی نیو کا بھی یہی خیال تھا کہ جب تک ہسپانیہ جنوبی امریکہ میں انگریزوں کی دست درازیوں کو روکنے کے لئے پوری طور سے تیار نہ ہو ان سے ربط و ضبط رکھنا بہتر ہے۔

ایلزابتھ اب بس اس دھن میں تھی کہ کسی نہ کسی صورت سے چارلس ششم سے انتقام لے اور ڈان کارٹوس کو اطالیہ میں مسلط کر دے۔ وال پول پاتی نیو شیویل کا ساہدہ ۱۸۲۹ء کا ہم خیال تھا اور باوجود مخالفوں کے شور و شغب کے انگلستان اور ہسپانیہ کے درمیان رابطہ پیدا کرنے پر آمادہ تھا۔ نوآبادیوں کے متعلق جو نزاعیں تھیں ان کی وجہ سے اس وقت تک کوئی

سخت پجیدگی وقوع میں نہیں آئی تھی۔ وال پول نے فرانس کے وزیر کو اس امر پر آمادہ کر لیا کہ وہ پارما اور پیا سین زاین ہسپانی فوجوں کے داخل ہونے پر اصرار کرے۔ ۹ نومبر کو تیغوں درباروں میں جو نامہ و پیام ہو رہے تھے ان کی بنا پر سیویل کا صلح نامہ مرتب ہوا جس کو چند روز کے بعد ہالینڈ نے بھی تسلیم کر لیا اس صلح نامے کی رو سے آسٹریا، ایٹلی، اسپین اور اٹلی اپنی کے ساتھ جو مراعات کی گئی تھیں منسوخ کر دی گئیں انگریزوں کے امریکہ اور آسیاتوں میں تجارت کرنے کے حقوق بحال کر دیئے گئے ہسپانیہ جبرالٹر اور ہینڈورس کے متعلق اپنے دعووں سے قریب قریب دست بردار ہو گیا، اطالیہ کی ریاستوں کے متعلق ڈان کارلوس کے حقوق جانشینی تسلیم کر لئے گئے اور لیگ ہارن پورٹو فیرا جو پارما پیا سین زاین پر چھ ہزار ہسپانی سپاہیوں کے ذریعے سے قبضہ کر دینے کا انتظام کر دیا گیا۔ اب تو ایل زامیہ فرانسیس کی کامیابی میں غالباً شک نہ تھا اور ڈان کارلوس کا حق جانشینی بھی تسلیم ہو چکا تھا صلح نامہ مذکور کے دفعات کی تعمیل اور ایل زامیہ کی خواہشوں کے پورا ہونے میں چند سال کا عرصہ لگ گیا مگر اس عہد نامے کی اہمیت میں کوئی شک نہیں کیونکہ اس کی وجہ سے آسٹریا اور ہسپانیہ کے غیر فطری اتحاد کا خاتمہ ہو گیا اور بجائے اس کے ایک دوسرا انتظام ہو گیا جو ہسپانیہ کے مفاد کے لئے زیادہ مفید تھا۔ فرانس اور ہسپانیہ کے باہمی تعلقات باوجود عارضی اختلافات کے آئندہ کے لئے خوشگوار ہو گئے۔ آئندہ میں ہسپانی سفیر نے کہا تھا کہ ”اب لی ری فری ہسپانیہ اور فرانس کے درمیان حد فاصل نہ ہوگا“ اس قول کی اب تصدیق ہو گئی پیرس اور میڈرڈ کے درباروں کے مفاد متعدد امور میں متحد تھے خصوصاً امریکہ میں دونوں کے دعویٰ ایسے تھے کہ کسی نزاع کے پیدا ہونے کا اندیشہ نہ تھا اور دونوں انگلستان کی دراز دستیوں کو روکنے پر تے ہوئے تھے۔ یہ صلح نامہ فلیوری کے طرز عمل کی کامیابی کا بین ثبوت تھا۔ آئندہ سے وہ اس فکر میں تھا کہ ہسپانیہ کو انگلستان اور فرانس کے اتحاد میں شریک کر کے اسے وسعت دے فلیوری کا طرز عمل اب وہی تھا جو اوریلیان کا اس کے آخری زمانے میں تھا یعنی باوجود اس کے کہ فرانس ہینڈورس کے اتحاد میں شریک تھا مگر اس نے ہسپانیہ سے بھی سمجھوتہ کر لیا

یورپ میں اب فرانس خاندان بولون کی سلطنتوں میں سربرآوردہ ہو گیا تھا اور ہسپانیہ اس کا دست نگر تھا۔ اس واماں قائم تھا اور ایک عام یورپی جنگ کو روک دینے کا سہرا وال پول اور فلیوری دونوں کے سر تھا۔ مگر دو سال تک یہ اندیشہ تھا کہ سیویل کے عہد نامے کے بعد آسٹریا اور ہسپانیہ کی فوجوں کے درمیان طالیہ میں جنگ ہو جائیگی عہد نامہ مذکور کی وجہ سے چارلس ششم بالکل بے بار و مددگار ہو گیا تھا اور ہسپانیہ کی بدعہدی سے وہ سخت ناراض تھا فرانس میں خاندان پیس برگ کی مخالف جماعت جنگ کے لئے شور مچا رہی تھی۔ انگلستان کی وزارت میں بھی ان معاملات کے متعلق ہم آہنگی نہ تھی۔ فلیوری اور وال پول دونوں کو اس وقت سخت وقت کا سامنا تھا۔ فلیوری اس وقت تک ہسپانیہ سے گہرا معارضہ اور مدافعتی اتحاد کرنے پر آمادہ نہ تھا۔ Pragmatic Sanction (آسٹریا کی جانشینی کا مجوزہ تصفیہ) کی وہ توشیح پر تیار نہ تھا مگر اس کے ساتھ ہی آسٹریا سے وہ خواہ مخواہ لڑائی مول لینا نہ چاہتا تھا۔ انگریزوں کا میڈرڈ کے دربار میں بہت اثر ہو گیا تھا جسے وہ پسند نہ کرتا تھا اور سیویل کے معاہدے کی شرائط کی تکمیل کی طرف بھی اس نے توجہ نہ کی فلیوری کی طرح وال پول بھی ایک زبردست مخالف جماعت کے وجود کی وجہ سے سخت پس و پیش میں تھا۔ بشرط ضرورت وہ ان معاہدات کے ایفا پر تیار تھا جو ہسپانیہ کے ساتھ ہوئے تھے مگر ٹاؤن شینڈ کی رائے سے بھی اسے اتفاق نہ تھا جو دلار کی طرح شہنشاہ پر فوراً حملہ آور ہونے کا موید تھا۔ انگریزی حکومت کو اندیشہ تھا کہ اگر ایک عام یورپی جنگ چھڑ گئی تو سیزور پر فوراً حملہ ہو گا اور آسٹریائی نیدرلینڈ پر فرانس قبضہ کر لے گا۔ انگریزوں کی خواہش تھی کہ فوجی انگلستان اور ہسپانیہ کا رروائیاں ملک متنازع فیہ یعنی شہنشاہ کے اطالیہ مقبوضہ ملک محدود رہیں اور آسٹریائی نیدرلینڈ پر کسی صورت سے حملہ نہ ہو۔ لیکن انگلستان میں وزارت کی مخالف جماعت نے انگلستان اور فرانس کے گہرے اتحاد کی پیہم مخالفت کر کے وزارت کو مجبور کر دیا اور یہ عیاں ہو گیا کہ ملک کی ایک زبردست جماعت آسٹریا کو انگلستان کا حقیقی حلیف خیال کرتی ہے کیونکہ اس کی نہ تو نوآبادیاں تھیں نہ بڑا تھا اور ۱۶۸۸ء سے اس سے گہرے

صفحہ ۸۵

تعلقات تھے برخلاف اس کے فرانس اور ہسپانیہ جن کے بیڑے کمزور اور نوآبادیاء وسیع تھیں انگلستان کے حقیقی دشمن تھے۔ وزارت کی مخالف جماعت کا یہ طرز عمل حق بجانب اس لئے ہو گیا تھا کہ ہسپانیائی محافظین سواحل (Guardia Costas) انگریز تاجروں اور ملاحوں پر برابر ہسپانیہ اور ہسپانیائی امریکہ میں ظلم کر رہے تھے اور جارجیا کی سرحدات اور لکڑی کے کاٹنے کے شعلی جھگڑے آتھے۔ انگریزی تجارت ایک حد تک مسدود کر دی گئی تھی اور ہسپانیوں کا یہ فعل سچا نہ تھا کہ انگریزوں نے اعلیٰ پیمانے پر ناجائز طریقوں سے تجارت شروع کر دی تھی۔ جب تک کہ سیول کے صلح نامے کے دفعات پر عمل نہ ہوا ہسپانیائی حکومت نے انگریزوں کی شکایتوں کی شنوائی نہ کی مگر نہ تو ایلی زابیتھ نہ پاتی نیو انگلستان سے قطع تعلق کرنا چاہتے تھے۔

فلپ کو قومی مفاد کا اپنی بیوی سے زیادہ خیال تھا اور اس کی ہمیشہ یہ خواہش رہی تھی کہ فرانس سے گہرا اتحاد ہو جائے مگر ایلی زابیتھ کو یہ فکر تھی کہ اس کے لڑکوں کو کسی حد سے اطالیہ کی ریاستیں مل جائیں۔ پاتی نیو کو بھی البیرونی اور رپرڈا کی طرح انگریزوں کی تجارتی رقابت کی اہمیت کا پورا احساس تھا مگر وال پول کی طرح اس کی بھی یہی آرزو تھی کہ موجودہ مشکلات کی عقدہ کشائی بغیر لڑنے بھڑنے کے ہو جائے۔ جنوری ۱۷۱۳ء میں پاراما کا ڈیوک مر گیا جسکی وجہ سے صورت حال نہایت نازک ہو گئی کیونکہ شہنشاہی فوجوں نے ڈیوک متونی کے مقبوضات پر قبضہ کر لیا جسکی وجہ سے ایلی زابیتھ نے انگلستان اور فرانس سے اپنے معاہدوں کے ایفا کرنے کا مطالبہ کیا۔

اب اگر ہسپانیائی سپاہی اطالیہ کی سرزمین پر قدم رکھتے تو ایک عام جنگ ناگزیر ہو جاتی مگر انگلستان نے (Pragmatic Sanction) کو تسلیم کرنے کا وعدہ کر کے دینا کا دوسرا صلح نامہ اس جنگ کو ٹال دیا۔ فلیوری کا قصہ منظم تھا کہ اس انتظام کو تسلیم نہ کرے مگر وال پول کو مطلق تامل نہ تھا چارلس نے پاراماسے اپنی فوجوں کو واپس بلا لینے اور ڈان کاروس کو ریاست مذکور پر قبضہ کر لینے اور اس کے متعلق انگلستان ہالینڈ اور ہسپانیہ سے معاہدہ

صفحہ ۸۹

کرنے پر اس شرط پر آمادگی ظاہر کی کہ دول بحری شہنشاہت کی جانشینی کے انتظامات کو بحری تسلیم کر لیں۔ اس تصفیے میں جو دائینا کے دوسرے صلح نامے کے نام سے موسوم ہے دو کچھ مضمون شامل تھے جن میں سے پہلا ہالینڈ اور انگلستان کے ساتھ مارچ ۱۸۱۴ء میں ہوا اور دوسرا ہسپانیہ کے ساتھ جولائی میں ہوا پہلے صلح نامے کی رو سے انگلستان اور ہالینڈ نے Pragmatic Sanction کو تسلیم کر لیا اور شہنشاہ نے بیری میں اور ورڈین میں جارج دوم کو باضابطہ مسلط کر دیا اور اس ٹیٹو ایسٹ انڈیا کمپنی کے کاروبار کو عارضی طور پر بند کر دینے اور چھ ہزار ہسپانی سپاہیوں کو اطالیہ کی ریاستوں میں داخل ہونے کی اجازت دینے کا وعدہ کیا۔ دوسرے صلح نامے میں Pragmatic Sanction کو باضابطہ تسلیم کرنے پر امرار نہیں کیا گیا۔ ڈسمبر ۱۸۱۴ء میں ڈان کارلوس ہسپانی فوج کے ساتھ ایک انگریزی بیڑے کے زیر حفاظت اطالیہ میں پہونچا اور ۱۸۱۵ء کے اوائل میں بلاکسی مخالفت کے بار بار قابض ہو گیا۔ اہلی زابیتھ کو اب بالآخر اپنے منصوبوں میں پوری کامیابی ہوئی کیونکہ پارما اور پیاسین زائیں ڈان کارلوس کے قدم جم گئے تھے اور ٹسکنی کے ڈیوک سے یہ طے ہو گیا تھا کہ اس کی وفات کے بعد ڈان کارلوس اس کا جانشین ہو۔ اس طور پر مکمل اہلی زابیتھ کی لگاتار کوششوں سے صلح نامہ یوٹریخت کی شرائط میں ترمیم ہو گئی اطالیہ پر آسٹریا کی گرفت کمزور ہو گئی اور پارما میں ایک ہسپانی شاہی خاندان مسلط ہو گیا بلکہ اہلی زابیتھ کو یہ کامیابی باوجود عظیم الشان اندرونی اور بیرونی مشکلات کے حاصل ہوئی تھی۔ ۱۸۱۵ء میں ہسپانیہ کمزور اور غیر متحد تھا اور یورپ کی سلطنتوں میں اس کا کوئی شمار نہ تھا مگر ۱۸۱۵ء میں اس کا شمار زبردست دول میں ہو گیا۔ اب اس کی خارجی حکمت عملی بالکل جدا گانہ تھی اور وہی سلطنتیں اس سے اتحاد کرنا اپنے لئے مفید خیال کرنے لگی تھیں۔

دائینا کا دوسرا صلح نامہ نہ صرف ہسپانیہ کی تانچ میں نہایت اہم ہے بلکہ گردوسرے

صفحہ ۹۰

لہ انگلستان نے ایک اہم خفیہ دفعہ کے ذریعہ سے یہ طے کرایا تھا کہ میر یا تھیری سا کی بنادی خاندان بوربون کے کسی شہزادے سے ہوں۔

دول یورپ کے طرز عمل اور خارجی حکمت عملی کے لحاظ سے بھی۔ اطالیہ میں ایک جدید ہسپانی شاہی خاندان کے قائم ہو جانے سے نہ صرف آسٹریا کے نئے اہم نتائج مرتب ہوئے بلکہ اطالیہ کے لئے بھی۔ چارلس ششم نے اپنے طرز عمل سے پھر ثابت کر دیا تھا کہ محض امید ہائے موہوم کے لئے وہ اپنی زبردست قوت کا خون کر دیتا تھا اور وہ اب اس ٹینٹہ کمپنی کی تائید سے دست بردار ہو گیا۔ ۱۷۳۳ء میں اسلاوی حکومت نے رقیب یورپی کمپنیوں کے اغوا سے باہمی یورپی تجارتی کوٹھی کو تباہ کر دیا۔ کمپنی کے حصہ داروں نے اپنی یورپی تجارت کے مرکز کو ہیمل برگ یا شری الیٹ میں منتقل کرنے کی کوشش کی مگر یہ بے سود ثابت ہوئی اور باد مخالف کے چھوٹوں سے یہ کمپنی ۱۷۸۲ء میں دوایہ ہو گئی اور ۱۷۹۳ء میں اسکا بالکل خاتمہ ہو گیا۔

۱۷۳۱ء میں اس معاہدے کی تکمیل سے یہ امید ہو گئی کہ اب چند سالوں تک یورپ میں امن و امان رہے گا کیونکہ فرانس اور ہسپانیہ میں جس اتحاد کے ہونے کا اندیشہ تھا وہ دور ہو گیا اور دونوں کے تعلقات اب خوشگوار نہ تھے۔ اطالیہ کی ریاستوں کے مسئلے کا تصفیہ فرانس کی معاونت کے بغیر ہو چکا تھا جس کی وجہ سے اس کا اثر کم ہو گیا اور خاندان بوربون کی قوت کی ترقی بھی رک گئی تھی جسکا انگلستان ہالینڈ اور آسٹریا کو سخت اندیشہ تھا۔ انگلستان اور ہسپانیہ اور شہنشاہ کے درمیان دوستانہ تعلقات کے جاری رہنے کی بظاہر امید ہو گئی تھی۔ نوآبادیوں کے متعلق جو نزاعیں تھیں انکا بغیر جنگ کے تصفیہ ہو گیا تھا اور جزیرہ نمائے اطالیہ کے سیاسی محاطات سے اب کسی جنگ کا اندیشہ نہ تھا۔

مگر ۱۷۳۳ء کا سکون وہ سکون تھا جو طوفان سے قبل ہوتا ہے اور

باب چہارم

پولینڈ کی جنگ جانشینی

۱۹۳۳ء تا ۱۹۳۵ء

آسٹریا ۱۹۳۸ء سے ۱۹۳۹ء تک۔ فلیوری وال پول اور پاتی نیو کے طرز عمل، انگلستان اور ہسپانیہ کے درمیان مخالفت کا بڑھتا پولینڈ کے بادشاہ کا انتقال ۱۹۳۹ء۔ سارڈی نیا میں وکٹریاڈیس کی حکومت ۱۹۴۰ء تا ۱۹۴۱ء۔ فرانس کے معاہدہ سارڈی نیا اور ہسپانیہ کے ساتھ جنگ کا آغاز۔ فرانس ٹرکی کو اپنا معاون بنانے کی کوشش کرتا ہے مسائل منازعہ فیہ کے بچنے میں فلیوری کی غلطی۔ پولینڈ میں روس اور آسٹریا کی کامیابی۔ اطالیہ اور رائن کے نواح میں فرانس کی فتوحات۔ ہسپانیہ اور سارڈی نیا کے متضاد مفاد۔ دانیہ کا تیسرا صلح نامہ۔ یوگن کا انتقال۔ شو دے لین کی مغزولی۔ پاتی نیو کا انتقال۔ پولینڈ کی جنگ جانشینی کی اہمیت یورپ کی تاجز ہیں۔

چارلس ششم نے عہد حکومت کا بہترین زمانہ غالباً ۱۹۳۸ء سے ۱۹۳۹ء تک تھا کیونکہ اہل متگری اس وقت بالکل ساکت تھے اور مشرقی سرحد پر بھی سکون تھا اور اس طرف سے وائسٹ کے دربار کو بالکل دھمکی تھی۔ ترکوں سے آسٹریا ۱۹۳۸ء سے ۱۹۳۹ء تک آسٹریا نے جو اضلاع فتح کیے تھے وہ اب تک اس کے قبضے میں تھے

اور پرنس یوجین کی شہرت اس وقت نصف انہار پر تھی۔ صلح نامہ صلی کی شرائط اور
 آسٹریا ایسٹ انڈیا کمپنی کے متعلق دول بھری کی مخالفت سے کچھ بے لطفی
 ضرور ہوئی تھی اور گو ۱۸۱۵ء کے صلح نامے سے یورپ کی سلطنتوں کو اندیشہ ہو گیا
 تھا مگر چارلس کی یہ خواہش تھی کہ دول یورپ اس کے مجوزہ انتظام جانشینی
 (Pragmatic Sanction) کو تسلیم کر لیں اور اپنی اس خواہش کے پورے ہونے
 کے لیے اس نے اپنی سلطنت کے حقیقی مفاد کو قربان کر دیا۔ اس کا خزانہ خالی تھا
 اور فوج زبردست نہ تھی اور اگر جنگ چھڑ جاتی تو آسٹریا کی مخالفت دشوار تھی
 اس لیے چارلس ہر طرح سے صلح کا خواہش مند تھا۔ وائٹا کے دوسرے صلح نامے
 سے یورپ میں صورت حال موجودہ کا کئی سال تک قائم رہنے کا سبب کو یقین ہو گیا
 تھا۔ انگلستان اور ہسپانیہ کے وزیر بھی قیام امن کے خواہش مند تھے اور فرانس
 کے وزیر فلیوری کی صلح پسندی تو مشہور تھی۔ وہ ایسی مہموں کو بالکل پسند نہ کرتا تھا
 فلیوری کو ال پول اور جرمنیاں کا سپانی کی صرف امید مہم ہو۔ اس کے علاوہ وہ
 پاتی نیو کا طرز عمل۔ اس وقت پیرس کے پارلی مان سے بدسر پر خاش تھا۔ چونکہ
 فرانس اس وقت اندرونی نزاعوں میں مشغول تھا اور اس کے
 کوئی ایسے حلیف بھی نہ تھے جن پر وہ جنگ چھڑ جانے کی صورت میں بھروسہ
 کر سکتا اس لیے اس کی طرف سے مطلق اندیشہ نہ تھا کہ یورپ میں نقص امن
 کا باعث ہو سکیگا۔ انگلستان اپنی تجارت کی ترقی اور نو آبادیوں کی توسیع میں بالکل
 منہمک تھا اور اس کا وزیر باوجود ایک زبردست جماعت کی مخالفت اور جارج دوم
 کی جنگ پسندی کے امن و امان قائم رکھنے اور بشرط امکان فرانس سے دوستانہ
 تعلقات کے جاری رکھنے پر مصر تھا۔ فلیوری اور وال پول کی طرح پاتی نیو بھی صلح پسند
 تھا۔ ہسپانیہ اور انگلستان کے تعلقات بظاہر دوستانہ تھے اور ان دونوں
 ملکوں کے تعلقات فرانس سے قابل اطمینان نظر آتے تھے۔ مگر باوجود ان خوشگوار
 حالات کے گو ۱۸۱۳ء میں جنگ غلا چھڑ نہیں گئی مگر یورپ کا مطلع سیاسی بخار آلود
 ہو چلا تھا اور ۱۸۱۳ء میں ایک عام جنگ شروع ہو گئی جو عرصے تک جاری رہی
 وائٹا کے دوسرے صلح نامے کے بعد جیسا حالت پیدا ہوئی اگر اسے بغور دیکھا جائے

تو وہ قابل اطمینان نہ تھی۔ فرانس میں ایک زبردست جنگ پسند جماعت موجود تھی جو قوم میں ہر دل عزیز ہو رہی تھی اور اس کی پرخاش جوئی بڑھتی جاتی تھی اس کے علاوہ لوئی پانزدہم کا قصد مصمم تھا کہ پولینڈ کا تخت جب غلام ہو تو اس لاس کو تخت نشین کرادے۔ لوئی کا قصد اور جنگ پسند جماعت کا وجود دونوں سے اہل یورپ متنبہ ہو گئے تھے کہ فرانس پھر لوئی چہارم کے طرز عمل کو اختیار کرنا چاہتا ہے۔ فرانسیسی کونسل میں جنگ پسند جماعت کا سرغنہ ولار تھا جو ہسپانیہ سارڈی نیا اور جرمنی کی چھوٹی ریاستوں سے اتحاد پیدا کرنے کا حامی تھا۔ ہسپانیہ سے اتحاد پیدا کرنے کی یہ غایت تھی کہ انگلستان کی تجارت کو تباہ کر دیا جائے اور جرمنی کی چھوٹی ریاستوں سے دوستانہ تعلقات رکھنے کا نتیجہ یہ ہوتا کہ شہنشاہ کو پرخاش جوئی کی ہمت نہ ہوتی۔

صفحہ ۹۰

ان احتمالات کی اہمیت اس وقت یوں بھی بڑھ گئی تھی کہ ہسپانیہ اور شہنشاہ کے باہمی تعلقات میں کشیدگی بڑھتی جاتی تھی اور انگلستان اور فرانس اور انگلستان اور ہسپانیہ کے درمیان تجارت اور نوآبادیوں کے متعلق رقابت بڑھتی جاتی تھی۔

شکسنی کی ریاست (ڈچی) پرچہ ہزار ہسپانی سپاہیوں کے قابض ہونے اور پارما میں ڈان کارلوس کی موجودگی کے سبب سے میڈرڈ اور وائینا کے درباروں میں اکثر بد مزگی پیدا ہو جایا کرتی تھی۔ اطالیہ میں ایل زامبیجہ فارنسیس کی خاندانی اغراض کی اب تک تکمیل نہیں ہوئی تھی اور وہ اطالیہ میں اپنے مقبوضات میں اضافہ کرنے کے لیے موقع کی منتظر تھی۔ اسکو اور اس کے شوہر فلپ کو اب یہ احساس ہو گیا تھا کہ ملک گیری کے ان منصوبوں میں فرانس سے اتحاد پیدا کرنا مفید ہوگا۔ فرانسیسی حکومت بھی بذات خود ہسپانیہ سے اتحاد پیدا کرنا چاہتی تھی تاکہ بوربون خاندان کی دونوں شاخیں انگلستان کے خلاف متحد ہو جائیں۔ انگلستان اور فرانس کے درمیان تجارت اور نوآبادیوں کے بارے میں رقابت بڑھتی جاتی تھی اور دونوں میں ایک نہ ایک روز جنگ ہونی لازمی تھی۔ اس لیے دونوں اس فکر میں تھے کہ ہسپانیہ کو اپنے موافق کر لیں اور میڈرڈ میں ان کے سفیر ٹونی کین (انگلستان)

اور رومچین پورگ (فرانس) ایک زبردست سفارتی کارزار میں مشغول تھے۔
 وال پول اور پاتی نیو دونوں قیام امن کے موئید تھے۔ وال پول کی غرض یہ تھی کہ
 خاندان برنس وک کی انگلستان میں حکومت جاری رہے اور پاتی نیو امن کا خواستگار
 اس لئے تھا کہ ہسپانیہ کو اپنی قوت کو مستحکم کرنے اور اپنے بحریہ کی اصلاح کرنے کا موقع
 مل جائے۔ فلپ حسب سابق فرانسیسی اتحاد کی طرف مائل تھا مگر ایللی زابیتھ جسے
 انگلستان اور ہسپانیہ | فلیوری سے نفرت تھی انگلستان کے ساتھ دوستانہ تعلقات
 کے درمیان روز افزوں تھے | جاری رکھنا چاہتی تھی اور پاتی نیو کا بھی یہی خیال تھا مگر سال
 مذکور کے چند مہینے گزرنے کے بعد ہسپانیہ نے دفعۃً اپنے

طرز عمل کو بدل دیا اور بلاس ویش فرانس سے دوستی اور انگلستان کی مخالفت
 کا اعلان کر دیا۔ ہسپانیہ کی حکمت عملی کے اس کا یا پلٹ کی وجہ یہ تھی کہ انگلستان کے
 وزیرانے ایللی زابیتھ فرانسیس کو اس کی وسیع تجاویز میں کسی قسم کی ہمت افزائی نہ کی
 اور فرانسیسی حکومت نے ملکہ مذکور کو اٹالیہ میں جدید مقبوضات کا سرباز باغ دکھا کر
 اسے شہنشاہ کے برخلاف اکسا دیا۔ علاوہ ازیں انگلستان اور ہسپانیہ کی تجارتی
 نزاعیں اب انتہا کو پہنچ گئی تھیں۔ جنوبی امریکہ میں اس وقت وہی حالت تھی
 جو شمالی امریکہ میں جنگ ہفت سالہ کے قبل تھی۔ ۱۷۶۳ء میں انگلستان اور ہسپانیہ
 بحر الکاہل میں برسر جنگ تھے جیسا کہ ۱۷۵۷ء میں جنگ ہفت سالہ کے آغاز سے
 دو سال قبل شمالی امریکہ میں انگریز اور فرانسیسی آبادکاروں میں جنگ چھڑ گئی
 تھی۔ آسیان تو کا صلح نامہ اہل ہسپانیہ کی مرضی کے خلاف ہوا تھا اور جنوبی امریکہ
 میں انگریزوں کو ہر سال ایک جہاز بھیجنے کا حق دیتے جانے سے ناجائز تجارت
 بہت بڑھ گئی تھی۔ اس کے علاوہ اور اسباب بھی تھے جن کی وجہ سے دونوں
 ملکوں میں بد مزگی بڑھتی گئی۔ انگریز اور ڈچ مجوزہ فلی پائن کینی کے وجود میں
 آنے پر متراض تھے۔ انگریزوں کے فوجی جہاز خفیف سے خفیف عذر پر مخالفین
 سواصل (Guarda Costas) کو گرفتار کر لیتے تھے اور ہسپانی اس کے جواب میں

انگریزی تجارتی جہازوں کو گرفتار کر لیتے۔ ۱۸۳۱ء میں ایک انگریزی کپتان جن کپتس کو ہسپانیوں نے گرفتار کر کے اس کے کان کاٹ دیئے اور جب انگریزی حکومت نے باز پرس کی تو جواب دیا کہ یہ بحری قزاقوں کا کام تھا نہ کہ محافظین سواحل کا۔

ہسپانی محافظین سواحل انگریزی جہازوں کی تلاشی لیا کرتے تھے جس سے انگریز تاجر سخت ناراض تھے اور وہ بھی ہسپانیوں کی دل آزاری کی مطیع پروا نہ کرتے۔ انگلستان کے اخبارات بھی انگلستان کو ہسپانیہ کے خلاف اعلان جنگ کرنے پر برا فروختہ کر رہے تھے اور وزارت کی مخالف جماعت بھی ان کی معاون تھی۔

نیلب گسٹ میں بیمار پڑ گیا ورنہ ستمبر ۱۸۳۲ء میں انگلستان سے جنگ چھڑ گئی ہوتی۔ انگلستان کے وزیر برابر اس فکر میں لگے ہوئے تھے کہ وائٹا اور سیویل کے درباروں میں مصالحت ہو جائے مگر اب فرانسیسی حکومت انہی مخالفت پر آمادہ تھی جو ہسپانیہ سے اتحاد پیدا کرنا اور اُسے آسٹریا سے لڑا دینا چاہتی تھی باقی نیوکی کوششوں کے باوجود ۱۸۳۳ء کے آغاز میں یہ عیاں ہو گیا کہ یورپ شاہ پولینڈ کا انتقال ۱۸۳۳ء میں ایک عام جنگ عنقریب ہونے والی ہے۔ فروری میں آگسٹس دوم شاہ پولینڈ نے انتقال کیا اور اس کے مرتے ہی آتش جنگ مشتعل ہو گئی اور فرانس نے تلوار اٹھانے میں سبقت

شاہ پولینڈ کا انتقال
فروری ۱۸۳۳ء

کی۔ فرانسیسی حکومت اس وقت پیرس کی پارٹی مان سے ایک مذہبی نزاع میں مشغول تھی اور اس کی مالی حالت بھی حد درجہ سقیم تھی مگر اس نے عامہ قوم کی رائے کے مطابق اور فرانس کے قدیم طرز عمل کے لحاظ سے تصفیہ کر لیا کہ پولینڈ کی آزادی کو قائم رکھا جائے اور بزور قہر اسے لاس لیچنسکی کی تائید کی جائے جو وہاں کے تخت کا دعوے دار اور لوئی پانزدہم کا خسر تھا۔

روس اور آسٹریا کی مخالفت تو یقینی تھی غالباً پریشیا بھی انہیں کا ساتھ دیتا اس لئے فرانس کو اب یہ عقدہ حل کرنا نہیں تھا کہ اسٹائن لاس کو کس طرح پولینڈ کا بادشاہ منتخب کرایا جائے بلکہ بعد انتخاب اسے کس طرح تخت پر برقرار رکھا جائے۔ اس صدی کے آغاز سے روس اور آسٹریا کو پولینڈ کے معاملات میں بہت اہمک ہو گیا تھا پولینڈ میں فرانسیسی مداخلت کی مدافعت میں وہ پرزور

کارروائی کر سکتے تھے اور فرانسیسی اسیدوار کے انتخاب کو کالعدم کر دینا ان کے لئے چنداں دشوار نہ تھا۔ اس کے علاوہ سیگسنی، آسٹریا اور روس کے منصوبوں کے پورے ہونے میں معاون ہو گیا اور پولینڈ خود آسٹریا اور روس کی متحدہ قوت کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا کیونکہ اس کا کوئی واضح طرز عمل نہ تھا اور اندرونی مخالفتوں میں مبتلا تھا۔ اسٹانس لاس کا قول تھا کہ ”اہل پولینڈ مجھے بادشاہی کے لئے نامزد تو کر دیں گے مگر عملی تائید نہ کریں گے۔“ اسٹانس لاس پولینڈ پر اپنا قبضہ اسی صورت میں برقرار رکھ سکتا تھا کہ فرانس نہ صرف اس کا معاون ہو بلکہ بزور شمشیر اس کے دعوای کو تسلیم کرنے پر آمادہ ہو۔ اس لئے باوجود فلیوری کے اظہار اس پندی کے فرانسیسی حکومت نے شادی لین اور ولار کی آزاد پر عمل کر کے قصد مصمم کر لیا کہ لوئی کے خسر کو پولینڈ میں تخت نشین کرے اور بشرط امکان اسے ملک مذکور کے تخت پر برقرار رکھے جس سے یہ بھی مقصود تھا کہ پیس برگ کے خاندان کو ایک زخم کاری لگے۔

فلپس برگ پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں ۱۷۳۳ء کے موسم سرما میں شروع کر دی گئیں اور ہسپانیہ اور سارڈی نیا سے بھی نامہ و پیام کرنے میں تعجیل کو ملحوظ جنگ جوئی۔

ارکھا گیا۔ ہسپانیہ میں فلپ کی جنگ پسندی ایللی زامیتھ اور پاتی نیو کے طرز عمل پر غالب آگئی اور سارڈی نیا کے نوجوان پادشاہ چارلس ایمانوئل نے فرانسیسیوں کو اطالیہ میں داخل ہونے کی اجازت دیدی جس سے چارلس ششم کو سخت تعجب ہوا۔

لیکن سارڈی نیا کا یہ نوجوان حکمران اپنے زمانے کے عقل مند لوگوں میں تھا۔ اس کے باپ و کٹر ماڈیس نے اپنی انتہائی قابلیت سے کام لیکر سارڈی نیا کی نوخیز سلطنت کی قوت کو مستحکم کر دیا تھا۔ یوٹ ریخٹ کے صلح نامے کی رو سے اسے سارڈی نیا و کٹر ماڈیس اجازت مل گئی تھی کہ اپنی مقبوضات میں اپنی حسب مرضی کے زیر حکومت ۱۷۱۵ء-۱۷۲۰ء قلعے بنائے، سسلی اس کے حوالے کر دیا گیا تھا اور اسے بادشاہ کا خطاب بھی دیا گیا تھا جس سے اسید ہو گئی تھی کہ اس کی سلطنت جلد ترقی کر جائیگی۔ کچھ روز کے بعد اسے سسلی کے معاوضے میں سارڈی نیا

جسے اُدید یا گیا مگر دراصل اس میں اسکا کوئی حقیقی نقصان نہ تھا کیونکہ سارڈی نیا
 اس کے اطالوی مقبوضات سے قریب تر تھا۔ مرتبہ شاہی کے مل جانے سے
 وہ یورپ کی بڑی بڑی سلطنتوں کو اپنے سفیروں کے بھیجنے پر مقتدر ہو گیا جو اسکے
 حقوق کی نگہداشت کر سکتے اور اس نہ مانے کی سیاسی ریشہ و واینوں میں شریک
 ہو سکتے تھے۔ ^{۱۸۷۱ء} ۱۸۷۱ء سے ^{۱۸۷۸ء} ۱۸۷۸ء تک وہ وضع قوانین اور اہم انتظامی اصلاحات
 کو عمل میں لانے میں مصروف تھا اس اثناء میں اس کے اور پوپ کے درمیان
 یاد دہانی کی خالی شدہ جائدادوں کے تقرر کے متعلق ایک نزاع عرصے تک جاری
 تھی اور بی بی ڈکٹ چہار دہم نے بالآخر اس کے حق تقرر کو تسلیم کر لیا مگر اس نزاع
 سے اس کا کوئی ہرج نہیں ہوا۔ مالیات میں بھی اس نے بلا پس و پیش متعدد
 اصلاحیں کیں یعنی امرادانی محاصل سے مستثنیٰ تھے اس نے ان پر بھی محاصل
 عاید کئے۔ ریاست کی آمدنی میں اضافہ کیا، رشوت ستانی کا سد باب کر دیا اور
 زراعت اور پھسروں کی پرداخت کو فروغ دیا۔ جملہ تابضین اراضی کو حکم دیا گیا کہ
 اپنے حق مقابلہ کی سند پیش کریں اور اگر ان سندوں میں ذرا سی بھی کمی مضابطگی
 کی ہو تو اسے ضبط کر لی جاتی۔ مذاہیر مذکور اور اسی قسم کی دوسری مذاہیر سے
 اس نے نظام جاگیر کا اپنی حدود مملکت میں خاتمہ کر دیا اور قانون کے لحاظ
 سے چھوٹے بڑوں کو برابر کر دیا۔ وکٹرا ماڈیس کی غیر معمولی کامیابی کی سبب سے
 بڑی دلیل یہ ہے کہ اصلاحات مذکورہ بالا کو عمل میں لانے میں نہ تو کوئی بناوت
 ہوئی نہ سازش نہ خانہ جنگی۔ اس کی دانشمندانہ حکومت سے اطالیہ کی جدید سلطنت
 دوسرے طریقوں پر بھی مستفید ہوئی مثلاً بوڑھے سپاہیوں کے لئے ایک شفا خانہ
 بنایا گیا، سرکاری کاغذات کی ترتیب کا انتظام کیا گیا، اطالوی ادبیات کو فروغ
 دیا گیا۔ ۳۰ ستمبر ۱۸۷۸ء کو یہ بادشاہ سارڈی نیا کی حکومت سے دست کش
 ہو گیا جسکی وجہ سے وہاں کی حکومت ایک جسد بے جان ہو گئی کیونکہ اطالیہ کی
 ترقی کن حکومت کا بانی وہی تھا اور اطالیہ کے جذبہ قومیت کو وجود میں لانے کا
 باعث وہی ہوا تھا۔ اسکا بیٹا اور جانشین چارلس ایما نویل اول جو ^{۱۸۷۸ء} ۱۸۷۸ء تک
 برسر حکومت تھا اب تک عیش پسند خیال کیا جاتا تھا اور اندیشہ تھا کہ

صفحہ ۱۴

امور ملکیت کا انصرام وہ دانشمندی کے ساتھ نہ کر سکیگا۔ مگر اس نے اپنے آپ کو اپنے باپ کا قابل جانشین ثابت کیا اور شروع ہی سے اسے اپنے ملک کے حقیقی مفاد کا بید خیال تھا۔ اس پر آشوب زمانے میں اس نے اپنی دانشمندی سے اپنے ملک کو ہر قسم کے خطروں سے محفوظ رکھا اور شکائے کے بعد سے اپنے باپ کے قدم بہ قدم چلنے لگا اور متعدد ایسی اصلاحیں عمل میں لایا جو اس کی رعایا کی ترقی کا باعث ہوئیں اور جن سے ان کا فلاح و بہبود متصور تھا۔

یکم ستمبر کو اسٹائن لاس پولینڈ کا بادشاہ منتخب ہوا اور ۲۶ ستمبر کو فرانس اور سارڈی نیا کے درمیان یورن کا معاہدہ ہوا۔ اس زمانے میں شہودی لین کا عام طرز عمل بالکل اس طرز عمل کے مشابہ تھا جو ریشی لیونے جنگ سی سالہ میں اختیار کیا تھا۔ شہودی لین کے منصوبے یہ تھے آسٹریا اطالیہ سے نکال دیا جائے، نیپلینز اور مین ٹوا پر شاہ سارڈی نیا کا قبضہ ہو جائے ڈان کارلوس کو نیپلینز سسلی اور ٹسکنی کی بندرگاہیں مل جائیں اور پارما پیاسین زارا اور ٹسکنی ڈان فلپ کو فرانس کو اس کی امداد کے معاوضے میں سوائے دے دیا جائے مگر اس معاوضے میں چارلس ایمانوئل شہودی لین کا ہم خیال نہ تھا اسے معلوم تھا کہ ہسپانیہ کا شاہی فرانس کے صلح نامے سارڈی نیا خاندان اطالیہ میں اپنا تفوق قائم کرنا چاہتا ہے اس لئے وہ اور ہسپانیہ کے ساتھ شمالی اطالیہ میں ہسپانیوں کے درود کو ناپسند کرتا تھا اور اس نے اعلان کر دیا تھا کہ ہسپانیوں کو سسلی نیپلینز اور ٹسکنی کے بندرگاہوں

کو فتح کرنے پر اکتفا کرنا چاہئے کیونکہ اس کا قصد تھا کہ فرانس کی مدد سے لومبارڈی اوہین ٹوا کو اپنے لئے فتح کرے۔ مگر نومبر کو فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان القصر (Escorial) کا خفیہ عہد نامہ ہوا جو درحقیقت خاندان بوربون کی دونوں شاخوں کے درمیان ایک خاندانی معاہدہ تھا اور جس سے مقصود تھا کہ فرانس اور ہسپانیہ متحد ہو کر برطانیہ کی تجارتی ترقی اور نوآبادیوں کی توسیع کی مصمم مخالفت کریں اور شہنشاہ کے خلاف بھی متحدانہ کارروائی کریں۔ اس کے علاوہ دونوں دولتوں نے ایک دوسرے کے مقبوضات کی حفاظت کی ذمہ داری لی اور یہ بھی طے پایا کہ جبرالٹر انگریزوں سے واپس لے لیا جائے ہسپانیہ نے جو خاص مراعات انگریزی

تاجروں کے ساتھ کی تھیں وہ منسوخ کی جائیں اور خاندان بوربون کے متحد بیڑے انگریزی بیڑے کے حملوں کی مدافعت کریں گے

۱۷۹۳ء کا خفیہ عہد نامہ متعدد وجوہ سے ۱۷۹۳ء کے خاندانی معاہدے کے مشابہ ہے جسکو دوبارے مرتب کرایا تھا۔ اس کی خاص اہمیت یہ ہے کہ بوربون سلطنتوں کا فطری رجحان اب یہ تھا کہ نہ صرف جنوبی امریکہ میں انگریزی تجارت کی روز افزوں ترقی کو روکیں بلکہ شمالی امریکہ میں بھی انیگلو سیکسن قوم کی عاجلانہ ترقی میں حائل ہوں۔ انگلستان کی تجارتی اغراض ۱۷۹۳ء کے قبل ہی سے ہسپانیہ کی اغراض کے خلاف تھیں اور ۱۷۹۸ء سے فرانس سے بھی تجارتی رقابت پیدا ہو گئی تھی مگر ولینڈ کی جنگ جانشینی کے دوران میں فرانس اور ہسپانیہ زیادہ تر شہنشاہ سے برسرِ پیکار تھے اور انگلستان کی علانیہ مخالفت کا اظہار ہسپانیہ نے ۱۷۹۳ء تک نہ کیا۔

اس جنگ میں انگلستان غیر جانبدار رہا جس سے دونوں فریقوں کو سخت تعجب نہوا۔ وزارت کی مخالف جماعت نے مطالبہ کیا تھا کہ خاندان بوربون کی جبرہ دستوں کو روکنے کے لئے پھر ایک عظیم الشان اتحاد قایم کیا جائے کیونکہ یوٹریخت کے صلح نامے میں فرانس کے ساتھ بہت رعایت کی گئی تھی۔ مگر فرانس نے نہایت احتیاط کے ساتھ آسٹرویائی نیدرلینڈ کی غیر جانبداری کی ضمانت کر دی تھی اور آسٹروی سپاہ نے قریب قریب اس کا تحلیہ کر دیا تھا جس کی وجہ سے اسٹیٹس جنرل نے بھی غیر جانبدار رہنے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ سرحدی شہروں کی حفاظت سے وہ قاصر تھے۔ جب تک کہ ڈچ معاونت پر آمادہ ہوں وال پول نے بھی جنہش کرنے سے جنگ کا آغاز اکتوبر ۱۷۹۳ء انکار کر دیا۔ مگر فلیوری اس کے قبل ہی عملی کارروائی کرنے پر مجبور ہو گیا تھا اور ۲۳ اکتوبر کو شہنشاہ کے خلاف جنگ کا

اعلان کر دیا گیا۔ مگر فلیوری نے دول یورپ کا ایک اتحاد آسٹریا اور روس کے اتحاد کے خلاف میں قایم کر دیا تھا اور گو شہنشاہ پر اطالیہ اور رائن نڈی کے نواح میں حملہ ہو سکتا تھا مگر فرانس اس وقت تک اس ٹانس لاس کے لئے کچھ نہ کر سکا تھا حالانکہ پچاس ہزار روسی سپاہی پولینڈ میں داخل ہو گئے تھے۔ لونی کا بد نصیب خسر اور اس کے فرانسیسی معاون پولینڈ سے نکال دیئے گئے اور

صفحہ ۱۲

ڈین زگ میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے برخلاف اس کے روس اور سیکسی کی فوجوں کی
 امداد سے آگسٹس شاہ سیکسی اہل پولینڈ کی مرضی کے خلاف اسکا بادشاہ بنادیا گیا۔
 فرانس کو مجبوری یہ تھی کہ وہ جرمنی کی راہ سے فوج بھیج سکتا تھا اور بالٹک میں
 بیڑے کے بھیجنے سے انگلستان برا فروختہ ہو جاتا۔ اب اگر فرانس فی الحقیقت
 اسٹانس لاس کی تائید کرنا چاہتا تھا تو ضروری تھا کہ پرشیا سوڈن یا ٹرکی کو اپنی
 امداد پر آمادہ کرے۔ ان تینوں سلطنتوں میں فریڈرک ولیم کے پاس بہترین فوج تھی
 روس سے اسے بغض تھا اور چارلس ششم کی طرف سے اسے اندیشہ تھا۔ مگر اس نے
 پہلے ہی سے طے کر لیا تھا کہ خاندان ہوہن زولرن کا اصل فریضہ یہ ہے کہ پرشیا کو
 حصہ پولینڈ کے قبضہ میں چاہے فتح کر لے۔ تاکہ پرشیا کے دور افتادہ اضلاع بائکویگر
 ملحق ہو جائیں اس لئے وہ کوئی ایسی کارروائی کرنے پر آمادہ نہ تھا جس سے
 سلطنت پولینڈ کی تباہی و بربادی کا سلسلہ رک جائے۔ سوڈن کی حالت باہمی
 رنجشوں کی وجہ سے بہتر ہو رہی تھی اور وہ روسیوں کے مضبوطوں کو روکنے سے
 قاصر تھا۔ فلیوری کو بھی یہ معلوم تھا کہ سفارتی چالوں سے کچھ روز کے بعد سوڈن
 ایک مفید حلیف ہو سکتا تھا مگر فی الوقت بحیرہ بالٹک کے اطراف کی کسی سلطنت
 سے فرانس کو قرار واقعی امداد نہیں مل سکتی۔
 اب صرف ٹرکی باقی تھا جو اپنے جغرافیائی موقع عظیم الشان فوج روس کی
 قدیم مخالفت اور مشرق کی طرف آسٹریا کی پیش قدمی کے خوف سے ہمہ وجہ
 فرانس ٹرکی کی امداد حاصل پولینڈ کی آزادی کی حمایت میں فرانس کا شریک ہونے پر
 کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ روس نے ۱۷۹۰ء میں ایک حد تک سوڈن کے
 حصے بجزے کر دیئے تھے اور اب پولینڈ کی تخریب کی فکر میں تھا
 جس سے فارغ ہونے کے بعد اسے پیٹر اعظم کے طرز عمل کے متابعت میں ٹرکی
 کی طرف متوجہ ہونے کا موقع مل جاتا۔ اگر روس ٹرکی پر حملہ کر دیتا تو یورپ کی
 دول عظام میں سے کسی کی امداد کے بغیر ٹرکی روس کی دولہا لگھ قواعداں فوج
 کا مقابلہ نہ کر سکتا۔ پولینڈ اور ٹرکی کی حالت یکساں تھی اور دونوں کا زوال
 ایک ہی وقت میں ہوا۔ پرتھ کے معاہدے میں بیڑنے پولینڈ کے اندرونی

معاملات میں مداخلت نہ کرنے کا اقرار دیا تھا۔ مگر سلسلہ میں ٹرکی کو سخت اندیشہ ہو گیا تھا اور عملی کارروائی کرنے کے لئے کافی وجوہ تھیں۔ تاہم تباہی قبائل سے ٹرکی کو ایک زبردست گو غیر قواعد داں فوج مل سکتی تھی۔ قبائل مذکور میں فرانس کا بہت اثر تھا اور سلسلہ میں ان کے 'خان' نے فرانسیسی سفیر ولی نیو کو یقین دلایا تھا کہ اس ٹانس لاس کو پولینڈ کے تحت پر شکن کرنے میں ضرور مدد کرے گا۔ انگلستان کی غیر جانب داری وائیا کے دربار اور خصوصاً پرنس یوجین کو سخت ناگوار گزری کیونکہ اسے یقین کامل تھا کہ دول بحری کی امداد کے بغیر آسٹریا کا شاہی خاندان اس اتحاد کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا جو اس کے خلاف قائم ہو گیا تھا اور چند خطوط میں جو جارج دوم کے ملاحظے میں پیش کئے گئے اس نے نہایت واضح طریقے پر بتایا تھا کہ انگلستان کی غیر جانب داری کا شہنشاہت اور یورپ پر کیا اثر ہوگا۔ انگلستان کا پارلیامنٹ عرصہ دراز سے اس اصول پر عمل پیرا تھا کہ فرانس اور آسٹریا کی قوت میں توازن قائم رہے اور گوال پول یہ دلیل پیش کر سکتا تھا کہ پولینڈ کے مسئلہ جانشینی سے انگلستان کو کوئی تعلق نہ تھا مگر اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ انگلستان کو فرانس کی دراز دستیوں اور اطالیہ کے حشر میں ضرور دلچسپی تھی۔ وال پول کا موجودہ طرز عمل خاندان ہینوور کے وقتی مفاد کے موافق ضرور تھا مگر اس پر یہ اعتراض بھی عائد ہوتا ہے انگلستان اور یورپ کے عام مفاد کے منافی تھا۔ بعض اشخاص کی یہ رائے ہے جو یا یہ ثبوت کو پہنچ سکتی ہے کہ اگر دول بحری آسٹریا کی تائید کرتیں تو یورپ آسٹریا کی جنگ جانشینی کے مصائب سے بچ جاتا۔ شہنشاہ کو اس طور پر اطالیہ اور رائن ندی کے فواح میں بلا شرکت غیرے فرانس ہسپانیہ اور سارڈی نیا کی متحدہ افواج کا مقابلہ کرنا پڑا اور سلطنت ہائے مذکور کا یہ اتحاد فرانس کے پیرانہ سال اور امن پسند وزیر کی سعی

صفحہ ۹۷

۱۷

Ranke, English History Principally in the 17th Century Vol. V., p. 238; Coxe House of Austria, Vol. iii. p. 188; Heeren, Historical treatises, p. 299.

کاینتجہ تھا

۱۶۳۳ء میں ولی نیو دے ترکوں کو علی کارروائی کرنے کا مشورہ دیا۔ لیکن گولفیوری نے خفیہ طور پر اس ٹائٹس لاس کو پولینڈ روانہ کر دیا تھا اور یہ اعلان کر دیا تھا کہ اگر پولینڈ کے معاملات میں کوئی مداخلت ہوئی تو فرانس اسے نقص امن کے مساوی خیال کریگا مگر باب عالی نے جواب دیا کہ کوئی فوجی کارروائی اس وقت نہیں ہو سکتی جب تک کہ فرانس آسٹریا کے خلاف میں اعلان جنگ نہ کرے اور ٹرکی کے ساتھ ایک مدافعتی اتحاد کرے۔ مگر فلیوری کلیسا کا ایک رکن رکین تھا اس لئے وہ لوئی چہارم کی طرح ترکوں سے اتحاد پیدا کرنا پسند نہ کرتا تھا کیونکہ انھیں وہ کافر خیال کرتا تھا، ترکوں کو اندیشہ تھا کہ روس اور آسٹریا ان کے ملک پر مشترک حملہ کر دینگے اور چند سال کے بعد یہی ہوا۔ اس لئے انھوں نے اس معاملے میں جنبش کرنے سے قطعاً انکار کر دیا جب تک کہ فرانس یہ وعدہ نہ کرے کہ باب عالی اور روس کی جنگ کے درمیان میں آسٹریا سے صلح نہ کی جائیگی۔ بونی ول پاشا نے بھی جو مسلمان ہو کر باب عالی کی سلک ملازمت میں داخل ہو گیا مشورہ دیا کہ ترکی اور فرانس کے درمیان میں ایک گہرا اتحاد ہو جانا چاہیے جس میں سویڈن بھی شریک ہو جائیگا اور اس کا خیال تھا کہ انگلستان کو بھی بہت جلد معلوم ہو جائیگا کہ ایشیا کے دور دراز ممالک میں روس بہت جلد اس کا رقیب ہونے والا ہے جو کہ قاف اور بحیرہ خزر کو طے کر کے ہندوستان کی تجارت کو اپنے قبضے میں لائیگا اور مشرق بعیدہ میں تسلط حاصل کرے گا۔ اگر ایک عظیم الشان مغربی اتحاد قائم ہو جائے اور انگلستان ہالینڈ اور سپانیہ بھی اس میں شریک ہو جائیں تو سلطان روم کے مقبوضات بالکل محفوظ ہو جائیں گے مگر سپانیہ اور فرانس کی اطالیہ اور اپنی اپنی نوآبادیوں کی ترقی کے متعلق خاص اغراض پیش نظر تھیں جو سلطنت ٹرکی کی استقامت کے مقابلے میں ان کے خیال میں زیادہ اہم تھیں۔ باب عالی کے ساتھ اتحاد پیدا کرنے سے جو فوائد ہوتے ان کا فلیوری صحت حال کو سمجھنے احساس فلیوری کو بدقت تمام ہوا۔ مگر وہیں خوب سمجھ گیا تھا کہ اگر اس کے عقب یعنی جنوب مشرق سے حملہ ہو جائے تو پولینڈ سے قاصر رہتا ہے۔

میں وہ جس کارروائی میں مشغول تھا وہ رک جائیگی۔ اس لئے اس نے ایک سفارت
نادر شاہ کے پاس روانہ کی جس کا مقصد یہ تھا کہ ترکی اور ایران میں جنگ چھڑ جائے
جس میں ترکی پولینڈ کے مسئلہ جانشینی کے طے ہونے تک مشغول رہے۔ روس نے
ایران کو افسرانہ سپاہی اور آلات حرب روانہ کئے اور لگاتار تک نادر شاہ
روس کا حلیف اور گہرا دوست تھا۔ اکتوبر میں روس اور آسٹریا کے اثر سے
ڈین زگ کا محاصرہ

نے ڈین زگ کا محاصرہ کر لیا جو اکتوبر ۱۸۷۸ء سے جون ۱۸۷۹ء
تک قائم رہا اور شمال کی جنگ کا یہ اہم ترین واقعہ ہے۔ اگر اثناء محاصرہ میں ترک
جنوب کی طرف سے پولینڈ میں داخل ہو گئے ہوتے تو اس ملک کے باشندے
اس ٹانس لاس کی حمایت پر آمادہ ہو کر لڑنے کو تیار ہو جاتے اور ڈین زگ بھی بچ جاتا اور
اگر ترکی مطالبات کے جواب میں فلیوری نے چند سطریں لکھ کر انہیں تسلیم کر لیا ہوتا
تو اس ٹانس لاس کی امداد کے لئے دو لاکھ ترکی سپاہی آ جاتے۔ مگر فلیوری نے
کسی قطعی کارروائی کے کرنے سے انکار کر دیا اور صرف سویڈن کو محصور شہر کی امداد
کے لئے کمک روانہ کرنے پر آمادہ کرنے پر اکتفا کیا مگر اس میں بھی کامیابی نہ ہوئی کیونکہ سویڈن نے
ڈین مارک کے خوف سے جیش کرنے سے انکار کر دیا۔ چند جہاز اور تین بلین ڈین زگ
کی امداد کے لئے روانہ کی گئیں اور گوان سے کوئی خاطر خواہ نتائج مرتب نہ ہوئے
مگر ایک دل چسپ واقعہ البتہ ظہور میں آیا۔ یہ جہاز واپس ہو کر کوپن ہیگن پہنچے
جہاں کاؤنٹ پیلے نو فرانس کی طرف سے سفیر تھا۔ اس نے جہازوں کی کمان
اپنے ہاتھ میں لی اور ڈین زگ کی طرف روانہ ہو کر روسیوں پر حملہ آور ہوا اور
بالآخر مارا گیا۔ فرانسیسی اور روسی افواج کا زمانہ حال کی تاریخ میں یہ پہلا مقابلہ تھا۔
بالآخر یہ طے ہوا کہ ترکوں کو وہ تحریری اقرار بھیجا جائے جس کے وہ طالب تھے یعنی
جب تک رد دولت عثمانی کی سلامتی کا یقین نہ ہو جائے فرانس ہرگز صلح نہ کرے گا۔
مگر فلیوری نے حسب عادت اس اقرار نامے کو خشکی کی راہ سے جلد تر طریقے سے
بھیجنے کے بجائے سمندر کی راہ سے بھیجا اور جس جہاز میں یہ اقرار نامہ بھیجا گیا تھا ۴۶
روز تک سمندر میں چکر لگانے کے بعد ۱۰ جولائی کو قسطنطنیہ پہنچا مگر ۲ جولائی کو

ڈین زک کا سقوط ہو چکا تھا اور اس ٹانس لاس نے بھاگ کر پریشیا میں پناہ لی یہ
مگر حقیقت فلیوری کو پولینڈ کے سابق بادشاہ سے زیادہ ہمدردی نہ تھی
اور پولینڈ کی تاریخ کے اس نازک زمانے میں وہ لوئی پانزدہم کے خیالات کو پولینڈ
پولینڈ میں آسٹریا اور روس کی طرف سے پھر اطالیہ میں فرانسیسی کامیابیوں کی طرف متوجہ
کی کامیابی۔ کر رہا تھا۔ ۱۷۹۲ء کے آخری مہینوں میں، ترک ایرانی جنگ

کو ختم کرنے کی تدبیروں میں مصروف تھے اور سوڈن بھی حملہ آور
ہونے کو تیار تھا۔ مگر فلیوری باب عالی کی سہل انکاری سے ناراض ہو گیا تھا اور باب عالی
کے خلوص نیت پر بھی اسے اعتماد نہ تھا اس لیے اس نے اس ٹانس لاس کے لئے
روس سے راست نامہ و پیام شروع کر دیئے اور ۱۷۹۵ء میں فرانس نے ترکوں
کے روس پر حملہ آور ہونے کے قصد سے نفع اٹھانے سے انکار کر دیا مگر چھ مہینے
بے سود گفت و شنید میں ضائع ہو گئے ان چھ مہینوں کے بعد اس ٹانس لاس
کی کامیابی کی رہی سہی امید بھی ہمیشہ کے لئے جاتی رہی اور روسیوں کا طرز عمل
پولینڈ میں کامیاب ثابت ہوا۔ چارلس ششم کو بھی کچھ کم کامیابی نہیں ہوئی کیونکہ
آگسٹ سوم نہ صرف پولینڈ کے تخت پر تنگ ہو گیا بلکہ اس نے چارلس کے انتظام
جانشینی (Pragmatic Sanction) کی بھی ضمانت کر دی اور کورلینڈ کو روس کے
سپرد کر دیا تاکہ وہ شہنشاہ بیگم اینی کے محبوب بی رین کے لئے ایک ریاست
(ڈچی) بنادی جائے۔ چارلس کو یہ کامیابی پولینڈ میں ایک آسٹروی سپاہی کے
بھیجنے کے بغیر حاصل ہوئی۔

صفحہ ۱۰۰

پولینڈ کی جنگ جانشین سے مشرقی یورپ میں فرانس کا اثر بہت کچھ زائل
ہو گیا اور ترکی کے حکام کو بھی اس کے نتائج سے متنبہ ہو جانا چاہئے تھا فلیوری
کی متلون مزاجی اور اس کی باہم متناقض کارروائیوں سے اور ۱۷۹۵ء کے اواخر میں
ترکوں کی سہل انکاری سے اسٹانس لاس کا قلع قمع ہو گیا اور مشرق میں فرانس

کی قوت کو ایک ایسا زخم کاری لگا جس سے وہ کبھی سنبھل نہ سکی اس وقت سے پولینڈ کے شیرازے کا بکھر جانا یقینی ہو گیا اور فرانس اس کو روکنے سے معذور تھا۔ باب عالی کو بھی اپنے عدم استقلال اور ناقص اندیشی کا خمیازہ بھگتنا پڑا کیونکہ پولینڈ کی جنگ جانشینی کے ختم ہوتے ہی روس اور آسٹریا نے ملکر اس پر حملہ کر دیا اور اسے معلوم ہو گیا کہ پولینڈ اور ترکی کا حشر کیسا ہو گا۔

مگر مغرب میں معاملات اس کے برعکس تھے جہاں فرانس ہسپانیہ اور سارڈی نیا کو چارلس ششم اور شہنشاہت کے مقابلے میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ اطالیہ میں فرانس کی کامیابیاں اطالیہ آسٹروی حکومت کبھی ہرول عزیز نہ تھی۔ اطالی فوجیں برخاست میں اور رائن پر۔

کرو دی گئی تھیں اور اطالیہ کے مفاد مختلف طریقوں سے آسٹریا کے مفاد پر قربان کئے جاتے تھے، لوم بارڈی اور ہردو ریاست ہائے سسلی میں بچپنی پھیلی ہوئی تھی جس کی وجہ سے سارڈی نیا ہسپانیہ کے مقابلے میں آسٹریا کو کامیابی کی کم امید ہو سکتی تھی شہنشاہ نے یوجین کے مشورے کے برخلاف اپنی اس فوج کے بیشتر حصے کو جو شکست اور سسلی میں موجود تھی پولینڈ کی سرحد پر منتقل کر دیا تھا اور سن سیو میں صرف بارہ ہزار آسٹروی سپاہی رہ گئے تھے۔ ۱۷۹۳ء کی خزاں میں چارلس ایما نوئل نے میلان پر قبضہ کر لیا اور دلا ر ایک فرانسیسی فوج لیکر اس کی کمک کے لئے پہنچ گیا۔ دلا ر کو اب تورین کی طرح مارشل جنرل کا خطاب مل گیا تھا۔ چارلس ایما نوئل نے فرانسیسی فوج کی امداد سے میلان کے تمام علاقے پر قبضہ کر لیا اور مین توآ کے علاقے پر حملہ آور ہوا۔ ہسپانیوں نے بھی کچھ کم سرگرمی نہیں دکھائی اور ۱۷۹۳ء کے موسم بہار میں وہ شکست کے ساحل سے روانہ ہوئے اور پوپ کی ریاستوں میں سے گزر کر میلان پہنچ گئے اور چارلس ششم کی طرح انھوں نے بھی اطالیہ کو چاک (Chalk)

معنی ۱۰۱

کے ایک ٹکڑے سے فتح کر لیا۔ مونٹ مارنے آسٹریوں کو بتوں تو میں ۲۴ مئی ۱۷۹۵ء میں شکست دی۔ ۱۷۹۵ء میں ہسپانیوں نے سسلی پر حملہ کیا اور اسی سال جولائی میں ڈان کارلوس کی رسم تاج پوشی پیلر مو میں منائی گئی۔ ہردو ریاست ہائے سسلی اب فتح ہو چکی تھیں اور ڈان کارلوس نے ایک شاہی خاندان کی بنیاد ڈالی تھی

جو ہمارے زمانے تک قائم تھا۔

شمالی اطالیہ میں ہسپانیوں کو اس قدر کامیابی نہیں ہوئی اور سارڈی نیا کے بادشاہ کی مخالفت سے انہی امیدیں خاک میں مل گئیں۔ ہسپانیہ کی خواہش تھی کہ اسے اطالیہ میں پھر تفوق حاصل ہو جائے اور ایل زابیتھ فارنسیس مین تو اکو اپنے ہسپانیہ اور سارڈی نیا | تصرف میں لانا چاہتی تھی چارلس ایمانوئل کی خواہش تھی کہ کے مقاصد میں تحالف یہ علاقہ یا تو اسے خود مل جائے یا باویریا کے ایملیکٹر کو اور ایل زابیتھ فارنسیس کے بیٹوں کا اطالیہ میں اپنے قدم جمالینا بھی اسے ناگوار

تھا۔ ٹسکنی کی ایک خود مختار ریاست کے قیام پر وہ لو مبارڈی میں آسٹری حکومت کے باقی رہنے کو ترجیح دیتا تھا۔ اس کے متعلق جب فلیوری اس کا اطمینان نہ کر سکا تو اس نے مین تو اکو کا محاصرہ کرنے سے انکار کر دیا اور ولار بھی سپہ سالاری سے مستعفی ہو کر الگ ہو گیا اور بروک کے انتقال کے پانچ روز بعد ۹۲ سال کی عمر میں جون سٹائٹھ میں ٹیورن میں مر گیا۔

اسی مہینے میں پارما کی جنگ ہوئی۔ فرانس اور سارڈی نیا کی فوج ولار کے جانشین کو آگنی کے زیرِ کمان فتوحات حاصل کر رہی تھی۔ مرسی مارا گیا اور ستمبر میں کونگزامیگ کو گو اس تالامیں شکست ہوئی۔ ۱۷۳۵ء میں انگریزوں اور ڈچ کے بکڑانہ طرز عمل کی وجہ سے ہسپانیہ سارڈی نیا اور فرانس کے درمیان عارضی طور پر مصالحت ہو گئی اور ایک ہسپانی فوج شمال کی طرف روانہ ہوئی۔ مین تو اکو کا محاصرہ شروع کر دیا گیا مگر اب ہسپانی کامیابیاں اپنی انتہا کو پہنچ گئی تھیں۔ مین تو اکو کے محاصرہ میں فرانسیسیوں نے کو آگنی کے جانشین نوائیل کی سرکردگی میں انہی مدد کی مگر شاہ سارڈی نیا دور دور رہا کیونکہ اسے خدشہ تھا کہ میں دونوں بولون سلطنتوں

۱۰۲

یعنی ہسپانیہ اور فرانس کے بیچ میں پس جاؤنگا۔ اس نے اب اپنے خاندان کے مسئلہ طرز عمل کو اختیار کر کے بلا علم اپنے حلیفوں کے شہنشاہ سے درپردہ گفت و شنید شروع کر دی تھی۔ اسی بنا پر اس نے ہسپانیوں کو تو پینچانہ دینے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے انھیں لیگ ہارن اور نیپلز سے تو پینچ کر لانی پڑیں اس پر یہ طرہ ہوا کہ فلیوری نے عام حالات کا لحاظ کر کے بغیر اپنے حلیفوں سے مشورہ کئے

شہنشاہ سے مصالحت کر لی جس سے مین تو اس کے سقوط کی رہی سہی امید بھی جاتی رہی ۱۶۳۳ء اور ۱۶۳۴ء میں رائن کی معرکہ آرائیوں میں فرانس کو کامیابی ہوئی اور بروک نے باوجود اپنی پیرائہ سالہ کے لارین اور ٹریوٹز کی ایک ٹوریٹ پریسلٹ حاصل کر لیا تھا اور کیپٹل پر قبضہ کر کے فلیس برگ کا محاصرہ کر رہا تھا جہاں وہ دلار کے انتقال کے پانچ روز قبل مارا گیا۔ فلیس برگ پر باوجود یوہین اور ایک لاکھ شہنشاہی فوجوں کے موجود ہونے کے فرانس کا قبضہ ہو گیا مگر جرمنی میں اس کی شاندار کامیابیوں کی یہ انتہا تھی اور فلیوری نے چارلس ششم سے مصالحت کرنے میں دانشمندی کی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ پرائسٹنٹ الیکٹر بھی شہنشاہ کی امداد کے لئے اپنی فوجیں بھیجنے لگے تھے اور کوننگرلیک کی امداد کے لئے نازہ دم فوجیں بھیجی گئی تھیں اس کے علاوہ ستر ہزار روسی زارینا اپنی کے حکم سے جرمنی کو طے کرتے ہوئے آسٹریوں کی مدد کے لئے پہنچ گئے تھے اور یوہین کے ایک نائب سکندر دف نے فرانسیسیوں کو کلاسیں میں شکست دی تھی۔ فلیوری کو ہر وقت یہ خوف لگا ہوا تھا کہ انگلستان اور ڈین مارک شہنشاہ کو فائدہ پہنچانے کے لئے کسی طرف سے حملہ نہ کر دیں۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ شہنشاہ اور پاتی نیو کے درمیان گفت و شنید کا سلسلہ جاری ہے اور پاتی نیو اہلی زابیتھ فارنسیس کی جانب سے یہ کوشش کر رہا ہے کہ میر یا تھیری سا کی شادی ڈان کارلوس سے ہو جائے۔ سارڈی نیا پر تو مطلق اعتماد نہ ہو سکتا تھا جس نے ایس کیو بی (الف) کے صلح نامے کی شرائط سے انگلستان کو آگاہ کر دیا تھا۔ ہر ایک کو برکوفرانس اور آسٹریا کے درمیان دلائل کے تیسرے صلح نامے کی ابتدائی شرائط پر دستخط ہو گئی گو قلعی صلح نامے کی ترتیب ۱۸ نومبر ۱۶۳۸ء کو ہوئی۔ اس ٹانس لاس پولینڈ کے تخت سے دست کش ہو گیا جس کے صلے میں اسے باریکی ڈچی عنایت ہوئی اور اس سے یہ بھی وعدہ کیا گیا کہ شکسنی کے گرینڈ ڈوک کے انتقال کے بعد ہینڈ ریاست ڈوک لارین کو ملیگی تو لارین کی ریاست (ڈچی) اسے تاحین حیات دیدی جائیگی ڈان کارلوس کو شکسنی کے معاوضے میں ہرود ریاست ہائے سسلی عطا ہوئیں اور اس کے علاوہ جزیرہ البیا اور شکسنی کی بندرگاہیں بھی دیدی گئیں۔ ڈان کارلوس پارما اور پیاسین زاکری ریاستوں سے

بھی دست بردار ہو گیا جو پھر شہنشاہ کے حوالے کر دی گئیں جسے میلانیز کا علاقہ بھی پھر مل گیا سوائے نو دارا اور تورقونا کے جو چارلس ایما نویل کے حصے میں آئے
 فرانس نے آسٹریا کے انتظام جانشینی (Pragmatic Sanction) کی ضمانت کر دی اور یہ طے ہوا کہ اس ٹائٹلس لاس کے انتقال کے بعد بار اور لارین کی ریاستیں اس کے حصے میں آئیں گے

۱۲ فروری ۱۷۱۳ء کو میریا تھیری سا کی شادی فرانسس اسٹیفن ڈیوک لارین سے ہوئی جسے جیاں گاسرٹون ڈیوک آف ٹیکنی کے انتقال (جون ۱۷۱۳ء) کے بعد لارین کے معاوضے میں ٹیکنی کی ریاست مل گئی۔ ۲۱ اپریل ۱۷۱۳ء کو پرنس یوچین نے ۱۶ سال کی عمر میں انتقال کیا جو اپنے حسن اخلاق اور کمالات دماغی کی وجہ سے ساہا سال تک وائٹا کے دربار کا سربراہ اور درہ ترین رکن اور بوجا بیا اس زمانے کے یوچین کا انتقال ۱۷۱۳ء میں برین میں کوئی اسکا ہمسرہ نہ تھا۔ اس کی سیاسی زندگی آسٹریا کی تاریخ کے شاندار ترین زمانے میں گزری تھی اور اسی پیش بین مدبر نے چارلس ششم کو یہ مشورہ دیا تھا کہ ترکوں کا سرکھنے میں اپنا پورا زور لگا دے اور ڈین یوٹ کے کنارے کنارے دور تک آسٹریا کے حیطہ اثر کو بڑھتے دے انتظام جانشینی کے متعلق اسے بالکل اطمینان نہ تھا گو اس انتظام کو جو کچھ کامیابی ہوئی وہ اُس کی حسن تدبیر کی بدولت ہوئی۔

اس ٹیٹا ایسٹ انڈیا کمپنی کی انگلستان نے مخالفت کی تھی جس کی وجہ سے وہ بادل نا خواستہ ریہ ڈا کی تجا دیز کی تائید پر مجبور ہو گیا تھا مگر ہسپانی اتحاد کو وہ پسند نہ کرتا تھا اور انگریزوں سے خوشگوار تعلقات رکھنے کا حامی تھا اگر اسے یقین کامل تھا کہ آسٹریا نے پولینڈ کی جنگ جانشینی میں شرکت کرنے میں غلطی کی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کی وجہ سے مغرب میں فرانس اور ہسپانیہ کو نفع ہو گا۔ انگلستان نے اس آڑے وقت میں آسٹریا کا ساتھ چھوڑ دیا تھا جو اسے سخت ناگوار ہوا۔ اس کی یہ بھی رائے تھی کہ میریا تھیری سا کی شادی باویریا کے شہزادے سے ہو اور لارین کبھی فرانس کو نہ دینا چاہیے۔ اگر اس کی رائے کے مطابق باویریا کے شہزادے سے شادی ہوئی تو آسٹریا کی قوت جرنی میں بہت حد تک کم ہو جاتی اور آسٹریا کی جنگ جانشینی غالباً

ہرگز نہ ہوتی بلکہ یو جین کے انتقال کی وجہ سے آسٹریا ایک اعلیٰ درجے کے سپہ سالار اور مدبر کی خدمات سے محروم ہو گیا اور اس کے انتقال کے بعد ملک میں جو انحطاط شروع ہوا وہ خود اس کی دانشمندی اور فراست پر دلالت کرتا ہے۔ یو جین کا جانشین بارٹین سٹین ہوا جسے سفارتی اور قانونی معاملات میں زیادہ دسترس تھا مگر اعلیٰ درجے کا مدبر نہ تھا۔ عرصے کے بعد جب کانٹز کا عروج ہوا تو خاندان ہپس برگ کو ایک ایسا مدبر ملا جس کے حسن تدبیر سے آسٹریا کو نفع ہوا۔

فرانس کی حکومت میں بھی اہم تغیرات عمل میں آئے۔ شووے لین فرانسیسی حکومت کی جنگ میں شریک ہونے کا زیادہ تر باعث ہوا تھا اور اس کی خواہش تھی کہ اطالیہ جرمنیوں کی حکومت سے آزاد کر دیا جائے۔ کارڈنل فلیوری کی ہن پندی شووے لین کا زوال کا وہ مخالف تھا اور اسی کے مساعی سے لارین کے متعلق انتظامات ہوئے۔ ۲۰ فروری ۱۸۴۷ء کو وہ فلیوری کے

۱۸۴۷ء

ایما سے معزول کر دیا گیا اور اپنے علاقے میں خانہ نشین ہونے پر مجبور کیا گیا۔ فلیوری نے اس پر یہ الزام لگایا تھا کہ وہ درپردہ ہسپانیہ اور انگلستان کے ساتھ نامہ پیام کر رہا تھا۔ اس کا جانشین اسے لودی شے کو ہوا جو جون ۱۸۴۷ء تک پر سر اقتدار رہا۔ اشودی لین کے زوال کے بعد فرانس میں جنگ پسند جماعت کچھ روز کے لئے مضطرب ہو گئی اور شہنشاہ چارلس ششم کے انتقال تک سر نہ اٹھا سکی۔ ہسپانیہ میں ابتدائی صلح نامے پر دستخط ہو جانے سے سخت ناراضی پھیل گئی۔ ایللی زابیتھ کو فرانسیسیوں سے ہمیشہ نفرت تھی اس لئے اب وہ انگریزوں سے ساز باز کرنے کی فکر میں ہو گئی ڈان کارلوس کی میر یا تھیری سا سے شادی نہ ہونے اور شمالی اطالیہ کے متعلق اس کی تجاویز کے بار آور نہ ہونے سے اسے سخت مایوسی ہوئی تھی اس لئے اس نے بالا اعلان کننا شروع کیا کہ فرانس نے ہسپانیہ کو سخت دھوکا دیا۔ چارلس ایما نوئل بھی فرانس کی بد عہدی سے سخت برا فروختہ تھا اور فلیوری کے عذرات کی سماعت سے اس نے انکار کر دیا ۱۸۴۷ء میں اطالیہ کی حالت نہایت

نا قابل المینان تھی فرانسیسی ہسپانی اور شہنشاہی سپہ سالاروں میں موافقت نہ تھی اور ہر وقت اندیشہ تھا کہ کہیں ان سپہ سالاروں میں چھیڑ چھاڑ نہ ہو جس سے آتش جنگ پھر مشتعل ہو جائے۔ ۱۸ مئی ۱۷۶۲ء کو ہسپانیہ نے دنیا کے ابتدائی صلح نامے کو تسلیم پاتی نیوکان انتقال کر لیا اور ۳ نومبر کو پاتی نیو نے انتقال کیا۔ اس عاقبت اندیش کے بے غرض کجفاکش اور باتبدیر وزیر کا ہسپانیہ بہت کچھ مہونہ منت تھا اور اس کے عہد ذرا رت میں ملک میں سرعت کے ساتھ ترقی ہوئی، فیصلی اور سے بخوبی واقفیت رکھنے کے ساتھ ہی ہسپانیہ کی حقیقی ضروریات پر بھی اس کی نظر غماز تھی اور وہ خوب سمجھے ہوئے تھا کہ محاطات خارجیہ اور نوآبادی کے متعلق طریق عمل کیا ہونا چاہئے۔ ایل زابیتھ فارنسیس کے مزاج میں اسے دخل تھا مگر اپنے اس اثر سے اس نے ہمیشہ ہسپانیہ کے فلاح و بہبودی کے لئے کام لیا۔ فلیوری اور وال پول کی طرح اس کا بھی شمار اس زمانے کے سربراہ اور دہاکن پسند وزیروں میں ہے۔ فلیوری کی طرح وہ بھی اپنی مرضی کے خلاف پولینڈ کی جنگ جانشینی میں شریک ہوا تھا اور فلیوری کی طرح اسے بھی اس جنگ کے بعد اپنے ملک کے اثر اور مقبوضات کو بڑھانے میں کامیابی ہوئی۔ اس کا جانشین لاکو اور اہوا جولین مارکوس دالاریاس کے نام سے مشہور ہوا اور ہسپانیہ کی حکومت بالکل ہسپانیوں کے ہاتھ میں آگئی۔

پولینڈ کی جنگ جانشینی ختم ہو چکی تھی اور اب امید ہو چلی تھی کہ یورپ کو کچھ روز کے لئے امن نصیب ہو گا۔ چارلس ششم کی فوجوں کو میدان جنگ میں نہایت ہوئی پولینڈ کی جنگ جانشینی کی تھی مگر نتائج کے لحاظ سے اسے کامیابی ہوئی کیونکہ اسکا نامزد یورپ میں اہمیت رکھتا تھا۔ اگر وہ امیدوار پولینڈ کا بادشاہ ہو گیا تھا اور لوئی پانزدہم اور آگسٹ سوم نے اس کے انتظام جانشینی کو تسلیم کر لیا تھا۔ لارین کی ڈچی شہنشاہت کے قبضے سے نکل گئی تھی مگر اس کے ڈیوک کو جو میر یا تھی کا شوہر تھا اسکی کی ریاست مل گئی تھی اور اب آسٹریا کے مقبوضات میں شامل ہو گئی تھی چارلس ششم کو ہر دو سلطنت ہائے سلسل اور سکس کی بندرگاہوں سے دست بردار ہونا پڑا تھا مگر پارما اور پیاسین زابیر اسکا قبضہ

پھر ہو گیا تھا جسکی وجہ سے اطالیہ میں اس کے مقبوضات مستحکم ہو گئے تھے فرانس اور ہسپانیہ کے بوربون بادشاہ سب سے زیادہ نفع میں رہے۔ فیوری نے دھارین کی جانشینی حاصل کر کے فرانس کے لئے ایک نہایت ہی بیش بہا علاقہ حاصل کر لیا تھا اور ہسپانیہ نے اطالیہ میں نہ صرف ایک سلطنت فتح کر لی تھی اور ایک شاہی خاندان کی بنیاد ڈالی تھی بلکہ یورپ پر ثابت کر دیا تھا کہ اس کے سپاہیوں کی شجاعت اور فن سپہگری میں کوئی فرق نہیں آیا تھا بشرطیکہ انھیں مونت مار ایسے سپہ سالار مل جائیں۔ بعض وجوہ کے سبب سے ہسپانیہ اور فرانس کے درمیان کچھ رنجش ہو گئی تھی مگر تمام دنیا کو معلوم تھا کہ فرانس اور ہسپانیہ کے بوربون بادشاہ باہم متحد ہیں اور فرانس کے انقلاب تک انگلستان کے مدبروں کو ہمیشہ کھٹکے لگا رہتا تھا کہ یہ دونوں سلطنتیں متحد ہو کر یورپ پر غلبہ حاصل کر لیتی ہیں۔

دوران جنگ مذکور میں آسٹریا اور روس کے اتحاد کی اعلیٰ درجہ کی اہمیت ثابت ہو چکی تھی کیونکہ ان دونوں دولتوں نے پولینڈ میں اپنے منصوبوں کو پورا کر لیا تھا اور یورپ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ رائن ندی پر روسی فوجوں کی موجودگی سے یورپ کی سلطنتوں کو روسی اتحاد کی قدر و قیمت معلوم ہو گئی جسکی وجہ سے مصالحت میں غالباً عجلت ہوئی۔ پولینڈ میں صلح نامہ جات اقسیم ہر کی یہ پہلی منزل ہے اور سویڈن کے انحطاط، روس اور پرشیا کے عروج اور روس اور آسٹریا کے اتحاد کی وجہ سے پولینڈ میں زوال میں زیادہ دقت باقی نہ تھی۔ آسٹریا نے اب محسوس کر لیا تھا کہ پولینڈ اور سائیبریشیا میں اس کی اغراض اسبقہ اہم ہیں جتنی کہ اطالیہ میں پرشیا کے طرز عمل کا اصل اصول اب یہ ہو گا کہ کسی ایسے موقع کو نظر انداز نہ کیا جائے جس سے اس کے منتشر مقبوضات با یکدیگر متصل ہو جائیں۔ اس جنگ میں سوائے نے حسب عادت غداری سے کام لیا تھا اور اس غداری کے صلے میں اسے شمالی اطالیہ میں جدید مقبوضات حاصل ہو گئے تھے۔

اس جنگ سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آسٹریا اور پرشیا کے تعلقات ناخوشگوار

ہوتے جاتے ہیں۔ فریڈرک ولیم نے اپنے عہد ناموں کی شرائط کے مطابق روس ہزر ہپای شہنشاہی فوج کی امداد کے لئے روانہ کئے تھے مگر پولینڈ کے واقعات سے وہ سخت ناراض ہو گیا کیونکہ مصالحت کے نامہ و پیام میں اسکا بالکل خیال نہ کیا گیا جسکی وجہ سے اس نے اعلان کر دیا کہ آسٹریا اور روس نے میرا ساتھ چھوڑ دیا۔ جو لٹخ اور برگ کی جانشینی کے متعلق اسے شہنشاہ کی طرف سے بہت خدشہ تھا اور جنگ کے بعد اسکے اور شہنشاہ کے درمیان سخت کشیدگی ہو گئی کہ

سترھویں صدی کے اوائل میں آسٹریا کے عاقبت اندیش مدبروں نے محسوس کر لیا تھا کہ برانڈین برگ کی ریاست خاندان ہابس برگ کی رقیب ہو جائیگی پولینڈ کی جنگ جانشینی سے اس کے شیبے پختہ ہو گئے تھے اور اس رقابت کے بڑھنے کی یہ ایک خاص منزل تھی۔ اس جنگ کے چند سال بعد آسٹریا اور پرشیا کے درمیان سلسلہ جنگ و جدال شروع ہوا جس سے یورپ کی تاریخ کا ایک نیا عہد شروع ہوتا ہے۔

پولینڈ کی جنگ جانشینی سے قریب قریب یورپ کی ہر ایک اہم سلطنت متاثر ہوئی۔ سسلی اور نیپلز کے ایک بادشاہ کے تحت میں متحد ہو جانے اور سارڈی نیا کی سلطنت کی ترقی سے یہ جنگ اطالیہ کے لئے خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اسکے علاوہ روس کے اثر کی روز افزوں ترقی کا ثبوت ہو چکا تھا۔ خاندان بوربون کی اہمیت تسلیم کرنی گئی تھی اور مسئلہ شرقی کی اہمیت اب یہ ہو گئی تھی کہ یورپ کی ہر ایک وزارت اسکی طرف متوجہ تھی کہ

دائنا کے تیسرے صلح نامہ سے امید تھی کہ یورپ میں عرصہ تک امن رہے گا مگر ۱۸۴۶ء کے افتخام کے قبل ہی شرق میں جنگ چھڑ جانے کا اندیشہ ہو گیا تھا اور ۱۸۴۸ء میں انگلستان اور ہسپانیہ بظاہر جنگ کے لئے تیار ہو رہے تھے۔

باب پنجم

شمالی اور مشرقی یورپ

۱۸۷۱ء تا ۱۹۱۴ء

مسئلہ مشرقی۔ ٹرکی کی جنگ آسٹریا اور روس سے صلح نامہ پاساروڈینہ۔
 ٹرکی اور ایران۔ نادر شاہ۔ ٹرکی اور ایران کی جنگ۔ جنگ مذکور کی اہمیت
 یورپ میں ۱۸۷۱ء کا صلح نامہ روس اور آسٹریا کے درمیان۔ کیتھربن اول پیرلانی
 اور اپنی ایوانوونا ۱۸۳۶-۱۸۳۹ء کے ٹرکی کی جنگ کے اسباب۔ مارشل میونخ۔
 جنگ ٹرکی ۱۸۳۶ء کا آغاز۔ آسٹریا روس کی شرکت کرتا ہے ۱۸۳۹ء۔
 کی سرکہ آرائیاں۔ ولی نیو کی سفارتی کامیابیاں۔ سویڈن کی سیاسی حالت
 ۱۸۳۹ء کا ڈائیٹ اور فرانسیسی اتحاد۔ آسٹریا روس کا ساتھ چھوڑتا ہے۔ بلخار
 کا صلح نامہ۔ فرانسیسی سفارتی کارروائیوں کی کامیابی۔

۱۸۳۶ء میں جو جنگ شروع ہوئی اور ۱۸۳۹ء تک جاری رہی اس میں ایک
 طرف تو تنہا ٹرکی تھا اور دوسری طرف آسٹریا اور روس تھے۔ اس جنگ سے
 صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ شمالی اور مشرقی یورپ میں اس وقت کس قسم کے
 اثرات غالب تھے۔ اس جنگ کے دوران میں فرانس کے جو تعلقات ٹرکی سے
 تھے ان کی اہمیت کا امتحان ہو گیا اور سویڈن کے انحطاط اور اس کی حکومت کے
 ضعف کا بھی کافی ثبوت ہو گیا۔ مشرق اور مغربی یورپ کے معاملات کا ایک دیگر
 تعلق رکھنا بھی اب صاف ظاہر تھا اور روس کی موجودہ ممتاز حیثیت اور آسٹریا سے

اتحاد رکھنا گویا پیش خیمہ تھا ان کے مابعد کے باہمی اتحاد کا جو جنگ ہفت سالہ میں پریشیا کے خلاف ہوا اور ۱۸۱۵ء میں ٹرکی کے خلاف۔ لیکن یہہ جنگ زیادہ تر اہم اس وجہ سے تھی کہ یورپ کو اسی زمانہ سے اس مسئلہ کی طرف متوجہ ہونا پڑا جو صلح نامہ کے نازدجی کے بعد سے ”مسئلہ مشرقی“ کے نام سے موسوم ہے۔

مسئلہ مشرقی

سترھویں صدی کے اواخر سے روس اور آسٹریا نے ترکی کے مقبوضات کے بعض حصص پر قبضہ کرنے کا مصمم قصد کر لیا تھا۔

صفحہ ۱۰۹

سلطان کی سلطنت کے حصے بجزے کرنے کے منصوبے علانیہ ہونے لگے تھے اور ۱۶۹۹ء میں کارلودٹز کے صلح نامے سے سلطنت ٹرکی کی باضابطہ تخریب شروع ہوئی جو ہمارے زمانہ تک جاری ہے مگر آسٹریا نہ تو کافی قوت رکھتا تھا اور نہ متحد تھا اور روس کی قوت بھی ابھی تک مستحکم نہیں ہوئی تھی۔ پیٹر اعظم نے کوشش کی تھی کہ ۱۷۱۱ء میں دولت عثمانی کو ایک ہی ضرب میں ہلا دے مگر اس جسارت کا اسے میاں بھگتنا پڑا اور گو پرہتھ کے صلح نامے سے وہ خود اور اس کی فوج تباہی سے بچ گئی مگر روسیوں کو اپنے شمالی صحراؤں کی طرف رجعت اختیار کرنی پڑی اور پچیس سال تک ترکوں کو روس سے کوئی خدشہ نہ تھا۔

پاساروڈٹز کے صلح نامے (۱۷۱۸ء) کے بعد سے ٹرکی یورپ کی کسی جنگ میں شریک نہ تھا۔ اس صلح نامے سے وہ جنگ ختم ہوئی جس کا سلطان ترکوں نے دسمبر ۱۷۱۱ء میں وےنس کے خلاف کیا تھا تاکہ اپنے ان مقبوضات کو دوبارہ حاصل کر لیں جو اس اطالوی جمہوریہ نے گزشتہ صدی میں ان سے ٹرکی کی جنگ وےنس پھین لے تھے۔ پرہتھ کے صلح نامے کے ذریعہ سے ٹرکی اور آسٹریا سے

پیٹر اعظم کو شکست دیکر آزد و پر دوبارہ قبضہ کر لیا تھا ۱۷۱۵ء میں وےنس کے خلاف میں اسے اسی قسم کی کامیابی ہوئی اور اس کی فوجوں نے ”بے خطر و ز“ علی قرغی کے زیر کمان موریاکو بہ آسانی فتح کر لیا اور اہل وےنس کو کریٹ سے نکال دیا جنھوں نے آسٹریا سے امداد کی درخواست کی۔ پرنس یوجین نے اس درخواست کی تائید کی اور ۱۷۱۷ء کے اوائل میں آسٹریا نے جمہوریہ وےنس

سے ایک معارضہ اور مدافعت اتحاد کر لیا۔ ٹرکی کے وزیر اعظم نے بھی باوجود متعدد مدبروں اور سپہ سالاروں کی مخالفت کے آسٹریا کے خلاف میں اعلان جنگ کر دیا مگر وزیر اعظم نے اپنی قوت کا اندازہ کرنے میں غلطی کی اور ترکوں کو اس مہم میں ناکامی ہوئی۔ ان کے ایک بیڑے اور فوج نے جزیرہ کارفو پر حملہ کیا جسکی مخالفت بہادر شولین برگ نے کی اور بالآخر آگست ۱۸۶۷ء میں ترک محاصرہ سے دست بردار ہو گئے۔ کسی نے کہا ہے کہ ”جمہوریہ وےس کا یہ آخری شاندار جنگی کارنامہ تھا مگر اس کا سپہ ایک جرمنی سپاہی کے سر ہے“

آسٹریا کے خلاف میں ترکوں نے ایک فوج جولائی ۱۸۶۷ء میں مجتمع کی جو پیٹرو وارڈین کے محاصرے کے لئے روانہ ہوئی۔ دشمن کی فوج سے جو جنرل پال نی کے زیرِ کمان تھی پہلے مقابلے میں ترکوں کو کامیابی ہوئی مگر ۱۳ اگست کو پیٹرو وارڈین کی جنگ میں ہر تین یو جین کو باب عالی کی فوجوں پر قلعی فتح حاصل ہوئی اور پانچ گھنٹوں تک جنگ کے جاری رہنے کے بعد وزیر اعظم شہید ہوا اور ترک ہمت ہار گئے۔ بیس روز کے بعد یو جین نے تیس در کا محاصرہ کیا اور چونکہ ترکوں کو اس کے بچانے میں ناکامی ہوئی اس لئے ۲۸ نومبر ۱۸۶۷ء کو وہاں کی فوج نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اس کے بعد اہل سردیائے بغاوت کردی اور آسٹریوں کے شریک ہو گئے۔ اس جنگ کا اہم ترین واقعہ بلغراد پر آسٹریا کا قبضہ ہو جانا تھا۔ یو جین نے اسی ہزار سپاہ لیکر اس شہر کا محاصرہ کر لیا جس میں صرف تیس ہزار ترکی فوج تھی مگر یہ لوگ ۱۸ اگست تک اپنے مقام پر جمے رہے۔ نئے وزیر اعظم ابراہیم نے محصور فوج کو کمک پہنچانے کی کوشش کی تھی مگر یو جین نے اسے بھی شکست دی اور بلغراد پر آسٹریا کا قبضہ ہو گیا جس سے تمام یورپ متوجہ ہو گیا۔ باب عالی بھی اب مصالحت پر آمادہ تھا اور انگلستان ہسپانیہ کے دربار کے تیور دیکھ کر ترکی اور آسٹریا کے درمیان مصالحت کرا دینے کا خواہش مند تھا۔

چارلس ششم پہلے ہی سے سارڈینیائی کو سلسلے سے بدل لینا چاہتا تھا اور سارڈینیائی پر البیر دانی کے قبضہ کر لینے سے جو پیچیدگیاں پیدا ہو گئی تھیں انکے لحاظ سے وہ چاہتا تھا کہ ترکی سے مصالحت ہو جائے۔ جولائی ۱۸۶۷ء میں پاساروٹ

صلح نامہ پاسارودین
۱۱۷

کے صلح نامے پر دستخط ہو گئے۔ وے نس کی جمہوریہ صوبہ موریہ اور اضلاع زارین اوٹو ووا اور زوب زی سے دست کش

ہو گئی اور اس کے سابق مقبوضات میں سے صرف جزائر

آئی ادنیٰ رہ گئے اور البانیہ کے ساحل پر جزیرہ کارنو کے علاوہ چند شہر اور اضلاع جو ایک قلعہ ملک میں تھے جو عرض میں چار فرسخ اور طول میں بیس فرسخ تھا۔ آسٹریا بہت فائدہ میں رہا کیونکہ شہر ضلع تیس دریا قبضہ ہو جانے سے تمام ملک ہنگری پر اسکا تسلط ہو گیا اور شہر بلغراد کے علاوہ سروینا کا دو ثلث حصہ اور دے شیا اور بوسنیا کے بعض حصے بھی اس کے قبضہ میں آ گئے بلغراد کے جغرافیائی موقع کی وجہ سے آسٹریا کو ایک ایسا مقام مل گیا جہاں سے اس کو پٹانا نہایت دشوار تھا۔ سروینا کے بیشتر حصے پر اس کا قبضہ ہو جانے سے سالونی کا اور قسطنطنیہ اس کی زبیں ہو گئے اور چونکہ سیوندی کے دونوں کناروں پر اس کا قبضہ تھا اس لئے وہ جب چاہتا پوسنیا پر قبضہ کر سکتا تھا۔ رومانیہ کے اضلاع میں بھی اس کا اثر ہو گیا تھا جس کی وجہ سے ڈین یوپ کے سواصل کے ملک میں اس کی قوت بڑھ گئی اور بحیرہ اسود بھی اسے قرب حاصل ہو گئی۔

یوجین کی باکمال قیادت سے آسٹریا کو مشرقی یورپ میں ایک ممتاز حیثیت حاصل ہو گئی تھی اور اسے یہ موقع مل گیا تھا کہ اپنے فتوحات کو وسعت دے اور مستحکم کرے۔ اگر چارلس ششم اپنے ان منصوبوں سے دست بردار ہو گیا ہوتا جو مالک غربی کے متعلق تھے اور چونکہ فرانس کی مداخلت کا بھی اندیشہ تھا اس لئے قسطنطنیہ کی طرف پیش قدمی میں وہ روس سے بازی لے جاتا اور بحیرہ اسود اور بحیرہ یونان تک پہنچ گیا ہوتا۔ مگر آسٹریا کی اس غلطی سے عثمانیوں کو اتنا ہی نفع ہوا جتنا کہ پرتھ کی کامیابی سے ہوا تھا۔ آسٹریا کا دوسرا حملہ بیس سال کے بعد ہوا اور ایسے حالات میں جو اس کے لئے سخت نا مساعد تھے۔ آسٹریا نے ریاست ہائے بلقان اور ڈینیوب کے سواصل پر اپنے اثر کی توسیع کا موقع کھو دیا اور اس کے بعد اس نے مشرق کی طرف جو کچھ پیش قدمی کی وہ روس کی مشارکت میں تھی۔

پسار و وٹن کی صلح کے بعد ترکوں نے روس پر حملہ کرنے کی تمام تجاویز کو رد کر کے
سلطنت ایران کی طرف توجہ کی جو بدلتی کی وجہ سے طوائف الملوکی کی حالت میں
ترکی اور ایران

طہاسپ نے اپنے رقیب محمود کے خلاف امداد کی درخواست
کی۔ ترکی اور روس نے بلا کسی وقت کے سلطنت ایران کے بعض حصوں پر
قبضہ کر لیا کیونکہ علاوہ سلطنت کے متعلق اس نزاع کے اڑمنوں نے بھی طہاسپ
کے خلاف بغاوت کر دی تھی اور ترکوں سے امداد کے متنی تھے پُر

محمود کے انتقال کے بعد اسکا عہد زاد بھائی اشرف اسکا جانشین ہوا اور جون
۱۶۲۲ء میں ترکی اور روس کے درمیان ایک عہد نامہ تقسیم ہوا جس کا منشا یہ تھا
کہ زار روس ان ایرانی اضلاع کو لیے جو بحیرہ خزر کے متصل ہیں اور ترک صوبات
گرجستان و آذربائیجان پر قبضہ کر لیں۔

۱۶۲۶ء تک اشرف کو کامیابی حاصل ہوتی رہی جو سنی المذہب تھا اور
اسی سال میں باب عالی نے قسطنطنیہ کی راے عامہ کا لحاظ کر کے ایران کے
تاج و تخت کے متعلق اس کے عادی کو شیعہ المذہب طہاسپ کے مقابلہ میں تسلیم
کر لینے کا فیصلہ کر لیا۔ مگر اس تصفیہ سے ایران کا مسئلہ جانشینی طے نہ ہو سکا
کیونکہ اسی زمانہ میں نادر شاہ کو یکایک عروج حاصل ہوا جس نے طہاسپ
کو بجال کرادیا اور ۱۶۲۹ء میں اس نے اشرف کو شکست دی اور ترکوں کو
بھی ایران کی سرزمین سے ۱۶۳۰ء میں نکال دیا پُر

اس اقبال مند سپاہی کی بے نظیر شجاعت اور جفاکشی ہر حمیز پر غالب آجاتی
نادر شاہ۔

تھی۔ اپنی آئندہ کامیابی کے متعلق اسے یقین کامل تھا اور
مسردم شناسی میں بھی اسے خاص ملکہ تھا۔ ۱۶۴۰ء سے
شاہ طہاسپ کے مزاج میں اسے پورا دخل حاصل ہو گیا تھا اور اب وہ اپنی

غلط رویوں نے باکو وغیرہ پر قبضہ کر لیا تھا اور انکی ان کامیابیوں سے گھبرا کر ترکوں نے ان پر حملہ کر نیکا
قصد کر لیا تھا مگر فرانس کے سفیر پوناک نے مصلحت کرا دی۔

آئندہ حکمت کی بنیاد ڈال رہا تھا۔ اس زمانے میں اسکے ذاتی اغراض خواہ کچھ ہی ہوں مگر اس میں شک نہیں کہ بحیثیت ایک محب وطن اسکا مقصد تھا کہ ایران سے غیر ملکیوں کو نکال دے خواہ وہ ترک ہوں یا افغانی اور بغاوت کو فرو کر کے ایران کو ایک قوی اور مستحکم سلطنت بنادے۔ ۱۷۲۹ء میں اس نے ہانجا اور سورشکور کی لڑائیوں میں اسٹروف اور اس کے افغانوں کو شکست فاش دی اور ۱۷۳۱ء میں پھر آشف کو اصلط میں ہزیمت ہوئی اور وہ بلوچستان میں مر گیا۔ افغانوں کی بیخ کنی کے بعد نادو جواب تک برائے نام چٹھاسپ کا نمائندہ تھا۔ ترکوں کی طرف متوجہ ہوتا کہ ایران کے ان صوبوں کو واپس لینے جن پر ترکوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ ۱۷۳۳ء میں ہرات پر قبضہ کرنے کے بعد نادر نے ایک سفارت قسطنطنیہ کو بھیجی مگر ترکی کے دار الخلافہ میں جنگ پھیلنے سے جماعت کا زور تھا اور یہ سفارت بے نیل و مرام واپس آئی۔

سلطان احمد بذات خود صلح کا خواہاں تھا مگر مینی چیری فوج کے دباؤ سے وہ مجبور ہوا کہ ایران سے پر خاش جوئی کے لیے نئے موقع تلاش کرے۔ نادر کو بھی ترکی اور ایران کی جنگ | جب یہ معلوم ہو گیا کہ باب عالی مخالفت پر قائم ہے تو اس نے پیرانہ سال نو پال عثمان پر حملہ کر کے اسے ہلاک کر دیا۔

دی اور اس کے بعد دوسری فوجوں کو ہزیمت دیکر جو تیمور اور مصطفی پاشا کے زیر قیادت تھیں۔ تیرہ پر قبضہ کر لیا۔ سلطان احمد نے جب دیکھا کہ اب جنگ کو جاری رکھنے میں کوئی فائدہ نہیں تو وہ نادر کی پیش کردہ شرائط پر صلح کرنے کو آمادہ ہو رہا تھا مگر برا فرختہ مینی چیریوں نے اسے سلطنت سے دست کش ہونے پر مجبور کر دیا۔ اس کے جانشین محمود اول (۱۷۲۵ء تا ۱۷۳۰ء) کی عہد حکومت کے پہلے سال میں باب عالی کو چند روزہ کامیابی ہوئی مگر بغض عارضی تھی یعنی جب نادر شاہ ہرات کے محاصرے میں مصروف تھا تو ترکوں نے پھر تبریز پر قبضہ کر لیا اور ۱۷۳۵ء میں شاہ چٹھاسپ اس شرط پر ترکوں سے صلح کرنے پر تیار ہو گیا کہ اگر وہ روسیوں کے خلاف اس کی امداد کے لیے ایک فوج بھیجیں تو آذربائیجان کا بیشتر حصہ اور آرا کے شمال کا تمام ملک باب عالی کے سپرد کر دیا جائے گا۔

ان واقعات کو سنکر نادر غضب ناک ہو گیا اور اس نے اس صلح نامے سے انکار کر کے ۱۷۲۲ء میں ہلماسپ کو معزول کر کے اسکے شیر خوار بیٹے عباس کو جس کی عمر صرف آٹھ ماہ کی تھی تخت نشین کر دیا اور ترکی سے پھر جنگ شروع کر دی۔ ۱۷۲۳ء کے موسم بہار میں اس نے بغداد کا محاصرہ کر لیا مگر اس جسارت کا اسے خمیازہ بھگتنا پڑا اور ۱۹ جولائی کو توپال عثمان نے اسے بمقام سونیراشکست دی اور اسی سال ایرانیوں کو پھر بمقام لے تان شکست ہوئی۔ ان فتوحات کو قطعی خیال کر کے ترک حفظ ماتقدم کی تدابیر سے غافل ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی سال ہندیلی میں انھیں شکست فاش ہوئی اور انکا شجاع سپہ سالار توپال عثمان کام آیا۔ مگر جنگ پسند جماعت کا قسطنطنیہ میں اب بھی زور تھا اور کچھ وقت کے بعد جنگ کی اہمیت یورپ میں جنگ پھر شروع ہو گئی اور اہل یورپ کو بھی اس میں دلچسپی ہو گئی۔ فلیوری اس فکر میں تھا کہ ترکی اور ایران کی جنگ ختم ہو جائے تاکہ پولینڈ میں ترکوں سے روسیوں کے مضبوطوں کو روکنے کا کام لے۔ برظلاف اس کے روس کی ملکہ اینی کی خواہش تھی کہ پولینڈ کی جنگ جانشینی کے اقامت تک ترک ایران میں مصروف پیکار رہیں۔ اس لیے اس نے نادر شاہ سے ساز باز کر لیا اور وہ ایرانی صوبے واپس کر دیئے جو ۱۷۲۲ء کے صلح نامے (بیڑ اعظم اور احمد ثالث کے درمیان) کے ذریعہ سے روس کو دے گئے تھے۔ اس کے علاوہ الملکہ مذکور نے نادر شاہ کو محاصرہ کے آلات بھی دیئے ۱۷۲۳ء اور ۱۷۲۵ء میں نادر شاہ نے چند خوزیز معرکوں کے بعد ترکوں کو گرجستان سے خارج کر دیا۔ ان ہزیمتوں اور روس اور آسٹریا کی مخالفانہ طرز عمل سے مرعوب ہو کر باب عالی نے ۱۷۳۵ء کے اواخر میں صلح کرنی اور ارض روم میں نادر شاہ کے ساتھ ایک صلح نامے پر دستخط ہوئی جس کے رو سے ٹرکی گرجستان اور آذربائیجان کے صوبوں سے دست بردار ہو گیا۔ سال مابعد میں نادر شاہ جس نے ایران کو آزادی دلائی تھی اور اس کے کھوئے ہوئے صوبوں کو دوبارہ فتح کر لیا تھا بادشاہ منتخب ہوا۔ لیکن بہت بہتر ہوتا اگر ترکی نے

صفحہ ۱۱۴

ایران سے سلطنت ہی میں صلح کر لی ہوتی۔ پاسار و دوز کے صلح نامے کے بعد سے اسکا طرز عمل نقصان رساں اور ناقص اندیشی پر مبنی تھا۔ سلطنت میں جو معاہدہ روس سے پولینڈ کی تقسیم کے لئے ہوا تھا اس سے شمالی خطرہ قطعاً دفع نہ ہوا اور ایران کی جنگ میں مشغول ہو جانے کی وجہ سے ٹرکی نہ صرف پولینڈ کی جنگ کے دوران میں روس پر حملہ کرنے سے معذور رہا بلکہ اب روس اور آسٹریا کی متحدہ فوجوں کے آنے والے حملے کو دفع کرنے کی بھی اس میں تاب نہ تھی۔ اہم نتائج اور اس کے وزیر ابراہیم پاشا کا طرز عمل یہ تھا کہ دول یورپ سے خوشگوار تعلقات رہیں۔ ابراہیم کبھی یہ محسوس نہ کر سکا کہ روسی عنقریب حملہ کرنے والے ہیں اس لئے وہ ہمیشہ اس فکر میں رہتا تھا کہ نہ صرف روس اور آسٹریا کو خوش رکھے بلکہ انکی اطاعت گزاری کرے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سواصل بحیرہ روم پر فرانس کی مذہبی اور تجارتی اغراض معرض خطر میں پڑ گئیں۔ ٹرکی کا یہ طرز عمل سخت ناقص تھا۔ اندیشی پر مبنی تھا کیونکہ روس ہمیشہ اس کی مخالفت پر تیار رہتا تھا۔ ۲۵ اگست ۱۷۹۷ء کو روس اور آسٹریا کے درمیان ایک معاہدے پر دستخط ہو گئے جس پر اس صدی میں ان دونوں ملکوں کی مشترک پالیسی مبنی ہے۔

اس عہد نامے کی اہم ترین شرطیں یہ تھیں کہ اگر ان دونوں ملکوں میں سے کسی پر حملہ ہو تو دوسرا تیس ہزار فوج سے مدد کرے اور اگر ٹرکی سے جنگ ہو تو تمام موجودہ فوجوں سے کام لیا جائے۔ اس سے ٹرکی کو یہ اندیشہ ہو گیا کہ آسٹریا اور روس کی سلطنتیں اس پر بوقت واحد حملہ کریں گی کیونکہ دونوں اس فکر میں تھیں کہ مقبوضات عثمانی کو باہم تقسیم کر لیں صرف فرق اتنا تھا کہ آسٹریا جرمنی کے معاملات میں مشغول ہونے کی وجہ سے اپنے مقبوضات کو مشرق کی طرف وسعت دینے پر زیادہ توجہ نہ کر سکتا تھا مگر روس کے حکام باب عالی کو نقصان پہنچا کر اپنے مقبوضات کو وسعت دینے اور اپنی اغراض کو پوری کرنے کے لئے ہر موقع سے نفع اٹھاتے تھے۔

پیٹر اعظم نے ۲۸ جنوری ۱۷۹۵ء کو انتقال کیا اور اس کی بیوی کیتھرین اول

اس کی جانشین ہوئی جسکے عہد حکومت کا اہم ترین واقعہ یہی معاہدہ تھا جو ۱۷۶۶ء میں آسٹریا کے ساتھ ہوا۔ اس نے اپنے مختصر عہد حکومت میں جماعت امریکے زور کو روکنے کی کوئی تدبیر نہ کی جس کے سربراہ اور دہ اراکین میں شی کو واپرکسن، کیتھرین اول، پیٹر تانی، ٹاماس ٹامی، گولٹ سن، گو لووکن، اوس ٹرمان تھے جو دوا علیٰ اپنی دیوانہ خانہ عہد حکومت مجلس راز کے رکن بھی تھے ۱۷۶۷ء میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اور پیٹر اعظم کا پوتا پیٹر تانی اس کا جانشین ہوا۔ اسکا عہد حکومت بھی طویل نہ تھا۔ یہ بادشاہ مجدد اور ضرورتاً مگر مزاج میں استقلال نہ تھا اور اس کی طرف سے پہلے مین شی کو و اور پھر الیکزس اور ایوان ڈول گردگی نے حکومت کی۔ ایوان کے عروج کے زمانے میں قدیم روسی جماعت کو پھر غلبہ ہو گیا جو مغربی تمدن کے اجراء کی مخالف تھی اور بجائے سینٹ پیٹرس برگ کے ماسکو کو روس کا حقیقی دار السلطنت خیال کرتی تھی پیٹر نے ۳ جنوری ۱۷۶۳ء کو انتقال کیا اور چونکہ پیٹر اعظم کی اولاد و کور میں سے کوئی باقی نہ تھا اس لئے امریکو اپنے اثر کو بڑھانے کا موقع مل گیا۔ ۱۱ سال حکومت کرنے کے بعد خاندان رومانوف کا چراغ اب گل ہو گیا تھا۔ پیٹر اعظم کی بڑی بیٹی اپنی نے جسکی شادی ڈیوک ہولسٹین سے ہوئی ۱۷۶۸ء میں انتقال کیا۔ اسکا ایک بیٹا تھا جو کچھ روز کے بعد پیٹر ثالث کے نام سے بادشاہ ہوا۔ پیٹر اعظم کی سب سے چھوٹی بیٹی ایلزا بیٹھ موجود تھی اور ملک اور فوج میں ہر دل غریزہ تھی۔ لیکن ڈول گروکن اور گولٹسن خاندانوں نے سلسلہ جانشینی کو بدل دینے کا قصد کر لیا اور ۱۷۶۲ء میں اپنی ایوانوں کو شہنشاہ یگیم قرار دیا جو پیٹر اعظم کے بڑے بھائی ایوان کی بیٹی اور ڈیوک کورلینڈ کی بیوہ تھی۔ ان لوگوں نے ایک دستاویز مرتب کی جن میں چند اہم دستوری تغیرات شامل تھے مگر جس سے منشا یہ تھا کہ تمام قوت امرائے عظام کے ہاتھوں میں آجائے۔ گولٹسن اور ڈول گردگی کے مخالف وزیر اعظم گو لووکن اور نائب وزیر اعظم اوسٹرمان تھے جو کمتر درجے کے امرائے مومئید تھے۔

صفحہ ۱۱۶

اگر اینی نے ماسکویں آکر تمام اختیارات امیروں کی ایک مجلس اعلیٰ کے سپرد کر دیئے ہوتے تو اس کی وہی گت بنتی جو سویڈن کی ملکہ کی بنی تھی اور روس کا بھی وہی حشر ہوتا جو پولینڈ کا ہوا تھا۔ ۲۶ فروری کو اینی ماسکویں داخل ہوئی۔ اپنی قوم میں وہ پہلے ہی سے ہر و عزیز تھی اب کلیسیا اور فوج کی تائید حاصل کر کے اس نے بالکل کا یا پلٹ کر دیا یعنی امر کی مجلس اعلیٰ کو موقوف کر دیا اور اپنی مطلق العنان حکومت قائم کر لی جس سے امرائی جمہوریہ کے قیام کی امید جاتی رہی اور زار ان روس کی مطلق العنان حکومت حسب سابق جاری ہو گئی۔ خاندان ڈول گرو کی کے اراکین تباہ ہو گئے اور اینی نے اپنا دارمدار بالکل اپنے منظور نظر جرمن مصاحبوں پر کر دیا جن میں سے بیرین ساکن کور لینڈ سب سے زیادہ مشہور ہے خارجی حکمت عملی میں اینی نے کیتھرین اول کی متابعت کی بلکہ اس سے آگے بڑھ گئی اور اس کا وزیر خارجی اوسٹران ولیسٹ فالیا کے ایک پادری کا بیٹا تھا۔

آسٹروی اتحاد حسب سابق برقرار رہا مگر پریشیا کے ساتھ بھی ربط و ضبط ہو گیا اور ۱۸۰۷ء میں انگلستان سے ایک تجارتی معاہدہ ہوا۔ ۱۸۰۷ء اور ۱۸۰۸ء کے معاہدوں سے پطیر اعظم کی خارجی حکمت عملی بالکل کا عدم ہو گئی اور سینیٹ پٹرسبرگ میں فرانس کا اثر بالکل زائل ہو گیا۔ فلیوری کو شمالی ملک کے سیاسیات سے بالکل لگاؤ نہ تھا اور ۱۸۰۷ء کے اواخر میں جب کام پری دون وہاں سے واپس بلایا گیا تو صرف ایک مستند سسی ٹنگ نان بحیثیت نگران کار (Charge d'affaires) وہاں فرانس کی طرف سے مقیم تھا۔ مگر رفتہ رفتہ مشہور جرمن سپہ سالار مارشل میونخ کی سرکردگی میں ایک جماعت پیدا ہو گئی جو آسٹروی اختلاف کی مخالف اور فرانس سے تعلقات سابقہ کی تجدید کی موئیدی تھی۔ ۱۸۰۷ء میں روسی وزیر کے بلا علم میونخ اور زارینا نے فرانس سے درپردہ نامہ و پیام شروع کر دیا۔ زارینا نے روس کی امداد اور اس ٹائٹل لاس کو پولینڈ کے تحت پر برقرار رکھنے کی امید دلا کر فرانس سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ روس کو پولینڈ کی سرحد اپنی اغراض کے لحاظ سے درست کرنے کی اجازت

دی جائے (۲) کورلینڈ پر روس کی سیادت کو تسلیم کر لیا جائے اور (۳) فرانسیسی اپنے اثر سے ترکوں کو آمادہ کریں کہ وہ شہر آزدور ووسیوں کے سپرد کر دیں۔
فلپوری کے سامنے اب پھر وہی مسئلہ پیش تھا جس نے اس صدی میں فرانسیسی بیرونیوں کو پریشان کر رکھا تھا۔ فرانس کو دو طرز ہمارے عمل ہیں سے ایک کو اختیار کرنا ضروری تھا یعنی یا تو روسیوں سے اتحاد کر لے یا شمال اور مشرق میں اپنے قدیم طرز عمل پر قائم رہے۔ مگر فلپوری ان دونوں میں سے کسی کے متعلق فیصلہ نہ کر سکتا تھا اور اس لئے کوئی قطعی معاہدہ نہیں کیا۔ نامہ و پیام کا سلسلہ کچھ روز تک جاری رہا جس کا بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ روس اور آسٹریا کا اتحاد اور بھی پختہ ہو گیا اور پولینڈ کی جنگ جانشینی مشرقی معاملات میں فرانس کے لیست و صل اور عدم استقلال کی ایک بین

شال سے ہے۔
پولینڈ کی آزادی کو سلب کرنے اور پھر اسکو باہم تقسیم کر لینے کی کارروائی کا دیباچہ اس ملک کے تخت پر اپنی پسند کے حکمران کو مسلط کرنا تھا اور جب اس منصوبے کی روس اور آسٹریا میں کامیابی ہوئی تو مسئلہ اٹھنے میں دنا کے صلح نامے ۱۷۹۳-۱۷۹۵ء کے مرتب ہونے کے بعد ان کے سیاسی منصوبوں کے دوسرے جزو یعنی سلطان پر حملہ کرنے اور بالآخر سلطنت

ٹرکی کے حصے بخرے کر دینے کی طرف متوجہ ہونے میں کوئی امر مانع نہ تھا۔ پیٹر اعظم کی تدبیر یہ تھی کہ پولینڈ کی راہ سے ٹرکی پر حملہ کیا جائے اور چونکہ اب پولینڈ روس کا حلقہ بگوش ہو گیا تھا اور ترک بھی ایران کی لڑائی میں پھنسے ہوئے تھے اس لئے اپنی اور اس کے مشیروں نے پر تھ کی دولت کو مٹانے اور پیٹر اعظم کی حکمت عملی پر چلنے کے لئے اس موقع کو غنیمت سمجھا۔ روس کو یہ بھی امید تھی کہ اگر اس نے ٹرکی پر حملہ کیا تو آسٹریا مسئلہ کے معاہدے کی شرائط

۱۷۹۵ء میں مارس وی سیس (آگس ٹس نانی شاہ سیکنی اور آردورا ڈی کے ٹک مارک کا بیٹا) کو روسیوں نے کورلینڈ سے نکال دیا جبکہ وہ ڈیوک نخب ہوا اور یہ ملک کو پولینڈ کے تحت تھا مگر روس کا توسل ہو گیا۔
۱۷۹۷ء میں بیرین کورلینڈ کا ڈیوک بنا دیا گیا۔

کی پابندی کرے گا۔ گزشتہ جنگ میں وارسا اور ڈین زگ پر قبضہ کر کے اور تمام مخالف تحریکوں کا انسداد کر کے روس نے آسٹریا کو اطالیہ اور رائن نڈی پر اپنے دشمنوں سے نیٹے کا موقع دیا تھا۔ اس لیے اسے پوری امید تھی کہ آسٹریا مشرقی معاملات میں اسکی معاونت کریگا۔

چارلس ششم خود بھی ترکوں سے لڑنے کے خلاف نہ تھا اور ۱۶۸۳ء سے واقعات کی رفتار سے مجبور ہو کر آسٹریا کی آنکھیں مشرق کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ ویسٹ فالیہ کے معاہدے کے بعد سے جرمنی میں آسٹریا کا اقتدار اور اثر گھٹنے لگا تھا مگر اس کا نعم البدل یوں ہو گیا تھا کہ معاہدہ یوٹ ریخت اور اتحاد اربہ کی شرائط سے اطالیہ میں اس کے قدم جم گئے تھے۔ لیکن ۱۶۲۵ء میں خاندان ہبوربون نے سلطنت سمبلی اور ٹسکنی کی بندرگاہیں حاصل کر لی تھیں اور ساڈینا کی نو خیز سلطنت شمالی اطالیہ کے ایک حصے کی دعیدار ہو گئی تھی۔ چارلس ششم کو یہ خیال ہو چلا تھا کہ ٹرکی سے اگر جنگ ہوئی تو اس کا سکہ پھر جم جائیگا اور فتوحات سے اس کے مقبوضات میں جو اضافہ ہوگا اس سے ان نقصانات کا معاوضہ ہو جائیگا جو یورپ اور اطالیہ میں اس کے ہوئے تھے۔ پیارو وٹز کے معاہدے سے آسٹریائی حالت یہ ہو گئی تھی کہ ڈین یوب کے سوا حل پر پیش قدمی کی امید کر سکتا تھا اور پولینڈ کی جنگ جانشینی کے بعد ۱۶۲۳ء میں روس کو چارلس ششم کی سرگرم معاونت کی پوری امید تھی۔ نادر شاہ سے بھی امداد کی امید تھی کیونکہ اس نے ترکوں سے ابھی تک صلح نہ کی تھی اور ۱۶۳۵ء میں اس نے ایک روسی افسر کو یقین دلایا تھا کہ میں زارینا کے خلاف میں کسی قسم کی کارروائی نہ کروں گا۔ اس کے علاوہ خود سلطنت ٹرکی کی حدود کے اندر روس کے معاون موجود تھے۔

روس کے جاسوس پیٹر اعظم کے زمانے ہی میں بلغاریہ سردیا اور رومانیہاں پہنچ گئے تھے اور جب آنے والی جنگ کی خبریں ۱۶۳۵ء میں دور افتادہ یونانیوں اور ساکنان جبل اسود دمان ٹی نیگ رو کو بھی پہنچ گئیں تو ترکوں کی محکوم عیسائی رعایا میں حصول آزادی کا ایک عام جوش پھیل گیا۔ اسی وقت سے

روس نے سلطنتِ ترکی کی تخریب کے لیے جزیرہ نمائے بلقان کی اقوام کے جو ش
مذہبی اور قومی کوتاہ فوٹا فوٹا شغفل کرنا شروع کیا جس میں اسے بہت کچھ کامیابی
ہوئی۔

ترکی سے اعلانِ جنگ کے لیے کسی معقول بہانے کے ڈھونڈھنے میں بھی
زیادہ دقت نہ تھی کیونکہ اس جنگ کے منصوبے اسی وقت ہو چکے تھے جب
کہ اپنی سلسلہ میں تخت نشین ہوئی اور پولینڈ کی جنگ کی وجہ سے یہ جنگ ملتوی
ہو گئی تھی۔ پولینڈ کی جنگ جانشینی میں باب عالی کا طرز عمل مشتبہ تھا اور اس پر
روس متعزز بھی ہوا تھا کیونکہ باب عالی نے باوجود دوستی کے علانیہ انہماک کے
آگسٹس سوم کے مخالفین کی آلاتِ حرب سے مدد کی تھی۔ اس کے علاوہ روس کے
حکام کو اعلانِ جنگ کے لیے ایک معقول عذرِ بروقت یہ رہا کرتا کہ تاتاری قبائل
اکثر اوقات اگرین کی سرحدوں پر حملہ آور ہوتے تھے۔ مزید براں کوہ قاف کے
شمال میں دو صوبے داغستان اور قبرئاس تھے جن کے متعلق روس کے دعویٰ کا
ہنوز تصفیہ نہیں ہوا تھا اور اب بنائے نزاع قرار دیئے گئے۔ نادر شاہ سے
جو جنگ ہوئی تھی اس کے دوران میں تاتاری فوجیں کوہ قاف کے ان دونوں
صوبوں میں سے گزری تھیں اور روسی فوجوں سے ٹکڑھٹڑھٹ ہو گئی تھی۔ اس لیے
۱۸۳۵ء میں روس پولینڈ کی جنگ سے فارغ ہو کر اس تاتاری فوج کی راہ میں حائل
ہو گیا جو کوہ قاف کے صوبوں میں سے گزر کر آرمینیا جا رہی تھی اور تاتاریوں کے
ملک پر حملہ کر کے جنگ کی تیاری کرنے لگا۔

اس جنگ میں روس کا سپہ سالار میوخی تھا اور اس کے تحت میں حسبِ ذیل
افسر تھے جو مختلف ممالک کے باشندے تھے یعنی لیسسی (آئر لینڈ) لودین ڈال
(سوئڈن) ڈگس اور لینز (اسکاٹ لینڈ) برگنی (فرانس) اس پیگل
(جرمنی) آسٹریا سے بھی معاونت کے لیے نامہ و پیام شروع ہو گئے جس کا اس نے
۱۸۴۱ء میں وعدہ کیا تھا۔ روس کے مختلف الاقوام سپہ سالاروں میں مارشل میوخی
مارشل میوخی سربراہِ آوردہ ترین تھا اور اٹھارہویں صدی کے قسمت آزا
سپاہیوں کا بہترین نمونہ تھا۔ یہ شخص جرمنی میں پیدا ہوا اور یکے بعد دیگرے آسٹریا

پولینڈ اور روس کی فوجوں میں ملازمت کر چکا تھا۔ اس کے کمالات فوجی کی وجہ سے پیٹر اعظم اس کا گرویدہ ہو گیا تھا اور پولینڈ کی جنگ جانشینی کے دوران میں اس نے ڈین زگ پر قبضہ کر کے فن حرب اور سپہ سالاری میں خاص شہرت حاصل کرنی تھی۔ شجاع اور بے باک ہونے کی وجہ سے سپاہی اس دیوزا و سپہ سالار پر خدائے اور اس پر کامل اعتماد رکھتے تھے۔ اپنے کمال کا اسے اس قدر غرہ تھا کہ وہ مشکوں کو بالکل خیال میں نہ لاتا اور جس مہم میں پیٹر اعظم کو ناکامی ہوئی تھی اس میں کامیابی حاصل کرنے پر تلا ہوا تھا یعنی ڈین یوب کو عبور کر کے بلغاریوں کو اکساانے اور آزدو پر دوبارہ قبضہ کر لینے پر۔

آزدو ڈان ندی کے دہانے اور ندیوں کے ایک سلسلے کے سرے پر واقع تھا جس سے گزر کر روسیوں کو امید تھی کہ وہ بحیرہ روم تک پہنچ جائینگے۔ ۱۹۹۹ء میں پیٹر اعظم نے اس شہر پر قبضہ کر لیا تھا مگر ۱۸۱۲ء میں وہ پھر ان کے قبضہ سے نکل گیا اور ملکہ انی ایا الودنا کی عزیز ترین خواہش یہ تھی کہ یہ شہر پھر واپس مل جائے۔ ۱۸۳۵ء کے موسم سرما میں میونخ نے تمام تیاریاں کر لیں اور لسی کو آزدو کا محاصرہ کرنے کے لئے چھوڑ کر خود بلائے بے دریاں کی طرح یکا یک کر بیا (قصر) پر ٹوٹ پڑا۔ مئی میں روسی حملے کی خبریں نسطینینہ پہنچیں اور ۲۸ مئی کو اعلان جنگ کیا گیا مگر اسی روز میونخ نے پیری کوپ پر دھاوا کر دیا اور کچھ جنگ لڑی کا آغاز۔ روز کے بعد اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد وہ بے سوچے سمجھے کریمیا میں گھس گیا اور ۱۸۷۷ء میں جرجون کو شہر کو س لوہا پر قبضہ کر لیا۔ ۱۸۷۷ء میں اس نے اس کے قبل آزدو پر قبضہ کر لیا۔

تھا، لیون ٹیونے کن برن کو مستحکم کر لیا تھا اور کوبان کے جنگجو تاتاریوں کو بھی نہایت ہو چکی تھی۔ کریمیا پر حملہ کرنے سے روسیوں کو سخت نقصان پہنچا کیونکہ بیماری اور سفر کی صعوبتوں سے ان کے تیس ہزار سپاہی ضائع ہوئے اور کتب خانوں مدارس عمارات عامہ اور آثار قدیمہ کو تباہ کرنے اور ناگفتہ بہ نظام کے بعد میونخ نے بمبور ۲۵ اگست ۱۸۷۷ء کو کریمیا کا تحلیل کر دیا۔ ترکوں نے پریشان ہو کر فیوری

اور ہالینڈ اور پرنس یوہین سے امداد کی درخواست کی جو آسٹریا کی آلک کوئل کا
 صدر تھا آسٹریا نے بیچ بچاؤ کرنے کے لئے فوراً اپنی خدمات پیش کیں اور باوجود
 بونی دیل پاشا (ایک تیز فہم فرانسیسی جو سلطان ہو گیا تھا اور جس کا مختلف
 اوقات میں ترکی میں بہت کچھ اثر تھا) نے اس کی مخالفت کی مگر آسٹریا کی ناشی
 منظور کر لی گئی۔ کریسیا سے خستہ حال روسی فوج کے واپس چلے جانے اور
 نادر شاہ سے صلح ہو جانے (ستمبر ۱۷۹۸ء) سے باب عالی کی حالت امید افزا رہی
 تھی مگر سلطان کے مشیروں میں استقلال نہ تھا اور وہ آسٹریا کی ابلہ فریبیوں میں آگئے
 مگر انہیں بہت جلد معلوم ہو گیا کہ آسٹریا کی چال دراصل کیا ہے۔ ۹ جنوری ۱۷۹۹ء
 آسٹریا اور روس کا اتحاد
 ۱۷۹۹ء کے معاہدات کی توثیق ہو گئی۔ عہد نامہ حالیہ کی
 رو سے چارلس ششم نے ترکی کے خلاف جنگ میں شریک
 ہونے اور بغیر اپنے حلیف کے صلح نہ کرنے کا وعدہ کیا۔ ۱۷۹۹ء کے شروع سے
 آخر تک آسٹریا یہی ظاہر کرتا رہا کہ وہ جنگ کے ختم ہو جانے کا خواہشمند ہے
 اور ایک کانگریس مصالحت کے لئے نئی روف واقع پولش اکرین میں نومبر تک
 ہوئی مگر اس کا کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ اگر ترکوں نے آسٹریا اور روس کے پیش کردہ
 شرائط صلح کو منظور کر لیا ہوتا تو انکی سلطنت تباہ ہو گئی تھی اور قسطنطنیہ کی حفاظت
 کسی صورت سے نہ ہو سکتی۔ اسی لئے ترکوں نے شرائط مذکور پر بحث کرنے سے
 انکار کر دیا۔ لطف یہ تھا کہ ایک طرف تو صلح کی گفت و شنید ہو رہی تھی اور دوسری
 طرف جنگی کارروائیاں جاری تھیں۔ لیسے نے جولائی میں کریسیا کو تاخت و تاراج
 کر دیا۔ یونین نے اوچاکو کو محاصرہ کر کے لے لیا اور آسٹریوں نے دھوکے سے
 سردیا بوسی نیا اور والے شیا پر حملہ کر دیا۔ اس معرکہ آرائی میں ترکوں نے ایک
 نئے وزیر اعظم کے زیر قیادت اور بونے دیل پاشا کے مشورے سے فی ساپر پھر قبضہ
 کر لیا اور آسٹریوں کو بوسی نیا سے نکال دیا۔
 ترکوں کو اب معلوم ہو گیا تھا کہ انکی سلطنت کی سلامتی دشمنوں کا سختی کے
 ساتھ مقابلہ کرنے پر منحصر ہے۔ ۱۷۹۹ء کے آخر میں یونین اپنی خستہ حال فوجوں کو

واپس لیکر اکرین چلا گیا اور شکست خوردہ آسٹروی سپہ سالار سکندر روف بھی واپس ہلاکر قید کر دیا گیا۔ ترکوں کی مقاومت سے یورپ کو سخت حیرت ہوئی اور سلطنت عثمانی کی تقسیم اور تباہی کے متعلق جو پیشین گوئیاں ہو رہی تھیں غلط ثابت ہوئیں۔ ناقابل قبول شرائط صلح کو رد کر دینے سے ترکوں کا طرز عمل یکایک متغیر ہو گیا۔ انھوں نے بونے ویل کے مشورہ پر عمل کیا اور ولی نیو کی رائے بھی لی۔ ترکوں کی تمام جماعتوں میں ایک نئی روح حلول کر گئی تھی اور باب عالی نے قصد مصمم کر لیا کہ روسی جہازوں کو بحر اسود میں داخل ہونے کی ہرگز اجازت نہ دی جائے گا۔

ہنگری کو شہنشاہ کے خلاف براہیجنتہ کرنے کے لئے سلطان نے نوجوان یوسف راگوکزی کو ٹرین سل دے نیا اور ہنگری کا فرمان روا تسلیم کرایا۔ ۱۸۴۸ء میں بھی سنہ سابق کے واقعات کا قریب قریب اعادہ ہوا۔ جدید وزیر اعظم یغان محمد پاشا نے آسٹریوں پر حملہ کیا اور میڈیا واقع ہنگری کو مسخر کر لیا۔ آسٹریوں کو کوئنگز ایک کے تحت میں خفیہ کامیابی ہوئی مگر جولائی میں وزیر اعظم نے سمندریہ پر قبضہ کر لیا اور اٹھارہ روز کے محاصرہ کے بعد آڈرٹسو واپر بھی قابض ہو گیا اور دشمن کو بلغراد کی طرف بھگا دیا۔ سنہ مذکور میں ترکوں اور روسیوں میں کئی لڑائیاں ہوئیں مگر کسی فریق کو بین کامیابی نہیں ہوئی اور موسم خزاں میں میونخ بے نیل مرام اکرین کی طرف واپس ہوا۔ لسی نے پھر کریمیا پر حملہ کر دیا مگر کاخ کی تسخیر میں ناکام رہا جو جزیرہ نمائے مذکور کا ایک نہایت مستحکم مقام تھا۔

۱۸۴۸ء

۱۸۴۸ء کی موکہ آرائیوں کی ہزیمتوں سے میونخ کی ہمت مردانہ میں کوئی فرق نہ آیا اور وہ جنگ کے جاری رکھنے پر مصر تھا اور اسے پوری امید تھی کہ روس سلطنت ترکی کے خلاف میں اپنے مضبوطوں میں ضرور کامیاب ہو گا۔ اس نے اپنی کی ملاحظہ ۱۸۴۹ء کی موکہ آرائیاں میں ایک مشرقی تجویز پیش کی جس سے مقصود یہ تھا کہ یونانی ترکوں کے خلاف بغاوت کر نیچے اور روسی فتح حاصل کر کے قسطنطنیہ پر دھاوا کر دینے کے عزم کے بعد پوٹیم کن اور گتھیرین ثانی نے بھی انھیں تجویز پر عمل کیا۔ ۱۲ اگست ۱۸۴۹ء کو میونخ افواج کثیر کے ساتھ مول ڈے دیامیں داخل ہوا اور ۱۸ اگست کو ایک ترکی فوج کو خوک زم میں شکست دیکر اس نے صوبہ مذکور کے

قدیم حکمران خاندان کے ایک رکن کو مول ڈسے دیا کارئیس قرار دیا۔ مگر قبل اسکے کہ وہ سلطنت ترکی کے حصے بخرے کرنے کی تجاویز کے متعلق کوئی مزید کارروائی کرے اسے آسٹریا کے ہزیمیت اور صلح کی گفتگو کے شروع ہو جانے کا علم ہوا۔ کوئنگز ایک مسئلہ میں شکست کھانے کے بعد معزول کر دیا گیا تھا اور بجائے اس کے کاؤنٹ وائس آسٹروی افواج کا سپر سالار مقرر ہوا مگر وہ بھی اپنے دونوں پیش روؤں کی طرح ناکام ثابت ہوا۔ ۲۶ جولائی کو آسٹریا کی فوج کو کروسانی کا کی جنگ میں شکست فاش ہوئی اور اس فتح کے بعد ترکوں نے بلغراد کا محاصرہ شروع کر دیا۔

جنگ کی اس نوبت پر فرانسیسی سیفرو لی نیو کی وساطت سے صلح کی گفت و شنید شروع ہو گئی جس میں فرانس کو ایک زبردست سفارتی فتح ہوئی فرانس کو مذہب، ولی نیو کی سفارتی کارروائی اور تجارت کے متعلق جو مراعات حاصل تھیں انکی تجدید اور فرانس کی ساکھ کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے جو روس اور ترکی

کے اتحاد سے زائل ہو گیا تھا، فیوری نے ۱۸۲۸ء میں ولی نیو کو قسطنطنیہ روانہ کیا۔ روس اور ترکی کے جنگ کے آغاز اور میونخ اور لیسبی کی پیہم فتوحات سے ساحل بحیرہ روم میں یورپ کے مفاد معرض خطر میں پڑ گئے تھے۔ زارینا اپنی نے علانیہ اپنی اس خواہش کا اظہار کر دیا تھا کہ روسی تجارتی اور جنگی جہازوں کو بحیرہ اسود میں سے گزر کر بحیرہ روم میں جانے کا حق مل جائے۔ اس سے فرانسیسیوں کو اندیشہ ہو گیا اور ولی نیو کو ہدایت کی گئی کہ مطالبات مذکور کی پوری طور سے مخالفت کرے۔

وائس کے ارباب حل عقد کی آنکھوں پر بھی پردہ پڑ گیا تھا اور ان کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ سلطنت ترکی میں روسیوں کے اثر کے قائم ہو جانے سے مشرق میں آسٹریا کی اغراض کو سخت نقصان پہونچے گا۔ مگر جولائی ۱۸۲۸ء تک ترکوں نے فرانس سے بیچ بچاؤ کرنے کی درخواست نہ کی جب کہ نمیرون کی کانگریس میں روس اور آسٹریا نے ناقابل قبول شرائط پیش کیں۔ شوولین کے معزول ہو جانے کے باوجود فرانس کی حکومت نے پرزور کارروائی کی اور ثالث بننے پر آمادہ ہو گئی۔ گوجسب سابق اس کی بھی نیت تھی کہ ترکوں کو بحر اسود میں روسی جہاز رانی کی مخالفت پر مہر رکھے۔

۱۳۱ء کے آخر میں ترک آسٹریا کو مغلوب کر کے نشہ فتح یابی سے مخمور ہو رہے تھے۔ ولی نیووکا فرض یہ تھا کہ انھیں جادہ اعتدال سے منحرف نہ ہونے دے اور صلح کر لینے پر آمادہ کرے مگر وزیر اعظم کو خیال تھا کہ اس کی شہرت کا مدار جنگ کے جاری رہنے پر ہے اور بونے وال کا بھی یہی خیال تھا اور وہ اس فکر میں تھا کہ مینگری کو آسٹریا کے خلاف میں براہیگختہ کرے اور شہنشاہ کو خود اس کی رعایا کے ذریعہ سے شکست دے مگر وزیر اعظم اور بونے وال کے درمیان نا جاتی ہو گئی تھی اور وزیر اعظم ولی نیووکا کی طرف زیادہ متغیت ہو گیا تھا۔ وینا کے دیوار کی بھی عین خواہش تھی کہ جنگ کسی صورت سے ختم ہو جائے فلیوری کو آسٹریا سے کوئی عناد نہ تھا اور وہ فرانس اور آسٹریا کی اغراض کو ایک دوسرے سے متغائر خیال نہ کرتا تھا۔ چارلس ششم صلح کا خواہاں تھا کیونکہ اسے روپیہ کی سخت احتیاج تھی اور یہ فکر تھی کہ اس کا مجوزہ انتظام جانشینی تسلیم کر لیا جائے۔ ترکوں کی بے نظیر مقاومت سے بھی وہ پریشان ہو گیا تھا۔ ۱۳۱۷ء کی سرکہ آرائیوں سے گفت و شنید کا سلسلہ بالکل منقطع ہو گیا تھا اور اس سال کے اختتام پر مصالحت کی کوئی امید باقی نہ تھی کیونکہ اگر آسٹریا مصالحت کرنا بھی چاہتا تو روس جنگ کے جاری رکھنے پر اصرار کرتا اور ترک اگر زارینا کو صلح کرنے پر مجبور نہ کر سکتے تو ممکن تھا کہ وہ روس کی پیش کردہ شرائط کو منظور کر لیتے۔ مگر جو مدعا عثمانیوں کو اپنی شمشیر سے حاصل نہ ہوا وہ فرانس کی سفارتی جاوں سے حاصل ہو گیا کیونکہ گو ترکوں کی کامیابیوں سے روسی متاثر نہ ہوئے تھے مگر اہل سوئیڈن سے کام لیکر فرانس روس کو مرعوب کر سکتا تھا۔ سوئیڈن اور روس کے درمیان میں کوئی صحرا واقع نہ تھا۔ اہل سوئیڈن کا فن لینڈ پر قبضہ تھا جہاں سے سینٹ پیٹرس برگ صرف چند منزلوں پر تھا اور سوئیڈن کے لیے پولینڈ اور ٹرکی کا حشر خاص اہمیت رکھتا تھا۔

۱۳۱۷ء کے انقلاب اور رنس ٹاؤ کے صلح نامے کے بعد سے سوئیڈن قریب قریب طوائف الملوکی کی حالت میں تھا اور اس ابتری کا باعث اس کا دستور سیاسی تھا۔ سوئیڈن کی سیاسی یہ دستور بظاہر حریت پسندی اور حکومت شاہی کی مخالفت پر مبنی تھا مگر درحقیقت امر کی حکومت کا مودید تھا۔ جملا اقتدارات

اصولاً نہ تو بادشاہ نہ سینٹ کے ہاتھوں میں تھے بلکہ ڈائٹ کے سپرد تھے جس میں چار جماعتیں تھیں؛ امرا، پادری، شہری، کسان۔ ہر جماعت (Estate) کی نشست الگ تھی اور ہر شاخے بھی علیحدہ ہوتے جس کی وجہ سے وضع قوانین کے کام میں سخت وقت واقع ہوتی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سویڈن کی حکومت نے عوامیت سے منحرف ہو کر رفتہ رفتہ ایک عددیہ (Oligarchy) کی صورت اختیار کر لی۔ ڈائٹ کا اجلاس جب منعقد ہوتا تو تمام اعلیٰ عالمانہ، عدالتی اور وضع قوانین کے اقتدارات ایک خفیہ کمیٹی کے تفویض کئے جاتے جو اس امر پر یکپس پادریوں اور یکپس شہریوں پر مشتمل ہوتی۔ ڈائٹ کے منتشر ہونے کے بعد اور اجلاسوں کے درمیان کے وقفوں میں عالمانہ اقتدارات سینٹ عمل میں لاتی تھیں جو خود مجلس عامہ کی دست نگر تھیں۔ مگر شروع شروع میں سنٹ کے دستور کے نقصان رساں نتائج ظاہر نہیں ہوئے کیونکہ جماعت امرا کا سرغنہ وزیر اعظم کا ونٹ آروڈ ہارن، جس نے سپہگرمی اور تدبیر مملکت میں شہرت حاصل کی تھی فراست کے ساتھ حکومت کرتا رہا۔ بیس سال تک اس کی حکومت سے ملک میں امن و امان رہا اور اس کی سابقہ حالت عود کرنے لگی تھی۔ فرانس سے تعلقات قائم رکھنے سے وہ قصداً بازار ہاروس سے اس نے کوئی نزاع نہ ہونے دی اور انگلستان سے بھی دوستانہ تعلقات تھے۔ مگر رفتہ رفتہ اس کا بھی وہی حشر ہوا جو دال پول اور فیوری کا ہوا تھا یعنی اس کی مخالفت پر ایک جماعت آمادہ ہو گئی جسے اس سے حسد تھا اور جو زوردار خارجی طرز عمل کے اختیار کرنے پر مصر تھی۔ مخالفین کا سرغنہ کا ونٹ گلن بورگ ایک نئے خاندان کا کارکن تھا اور اس کے مویدوں میں کا ونٹ ٹے بن اور نئی پود کے دوسرے افراد تھے۔ سیل ایل کی طرح گلن بورگ بھی خود پسند اور جنگ و جدال کا موید تھا۔ اس کا بھی مقصد مصمم تھا کہ حکومت وقت کے ممتاز طرز عمل کو تہ و بالا کر کے سویڈن کو ایک باہمت طرز عمل اختیار کرنے پر مائل کرے جس سے اس کی سابقہ عظمت عود کر آئے۔ گلن بورگ اور اس کے پیروں نے ہارن کی امن پسندی کے خلاف میں شور مچانا شروع کیا اور اعلان کر دیا کہ نس ٹاڈ کے ذلیل کن معاہدے کو بالکل مٹا دینا چاہئے۔ فرانس

استحاد پیدا کرنے کی بھی یہ جماعت موید تھی۔ ان لوگوں نے اپنے مخالفوں کو ”چھوٹی ٹوپوں“ کا لقب دیا اور اپنے آپکو بڑی ٹوپیاں کہنے لگے اور گلن پورگ کی سرکردگی میں فرانس کے روپیہ کے برے پرستار کے ڈاٹ میں ہارن اور اس کے معاونوں کی مخالفت کیلئے خم ٹھوک کر کھڑے ہو گئے۔

یہ ڈاٹ سویڈن کی تاریخ میں ایک حد فاصل ہے۔ اس وقت روس اور ترکی کی جنگ خوب زوروں پر تھی۔ روس کی کامیابیوں کی وجہ سے فرانس کو اندیشہ تھا کہ اس کا اثر بڑھ جائے گا اس لئے فرانس کو یہ فکر تھی کہ زارینا کو ۱۸۳۸ء کا ڈاٹ اور صلح کر لینے پر آمادہ کر لے۔ اہل سویڈن کے باہمی نزاعوں فرانسیسی اتحاد۔ اور مناقشوں سے فرانس کو وہ موقعہ مل گیا جس کا وہ منظر تھا اور چند ہی مہینوں میں اسٹاک ہولم میں اس کا اس قدر اثر ہو گیا

کہ روس سویڈن کے حملے کے خوف سے ترکی سے صلح کر لینے پر آمادہ ہو گیا یعنی فرانس نے سفارتی چالوں سے اس کام کو کر لیا جس کو سر کرنے سے عثمانیوں کی شمشیر معذورتھی۔ واقعہ یہ تھا کہ سویڈن کے امر اعریب تھے اور وہاں رشوت اور بے عزتوں کا زور تھا اور بیان کیا جاتا تھا کہ ہر شخص کے ایمان کی قیمت مقرر تھی ڈاٹ کے ۷۰۰ اراکین میں سے صرف ۱۰۰ اراکین نے رشوت لینے سے انکار کر دیا۔ سویڈن کی حکومت کی اس کمزوری سے مالک غیر کے وزیر اے خارجیہ بہت جلد واقف ہو گئے اور ۱۸۳۸ء میں فرانس نے ڈاٹ کے اراکین کی تعداد غالب کے ووٹ (دراٹیں) خرید لئے جس کی وجہ سے وزارت میں انقلاب ہو گیا اور کاؤنٹ گلن پورگ صدارت پر فائز ہوا۔ اس خلاف ضابطہ انقلاب کا بانی فرانسیسی سفیر سائین سے وے رین (Saint Severin) تھا جس نے ڈاٹ کے اراکین کو رشوت دینے کے نازک کام میں مدد بھی نہر منڈا سے کام لیا۔ اس نے کاؤنٹ ٹے سن کو ڈاٹ کا مارشل منتخب کرا دیا جس کے ذریعے میں خفیہ کمیٹی کی صدارت بھی شامل تھی۔ کسانوں کی جماعت کے سرغنہ کو ہموار کر لینے اور چھوٹی ٹوپوں کو خفیہ کمیٹی سے خارج کر دینے میں بھی اسے

کامیابی ہوئی اور اکتوبر ۱۹۳۸ء میں فرانس سے ایک معاہدے پر دستخط ہو گئے۔ اس معاہدے کے تحت فرانس نے سوئیڈن کو اپنی بحری اور بری فوج کی اصلاح کے لئے تین لاکھ کراؤن سالانہ دینے کا وعدہ اس شرط پر کیا کہ سوئیڈن کی خارجی حکمت عملی کی باگ فرانس کے ہاتھ میں رہے۔ اس معاہدے سے سوئیڈن فرانس سے وابستہ ہو گیا اور روس اور انگلستان کا اثر زائل ہو گیا۔ ہارن کے معزول ہو جانے کے بعد مکن بورگ وزیر اعظم ہوئے سن پیرس میں سفیر مقرر ہوا اور بڑی ٹوپوں کا زور ہو گیا۔ فرانس میں جنگ پسند جماعت کی یہ رائے تھی کہ اہل سوئیڈن کو فوراً سینٹ پیٹرس برگ پر حملہ کرنے پر آمادہ کیا جائے اور سوئیڈن میں بڑی ٹوپوں کے ساتھ باہر حکومت تھے فلسطینہ کو ایک سفارت سوئیڈن اور ترکی میں اتحاد قائم کرنے کے لئے روانہ کی گئی۔

۱۹۳۹ء کے ادائیں میں روس کی حکومت کو سوئیڈن کی طرف سے سخت اندیشہ ہو گیا تھا۔ سوئیڈن کی فوج کا ایک افسر بھرمیل کامینیک لیر قسطنطنیہ سے سوئیڈن واپس جا رہا تھا اسے بی رین نے قتل کر دیا۔ یہ قتل انھیں اندیشوں کا نتیجہ تھا اور اس سے برا فروختہ ہو کر سوئیڈن نے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں اور روس کے خلاف اس ملک میں مظاہرے ہونے لگے۔ روس اور آسٹریا کو اب یہ فکر ہوئی کہ سوئیڈن کے میدان جنگ میں آنے سے قبل ٹرکی کو مصالحت پر مجبور کریں اس لئے انھوں نے باب عالی کے خلاف میں تیسری سوکر آرائی شروع کر دی اور اس کا ساتھ چھوڑا کی۔ لیکن گوئیوئخ کو اپنی جبارت آمیز تجاویز میں ایک گونہ کلیلیا ہوئی مگر آسٹریوں کو ہزیمت ہوئی۔ اسی اثناء میں ٹرکی کا

وزیر اعظم معزول ہو گیا اور اس کی جگہ پر الویا ز محمد مامور ہوا جس کے مزاج میں اس قدر ضد نہ تھی۔ مصالحت کی اب کچھ کچھ امید ہو چلی تھی کیونکہ آسٹریوں کو کریمیا میں ہزیمت ہوئی تھی اور ترک بفراد کی تسخیر میں ناکام رہے تھے، اسلئے دونوں فریق صلح کے خواہاں تھے۔ چارلس ششم بھی اب زارینا سے صلح ہو جانے پر تیار ہو گیا تھا۔ ولی نیووسے تاتاری کی درخواست کی گئی اور لویل نامہ و پیام کے بندہ بالآخر یکم ستمبر کو باب عالی اور آسٹریا کے درمیان بفراد کا صلح نامہ مرتب ہوا۔

ٹرکی سے مصالحت اور ارسٹا دورے چانی یا ختن میں میونخ کی شاندار فتح
 ان دونوں واقعات کی اطلاعیں وائسٹا میں وقت واحد میں پہونچیں جس سے چارلس ششم
 کو سخت افسوس ہوا کہ اس نے ترکوں سے اس قدر دیکر صلح کیوں کی۔ اب دلی نیود
 کو اپنا دوسرا فرض انجام دینا تھا یعنی فتح مندروسیوں کو مصالحت پر آمادہ کرنا۔ اس میں
 صلح نامہ بلغراد ستمبر ۱۸۱۲ء کا پیسباہی کی نظر ہر کوئی اسید نہ تھی مگر خلاف اسید چند واقعات
 ایسے جمع ہو گئے جن سے اسے مدد ملی یعنی ختم سال پر اہل سویڈن
 نے روس پر حملہ کرنے کا حکم قصد کر لیا تھا اور خود روس میں ڈول گروڈ کی اور گوٹن سن
 خانانوں کے اراکین کی سرکردگی میں اپنی کو موزول کرنے کی سازش ہو رہی تھی۔ آسٹریا
 نے علیحدہ مصالحت کرنی تھی جس سے روسیوں کو سخت مایوسی ہوئی اور زارینا نے
 جب دیکھا کہ اس کے حلیف (آسٹریا) نے اس سے بے وفائی کی اور وہ یورپ
 میں اب بے یار و مددگار ہے اور سویڈن بھی اس کے ٹک پر حملہ کرنے کی تاک میں
 ہے تو اس نے ۱۸ ستمبر کو دلی نیود کی ثالثی اور اس کی پیش کردہ شرائط کو منظور کر لیا
 چارلس ششم نے جس معاہدہ پر دستخط کئے اس کی رو سے آسٹریا نے بلغراد
 اور سوڈا اور سرویا اور بوسنیا کے جو حصے اس نے ۱۸۱۱ء میں لے لیے تھے
 سب ترکی کو واپس کر دیئے اور ڈین یوپ اور سیونڈیاں دونوں سلطنتوں کی
 درمیان میں حد فاصل قرار دی گئیں۔ ڈین یوپ کے شمال میں آسٹریا کو بے لے شیا
 سے دست کش ہونا پڑا مگر تینس وُر کے بانات (ضلع) پر اس کا قبضہ قائم رہا۔
 مشرق کی طرف آسٹریا کی پیش قدمی کی تاریخ میں بلغراد کا معاہدہ ایک ایسا واقعہ
 ہے جس سے اس حکمت عملی کو سخت نقصان پہونچا جس کا یو جین موید تھا۔
 روس اور ترکی کے درمیان جو معاہدہ ہوا اس کی وجہ سے روس کو نہ یادہ
 نفع نہیں ہوا۔ آزدو اس کے سپرد کیا گیا مگر اس شرط پر کہ قلعے اور فیصلیں سہار کر دی
 جائیں اور روسی فوجیں کری میا مال ڈے ویا کرو سائی کا اوچاکو وکن برن سے
 مراجعت کریں۔ البتہ یوگ اورنی پردونوں ندیوں کے درمیان کا علاقہ اسے
 دیدیا گیا مگر اس کے جہازوں کو بحیرہ اسود میں داخل ہونے کی اجازت نہ ملی سکی۔
 ترکی اور روس کے مابین صلح ہو جانے سے سویڈن کی حالت حد درجہ نازک

ہو گئی کیونکہ اس کی حکومت نے ترکی کی معاونت پر اپنا دار مدار رکھا تھا اور اب
مابوس شدہ روسی اس سے بدلہ لینے کو تیار تھے۔ روسیوں کے حملے سے سوئیڈن
فرانسیسی سفارتی کارروائیوں کو بچانے کے لئے دلی نیود کو اپنی لیاقت اور جفاکشی سے
کی کامیابی۔ پوری طور سے کام لینا پڑا اور اپنی خداداد فراست کی وجہ سے

اسے اس جہم میں بھی کامیابی ہوئی۔ ۱۷۱۳ء جولائی ۱۸ء کو ترکی
اور سوئیڈن کے درمیان ایک معاہدے پر دستخط ہو گئے جس سے سوئیڈن کی
جان بچ گئی آسٹریا اور ترکی کے مابین بلخراہ میں معاہدہ ہونے سے روس قسطنطنیہ
کی طرف پیش قدمی کرنے سے روک دیا گیا اور سوئیڈن اور ترکی کے معاہدے سے
روس سوئیڈن سے بدلہ لینے سے باز رہا۔ بلخراہ کا معاہدہ ۱۷۱۳ء اٹھارہویں صدی
میں فرانسیسی سفارت کا سب سے زیادہ شاندار کارنامہ ہے اور اس سے لائی
پانزدہم کا اثر بہت کچھ بڑھ گیا۔ فرانس نے اپنے قدیم حلیف ترکی کی سلامتی
کے لئے کسی یلغے کی تھی اور ترکی نے بھی اس جنگ میں اپنی قوت اور توانائی
کا غیر مترقبہ ثبوت دیا تھا جس کے صلے میں اسے سی سالہ امن و امان نصیب
ہوا۔ فرانس کا اس پر جو احسان تھا اس کے صلے میں ترکی کی حکومت نے
ازروے معاہدہ ۱۷۱۸ء میں شکستہ کو ان خاص تجارتی و مذہبی مراعات کی جو
فرانسیسیوں کو مشرق میں حاصل تھیں تجدید و توثیق کی اور اس طور پر وہ مفاد
حاصل ہو گئے جن کے لئے دلی نیود قسطنطنیہ ۱۷۱۸ء میں آیا تھا قسطنطنیہ
میں فرانس کے اثر کے بڑھنے سے روس اور آسٹریا کا رسوخ بہت کم ہو گیا
اور فرانس کو اس کی کامیاب سفارتی کارروائیوں سے ایک مزید نفع ہوا یعنی
آسٹریا اور روس کا گہرا اتحاد ٹوٹ گیا آسٹریا کو یہ شکایت تھی کہ روس نے اس سے
بیوفائی کی اور روس کو آسٹریا کے علاوہ صلح کر لینے سے قلق تھا۔ دونوں شہنشاہی
دربار بظاہر تو اپنے اتحاد پر قائم رہے مگر ان میں سے ہر ایک فرانس سے معاہدہ
کرنے کی فکر میں تھا۔ چوٹ اور برگ کی جانشینی کے متعلق فرانس اور آسٹریا کے
درمیان ایک خفیہ معاہدہ جنوری ۱۷۱۹ء میں ہو چکا تھا اور فیوری اور بارٹین میں
کے درمیان نامہ و پیام کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا جسکی وجہ سے آسٹریا اور

فرانس میں مصالحت ہو گئی ہوتی جیسا کہ بالا خبر ۱۹۵۷ء میں ورسائز کے معاہدے سے
 ہوا مگر چار سوشلزم نے سال مابعد میں انتقال کیا اور یہ معاملات یونہی رہ گئے۔
 روس میں بھی فرانسیسی اثرات غالب آ رہے تھے۔ مینوئخ جو گزشتہ جنگ کلسورام تھا
 ہمیشہ سے فرانسیسی اتحاد کا موید تھا اور اس کی سرکردگی میں سینٹ پیٹرس برگ میں
 ایک جماعت فرانس کی حمایت پر قائم ہو گئی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پیرس کانفرنس
 روس کی طرف سے سیفر ہو کر پیرس میں آیا اور لاشے تار دسی فرانس کی طرف سے
 روس بھیجا گیا۔ فلیوری کو اس طور پر یورپ کے سیاسی معاملات میں ثالث بالخیر نیکر
 غیر مترقبہ کامیابی ہوئی اور ۱۹۵۷ء میں یورپ میں اس کی ایک خاص اہمیت ہو گئی
 جو انقلاب فرانسیسی کی لڑائیوں کے زمانے تک اسے پھر حاصل نہ ہوئی۔

باب ششم

پریشیا اور آسٹریا کی جنگ جانشینی

۱۸۷۱ء تا ۱۸۷۹ء

فریڈرک اعظم کی تخت نشینی۔ فریڈرک ولیم اول کی اصلاحیں۔ فریڈرک ولیم اول کی خارجی حکمت عملی۔ سالز برگ کے پرائس ٹنٹے فریڈرک اعظم کا زائدہ فوجانی۔ آسٹریا اور پریشیا کی رقابت۔ فریڈرک اعظم کے خصائل۔ فریڈرک اعظم اور لوئی چہارم۔ چارلس ششم کا انتقال۔ نیکلے جرنی کی تاریخ میں ایک حد فاصل ہے۔ نیکلے سے سلاویہ تک امریکا ہندوستان اور جزائر غیب الہند کے حالات۔ سائیے شیا پر حملہ کرنے کے وقتی اسباب۔ میریا تھیری سا اور اس کے وزیر۔ فلیوری کا طرز عمل۔ فریڈرک اعظم کی نیکلے کا رروائی۔ سائیے شیا پر حملہ۔ جنگ مول وٹنبرگ اور اس کے نتائج۔ فلیوری کی حکمت عملی۔ فرانسیسی پریشیا کے حلیف عکبر جرنی پر حملہ کرتے ہیں۔ روس میں انقلاب اور ایلی نابیتھ کی تخت نشینی۔ میریا تھیری سا ہنگری میں۔ صلح نامہ کلین شنی لین ڈارف۔ چارلس البرٹ کا انتخاب تخت شہنشاہی کے لیے۔ فریڈرک کا حملہ مورے دیا پر۔ کارٹے ریٹ کی خارجی حکمت عملی۔ روس میں فرانسیسیوں کی ناکامی۔ صلح نامہ آلبویریس لاکی ابتدائی صلح اور برلن کا معاہدہ ۱۸۷۱ء

فریڈرک اعظم ۲۴ جنوری ۱۷۵۸ء کو پیدا ہوا اور ۲۷ سال کی عمر میں ۱۳ مئی ۱۷۵۸ء کو اپنے باپ فریڈرک ولیم اول کے جگہ پر پرشیا کا بادشاہ ہوا۔ اس کے فریڈرک اعظم کی تخت نشینی انصاف و انصاف سے لوگ اس وقت بہت کم واقف تھے۔ اپنے باپ کی مطلق العنان و حشیانہ عہد حکومت میں فریڈرک مجبوراً

ادبیات اور موسیقی کی تحصیل میں اپنا وقت صرف کرتا رہا اور علما کی صحبت میں اسے ہمیشہ لطف آتا تھا۔ تخت نشین ہونے پر اس نے جو اصلاحیں کیں وہ اس کی حریت پسندی پر دلالت کرتی ہیں۔ اخبارات کو اس نے آزادی عطا کی مضمونوں کی ایذا دہی کے طریقے کو موقوف کر دیا۔ مذہبی رواداری کو جاری کیا اور لوٹس ڈیم کاڑھ کی رجسٹر کو تخفیف کر دیا۔ بعض قحط زدہ اضلاع میں اس نے غلہ کم قیمت پر تقسیم کر دیا۔ انتظام کیا۔ شاہ کے موسم خزاں میں اس نے اپنی کتاب (Anti Machiavel)

گم نام طریقہ پر شائع کی۔ چند ہی مہینوں کے بعد لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ فریڈرک کارکردگی کی اہلیت رکھتا ہے سیاسی اور فوجی معاملات میں اسے گہری دلچسپی ہے اور اس کی خواہش ہے کہ جملہ امور مملکت کا انصرام اپنی ذات سے متعلق کرے۔ اس کے باپ کا طرز عمل بھی اسی قسم کا تھا مگر فریڈرک اس سے بھی اس معاملے میں بڑھ گیا۔ فریڈرک ولیم اول نے نہایت زوردار طریقے سے حکومت کی تھی اور فریڈرک اعظم کا بھی منشا تھا کہ اس کی حکومت بھی اسی قدر قوی ہو جیسے کہ اس کے باپ کی۔ نظام حکومت میں کسی قسم کا تغیر نہ ہوا جو پرشیا کے لئے بیکار فریڈرک ولیم اول کی اصلاحیں موزوں تھیں۔ فریڈرک ولیم اول بہت سی ضروری اصلاحیں عمل میں لایا تھا جس سے اس کی کارکردگی مستقل مزاجی اور

ملک کی ضروریات کے احساس کا ثبوت ہوتا ہے۔ فریڈرک نے فریڈرک نے پرشیا کے نظام حکومت کی اعلیٰ ترین مجلس پر یوی کو نسل تھی جس کی تنظیم جو آگم فریڈرک نے از سر نو کی تھی۔ ایک طرف اعظم نے اس کو نسل کی مزید اصلاح کر کے اسے ایک قومی مجلس شوریٰ کر دیا جس کے اراکین مختلف اضلاع کے حکام تھے۔ فریڈرک ولیم اول کے عہد حکومت میں پر یوی کو نسل کی اہمیت اور وقار میں کوئی فرق نہ آیا مگر تجزیہ سے معلوم ہوا کہ بوجہ کثرت الکین انجمنستان کی پر یوی کو نسل لے فریڈرک کے باپ نے اس رجسٹر کی تخفیف کے متعلق اسے مشورہ دیا تھا۔

کی طرح یہ بھی اپنے جدید فرائض کو کما حقہ انجام نہیں دے سکتی اور ایک چھوٹی سی مجلس جو انگلستان کے کابینہ (Cabinet) کے ماثل تھی اس کے اراکین سے بنالیگئی اور اسی کے اراکین جن کا بادشاہ سے راست تعلق تھا، مالیہ امور خارجی جنگ اور عدالت کے سرشتوں کی نگرانی کرتے تھے۔ ان سرشتوں میں سے سرشت ہائے مالیہ و عدالت کی ماتحت مجالس تمام ملک میں تھیں۔ وزیر مالیہ کے تحت میں نظامت مالیہ و جنگ و اٹاک شاہی تھی جو اسلئے میں نظامت ہائے جنگ و مالیہ کے امتزاج سے وجود میں آئی تھی اس سے قبل یہ دونوں نظامتیں علیحدہ تھیں اور ہر ایک کے حسابات عہدہ دار اور مدخل علیحدہ تھے یہ نظامت عامہ بہت جلد سلطنت کا اہم ترین سرشتہ ہو گیا بادشاہ اس کا صدر تھا اور پانچ وزیروں کے علاوہ اس میں اور بھی اراکین تھے اسکی ہر شاخ کی خاص فرائض اور ذمہ داریاں تھیں اور اجرائے کار کے لیے مفصل دستور العمل تھا۔ نظامت مذکور کے وجود سے پرشیا کے نظام حکومت کی پیچیدگی جاتی رہی اور اس کی اصلاح ہو گئی وہی مجلس کے تحت میں صوبجات کی مجالس جنگ و اٹاک تھیں اور مجالس صوبہ کے تحت میں اضلاع اور شہروں کی انتظامی مجالس تھیں۔ اضلاع اور شہروں کے افسران اعلیٰ کی حیثیت شاہی افسروں کی تھی اور شہروں کی مجلسوں کو حقیقی معنوں میں آزادی حاصل نہ تھی۔ سلطنت کے ہر گوشے میں بادشاہ کا اقتدار عیاں تھا بہانہ کہ عدالتی معاملات بھی اسی کے زیر اقتدار تھے۔ اضلاع اور شہروں کی عدالتیں صوبجات کی عدالتوں کے تحت میں تھیں اور صوبوں کی عدالتوں کے فیصلوں کا مرنہ پر یونی کونسل کے سرشتہ عدالتی میں ہوتا اور

صفحہ ۳۲

فریڈرک ولیم انتہائی کاوش سے ایک ایسا نظام حکومت وجود میں لایا تھا جو پرشیا کے لئے مخصوص تھا اور جس کا دار و مدار ایک فرد واحد کی قوت ارادی اور فراست پر تھا۔ اٹھارھویں صدی کی خود مختار حکومتوں میں پرشیا کا یہ نظام حکومت سب سے زیادہ کامیاب اور قابلِ تحسنان تھا۔ پرشیا کا جغرافیائی موقع ایسا تھا کہ ایک زبردست فوج رکھنا اس پر لازمی تھا اور اس کی حکومت پر رفتہ رفتہ فوجی رنگ غالب آ گیا۔ ایکسٹیم کے زمانے سے ایک زبردست مرکزی حکومت رفتہ رفتہ وجود میں آ گئی تھی جس کی بنا فوجی قوت پرستی اور دشمن فریڈرک ولیم اول نے ایک ایسی فوج تیار کر دی

تھی جس کے کارنامے یورپ کی تاریخ میں مندرج ہیں ۱۷۱۸ء-۱۷۲۱ء کی شمالی جنگ سے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ پرشیا کے لئے ایک زبردست فوج کی ضرورت ہو جو اسے ہر قسم کے حملوں سے محفوظ رکھ سکے۔ اسی لئے اس نے ایک قابل تعریف فوج تیار کی اور اس کی موت سے قبل پرشیا کی فوج کی تعداد اسی ہزار تھی حالانکہ انگلستان کی مستقل فوج صرف ۷ ہزار تھی۔ اس جرار فوج کے روز افزوں اخراجات کا بار قوم پر پڑتا تھا اور اسی فوج کے وجود کی وجہ سے پرشیا کے بادشاہوں کو مطلق العنان حکومت قائم کرنے میں کامیابی ہوئی سلطنت کی آمدنی کا حصہ کثیر فوج کی تنخواہوں میں صرف ہوتا۔ فریڈرک اعظم جب تخت نشین ہوا تو اسے نہ صرف ایک قواعد داں فوج ورثے میں ملی بلکہ ۲۶ ملین کانزائز بھی ملا۔ فریڈرک ولیم اول ایک جدید طرز حکومت اور ایک قابل ستائش فوج کا بانی تھا۔ نیولین کی حکومت کی طرح اس حکومت کی بنیاد فوج تھی اور فوج ہی کے ذریعے سے حکومت کو لامتناہی اقتدار حاصل تھا۔

صفحہ ۱۳۲

فریڈرک ولیم نے ایک باکار نظام حکومت قائم کیا جو اس زمانہ میں پرشیا کیلئے حد درجہ موزوں تھا جو نظام حکومت اس کے زمانہ میں موجود تھا اس میں اس نے آہستہ آہستہ اور نہایت احتیاط اور جانفشانی کے ساتھ انتظامی اصلاحیں کیں جن کی وجہ سے پرشیا اس قابل ہو گیا کہ اپنی زخارفوج کے مصارف کو برداشت کر سکے اور یورپ کی سلطنتوں کی متفقہ کوششوں کا مقابلہ کر سکے فریڈرک ولیم نے اپنے ورثے میں اپنے بیٹے کے لئے نہ صرف یورپ کی سب سے زیادہ مطلق العنان حکومت چھوڑی تھی بلکہ خارجی حکمت عملی کی وہ روایات بھی جن پر عمل کرنے سے پرشیا کا شمار یورپ کی فریڈرک ولیم کی خارجی حکمت عملی سربراہ اور وہ سلطنتوں میں ہونے لگتا۔ خارجی حکمت عملی اور

سفارتی کاروائیوں سے وہ بہت کم واقف تھا اور وہیں ٹرڈمین کے معاہدے اور پولینڈ کی جنگ جانشینی سے پرشیا کو یورپ میں کوئی خاص اعزاز نہیں حاصل ہوا تھا مگر چارلس دوازدهم کے انتقال کے بعد سوڈن سے چند بیش بہا تہذیبی اشیاء مل گئے اور برگ کی جانشینی اور راوین سٹین کی ریاست کے حصول کے لئے بھی اس نے سعی بلیغ کی تھسٹریا اور ہیٹنور پرشیا کی ترقی کن سلطنت کو حسد کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ہر موقع پر اس کی مخالفت کرتے اور اس کی راہ میں رکاوٹیں ڈالتے

کیونکہ ہینودور کو اب تک شہنشاہت کے صوبجات میں امتیاز حاصل کرنے کی آرزو تھی۔ مگر باوجود ان مواقع کے فریڈرک ولیم تادم مرگ ایک زبردست جرن محب قوم تھا۔ انتقال سے کچھ قبل اس نے محسوس کیا کہ یورپ کے مجاس شورلے میں اس کا زیادہ اثر نہیں اور یہ کہ چارلس ششم نے اسے برگ کے معاملے میں چرکا دیا تھا۔ فریڈرک ولیم کو سفارتی کارروائیوں میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی مگر مختلف تدابیر سے اس نے پریشیا کی حالت ایسی کر دی تھی کہ وہ رفتہ رفتہ اپنے اثر کو محسوس کر سکتا تھا۔ اسکی فوج کا یورپ کی بہترین فوجوں میں شمار تھا اور پریشیا میں اس نے مختلف قوموں کے مستمرین کو بسایا تھا۔ یٹلٹھ میں سالز برگ کے اسقف اعظم فرین کے مظلوم سے ہزار ہا پرائس ٹنٹ اس ریاست سے ترک وطن کرنے پر مجبور ہوئے۔ سالز برگ کے لیوٹرن لوگوں کے ساتھ اس نے شروع ہی سے بھدروی ٹٹا ہر کی تھی۔ ان مظلوموں سالز برگ کے پرائس ٹنٹ کی آہ وزاری کی طرف شہنشاہی ڈائنٹ نے اپنی معمولی سنگدلی کی وجہ سے کبھی توجہ نہیں کی۔ فریڈرک کی دھمکیوں اور کوششوں سے بعض کاٹولیک رئیس بھی چونک اٹھے اور اسقف اعظم نے بھی اپنے طرز عمل کو مجبوراً کچھ بدل دیا مگر اس اثناء میں سالز برگ کے پندرہ ہزار باشندے پریشیا میں چلے آئے جنہیں اس دوران دیش بادشاہ نے پریشیا کی سابق ڈچی (پریوسین) کے شہروں اور اضلاع میں آباد کر دیا۔ جرمنی کے شاعر گئی نے اہل سالز برگ کے ترک وطن کا ذکر اپنی نظم ”ہرن ڈوڑو تھیا“ میں کیا ہے جس سے اسے بقاے دوام حاصل ہو گیا ہے۔ غنتی کفایت شعار اور ہوشیار کاشنکاروں اور اہل حرفہ کو پریشیا میں بسا کر اسے از سر نو آباد کرنا فریڈرک ولیم کے عظیم الشان کارناموں میں ہے۔ اسی وجہ سے موجودہ سلطنت جرمنی بہت کچھ اسکی مرہون منت ہے۔ الیکٹر اعظم نے بھی اسی طور پر فرقہ ہیوگوئی نو کے افراد کا خیر مقدم کیا تھا۔

پریشیا کے اس اصطلح اعظم (فریڈرک ولیم) کے خاندانی تعلقات خوشگوار نہ تھے۔ اسکی ملکہ سو فیادور دتھیا تھی جس سے چودہ بچے ہوئے جن میں سے دس سن بوع کو ہوئے فریڈرک اعظم کا زمانہ سب میں بڑی دلہی ہی نا تھی جس کی سوانح عمری سے فریڈرک اعظم نوجوانی پر کے لڑکپن کے حالات بہت کچھ معلوم ہوتے ہیں۔ اس کی شادی

مارکوس ہیرتھ سے ہوئی تھی۔ چاہنیں اور تھیں یعنی لوئی ساہو مارکوس اس پانچ سے سیاحی گئی چار لمٹ ڈیوک پرنس وک سے میرا مارکوس شویٹ سے اور الری کا سویڈن کی ملکہ ہوئی جس کا بیٹا گس ٹاوس سوم تھا فریڈرک اعظم جو دل ہی بیٹا سے ڈھائی سال چھوٹا تھا ۱۷۴۲ء جنوری ۱۷۴۱ء کو پیدا ہوا۔ اسکے تین بھائی اور بھی تھے یعنی آگسٹس ولیم (فریڈرک ولیم ثانی کا بابا) ہنری اور آگسٹس فرڈی نشت۔ فریڈرک ولیم کو اپنے بڑے بیٹے (فریڈرک اعظم) سے سخت نفرت تھی اور ایک دفعہ قریب تھا کہ اس کا بھی وہی حشر جو پیٹر اعظم کے بیٹے الیگزس کا ہوا۔ مگر پرشیا کے انتظامی محکموں میں کام سیکھ کر اس نے اپنے آپ کو پھر خوش کر لیا اور ۱۷۴۱ء میں اس کی مغلنی برنس وک بے ورن کی شہزادی ایلنہ زانیہ سے ہوئی۔ پولینڈ کی جنگ جانشینی کی ان معرکہ آرائیوں میں وہ شریک تھا جو رائن کے نواح میں ہوئیں اور پرنس یوہین کی اس نے آخری فوجی کارروائیاں دیکھیں جس کی عمر اس وقت ۳۰ سال کی تھی اور بقول اس کے ”اس پر اہم سورما کا صرف سایہ باقی رہ گیا تھا۔ اگر رائن کی معرکہ آرائیوں میں کمان فریڈرک کے ہاتھوں میں ہوتی تو ممکن تھا کہ وہ فلپس برگ کے محاصرہ کو اٹھوانے کی کوشش کرتا۔ مگر یوہین بقا ضابطے عمر محتاط تھا فوج پر بھی اسے بھروسہ نہ تھا کیونکہ وہ مختلف ریاستوں کی امدادی افواج پر مشتمل تھی اس لئے وہ اپنی جان جو حکم میں ڈالنا پسند نہ کرتا تھا اور شہر بند کور کے سقوط کے بعد فریڈرک کو اس معرکہ آرائی میں مطلق دلچسپی باقی نہ رہی۔ ۱۷۴۲ء سے ۱۷۴۵ء تک فریڈرک زیادہ تر ادبیات کے مطالعہ میں مشغول رہا۔ اسکے آسٹریا اور برشیا کی رقابت بابا نے اپنے آخری زمانے میں برگ کے معاملے میں چارلس ششم سے دھوکا کھایا۔ اور ۱۷۴۳ء میں انگلستان فرانس آسٹریا اور ہالینڈ متحد ہو کر اس امر پر آمادہ ہو گئے کہ جوئخ اور برگ پر پرشیا کی فوجیں قبضہ نہ کرنے پائیں تاہم بابا کے انتقال کے بعد فریڈرک اعظم کا یہ فرض ہو گیا کہ آسٹریا سے اس قریب کا بدلہ لے اور ہنووہ کو نیچا دکھا کر اسے مجبور کرے کہ آئندہ سے شمالی جرمنی میں پرشیا کے تفوق کی بیخ کنی سے باز آئے۔ اس کا بابا ایک زبردست فوج بھی اس کے لئے چھوڑ گیا تھا اور اس کا یہ بھی فرض تھا کہ اس سے کام لیکر پرشیا کے مقبوضات کو دست و پا کرے اور مستحکم کر دے۔“

پرشیا کی عظمت کی بنا فریڈرک ولیم اول نے ڈالی تھی۔ فریڈرک اعظم کا یہ کام تھا کہ اپنے باپ کے منصوبے تکمیل کو پہنچائے یعنی اپنی سلطنت کی سرحدوں کو مستحکم کر دے اور پرشیا کو یورپ کی اعلیٰ ترین سلطنتوں کا ہم رتبہ کر دے۔ یورپ کی حکومتوں فریڈرک اعظم کے خصائل کے نظام میں یہ انقلابی تغیر لائے تاکہ ملک عمل میں نہیں آیا اور وہ بھی دوزبردست لڑائیوں کے بعد۔ اٹھارھویں صدی کی تاریخ میں

فریڈرک کی حیثیت نہایت ممتاز ہے۔ اس کے عہد حکومت کی اہمیت یہ ہے کہ اس نے بین الاقوامی سیاسیات کے اس انقلاب میں نمایاں حصہ لیا اور اس کے چند ممتاز خصائل اس اہمیت کے باعث ہیں یعنی انتظامی قابلیت حسن تدبیر فوجی معاملات سے واقفیت اور مصائب میں مستقل مزاج رہنا۔ البتہ اس کے کچھ وصف ذاتی زیادہ خوش آئند نہ تھے۔ فریڈرک غفوان شباب میں نرم دل اور عالی دماغ تھا مگر اس کے باپ کا سلوک اس کے ساتھ اس قدر ناشفقا نہ اور شبہ آمیز تھا کہ فریڈرک رفتہ رفتہ سخت دل خود غرض اور طنز پسند ہو گیا۔ لیکن اپنی کشش ذاتی اور خوش کلامی سے جب وہ چاہتا تو لوگوں کے دلوں پر بہت کچھ اثر ڈال سکتا تھا اور اپنی رعایا اور سپاہیوں میں ہمیشہ ہر دل عزیز تھا۔ بحیثیت ایک بادشاہ کے فریڈرک بالکل زمانہ ساز تھا اور اس میں اسے کامیابی بھی ہوئی۔ حیدر علی کی طرح جس سے وہ کئی امور میں مشابہ تھا اس کے جو اس ختمہ تادم مرگ قائم رہے اور اس نے پیرانہ سالی میں انتقال کیا۔ جارج سوم کی طرح فریڈرک نہایت محنتی تھا اور ذرا ذرا سی باتوں تک کا خیال رکھتا تھا اور اس میں ایک مزید خوبی بھی جو جارج سوم میں نہ تھی یعنی وہ نہایت ہی وسیع منصوبوں کو سوچتا اور انھیں عمل میں لے آتا۔ اپنے ملک کی فلاح و بہبود کا خاص خیال رکھنے میں وہ لوئی چہارم سے فریڈرک اعظم اور لوئی چہارم اشباہت رکھتا تھا۔ اپنے عہد حکومت کے اختتام کے چند سال قبل تک لوئی چہارم کا مطلق العنان طرز حکومت رعایا کو

صفحہ ۱۳۶

ناگوار نہ تھا اور اس کی وجہ سے ملک میں اس دامن قائم تھا اور ممالک غیر فرین تو متا عمل میں آرہی تھیں۔ اسی طور سے پرشیا کا طرز حکومت بھی مطلق العنانی پر مبنی تھا مگر اس طرز حکومت کے علاوہ کسی اور کے تحت میں فریڈرک اعظم اپنے ملک کو آسٹریا

کی جنگ جانشینی اور جنگ ہفت سالہ کے طوفانوں سے بچا نہ سکتا تھا۔ لوئی کی طرح وہ بھی بالکل مطلق العنان تھا مگر دونوں کی طرز حکومت میں چند اہم امور میں فرق تھا۔ فرانس اور پرشیا دونوں ملکوں میں رعایا کے حقوق قریب قریب کا عدیم تھے اور دونوں ملکوں میں امرا اور پادری پادشاہ کے سدراہ نہ ہو سکتے تھے لیکن فرانس کے امرا کا امور مملکت میں کوئی حصہ نہ تھا اور لوئی چہارم نے انہیں بالکل بے قابو کر دیا تھا برخلاف اس کے گو فریڈرک ولیم اول نے پرشیا کے امرا کے خاص حقوق میں تخفیف کر دی تھی مگر سوائے پادشاہ کے وہ اب بھی سلطنت کے تمام عناصر سے قوی تر تھے۔ ان کے خاص حقوق اب بھی بہت سے باقی تھے انتظام مملکت میں اب بھی انہیں رسوخ حاصل تھا فوج میں اعلیٰ عہدے انہیں کو ملتے اور عہد انقلاب فرانس تک انکی یہی حالت رہی جب کہ جدید اصلاحی خیالات کی وجہ سے پرشیا کے طبقہ امرا کی حالت میں اہم تغیرات عمل میں آئے۔ دونوں بادشاہوں کے خیالات بالکل مختلف تھے۔ نہ ہی معاملات میں کوئی بالکل تنگ خیال تھا جس سے اس کے جانشین کے زمانہ میں فرانس کو سخت نقصان پہونچا، برخلاف اس کے فریڈرک عام مذہبی رواداری کا پابند تھا۔ فریڈرک اس زمانہ کے فلسفی مزاج حکمرانوں میں غالباً پہلا اور سب سے زیادہ کامیاب تھا جو ایسی اصلاح کو عمل میں لائے جو فلسفیوں کے نظریات پر مبنی تھیں اور جن سے مقصود رعایا کو فائدہ پہونچانا تھا۔

دونوں بادشاہوں نے ایک دفتری طریقہ حکومت قائم کیا جو ان کے انتقال کے بعد معقود ہو گیا فریڈرک کے وزیروں کی حالت بالکل محروم کی تھی جنہیں نہ تو آزادی تھی اور جو نہ کسی تحریک کا آغاز کر سکتے تھے۔ نوجوان اور ہوشمند بادشاہ کی نگرانی ہر سرشت پر مبنی پرشیا کی نوخیز سلطنت کو جو رسوخ اور وقار اٹھا رہی تھی وہی میں حاصل ہوا اس کا باعث فریڈرک اعظم تھا مگر کسی کا مقولہ ہے کہ انیسویں صدی کے آغاز میں پرشیا کے زوال کا باعث یہی وہی تھا۔ حقیقت جو کچھ ہو مگر اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اس کی عاقبت اندیش قوت فیصلہ کی پختگی، زبردست قوت ارادی اور فوجی قابلیت کے بغیر پرشیا کی یہی حالت وہی رہتی جو سیکسی یا باویریا کی

تھی اور ان سے زیادہ عروج اسے حاصل نہ ہوتا۔
۲۰۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء کو چارلس ششم نے انتقال کیا اور اسی سال مئی میں فریڈرک
ولیم بھی راہی ملک عدم ہوا۔ ان دونوں کے انتقال سے یورپ اور نوآبادیوں
چارلس ششم کا انتقال کی تاریخ میں ایک نئے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ ۱۹۱۷ء اور ۱۹۱۸ء
کے درمیان چند نہایت ہی اہم مسائل کا تصفیہ ہو گیا جن سے

یورپ کا توازن قوت بہت کچھ متاثر ہوا۔ امریکا اور ہندوستان میں انگلستان
اور فرانس کی جدوجہد کا بالآخر قطعی تصفیہ ہو گیا، انگلستان کا بحری تفوق قائم ہو گیا
فرانس کے قبضہ سے کناڈا نکل گیا اور ہندوستان میں اسے ہریمت ہوئی۔
برطانیہ نے افریقہ اور برون کی رقابت کا سلسلہ کچھ روز کے لیے بند ہو گیا اور پھر اس وقت
روٹا ہوا جب کہ برطانیہ اور اس کی امریکی نوآبادیوں میں چھٹیر چھاڑ شروع ہوئی
۱۹۱۷ء میں مسائل ذیل تصفیہ طلب تھے یعنی تفوق بحری شمالی امریکا میں آئندہ
تفوق لاطینیوں کو حاصل ہو گا یا جرمنی الاصل اقوام کو اور ہندوستان میں فرانس
کا اثر غالب رہے گا یا انگلستان کا۔ مسائل مذکور کا ۱۹۱۷ء میں انگلستان کے حق میں
فیصلہ ہو گیا۔

صفحہ ۱۳۸

یورپ میں ۱۹۱۷ء اور ۱۹۱۸ء کا درمیانی وقفہ نہایت ہی اہم ہے اور
اس عہد میں بھی اٹھارہویں صدی کی ممتاز خصوصیت کی متعدد مثالیں موجود ہیں
یعنی ایک طرف تو جرمنی، فرانس، ہسپانیہ، اطالیہ اور دیگر ممالک میں روشن خیال بادشاہ
اور مدبر جدید اصلاحی خیالات کا دم مار رہے تھے اور دوسری طرف سائی لیشیا پر جبراً
قبضہ کر لینے سے دراز دستیوں کا وہ دور شروع ہو گیا جس کی انتہا نیدرلینڈ
پر ہوئی۔

جرمنی کے لیے ۱۹۱۷ء نہایت ہی اہم ہے کیونکہ فریڈرک اعظم کی تخت نشینی
سے گویا زمانہ حال کی سلطنت جرمنی کا آغاز ہوتا ہے۔ جنگ سی سالہ کے بعد
جرمنی کے حصے بخر ہو گئے تھے اور اس کی حالت حد درجہ ذلیل ہو گئی تھی اور
مادی اخلاقی اور دماغی لحاظ سے بھی ہر سو تباہی کے آثار نمایاں تھے۔ جبکہ قومیت
۱۹۱۷ء جرمنی کا نیا ہیبت بالکل معدوم ہو گیا تھا گو لوئی چہارم کی دراز دستیوں سے

یہ جذبہ پھر برآگئے ہو رہا تھا۔ کاتولیکی آسٹریا جو شہنشاہت کے مفاد کی طرف سے غافل اور اپنے ذاتی اغراض کے حصول میں مہمک تھا، قوم جرمن کو بلا لحاظ مذہب کوئی امید نہ دلا سکتا تھا کہ اسے اپنی شہنشاہی ذمہ داریوں کا احساس ہے۔ جرمنی میں اخلاقی اور سیاسی احیاء کا امکان سلطنت پریشیا کے عروج سے ہوا جو باوجود پراسٹنٹ ہونے کے مذہبی آزادی کی حامی تھی۔ ۱۸۰۶ء اور ۱۸۱۳ء کے درمیان میں پریشیا کی وجہ سے ”جرمنی کے جذبہ قومی میں ایک نئی روح پیدا ہو گئی۔ جنگ ہفت سالہ سے جرمنی کو معلوم ہو گیا کہ فریڈرک اعظم اس کا قومی سورما ہے اور یسٹنگ کی نظم (Minna von Barnhelm) اور گیم کے سپاہیوں کے گیتوں سے اس عام قومی جوش کا پتا چلتا ہے۔ اسی جنگ کے دوران میں جرمن لوگ محسوس کرنے لگے کہ وہ بھی ایک قوم ہیں۔ ۱۸۱۳ء میں شکستہ ہی سے برلن اور وائنا کے درباروں میں وہ رقابت شروع ہوئی جس کا سلسلہ ۱۸۱۶ء تک قائم تھا۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ جو مصائب میریا پھیری سا کو برداشت کرنے پڑے وہ ابتدائی تماشے ہیں اس ناولک کے سید و دلا جس کا اختتام ہے اور سیڈن جس کا آخری گیت (Epilogue) ہے۔ پریشیا نے جب آسٹریا کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا تو جارج دوم اور اس کے وزیروں کی وہ امید جاتی رہی ہیننور و ریشمالی جرمنی میں وہی آسوخ حاصل کر سکیگا جو اب پریشیا کو حاصل ہوا۔

۱۸۱۵ء اور ۱۸۱۶ء کے درمیان کا زمانہ انتہائی پیچیدگی اور سفارتی کارروائیوں کا ہے جس کے دوران میں ایک زبردست جدوجہد یورپ، امریکا اور ہندوستان میں جاری تھی۔ برخلاف اس کے ۱۸۱۳ء اور ۱۸۱۶ء کے درمیان ایک سیاسی ناولک ۱۸۱۶ء میں ایریکا ہندوستان ہوا جس کے تین ایکٹ تھے ۱۸۱۳ء سے ۱۸۱۶ء تک اور جزائر غرب الہند۔ فریڈرک اعظم سائی لے شیا کی دونوں جنگوں میں مشغول تھا اور فرانس

۱۸۱۶ء۔ جنگ سیڈو و اس ۲ جولائی ۱۸۱۶ء کو پریشیا نے آسٹریا کو شکست دی اور جنگ سیڈن میں یکم ستمبر ۱۸۱۶ء میں فرانس کو مقرر۔

دو سلطنتوں کا مقابلہ کر رہا تھا یعنی ایک طرف تو وہ جرمنی کے چھوٹے چھوٹے حکمرانوں سے متحد ہو کے آسٹریا کی مخالفت کر رہا تھا اور اب اس فکر میں تھا کہ ہیسپس برگ خاندان کے مقبوضات کے حصے بخرے کر کے اس ۲۲۱ سال کی رقابت کا خاتمہ کر دے۔ دوسری طرف شمالی امریکا، جزائر غرب الہند اور ہندوستان میں اسے اپنے اغراض اور مفاد کی حفاظت کرنا اور سمندروں میں انگلستان کے ساتھ اپنی ہمسری کا قائم رکھنا بھی ضروری تھا۔ سائیٹی شیا کی نزاع فرانس اور آسٹریا کی رقابت اور فرانس اور ہسپانیہ کے بوربون بادشاہوں اور انگلستان کی تجارتی اور نوآبادیات کی رقابت ان سب کے متعلق جنگ و جدال کا سلسلہ وقت واحد میں جاری رہا۔ ۱۷۹۲ء میں شرکارے جنگ ختمہ حال ہو کر جنگ و جدال سے باز آتے ہیں۔ ۱۷۹۵ء سے ۱۷۹۷ء کا سکون رہتا ہے مگر بیچینی اور سازشوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے جو جنگ ہفت سالہ کا پیش خیمہ ہیں۔ اس جنگ میں فرانس اور آسٹریا ایک طرف اور ان کے مقابلے پر انگلستان اور پریشیا ۱۷۹۷ء میں اس جنگ کا خاتمہ انگلستان اور پریشیا کی فتح پر ہوا۔ انگلستان کو ہرسو کامیابی ہوئی اور سائیٹی شیا پر پریشیا کا قبضہ برقرار رہا۔

فریڈرک اعظم جب تخت نشین ہوا تو انگلستان اور ہسپانیہ امریکا کے ہسپانی سمندریں برسر جنگ تھے اور گو فرانس بھی جنگ کی تیاری میں مصروف تھا مگر تمام یورپ میں آتش جنگ کے مشتعل ہو جانے کے بظاہر کوئی آثار نہ تھے۔ فریڈرک کو ابتدا ہی سے یہ خیال تھا کہ فرانس اور روس کو اپنا دوست بنائے یا بصورت جنگ انھیں غیر جانب دار رہنے پر آمادہ کر لے۔ اس لیے اس نے دونوں ممالک سے نامہ و پیام شروع کر دیا۔ ۱۷۹۷ء کے موسم سرما میں دو واقعات ایسے ہوئے سائیٹی شیا پر حملہ کرنے جن کی وجہ سے فریڈرک نے سائیٹی شیا پر حملہ کرنے کا کے فوری اسباب

سینے بہہ

اور ۲۸ اکتوبر کو روس کی شہنشاہ بیگم انی بھی چل بسی۔ چارلس ششم کے ساتھ خاندان ہیسپس برگ کی نسل ذکر کا خاتمہ ہو گیا اور شہنشاہ انی کے انتقال کے بعد روس کے تخت و تاج کا مالک ایک نابالغ ڈیوک اعظم

ایوان ہوا۔ اپنی کے انتقال کے بعد بیرین نائب السلطنت جبراً ہو گیا تھا مگر ۱۸ نومبر کو محل شاہی میں ایک انقلاب ہوا اور بیرین معزول ہو کر جلا وطن ہو گیا۔ روسی حکومت کا صدر اب جرمنی انسل میونخ تھا جسے فریڈرک نے ہموار کر لیا تھا۔ اس لئے اب فریڈرک کو قوسی امید تھی کہ ایوان کی طویل نابالغی کے زمانے میں روسی حکومت آسٹریا کے انتظام جایشینی (Pragmatic Sanction) کو قائم کرنے کی غرض سے اس کے معاملات میں مداخلت نہ کریگی اور ایک عرصے تک اسے موقع ملے گا کہ آسٹریا کی موجودہ بے بسی سے نفع اٹھائے اور اپنے گہرے مضبوطوں کو عمل میں لائے۔ چارلس ششم کے انتقال سے تاج شہنشاہی اور سلطنت آسٹریا کے مقبوضات پر دعویٰ کرنے کا موقع یورپ کے بعض حکمرانوں کو مل گیا۔ ۱۷۹۰ء سے چارلس کی حکمت عملی کی اصل غایت یہ تھی کہ تمام دول یورپ سے ایک حتمی وعدہ حاصل کرے کہ اس کے انتقال کے بعد اس کی بیٹی میریا تھیری سا اس کے تمام آبائی علاقوں پر قابض ہو جائیگی۔ اس کوشش میں اسے کامیابی بھی ہوئی اور نظام میریا تھیری سا کے لئے کوئی اندیشہ نہ تھا۔ چارلس ششم کے انتقال کے بعد انگلستان روس پرشیا اور ہالینڈ نے فوراً آسٹریا کے علاقوں کے متعلق میریا تھیری سا کی وراثت کو تسلیم کر لیا مگر ہسپانیہ سارڈی نیاسکینی اور باویریا نے خاندان ہابس برگ کے جملہ مقبوضات یا بعض حصوں کا دعویٰ کیا۔ دعویٰ اردوں میں صرف چارلس البرٹ رئیس باویریا کا دعویٰ کچھ قابل لحاظ تھا مگر وہ بھی اپنے اس دعوے کو ثابت نہ کر سکا کہ شہنشاہ فرڈی نند اول نے جب ۱۷۶۲ء میں انتقال کیا تو اس نے بصورت عدم موجودگی اولاد ذکر اپنی بیٹی اینا اور اس کی اولاد کو (جس میں چارلس البرٹ بھی تھا) اپنی سلطنت کا وارث قرار دیا لیکن گویا زامیتھ فارنیس چاہتی تھی کہ ڈان فلپ کو لوم بارڈی کی سلطنت مل جائے اور شاہ سارڈی نیان علاقہ میلانیز کے حصول کی فکر میں تھا مگر نہ تو ہسپانیہ نہ سارڈی نیان جنگ کے لئے تیار تھے اور اگر فرانس اور پرشیا نے آسٹریا کے مقبوضات پر حملہ کر کے میریا تھیری سا کے منتشر علاقوں پر حملہ آوری کی صلاح دے دی ہوتی تو آسٹریا ہیرونی حملوں سے بالکل محفوظ رہتا۔

چار سٹشمن کے انتقال کے بعد میر یا تھیری سا آسٹریا کی ڈچس غلی ٹکری اور بوہیمیا کی ملکہ اور آسٹریا کے تمام مقبوضات کی حکمران قرار دی گئی اس حسین و جمیل ملکہ کی عمر اس وقت ۲۳ سال تھی اس کے الطاف و کرم کا یہ حال تھا کہ جن لوگوں کو اس سے سابقہ پڑتا اس کے حلقہ بگوش ہو جاتے۔ ان غویوں کے علاوہ میر یا تھیری سا صادق القول، کریم الطبع، نیک کردار، محب وطن، مستقل مزاج اور جفاکش تھی۔ باوجود شروع ہی سے مصائب میں مبتلا ہونے کے کبھی ہمت نہ ہاری نہ ہب کے اصول کا اس پر گہرا اثر تھا اور اپنے فرائض منصبی کا پورا خیال رکھتی تھی۔ نوجوان ملکہ کو امید تھی کہ دول یورپ جنھوں نے اس کے حقوق کو برقرار رکھنے کا حتمی وعدہ کیا تھا اسکا لحاظ کریں گے۔ اس نے تخت نشین ہوتے ہی اپنے شوہر فرانسس اسٹیفن کو اپنے تمام آبائی علاقوں میں نائب السلطنت مقرر کر دیا اور وزیروں کو جن میں سے اکثر کاسن تتر سال سے زیادہ تھا اپنے اپنے عہدوں پر برقرار رکھا۔ ان میں سے زن زین ڈارف (چینسلر اور وزیر اعظم) اور اس ٹاریم برگ (صدر ہر شتہ مالیہ) دونوں تجربہ کار تھے۔ مگر نہ تو ان دونوں اور نہ کاؤنٹ جوزیف ہراخ (صدر مجلس جنگ) اسکی یا کنسلی (بوہیمیا کا چینسلر) کو یورپ کے موجودہ سیاسی حالات کا صحیح علم تھا اور چونکہ یہ لوگ جزوی انتظامی امور کے انصرام کے عادی تھے اس لیے نہ تو ان میں اولوالعزمی تھی نہ قوت فیصلہ اور شکستہ کے نازک معاملات تو بالکل انکے فہم و عقل سے بالاتر تھے۔ نوجوان ملکہ نے اولاً بارٹین سیٹن اور ہر برس ٹین کو اپنا معتمد علیہ بنایا۔ بارٹین سیٹن اساس کار بنے والا تھا جو اپنی جانفشانی اور سلطنت آسٹریا کی خدمت گزاری سے وزارت کے درجے تک پہنچ گیا تھا۔ فریڈرک اعظم کی طرف سے اسے سخت اندیشہ تھا اور اس کا قول تھا کہ سوائے شاہ پریشیا کے ملکہ کا کوئی اور دشمن نہیں۔ زن زین ڈارف نے ۱۷۴۱ء میں انتقال کیا، اسٹاریم برگ نے ۱۷۴۵ء میں اور کنسلی نے ۱۷۴۵ء میں زن زین ڈارف کے مرنے کے بعد اہل فیئڈ براکے نام چینسلر ہو گیا مگر بارٹین سیٹن ۱۷۴۵ء سے ۱۷۵۵ء تک وزیر خارجہ تھا اور وزرا کی خفیہ مجلس میں اس کا بہت اثر تھا۔ تدبیر مملکت سے زیادہ اسے قانون میں دخل تھا اور کانٹیز کے عروج کے

بعد اہل قتلہ کے ساتھ یہ بھی خدمت وزارت سے معزول کر دیا گیا۔
ترکی کی گزشتہ جنگ سے آسٹریا بہت کمزور ہو گیا تھا اور ہنگری کے
نصیحت انگیز معاہدے سے اس کی سخت رسوائی ہوئی تھی اس کی فوج اب
بالکل ناکارہ تھی اور خزانہ خالی تھا۔ یوجین کا قول تھا کہ آسٹریا کو دو لاکھ سپاہیوں
اور خزانہ معمور کی ضرورت تھی مگر شکستہ میں اس کی حکمران ایک نابھہ کار ملکہ تھی
فوج منتشر ہو چکی تھی اور وزیر نااہل تھے۔

آسٹریا کے اندرونی حالات سخت پریشاں کن تھے ہی مگر دول یورپ
کے ساتھ اس کے تعلقات اور بھی ناقابل اطمینان تھے۔ ہسپانیہ اپنے بربون
حکمران کے تحت میں فرانس سے گہرا اتحاد پیدا کر رہا تھا۔ ایلن زامبیتھ فرانس اس
فکر میں تھی کہ اطالیہ میں آسٹریا کے مقبوضات میں قطع و برید کرے سو اسے
کے شاہی خاندان کی اولوالعزمیوں سے بھی آسٹریا کو خطرہ تھا۔ پولینڈ کی جنگ
جانشینی میں شہنشاہی فوج کو کوئی سرخروئی نصیب نہیں ہوئی تھی اور انگلستان
بھی اس آڑے وقت میں اپنے قدیم حلیف کی امداد پر آمادہ نظر آنا تھا۔

مگر آسٹریا کو حقیقی اور فوری خطرہ پرشیا اور فرانس کی طرف سے تھا۔
۱۸۰۶ء میں فرانس نے آسٹریا کے انتظام جانشینی کو تسلیم کرنے کا حتمی اقرار کیا
تھا اور اس کے معاوضے میں اس ٹاس لاس کے لیے صوبہ لارین حاصل کر لیا
تھا جو اس کے انتقال کے بعد پھر فرانس کو ملنے والا تھا۔ جرمنی سے صوبہ لارین
لے لینا فلیوری کا کارنامہ تھا جو براعظم یورپ میں امن و امان کے قیام کا
نواستگار تھا کیونکہ اسے خوب معلوم تھا کہ گزشتہ جنگوں سے فرانس بالکل
خستہ حال ہو گیا ہے اور انگلستان سے جنگ چھڑ جانے کا ہر وقت کھٹکا لگا
ہوا تھا۔ چارلس ششم کے انتقال کے بعد فلیوری نے جو طرز عمل اختیار کیا
وہ اس کی کاروائیوں کا بہترین نمونہ ہے۔ مگر فریب اور وعدوں کے بغارت

گریز کرنے میں اسے کہاں حاصل تھا۔ جنوری ۱۸۱۸ء میں اس نے اس عہد و پیمان پر قائم رہنے کا وعدہ کیا تھا جو اس نے چارلس ششم سے کئے تھے مگر شہنشاہ کے مرتے ہی اس نے میریا تھیری سا کے حقوق کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور باویریا کے الیکٹر کو یقین دلایا کہ فرانس کسی فریق ثالث کے مقابلے میں انتظام جانشینی کی تائید نہ کریگا اور یہ کہ میریا تھیری سا کو یہ حق نہیں ہے کہ اسے (الیکٹر کو) تاج شہنشاہی پہلیے اپنا دعوے پیش کرنے سے باز رکھے۔ فلیوری بقائے امن کا ضرور خواہشمند تھا لیکن ایک سو فسطائی طریقے سے اس نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ کسی فریق ثالث کا حق خاندان ہپس برگ کے مقبوضات پر میریا تھیری سا سے زیادہ مرجح ہے تو پھر فرانس انتظام جانشینی کی ضمانت سے سبکدوش ہے۔ فلیوری کے مبہم طرز عمل کے دو سبب تھے یعنی دربار میں ایک زبردست جنگ پسند جماعت موجود تھی اور ثانیاً فرانس اور باویریا کے خاص تعلقات تھے ۱۸۱۸ء میں ایک خفیہ معاہدہ کے ذریعہ سے شاہ فرانس نے باویریا کے الیکٹر سے وعدہ کیا تھا کہ تخت شہنشاہی جب خالی ہو تو وہ الیکٹر کی امید واری کی تائید کریگا۔ ۱۸۱۸ء میں اس معاہدے کی تجدید ہوئی اور فرانس نے یہ مزید وعدہ کیا کہ خاندان ہپس برگ کے موروثی مقبوضات کے متعلق الیکٹر کے جو دعوے ہیں انکی بھی تائید کی جائے گی۔ فرانس کے اتحاد سے تقویت پا کر چارلس البرٹ نے ۱۸۱۳ء کے ڈائٹ میں انتظام جانشینی کی تائید کرنے سے انکار کر دیا اور ۱۸۱۳ء میں فرانس نے اس سے پھر معاہدہ کر کے صاف صاف یہ وعدہ کیا کہ اگر اپنے دعاوی کی حصول کی کوشش میں اس پر کوئی حملہ کرے تو فرانس اس کی تائید کرے گا۔ فرانس کے انتظام جانشینی کو تسلیم کر لینے اور باویریا کا علانیہ اس سے روگرداں ہو جانے ان دونوں متناقض امور کی تطبیق کے لیے فلیوری نے بتایا کہ قبضہ قانونی اور دعاوی محض میں فرق ہے اور فریق ثالث کے حقوق کا لحاظ بھی لازمی ہے۔ فلیوری کا دعوے یہ تھا کہ فرانس کے لیے میریا تھیری سا کی تائید کرنا ناممکن ہو جائیگا اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اپنے مقبوضات

صفحہ ۱۳۷

کے متعلق اسے کوئی قانونی حق نہیں ہے۔ لیکن اس میں چارلس ششم کے انتقال کے بعد فلیوری نے تامل کیا اور لیت ولس کرتا رہا کیونکہ اسے پوری طور سے اطمینان نہ تھا۔ باویریا کے سیفر سے اس نے کہہ دیا کہ الیکٹر تاج شہنشاہی کا دعویٰ کر سکتا تھا کیونکہ انتظام جانشینی میں شہنشاہ کے انتخاب کے متعلق کوئی شرط نہ تھی مگر چارلس ششم کے آبائی مقبوضات کے بارے میں کسی قطعی کارروائی کرنے کے قبل وہ حسب عادت منتظر رہا اور واقعات کی رفتار کو دیکھتا رہا۔

فریڈرک اعظم نے برخلاف اس کے مطلق تامل نہ کیا اور نہ اخلاقی موانع کی پروا کی۔ اس کے دربار میں کوئی مخالف جماعت بھی نہ تھی جو سد راہ ہو سکتی۔ اس نے فوراً سائی لے شیا پر قبضہ کرنے کا قصد کر لیا۔ جیسا کہ میر یا تھیری سانے فریڈرک اعظم کی قطعی کارروائی ۱۷۹۲ء میں کیا اس نے بھی پوڈی ولس (مشیر خاص معاملات خارجی و سفارتی) اور شوے رن (سپہ سالار) سے اہلکار را

کی درخواست کی۔ ان دونوں عہدہ داروں نے ۲۹ اکتوبر کو اسے بالاتفاق یہ مشورہ دیا کہ آسٹریا سے نامہ و پیام شروع کرے اور سائی لیشیا کے معاویے میں برگ کے متعلق اپنے دعووں سے دست کش ہو جائے اور انتظام جانشینی کو تسلیم کرنے کا اور تخت شہنشاہی کے متعلق ڈوک اعظم شیفن کی امیدواری کی تائید کرنے کا وعدہ کرے۔ لیکن روس کی شہنشاہ بیگم اپنی کے اسی زمانے میں انتقال کر جانے کی وجہ سے فریڈرک نے قصد کر لیا کہ پہلے وار کر دے اور پھر نامہ و پیام کرتا رہے اور اگر آسٹریا لغت و شنید پر راضی نہ ہو تو بادیریا اور سیکنسی سے اتحاد پیدا کرے، فرانس سے امداد کی درخواست کرے، تخت شہنشاہی کے لیے چارلس البرٹ کے انتخاب کی تائید کرے اور سویڈن سے سمجھوتہ کر کے روس کو مخالفت سے باز رکھے۔ ۱۶ دسمبر کو پریشیا کی فوج سائی لیشیا پر حملہ آور ہوئی جس کی وجہ سے آسٹریا کی جنگ جانشینی شروع ہو گئی۔ فریڈرک کی اس کارروائی کو حق بجانب قرار دینا نہایت دشوار ہے۔ اس کا

خود بیان ہے کہ جن اغراض کی بنا پر میں نے حملہ کیا ان میں نام دینو حاصل سائی لیشیا پر حملہ۔

میں ان کا یہ دعوے ہے کہ برگ اور جونگ کے متعلق چارٹس

نے راستی سے کام نہیں لیا تھا۔ مگر ۱۶۲۸ء کے معاہدے کی خلاف ورزی سے

سائی لیشیا پر حملہ لازم نہیں آتا۔ آسٹریا اور پریشیا کا اتحاد معاہدوں کے ایک

طویل سلسلے پر مبنی تھا۔ پولینڈ کی جنگ جانشینی میں دونوں ایک ہی جانب تھے

اور فریڈرک ولیم اول نے انتظام جانشینی کو تسلیم کر لیا تھا۔ پریشیا کے جو دعوے

سائی لیشیا کے متعلق تھے ان کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ فریڈرک کا حملہ

کسی دعوے کی بنا پر تھا خواہ وہ فرضی ہی کیوں نہ ہو۔ جانین ڈارف، بران ڈین برگ

کے الیکٹر کا مقبوضہ تھا مگر فرڈی نڈ ثانی نے اسے ۱۶۲۳ء میں ضبط کر لیا

اور ۱۶۴۵ء میں لیو پولڈ اول نے لیگ نیٹز، بریگ اور وہ لاک ڈچیوں پر قبضہ

کر لیا۔ فریڈرک ثالث نے جب شوی بوس مجبوراً لیو پولڈ کو واپس کیا تو اس

(فریڈرک ثالث) نے سائی لیشیا کی ڈچیوں کے متعلق باضابطہ طور پر اپنے

دعووں کی تجدیدی کی۔ یہ بے اہل دعوے ایک معاہدے کی بنا پر تھے جو ۱۵۳۳ء میں

جاکم ثانی (ایسکٹر بران ڈین برگ) اور لیگ نیٹز کے ڈوک کے

درمیان ہوا تھا۔ فریڈرک ولیم اول نے کبھی ان ساقط شدہ دعووں پر اصرار

نہیں کیا تھا نہ تو خاندان ہوہن زولرن کی روایات میں دعاوی مذکور کے

شال ہونے کا کوئی ثبوت ہے اور نہ اس امر کی کوئی شہادت موجود ہے کہ

فریڈرک کے دماغ میں یہ خیال کبھی آیا تھا کہ سائی لیشیا پر اس کا کوئی حق ہے۔

بعض لوگوں نے یہ تاویل بھی پیش کی ہے کہ ممکن ہے کہ سیکسنی سائی لیشیا

پر قبضہ کر لیتا اور چونکہ ایک عام یورپی جنگ کا ہونا یقینی تھا اسلئے فریڈرک

کا دوسرا دعوے کے جنبش میں آنے کے قبل سائی لیشیا پر قبضہ کر لینا

دائمنہ پرمبنی تھا۔ عام یورپی جنگ کا ناگزیر ہونا محض قیاسی ہے اور اس

صورت میں بھی فریڈرک کا سائی لیشیا پر قبضہ کر لینا حق بجانب نہیں ہو سکتا۔ فریڈرک

نے یہ کارروائی محض اپنی ذمہ داری پر کی اور جب تک کہ وہ فرانس، آسٹریا اور

محمود ۱۴

روس کی متحرف فوجوں کے مقابلے پر اپنے جدید مقبوضات کی حفاظت کرنے پر جنگ ہفت سالہ میں مجبور نہ ہوا انگلستان یا جرمنی میں اس کے ساتھ عام ہمدردی پیدا نہ ہوئی تو

سائی لیشیا پر حملہ آوری میں اسے پوری کاسیابی ہوئی اور جنوری کے ختم تمام صوبہ بشمول بریس (لا زدار السلطنت) وہبہ اشتنائے گلوگا بربگ وینس پُرشیا کے قبضے میں آگیا اور فریڈرک برلن کو واپس ہو گیا۔ مگر باوجود اس نمایاں کاسیابی کے اس کی حالت نہایت نازک ہو گئی تھی کیونکہ میریا تھیری سانے اعلان کر دیا تھا کہ جب تک کہ سائی لے شیا میں پرشیا کا ایک بھی سپاہی ہے میں صلح کی گفت و شنید نہ کرونگی اور انگلستان بھی پرشیا کے خلاف میں ایک زبردست اتحاد قائم کرنے کے لیے آسٹریا سے نامہ و پیام کر رہا تھا۔ سائی لے شیا کو واپس لینے کے لیے آسٹریا فوری اور وسیع مدد اسیر اعلیٰ میں لا رہا تھا اور مارچ ۱۸۰۶ء میں میونخ کے معزول ہو جانے سے فریڈرک کو اندیشہ ہو گیا کہ روس اور آسٹریا متحد ہو کر اس کی مخالفت کریں گے۔ اپریل کے اوائل میں ایک آسٹری فوج نیپ برگ کی سرکردگی میں سائی لے شیا کے وسط تک پہنچ گئی۔ یہ شخص

صفحہ ۱۳۶

پرائی طرز کا ایک بہادر سپہ سالار تھا جس کا علم زیادہ تر کتابی تھا۔ ۱۰ اپریل کو مول دُتر کی جنگ ہوئی جس میں پرشیا کی پیدل فوج کو فتح ہوئی۔ اس مشہور فتح کے نتائج نہایت ہی اہم ہوئے۔ پرشیا کے سپاہیوں کی بہادری جو اب تک جنگ مول دُتر اور اسٹالٹن شکوک تھی اب مسلم ہو گئی اور یہ بھی تسلیم کر لیا گیا کہ یورپ میں ایک نئی سلطنت یعنی پرشیا وجود میں آگئی تھی جو خاندان ہابس برگ

کے بنو آزارما سپاہیوں کا مقابلہ کر سکتی تھی اور انہیں نچا دکھا سکتی تھی۔ فریڈرک نے اب نشیبی سائی لے شیا اور بربگ پر بھی قبضہ کر لیا تھا اور انگلستان کے بدبروں کا اب یہ خیال ہو گیا تھا کہ میریا تھیری سا کے لیے بہتر ہو گا کہ وہ سائی لے شیا سے ہاتھ دھوئے اور فریڈرک سے صلح کر لے تو

میریا تھیری سا کو شکست ہوئی تھی مگر سائی لے شیا سے باز آنے کا خیال تک اپنے دل میں نہ آنے دیا اور مول دُتر کی شکست سے جو صورت حال

پیدا ہو گئی تھی اس کو دفع کرنے کو تیار ہو گئی ہسپانیہ، باویریا، نارڈی نیا اور
 سیکسی تیار تھے کہ آسٹریا کو نقصان پہنچا کر اپنا کام نکالیں اور فرانس کی حکومت
 نے بھی ایک اہم فیصلہ کر لیا تھا یعنی آسٹریا کے انتظام جانشینی کو تسلیم کرنے
 سے انکار کر کے تخت شہنشاہی کے لئے شاہ باویریا کی امید داری کی تائید
 کرے اور اس طرح خاندان ہپس برگ کی قوت کو ہمیشہ کے لئے فنا کر دے اور
 فرانس میں ایک ذی اثر سرگرم اور شورش کرنے والی جماعت آسٹریا
 پر حملہ کرنے کی موئیہ تھی اور اس کا سرغنہ چارلس لوئی فو کے (کاونٹسٹیل آئل)
 ایک اولوالعزم بے اصول اور نہایت ہی قابل شخص تھا۔ دسمبر ۱۷۹۰ء میں فلیوری
 فلیوری کا طرز عمل نے اس جماعت کی شورش سے متاثر ہو کر بیل آئل کو یقین
 دلایا کہ فرانس میریا تھیری سا کو ہنگری اور بوہمیہ کی مملکت تسلیم
 کر لے گا مگر باویریا کے ایکٹر کی شہنشاہی کی امید داری کی بھی تائید کرے گا۔ فلیوری
 نے بیل آئل کو یہ بھی اطلاع دی کہ لوئی پانزدہم نے اسے جرمنی کے ڈائٹ
 میں سیفر مقرر کیا ہے تاکہ وہ مجلس مذکور کو فرانس کے طرز عمل کے بار آور ہونے
 میں امداد کرنے پر آمادہ کرے۔ فرانس کے دربار میں یہ خیال تھا کہ سانیے شیا
 پر حملہ کرنے میں فریڈرک کو ناکامی ہوگی اور لوئی پانزدہم نے تو صاف صاف
 کہہ دیا تھا کہ فریڈرک پاگل ہو گیا ہے۔ فلیوری کے دماغ میں اس وقت آسٹریا
 کے متعلق متعدد خیالات گونج رہے تھے۔ اولاً فرانس ۱۷۹۵ء کے معاہدے
 کی پابندی کر کے اپنی قوت کو محفوظ رکھ سکتا تھا۔ فرانس کے لئے یہ طرز عمل
 بہترین تھا کیونکہ عنقریب اس کے اور انگلستان کے درمیان جنگ و جدال کا
 ایک طویل سلسلہ شروع ہونے والا تھا۔ ثانیاً فرانس فرانسس اسٹیفن کو شہنشاہ
 منتخب ہونے میں اس شرط پر مدد دے سکتا تھا کہ میریا تھیری سا اسے (فرانس کو)
 لک زیم بورگ یا نیدرلینڈ کا ایک حصہ دے دیتا۔ ثالثاً فرانس کے لئے یہ بھی
 ممکن تھا کہ آسٹریا کے انتظام جانشینی کی پابندی کرنا مگر اپنی روایات اور ٹرانس
 کے خفیہ معاہدے کے لحاظ سے جو باویریا سے ہوا تھا تخت شہنشاہی کے لئے
 چارلس البرٹ کی امید داری کی تائید کرتا۔ مگر اس طریقے پر عمل کرنا دشوار تھا

کیونکہ الیکٹریر یا تھیری سا کے تمام موروثی مقبوضات کا دعویٰ درتھا ابغاً آخری اور بدترین طرز عمل فرانس کے ایسے یہ ہوسکتا تھا کہ سابق کے تمام معاہدوں کو توڑ کر اور اس موقع سے نفع اٹھا کر آسٹریا کے حصے بخرے کر دے۔

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں مول وٹز کی جنگ تک فلیوری کا زحمان صورتہ مذکورہ بالا میں سے بھری صورت کی طرف تھا اور اس نے بیل آئل کو فرانک فورٹ بھیجا تھا تاکہ وہ ڈاٹ میں باویریا کے الیکٹر کے انتخاب کے لیے کوشش کرے۔ یہ طرز عمل صریحاً قابل اعتراض تھا۔ جرمنی کے معاملات میں فرانس کی مداخلت سے انگلستان کی آتش حسد بھڑک اٹھی اور وہ طوعاً و کرہاً آسٹریا کی تائید پر تیار ہو جاتا اور پھر وہی طرز عمل اختیار کرتا جس پر اس نے ہسپانیہ کی جنگ جاپنی میں عمل کیا تھا یعنی جرمنی کی تمام ریاستوں کا ایک زبردست اتحاد فرانس کے خلاف میں قائم کر دیتا۔ فلیوری کے اس تلون کا خمیازہ نہ صرف فرانس کو بھگتنا پڑا بلکہ جرمنی کو بھی پیر یا تھیری سانے اس کی ظاہری صلح پسندی سے دھوکا کھا کر جنگ مول وٹز کے بعد نہایت حقارت کے ساتھ فریڈرک سے نامہ و پیام کرنے سے انکار کر دیا اور وال پول کے مشورے کو بھی رد کر دیا جس کی رائے تھی کہ وہ سائی نے شیا سے دست بردار ہو جائے اور فرانس کے خلاف میں پرشیا سے متحد ہو جائے۔ شاہ پرشیا بھی باوجود اپنی متواتر کامیابیوں کے اب بالکل بے یار و مددگار رہ گیا تھا اس لیے وہ بھی مجبوراً فرانس کی طرف متوجہ ہوا۔

فریڈرک کی فتح یا بے یار و مددگار ہونے پر عمل کرنے کا موقع مل گیا یعنی ایک اتحاد قائم کرنا جس میں فرانس، پرشیا، ہسپانیہ، باویریا، سوڈین فرانسیسی پرشیا سے اتحاد اور سیکسنی شامل ہوں۔ اس اتحاد کے قیام کی غایت یہ تھی پیدا کر کے جرمنی پر حملہ کرے کہ آسٹریا کے حصے بخرے کر دیے جائیں، باویریا کا الیکٹر شہنشاہ ہو جائے اور جرمنی کا ملک متعدد مساوی سلطنتوں میں تقسیم کر دیا جائے جن میں سے کوئی فرانس کا مقابلہ کر نیکی

اہلیت نہ رکھتا ہو۔ فرانس کو اس طور پر یورپ میں سیادت حاصل ہو جاتی اور وہ

جرمنی کی آزادی کا محافظ ہو جاتا اور دیشیسی ممالک کا صوبہ اسے مل جاتا۔ ہر پریل کو وہ فریڈرک کے خیمہ گاہ میں پہونچا جہاں ممالک غیر کے سیفر پہلے ہی سے پہونچ گئے تھے مگر فریڈرک بیت و عمل کرتا رہا اور بالآخر اس نے ۴۴ ہرجون کو فرانس کے ساتھ ایک معاہدے پر اپنی دستخط ثبت کی کیونکہ نہ تو وہ باویریا کے الیکٹر کی قوت کے بڑھنے کو پسند کرتا تھا اور نہ یہ چاہتا تھا کہ جرمنی میں فرانس کی وہی حیثیت ہو جائے جو آسٹریا کی تھی۔ مگر جب انگلستان کو مصالحت کی کوششوں میں بالکل ناکامی ہوئی اور آسٹریا سے جنگ کے طول کچھنے کا اندیشہ ہو گیا تو فریڈرک مجبوراً فرانس سے اتحاد کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ ۴۴ ہرجون کو صلح نامے پر دستخط ہو گئے جس کی رو سے فریڈرک نے باویریا کے الیکٹر کے انتخاب کے لئے رائے دینے اور جولنج اور برگ کے متعلق اپنے دعاوی سے دست کش ہو جانے کا وعدہ کر لیا۔ اس کے معاوضے میں شاہ فرانس نے وعدہ کیا کہ وہ نشینی سائی لے شیا اور ہریس لا پر فریڈرک کے قبضے کی تائید کرے گا، باویریا کو امداد پہونچانے کے لئے جرمنی میں فوج بھیجے گا اور سویڈن کو روس کے خلاف اعلان جنگ کرنے پر آمادہ کریگا تاکہ روس میریا تھیری سا کو فریڈرک کے خلاف مدد نہ پہونچا سکے۔ بیل آئل نے اس کے قبل ہی ہسپانیہ اور باویریا سے ایک سمجھوتہ کر لیا تھا جو غم من برگ کے معاہدے کے نام سے مشہور ہے اور وعدہ کیا تھا کہ فرانس سپاہیوں اور روپیہ سے الیکٹر کی مدد کرے گا۔ فرانس نے جنگ کا اعلان نہیں کیا کیونکہ اس کا منشا یہ تھا کہ اس کی حیثیت صرف یہ رہے کہ وہ باویریا کے الیکٹر کو تاج شہنشاہی اور آسٹریا کے جرمائوزی مقبوضات کا ایک حصہ دلانے میں معاون ہے۔ بیل آئل کو اپنی کوششوں میں باوجود فلیوری کے بیت و عمل اور عدم استقلال کے کامیابی ہوئی اور ۱۶ اگست کو ایک فرانسیسی فوج باویریا کی معاونت کے لئے جرمنی میں داخل ہوئی اور ایک ہینے کے بعد ایک دوسری فوج میلے بوا کے تحت میں ویسٹ فالیا میں پرشیا کی معاونت اور ہالینڈ اور ہیڈور کو روکنے کے لئے داخل ہوئی۔ پاسا سے فرانس اور باویریا کی متحد فوج نے بالائی آسٹریا میں پہونچ کر ۱۱ ستمبر کو لٹزر پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت تک کسی مشکل کا سامنا نہیں ہوا تھا۔ انگریز من حیث القوم میریا تھیری سا

صفحہ ۴۹

کی طرف مائل تھے اور انگلستان اور فرانس کے درمیان ایک عظیم الشان جنگ ہونے والی تھی مگر نہ تو جارج دوم نہ وال پول کو جرمنی میں فرانس کی دراز دستیوں کو روکنے کا کچھ خیال تھا۔ جارج دوم ہیٹو ویر کا انیکٹر ہونے کی وجہ سے چارلس البرٹ کے شہنشاہ منتخب ہونے کا مخالف نہ تھا کیونکہ دوسرے جرمن فرماں رواؤں کی طرح وہ بھی جرمنی میں خاندان ہپس برگ کے اقتدار کے بڑھنے کا مخالف تھا اور پھر اسے اپنی آبائی ریاست (ہینڈور) کی سلامتی کی بھی فکر تھی۔ اس لیے اس نے اپنی ریاست کے غیر جانب دار ہونے کے متعلق فرانس سے ایک معاہدہ مہرستمبر کو کر لیا۔ وال پول کو بھی مالک غیر کے سیاسی مناقشات سے نفرت تھی اس لیے اس نے اپنی تمام کوششیں پریشیا اور آسٹریا کے درمیان مصالحت کرانے میں صرف کر دیں۔ انگلستان کی سہل انکاری سے سٹائل کو یہ امید ہو گئی تھی کہ انگلستان یا ہالینڈ کے میدان میں آنے سے قبل اس کی تہمیریں باریا اور ہو جائیں گی۔ روس نے ٹکٹا کے معاہدے کے مطابق تیس ہزار سپاہی میرا پتھری سا کی امداد کے لیے روانہ کرنے کا وعدہ کیا تھا اس لیے روس کو اس قصد سے باز رکھنے کے لیے قطعی کارروائی کی ضرورت تھی۔ اس کے علاوہ فریڈرک اعظم نے بھی فرانس سے جو معاہدہ حال میں کیا تھا اس میں بھی یہ شرط تھی کہ فرانس سویڈن کو اپنے اثر سے روس پر حملہ آور ہونے پر آمادہ کرے۔ چنانچہ اہل سویڈن نے ۴ اگست ۱۷۵۷ کو روس کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔

متحدین کو اب روس کی مداخلت کا مطلق خطرہ نہ تھا اور اسکی ماند دنی حالت کچھ ایسی ہو گئی تھی کہ وہاں کی حکومت اسی میں شہک ہو گئی تھی۔ ۱۸ نومبر ۱۷۵۷ کو بیرون معزول ہوا، میونخ وزیر اعظم ہو گیا اور اوسٹرین امیر البحر اعظم مقرر ہوا۔ میونخ بھی مارچ ۱۷۵۷ میں مستعفی ہو گیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سینٹ پیٹرس برگ کے لوگ آسٹریا کے طرفدار تھے۔ لیکن روسیوں کو اب اپنے ملک میں جرمنوں کا براقتدار ہونا شاق گز رہا تھا اور ایک فرانسیسی طبیب سسی لیس لوک نے ایک سازش روس میں انقلاب کی بنا ڈالی جس کے روسی من حیث القوم موید تھے۔ دسمبر میں ایلزبتھ کی تخت نشینی۔ محل شاہی میں ایک انقلاب ہوا جس کی بدولت پیٹر اعظم کی بیٹی

ایلی زابیتہ تخت شاہی پر ٹھکن ہوئی۔ سینسٹریٹس برگ میں فرانس کا اثر اب انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ نوجوان شہزادہ الوان قید کر دیا گیا۔ سیونخ اوسترین کو لودکن وغیرہ ساتھی بے زیا کو جلاوطن کر دیئے گئے۔ ایلی زابیتہ کے تخت نشین ہونے سے میٹر اعظم کے منصوبوں کو عمل میں لانے کی کارروائی پھر شروع ہو گئی جو اس کے جانشینوں کے زمانے میں حالت تعطل میں تھی پھر

لوئی چہاردہم کے عہد حکومت میں پلائینٹ کے ضلع کو فرانسیسیوں نے تاخت و تالیج کر دیا تھا جس کی وجہ سے جرمنی کی اکثر ریاستوں میں فرانس کے خلاف میں ناراضی پھین گئی تھی اور اس ناراضی سے فرانس کو دقت کا اندیشہ تھا فریڈرک اعظم نے بیل آئل کی کاسیابی والوری سے کہا تھا کہ باویریا کے الیکٹر کو فرانس کا مدد دینا جرمنی کے اکثر حکمرانوں کو ناگوار ہو گا اور اس لیے الیکٹر مذکور

صفحہ ۱۵۰

کو فرانس کی امداد سے بجائے نفع کے نقصان ہو گا۔ بیل آئل اس منافرت کے وجود سے بخوبی واقف تھا اور اس نے خود جرمنی سے فلیوری کو لکھا تھا کہ ”جرمنی کے لوگوں کو خاندان آسٹریا سے خاص عقیدت ہے اور فرانس سے انھیں جو بغض ہے اسے رفع کرنا ناممکن ہے، مگر اس زیرک اور فریس مدبر نے کمال دانشمندی سے جرمنی کی ریاستوں کی بدگمانیوں کو رفع کر دیا۔ فرانس کی فوجیں جب جرمنی میں سے گزریں تو ان سے کوئی حرکت ایسی سرزد نہیں ہوئی جہاں کے باشندوں کو ناگوار ہو اور سازشوں اور رشوتوں کے ذریعہ سے اس چالاک مدبر نے ٹریڈ کولن اور مینز کے الیکٹروں کو فرانس کا موید بنالیا۔ سیکسنی کا الیکٹر جو شاہ پولینڈ بھی تھا آسٹریا سے متحد ہو جانے کی طرف مائل تھا اور اس کے وزیر برہل کو بھی پریشیا کا عروج شاق تھا۔ مگر جب پریشیا کو مول وٹز میں فتح ہوئی تو سیکسنی کے ارباب مل وعتد کی آنکھیں کھل گئیں۔ اسی اشارہ میں بیل آئل بھی ڈرینڈن پہنچ گیا۔ مارس ڈی سیکس نے بھی اپنا اثر ڈالا اور فرانس اور باویریا کی فوجیں بالائی آسٹریا میں پہنچ گئیں۔ ان امور کا مجموعی اثر بیل آئل کے حسب خواہش ہوا۔

اور ۱۹ ستمبر کو یعنی لٹری کے سقوط کے پانچ روز بعد سکسٹی بھی حلیفوں کے ساتھ ہو گیا۔ جنوبی یورپ میں بھی آسٹریا کے مخالفین اسی طور پر سرگرم تھے۔ چارلس ششم کے انتقال کے بعد ہسپانیہ نے اپنی دعووں کو تسلیم کرانے کے بہانے سے آسٹریا کے اطالوی مقبوضات پر حملہ آور ہونے کے لئے وسیع پیمانے پر تیاریاں شروع کر دی تھیں گو اس سے دراصل غرض یہ تھی کہ اطالیہ میں ڈان فلپ کے قدم جم جائیں۔ فلیوری حسب عادت لیٹ وعل کرتا رہا اور چارلس ایمانوئل کو اس نے یہ سمجھایا کہ آسٹریا کے اطالوی مقبوضات آپس میں تقسیم کر لئے جائیں مگر ہسپانیہ کی اس نے کماحقہ تائید نہ کی۔ اطالیہ میں ہسپانیہ کی قوت کے بڑھنے کا چارلس ایمانوئل مخالف تھا مگر دسمبر ۱۷۰۷ء میں ہسپانیہ کی فوجیں اور بی تیلو میں پہنچ گئیں اور باجوہ اور سیرا اور شاہ سارڈی نیا کی مخالفت کے فیصلہ کی فوجوں کے ساتھ ملکر دریائے پو کی طرف کوچ کر گئیں۔ میریا تھیری ساگو یا اب ہر طرف گھر گئی تھی اور بیل ائل کو اپنی اسیدوں سے زیادہ کامیابی ہو چکی تھی کیونکہ چارلس البرٹ شاہ بادیر یا عنقریب ہنشاہ منتخب ہونے کو تھا پرتشیا اور سکسٹی فرانس کے حلیف ہو چکے تھے، ہسپانیہ آسٹریا کے اطالوی مقبوضات کے حصے بخرے کرنے کی فکر میں تھا، روس اور سویڈن برسر جنگ تھے اور جارج دوم نے ہینڈورک کی غیر جانب داری کے متعلق معاہدہ کر لیا تھا۔ اس کے علاوہ خود اہل اوٹمان کی وفاداری متزلزل ہو گئی تھی اور ۱۷۰۷ء کے موسم خزاں میں میریا تھیری سا کے لئے کوئی سہارا باقی نہ تھا۔ مگر ستمبر کے اواخر سے اسکا ستارہ اقبال پھر چمکا۔ موسم گرما اس نے پریس برگ میں بسر کیا جہاں ۲۵ ستمبر کو اس کی میریا تھیری سا ہنگری میں بہ حیثیت ملکہ ہنگری تاج پوشی ہوئی یا لائی آسٹریا پر چب حملہ ہوا تو اس نے بحالت یاس فراخ حوصلہ اہل ہنگری سے امداد طلب کی۔ ۱۱ ستمبر کو ہنگری کے ڈاٹ نے بغاوت کو فرو کر دیا اور فرانس اس بیغن کو نائب السلطنت منتخب کیا۔ ۲۲ ستمبر کو وہ قابل یاد کار واقعہ ہوا جب کہ ملکہ نے اپنے شیرخوار بیٹے کو ہنگری کے امرا و کبار کی خدمت میں پیش کیا اور وہ یک زبان ہو کر چلا اٹھے ”میریا تھیری سا! ہم اپنے بادشاہ کے لئے اپنی جان دیدینگے“ فوجان ملکہ کا گیار قوم سے اس خوش اسلوبی سے امداد کا طالب ہونا اس کے حسن تدبیر پر

دلالت کرتا ہے اور اس کے اس نفل سے وہ عداوت ایک حد تک رفع ہو گئی جو عرصے سے اہل ہنگری اور اہل آسٹریا کے درمیان چل آتی تھی اہل ہنگری اس کے بندہ بے دام ہو چکے تھے مگر باوجود اس کے ڈانٹ کے اراکین نے بے بس مکہ سے بہت سی رعایتیں حاصل کر لیں۔ مکہ کو البتہ یہ فائدہ ہوا کہ ہنگری کے غیر قواعد داں سپاہیوں کا ایک غول کا غول اس کے ساتھ ہو گیا جس نے مغربی یورپ میں جا کر اہل چل مجادی پڑ

ادھر میر یا تھیری سا کو اپنی مشرقی رعایا سے امداد کے گراں بہا وعدے حاصل ہو رہے تھے اور ادھر اس کے دشمنوں میں نزاعیں پیدا ہو رہی تھیں۔ فریڈرک اعظم نے بادل ناخواستہ فرانس سے اتحاد پیدا کیا تھا کیونکہ اسے انکی طرف سے نفرت تھی اور اسے بہت جلد معلوم ہو گیا کہ اس کے اور بیل آئل کے مقاصد ہم آہنگ نہیں ہیں۔ لٹزر قبضہ کر لینے کے بعد حلیفوں کو چاہیے تھا کہ آگے بڑھ کر دانسٹا پر بھی قبضہ کر لینے مگر بیل آئل یہ نہیں چاہتا تھا کہ باویریا زیادہ طاقت ور ہو جائے اور مکین شنے لین ڈورف کا فریڈرک کی طرف سے ابھی اسے شبہ تھا۔ اس کا خیال تھا کہ دانسٹا پر قبضہ ہو جانے سے جنگ ختم ہو جائیگی اور سائی لے شیا پر اسکا قبضہ یقینی ہو جائیگا۔ اسی خیال سے اس نے اصرار کیا کہ آسٹریا صلح نامہ۔

صفحہ ۱۵۲

کے دار السلطنت پر حملہ کیا جائے۔ مگر بیل آئل اور بادیریا کا الیکٹر دونوں اس رائے کے خلاف تھے اور انھیں کی رائے کے مطابق فرانس اور بادیریا کی متحد فوج نے لینز میں ایک زبردست محافظت چھوڑ کر پرگ کی طرف کوچ کر دیا اور اس کا محاصرہ کر لیا (۱۹-۲۶ نومبر) فن حرب کے اصول کے لحاظ سے یہ ایک سخت غلطی تھی اور جب کہ متحد فوج اس غلط کارروائی میں مصروف تھی فریڈرک اپنے حلیفوں سے علیحدہ ہو گیا۔ کیونکہ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ فلیوری یہ نہیں چاہتا کہ گلاٹز پر اس کا قبضہ ہو جائے جو ملک بوسے میا کی کلید تھا۔ اس کے ساتھ ہی فریڈرک کو یہ بھی معلوم ہوا کہ میر یا تھیری سانے ایک خفیہ معاہدے کو منظور کر لیا ہے جو انگریزی سیفلارڈ ہٹنورڈ کی مساعی سے ہوا تھا اور جس کا منشا یہ تھا کہ نیپ برگ کو جسکی فوج کامیابی کے ساتھ نیس کی خانات کر رہی مورے ویا کی طرف واپس جانے دیا جائے کیونکہ اس کی فوج

کی دامنیا کی حفاظت کے لئے ضرورت تھی اور اس کے معاوضے میں نیس ایک دکھا کے محاصرے کے بعد فریڈرک کے حوالے کر دیا جائے اور سائی لے شیا کا پورا صوبہ بھی اسے دیدیا جائے۔ فریڈرک ۹ اکتوبر کو بمقام کلین شنے لین ڈورف اس معاہدے کو اس شرط سے منظور کیا کہ وہ خفیہ رکھا جائے ورنہ میں انکار کر دوں گا۔ اپنے حلیفوں کے ساتھ فریڈرک کی اس غداری کے اسباب کا معلوم کرنا ناممکن ہے اور گو کارلائل نے اس کے اس فعل کو حق بجانب قرار دیا ہے مگر اس کے دلائل کافی نہیں۔ نیس پر قبضہ کر لینا فریڈرک کے لئے نہایت ضروری تھا مگر جب تک کہ نیپ پرگ کی فوج وہاں موجود تھی یہ ناممکن تھا۔ اور اس مقام پر قبضہ ہو جانے سے اسے موقع مل گیا کہ نشیبی سائی لے شیا میں اپنی قوت کو مستحکم کر کے اپنے خستہ حال سپاہیوں کو تازہ دم کرے اور مزید مقبوضات حاصل کرے۔ جرمانی کی سیاسیات میں فرانسیسیوں کی مداخلت فریڈرک کو شاق تھی اور اسے امید نہ تھی کہ بوسے میا کے حلیفوں کو کامیابی ہوگی۔ اس کی غداری تمام یورپ میں بہت جلد مشہور ہو گئی اور نیپ پرگ اور ڈیوک اعظم فرانسس کی متحد فوجوں نے بوسے میا کی طرف پیش قدمی کر کے حلیفوں کی کامیابیوں کو روک دیا۔ فریڈرک نے اس انٹائیں گلائٹز کے ضلع پر قبضہ کر لیا جو حکومت بوسے میا کی ایک جاگیر (Fief) تھی اور یکم نومبر کو وہ نیس پر بھی قابض ہو گیا۔ کلین شنے لین ڈورف کے معاہدے کا راز جب افشا ہوا تو فریڈرک نے اپنی شرکت سے انکار کر دیا مگر اس انتظام سے میریا تھیری سا کو بہت فائدہ ہوا کیونکہ اسے اپنی اکیلی آسٹروی فوج سے کام لینے کا موقع مل گیا تھا۔ فریڈرک نے اپنے مقاصد کو حاصل کر کے آسٹریا کو خیر باد کہا اور پھر حلیفوں کی طرف رخ کیا۔ یکم نومبر کو آسٹریا کے حصے بخرے کرنے کے لئے اُس نے سیکنی اور باویریا سے معاہدہ کیا اور چارلس نے جو اپنے آپ کو بوسے میا کا حقیقی بادشاہ خیال کرتا تھا گلائٹز کا ضلع اسے دیدیا۔ دسمبر میں فریڈرک نے اس ضلع کی فتح کو مکمل کر دیا سائی لے شیا کے نظام حکومت کو اس نے پرشیا کے نمونے پر درست کر دیا اور ۲۴ دسمبر کو مورے دیا کی طرف پیش قدمی کر کے اس نے اول مئز پر قبضہ کر لیا۔

مگر فریڈرک کی فاتحانہ پیش قدمی سے میریا تھیری سا کو مطلق ہراس نہ ہوا۔ پرگ

بھی ۲۹ نومبر کو فتح ہو گیا مگر اس نازک وقت میں جب کہ اتحاد کو برقرار رکھنے کیلئے پر زور کارروائی کرنے اور استقلال دکھانے کی ضرورت تھی فلیوری کا طرز عمل حسب سابق لیت و عمل پر مبنی تھا۔ فریڈرک کی حرکتوں سے فرانسیسیوں کو اس کی طرف سے سخت شبہ ہو گیا تھا اور شکستہ میں مورے ویا میں جن بے سود معرکے آرائیوں میں وہ مصروف تھا ان کی ناکامی کا باعث زیادہ تر اس کے فرانسیسی اور سیکسن حلیفوں کا طرز عمل تھا۔ پریگ پر قبضہ ہو جانے کے بعد فلیوری نے مارشل بروگلی کو بوسے سیا میں سپہ سالار مقرر کیا جسکی عمر اب ستر سال تھی اور جس سے نہ صرف فریڈرک کو بلکہ اس کے افسروں کو بھی نفرت تھی۔ اس نے خندقیں کھدوا کر پی سیک میں چھاؤنی ڈال دی جہاں اس کی فوج کو جس کی تعداد سولہ ہزار تھی ایک آسٹریائی فوج نے گھیر لیا۔ اسی زمانے میں خیوین ہو لرنے نے نسر پر قبضہ کر لیا اور میونخ کی طرف بڑھ گیا۔ چارلس البرٹ کا شہنشاہ اور جس روز نسر کا سقوط ظہور میں آیا اسی روز ۲۴ جنوری ۱۸۰۶ء کو چارلس شہنشاہ منتخب ہوا۔

بوسے سیا میں آسٹریائی فوج کی نقل و حرکت کو روکنے اور دنا کی طرف ہنگریوں کی پیش قدمی کو روکنے کی غرض سے فریڈرک اول ٹسز کی طرف ۲۸ جنوری کو روانہ ہوا اور اپنی دوسری معرکہ آرائی کا آغاز کیا۔ مگر جب مورے ویا پر فریڈرک کا حمل اس نے دیکھا کہ مورے ویا کے کسان اسے ہر طرح سے پریشان کر رہے ہیں اور بروگلی کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک آسٹریائی فوج بڑھی چلی آتی ہے اور سیکسنوں اور فرانسیسیوں کا طرز عمل شبہ ہے تو وہ مجبور ہو کر اپریل میں مورے ویا سے تلوار کو بنیام سے نکالے بغیر واپس ہو گیا اور اول ٹسز سے بھی دست بردار ہو گیا۔

اس اثناء میں گوٹیل آئل کو یہ کامیابی ہوئی کہ ۱۲ مئی فروری کو اس نے شہنشاہ چارلس البرٹ کی تاج پوشی کی رسم ادا کرادی مگر اسی روز زمین زل کے وحشی اور غیر قواعد فوج نے میونخ پر قبضہ کر لیا اور ریل آئل کچھ نہ کر سکا۔ بد نصیب شہنشاہ فرانک فورٹ میں جا کر پناہ گزیر ہوا اور منصب شہنشاہی کے برقرار رکھنے کے لئے مالی اور فوجی امداد کا طلب گار ہوا۔ بیل آئل کی تیج در تیج تدابیر بے سود

ثابت ہو رہی تھیں۔

دیگر امور کے لحاظ سے بھی اب میر یا تھیری سا کی قسمت نے پٹا کھایا تھا۔
 ملک اٹھ میں وال پول کے زوال کے بعد انگلستان بھی پر زور کارروائی کرنے پر
 آمادہ ہو گیا۔ دل سنگ ٹن برائے نام وزیر اعظم تھا مگر سلطنت کے امور خارجی کی
 کارٹے ریٹ کا خارجی طرز عمل اعنان کارٹے ریٹ کے ہاتھوں میں تھی جس کا خیال تھا کہ
 میر یا تھیری سا کی امداد کے لیے انگلستان کو اس جنگ میں سرگرمی
 کے ساتھ شرکت کرنی چاہیے۔ کارٹے ریٹ کے برسر خدمت ہوتے ہی بحری اور
 بری فوجوں میں اضافہ ہوا۔ سولہ ہزار انگریزی سپاہی مالک نشینی کو روانہ کیے گئے
 اور سولہ ہزار ہینڈور کے سپاہی ملازم رکھے گئے۔ ہالینڈ کی مجلس عامہ بھی جنگ کے لیے
 تیار ہو گئی اور لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ سائے شیا کی نزاع ایک ایسی جنگ میں
 متبدل ہونے والی ہے جس میں اہم تر امور معرض بحث میں آجائینگے۔
 کارٹے ریٹ کو اپنی خدمت کا جائزہ لینے پر معلوم ہوا کہ وائٹا محفوظ ہے باوریا
 پر میر یا تھیری سا کا قبضہ ہے، بوہے میا میں فرانسیسی فوج کی حالت خطرناک ہے
 اور فریڈرک کو مورے ویل کی سرکہ آرائی میں ناکامی ہو رہی ہے۔ میر یا تھیری سا
 کی مغزولی کو روکنے کی خواہش میں قوم اور بادشاہ دونوں اس کے ساتھ تھے
 مگر اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ انگلستان کے اثر کو یورپ میں پھر قائم
 کر دے اور آسٹریا اور پریشیا میں مصالحت کر کے فرانس کی تذبذب کے لیے جرنی
 کی سلطنتوں کا اتحاد قائم کر دے۔ جارج کی طرح اسے بھی چارلس البرٹ کے شہنشاہ
 منتخب ہونے پر کوئی اعتراض نہ تھا اور اسکا اصل منشا یہ تھا کہ فرانس کی قوت کو توڑ کر
 اسکی وہی حالت کر دے جو یوٹ ریخت کے صلنامے کی ترتیب کے زمانے میں تھی۔
 کارٹے ریٹ کے پر زور طرز عمل کا اثر اطالیہ میں بھی ہویدا ہو گیا جہاں آسٹریوں کے
 مقابلے پر ہسپانی کھڑے ہو گئے تھے جن کا مؤید فلیوری تھا گو حسب سابق اسکی
 تائید محض نمائشی تھی۔ مگر شمالی اطالیہ میں ہسپانی اثر کی مزید توسیع میں چارلس ایمانویل
 کی حمایت حاصل کرنے میں فلیوری کو ناکامی ہوئی اور یکم فروری ۱۸۴۸ء کو
 شاہ سارڈینیانے میر یا تھیری سا سے معاہدہ کر کے یہ وعدہ کیا کہ ہسپانیوں کے خلاف میں

آسٹریوں کو سیلانیہ موڈی ناپارہ پاسین زاکے تحفظ میں امداد دے گا۔ نیپلز اور ہسپانیہ کی متحد فوجوں پر آسٹریوں اور چارلس ایمانویل کو فتح ہوئی اور انھوں نے موڈی نا اور میران ڈولا پر قبضہ کر لیا۔ اس اثناء میں انگریزی جہازوں کا ایک بیڑا ایبراہیم میتھیوز کی سرکردگی میں بحیرہ روم پر حاوی تھا اور پانچ انگریزی جہازوں نے نیپلز پر گولہ باری کرنے کی دھمکی دیکر ڈان کارلوس کو مجبور کیا کہ نیپلز کی فوج کو شمالی اطالیہ سے واپس بلانے کے متعلق ایک صلح نامے پر دستخط کر دے۔ اس کے نتائج یہ ہوئے کہ لومبارڈی میں ایک ہسپانی ریاست کے قیام کی امیدیں خاک میں مل گئیں اور ایل زابیتھ نے مجبوراً اپنی امیدوں سے کم پر قناعت کی چارلس ایمانویل ایک خطرے سے بچ گیا جو اسکی سلطنت کی آئندہ توسیع میں مانع ہونے والا تھا اور ختم سال کے قریب تک میریا تھیری سا کے تمام مقبوضات محفوظ ہو گئے اور موڈی ناکا ان میں اضافہ ہوا گو جنوبی اطالیہ میں ہسپانی اثر کے بجائے آسٹروی اثر کے قائم کرنے میں انگریزوں اور شاہ سارڈی نیا اور پوپ نے اسے مدد دینے سے انکار کر دیا۔ آسٹریا کی حالت نہ صرف وسطی اور جنوبی یورپ میں سنبھل گئی تھی بلکہ روس اور فرانس میں باہم کشیدگی پیدا ہو جانے سے روس بھی اسکی طرف مائل ہونے لگا تھا۔ روس میں فرانس کو ناکامی اگر روس اور فرانس میں گہرا اتحاد ہو گیا ہوتا تو میریا تھیری سا کے لئے فریڈرک کو اس اتحاد سے جدا کرنا مشکل ہوتا۔ فرانس کے لئے نہایت ضروری تھا کہ ہر طرح سے روس کے ساتھ اپنے

صفحہ ۱۵۶

دوستانہ تعلقات کو برقرار رکھنے کی کوشش کرے۔ مگر فرانس کی حکومت نے فراست سے کام نہ لیا اور دونوں ملکوں میں کشیدگی پیدا ہو گئی۔ ایل زابیتھ کی تخت نشینی فرانسیسی سفیروں کی عیاریوں کی وجہ سے ٹل میں آئی تھی اور اس کی وجہ سے روس کی فوجی جماعت جرمنی کے طرفداروں پر غالب آگئی اور الیگزینڈر زس بیس ٹوزیو وزیر اعظم مقرر ہوا۔ روس کی صورت حال فرانس کے موافق تھی مگر حد درجہ احتیاط کی ضرورت تھی کیونکہ روس سویڈن سے برسرِ جنگ تھا اور سویڈن اپنے کھوے ہوئے مقبوضات کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے فرانس کی شہ سے اس جنگ کے لئے تیار ہوا تھا۔ فرانس کے مدبر اگر عقل سلیم رکھتے تو انھیں چاہیے تھا کہ ایل زابیتھ کی تخت نشینی

کے بعد روس اور سویڈن میں حالات موجودہ کی بنا پر صلح کر دیتے۔ سلسلہ کے
 اوائل میں روس اور سویڈن کے درمیان ایک مجلس شوریٰ سینٹ پیٹرس برگ
 میں منعقد ہوئی مگر فرانسیسی حکومت نے جو طرز عمل اختیار کیا وہ غیر دانشمندانہ اور
 اس کے مفاد کے خلاف تھا یعنی شتاردی نے سویڈن کے دعویٰ کی تائید شروع
 کر دی اور سویڈن اور ڈین مارک میں گہرا اتحاد پیدا کرنے کے لئے ڈین مارک سے
 مارچ میں معاہدہ کر دیا، اسی طرح قسطنطنیہ کے فرانسیسی سیفرنے سویڈن اور ترکی کے
 مابین ایک معارضۂ اتحاد قائم کرنے میں اپنی قوت صرف کر دی۔ مگر فرانسیسی وزیر
 آسٹو کا ایک خط جو اس نے قسطنطنیہ کے فرانسیسی سیفر کو لکھا تھا روس کی حکومت کے
 ہاتھ میں پڑ گیا جس سے فرانس کی سازشیں منکشف ہو گئیں اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ
 بیس ٹوزیو شتاردی کا سخت مخالف ہو گیا فرانس اور روس کے دوستانہ تعلقات
 منقطع ہو گئے اور شتاردی جون سلسلہ میں سینٹ پیٹرس برگ سے رخصت
 ہو گیا۔ ۱۸ اگست کو روس اور سویڈن کے مابین آئو میں صلح نامہ ہو گیا جس کی
 رو سے روس کو جنوبی فن لینڈ کیو مین ندی تک مل گیا۔ اس کے علاوہ آڈلفوس فریڈرک
 (ناظم ریاست (ڈچی) ہاسٹین) ڈین مارک کے ولی عہد کے مقابلے میں سویڈن
 کا آئندہ حکمران منتخب ہوا۔ اس طور پر روس نے سویڈن اور ڈین مارک کا اتحاد کے
 امکان کا خاتمہ کر دیا اور سویڈن کو حسب سابق اپنے زیر اثر کر لیا۔ دسمبر سلسلہ میں
 شتاردی پھر سینٹ پیٹرس برگ میں پہونچا مگر ۱۲ جون سلسلہ کو اسے حکم دیا گیا کہ گھنٹے
 کے اندر روس سے چلا جائے۔ اسکی تدبیر کے بعد روس اور فرانس کے متحد ہونے کا
 امکان عرصے تک باقی نہ رہا اور فرانس پر سخت مصیبت آگئی کیونکہ ایک طرف روس اور
 پرشیا نے اسکا ساتھ چھوڑ دیا اور دوسری طرف انگلستان اور آسٹریا اسکے مقابلے میں
 خم ٹھوک کر کھڑے ہو گئے۔

مورے دیاسے فریڈرک کے پس پا ہونے کے بعد لارڈ ہنڈ فورڈ کی وساطت
 سے پرشیا اور آسٹریا کے مابین نامہ و پیام ہونے لگے تھے۔ فریڈرک کے دل میں
 یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ چونکہ انگلستان اور ہالینڈ بھی جنگ کے لیے تیار ہو گئے ہیں
 اس لئے فرانس کو کامیابی کی اب بہت کم امید ہو سکتی ہے۔ مگر میر یا تھیری سا بھیجی تک

قسمت آزمائی کرنے کے لئے تیار تھی اور ابتدائی نقل و حرکت کے بعد دونوں فوجوں کا مقابلہ، اسٹریٹس کو چھوٹو (بوسے میا میں ہوا) پریشیا کی فوجیں خود فریڈرک کے زیرِ حکم تھیں اور اسٹریٹس کی فرانسس رئیس لارین کے۔ اس جنگ میں پریشیا کو پوری فتح بریں اور برلن کے صلح ہوئی اور میریا تھیری صلح کرنے پر آمادہ ہو گئی۔ صلح کے

علاقہ

ابتدائی امور اور جون علاقہ کو طے ہوئے اور قطعی معاہدے

پر برلن میں ۲۸ جولائی کو دستخط ہو گئے جس کی رو سے آسٹریا نے بالائی اور نیشی سائی نے شیا بشمول شہر و ضلع گلاٹز پریشیا کے سپرد کر دیئے مگر میس ٹروپو اور جاگرن ڈورف کی ریاستیں علیحدہ کر کے بوسے میا میں ملحق کر دی گئیں۔ فریڈرک نے یہ بھی وعدہ کیا کہ بوسے میا سے پریشیا کی تمام فوجیں سولہ روز کے اندر واپس بلائی جائیگی اور اس نے ایک قرضہ بھی اپنے ذمہ لے لیا جو انگریز اور ڈچ سامہوکاروں نے سائی نے شیا کے محاصل کی کفالت پر دیا تھا۔ شاہ پریشیا کی وہ اغراض اب پوری ہو گئی تھیں جن کے حصول کے لئے وہ جنگ کے لئے تیار ہوا تھا اور چونکہ اس کے حلیفوں کی حالت اب ابتر ہو گئی تھی اس لئے اس نے ان کا ساتھ چھوڑ دینا حق بجانب خیال کیا کیونکہ اسی میں اس کے اور اس کے ملک کی سلامتی اور بہبود تھی۔

باب ہفتم

آسٹریا کی جنگ جانشینی صلح کانگریس کے بعد

۱۷۹۲ء تا ۱۸۰۶ء

پرشیا اور کینسی کا فرانسیسی اتحاد سے طعمہ ہونا۔ پرگس سے پرسیانی۔
 فلیوری کا انتقال۔ آسٹریا پر فرانسیسی حملہ کی ناکامی۔ لوئی پانزدہم نے فلیوری کا
 کوئی جانشین مقرر نہیں کیا۔ ڈیوک دی رشی یو۔ لوئی پانزدہم کی خفیہ سفارتی
 کارروائیاں۔ آسٹریا کا قبضہ بادیر یا پر۔ جون ۱۷۹۳ء۔ جنگ ڈی ٹن گین
 ۲۶ جون ۱۷۹۳ء ہینا کی "تھویر" جولائی ۱۷۹۳ء صلح نامہ ورس ۲۳ ستمبر ۱۷۹۳ء
 صلح نامہ فون تین بلو۔ جنگ ایک جدید شکل اختیار کرتی ہے۔ فرانس انگلستان
 کے خلاف ۵ مارچ اور آسٹریا کے خلاف ۴ اپریل ۱۷۹۳ء کو جنگ کا اعلان
 کرتا ہے۔ اطالیہ نیدر لینڈ اور رائن پر جنگ۔ سائی لیشیا کی دوسری جنگ کے
 اسباب۔ فرانک فورٹ کا اتحاد۔ پرشیا فرانس اور شہنشاہ کے درمیان معاہدہ
 روس کے ڈیوک اعظم ٹیری تابی ان ہالٹ زربیسٹ کی شہزادی سے۔ پرشیا کی
 شہزادی آل ری کاکی شادی سوڈن کے ولی عہد سے سیانی نے شیا کی دوسری
 جنگ۔ شہنشاہ کا انتقال۔ صلح نامہ فیوسین۔ فریڈرک اعظم کا بیٹا یارومدوگار
 ہو جانا۔ فون تے نامہ کی جنگ۔ ہینوور کا معاہدہ۔ فرانسس اسٹیفن کا

شہنشاہ منتخب ہوا۔ ڈرین ڈین کا معاہدہ۔ اطالیہ میں دارژان سون کی ناکامی۔
جنگ باسک نافو۔ اطالیہ کے متعلق دارژان سون کی تدابیر۔ شمالی اطالیہ سے
فرانسیسیوں اور ہسپانیوں کا اخراج۔ فلپینم کا انتقال ۱۹ جولائی ۱۸۹۸ء۔
فلینڈرس میں فرانسیسی معرکہ آرنایاں۔ دارژان سون کا زوال۔ ۱۸۹۸ء
کی بڑائیاں۔ اہلیت میں انقلاب۔ جنگ کا اختتام۔ ۱۔ لائپزائیل کا معاہدہ۔
۱۸۹۸ء میں دو یورپ کی حالت ایک دوسرے کے مقابلے میں۔ اسے لائپزائیل

کی صلح محض دیکھئے رہتی تھی

برلن کے صلح نامے (۲۸ جون ۱۸۹۸ء) کے بعد ہی ۷ ستمبر کو سکیسی اور آسٹریا میں
بھی مصالحت ہو گئی۔ ان دونوں معاہدوں کی وجہ سے اٹلی کے وہ تمام منصوبے خاک میں
پرشیا اور سکیسی کا فرانسیسی اہل گئے جو آسٹریا کو پاش پاش کر دینے کے متعلق اس نے
اتحاد سے طالعہ ہوا۔ سوچنے تھے اور اطالیہ میں ہسپانیہ کی حالت بھی اب ایسا بڑا

نہ تھی۔ فرانسیسی اتحاد سے سکیسی اور پرشیا کے طالعہ ہو جانے
سے بوسہ میا میں فرانسیسی سپاہ کی حالت نہایت نازک ہو گئی اور میریا تھیری سا
کو بوم بارڈی میں اپنی فوجوں کے لئے لکک بھیجنے کا موقع مل گیا فلیوری نے اس خطرے
کو محسوس کر کے نہ صرف ایل زامیتھ فارنیس اور چارلس ایمانوئل کے درمیان ایک
سمجھوتہ کرانے کی کوشش کی بلکہ آسٹریا سے بھی مصالحت کرنے کی کوشش کی
مگر اس میں ناکامی ہوئی۔ میریا تھیری سانے بلا سوچے سمجھے فلیوری کی تجاویز پر غور
کرنے سے انکار کر دیا اور اس کے خطوں کو شائع کر دیا۔ اس نے فرانسیسیوں کے
حکام اب صرف یہ کر سکتے تھے کہ بادیریا میں پرزور کارروائی کر سکے پرینگ کی محصور
فوج کو رہائی ولادیں اور میل بوائسبھی رائن کی طرف سے پیش قدمی کرنے۔ بلوین شیس
اور اس ٹاریم برگ کے ہمت دلانے سے میریا تھیری سانے پھر وہی ہمت مردانہ
دکھائی اور انگلستان نے بھی جنگ میں زیادہ سرگرمی دکھانے کا قصد کر لیا نیپلی بواکی
فوج جب بوسہ میا کی سرحد کی طرف پیش قدمی کرنے لگی تو ڈیوک اعظم فرانسیس
نے پرینگ کا محاصرہ اٹھا لیا جس کی وجہ سے بروگ لی آٹھ دس ہزار سپاہی اپنے
ساتھ لیکزنگ نکلائے

ماریس ڈی سیکس نے جب ایگر پر قبضہ کر لیا تو سیلی ہوانے پر یگ کو اس کی قسمت پر چھوڑ دیا اور بروگنی سے بادیریا میں جا ملا جہاں شہنشاہ کو آسٹریا کے مقابلہ میں اپنے سپہ سالار سکند ورف کو عارضی کامیابی سے، ۷ اکتوبر کو سیونج کی تسخیر اور تمام ملک بادیریا پر (بہ استثنائے شارڈنگ و پاسا) دوبارہ قبضہ کرنے کا موقع مل گیا تھا۔ میل آئل کے زیرِ کمان اٹھارہ ہزار سپاہی پر یگ کی محافظت کر رہے تھے مگر اس کی حالت اب یلوس کن تھی کیونکہ لوب کو دیرنگ کے ساتھ فیس نے محسوس کی امداد کے لئے بھیجا گیا تھا جو بارہ ہزار سپاہیوں کو لیکر شہر مذکور کے حالات کو دیکھ رہا تھا۔ مگر لوب کو وٹزکی بے پروا لی سے نفع اٹھا کر ۱۶ دسمبر کی شب میں نہایت ہوشیاری کے ساتھ میل آئل پر یگ سے اپنے سب سپاہیوں کو لیکر غل گیا اور صرف پانچ ہزار شے ویر کی سرکردگی میں وہاں رہ گئے۔ سردی کی شدت اور دشمن کے سواروں کے حملوں کے باوجود میل آئل، ۲۷ دسمبر کو ایگر پہنچ گیا اور اس کے صرف ڈیڑھ ہزار آدمی اس پسائی میں ضائع ہوئے۔ ادنیٰ فروزی میں وہ خود اور اسکے سپاہی اٹلی شے کے ساتھ رائن ندی کے پار چلے گئے اور اس اثناء میں شے ویر کو کوپٹن نے اعزاز کے ساتھ پر یگ سے جانے کی اجازت دیدی، جس پر ۲۵ دسمبر کو آسٹریا کا قبضہ ہو گیا۔ شے ویر کی فوج ایگر کو چلی گئی جس پر فرانس کا قبضہ بحال رہا۔ آسٹریا نے اس طور پر ملک کے اختتام تک بوسے سیا کے قریب قریب تمام ملک پر اپنا قبضہ دوبارہ جمالیا گو بادیریا میں اس نے جو اضطلاح مچائے تھے ان میں سے اکثر اس کے قبضے سے نکل گئے۔ فرانسیسی فوج کی اس ہزیمت کے بعد بروگنی نے جو سیلی بوا کا جانشین ہوا تھا پاسو پر دوبارہ قبضہ کرنے کی کوشش کی مگر کام نہ ہوا۔ آسٹریا کو بھی کوئی نمایاں کامیابی نہیں ہوئی۔

سلطنت کی سرکھ آرائی کے آغاز کے قبل دو واقعات ایسے ہوئے جن سے جنگ کے آئندہ سلسلے پر بہت کچھ اثر ہوا۔ نوبل سلطنت میں فریڈرک اعظم نے انگلستان سے ایک مدافعتی معاہدہ کیا مگر اس سمجھوتے پر کہ جرمنی میں جو انگریزی فوج بھیجی جائے گی وہ فرانس کے خلاف میں لڑیگی نہ شہنشاہ کے۔ دوسرا واقعہ یہ تھا کہ فیوری کا انتقال ۲۹ جنوری سلطنت کو فیوری نے ۸۹ سال کی عمر اور ۷۱ سال

وزیر رہنے کے بعد انتقال کیا اس کی حکمت عملی کا اصل اصول یہ تھا کہ اندرون دیسرون ملک میں امن وامان رہے مگر پیرس کے پادریوں اور وہاں کے باری مان کے آئے دن کے جھگڑوں کو وہ بہ مشکل دفع کر سکا اور جب اس نے انتقال کیا تو فرانس ایک زبردست جدوجہد میں پھنسا ہوا تھا۔ اس کی وجہ سے نہ صرف براعظم یورپ بلکہ سمندر اور نوآبادیوں اور ہندوستان میں بھی جنگ ہو رہی تھی۔

فرانس اب تک لوئی چہارم اور نائب السلطنت اور لیان کے تباہ کن ایران کا خمیازہ بھگت رہا تھا۔ فلیوری نے حد درجہ کفایت شعاری کر کے اس بار اسے سبکدوش کرنے کی کوشش کی اور آری کی امداد سے چونسٹھ لاکھ سے زائد تک سرشتہ مالہ کا افسر اعلیٰ تھا اس نے مالہ کی از سر نو تنظیم شروع کر دی مگر نہ تو وہ اہم نقائص کو دفع کر سکا اور نہ محاصل کو ملک کے تمام طبقوں کے لئے مساوی کر سکا۔ اس کے علاوہ اس نے شاہی بیگار (Corvée royale) کے طریقہ کو سڑکوں کی مرمت کے لئے جاری کیا جس سے دیہات کے رہنے والوں پر ایک بار اور بڑھ گیا اور طبقہ عاد نے ان کی شکایتوں میں اضافہ ہو گیا۔

سیویل اور بلغراد کے معاہدے اور اسٹانس لاس چسکی کو لارین کارٹیس کرادینا اور اس ریاست کا اس کے انتقال فرانس کے قبضے میں آ جانے کا انتظام بھی بس اس کے سفارتی کارنامے ہیں فلیوری نے ہسپانیہ کو حسب نصاب فرانس کا متوسل بنا دیا مگر باوجود اس اتحاد کے لوئی پانزدہم نے ہسپانیہ کے شاہی خاندان کی مدد اس کے اطالوی مہموں میں مدد کی اور نہ انگلستان کے خلاف میں اس کی وزارت میں فرانس کا طرز عمل انتہائی احتیاط اور تنگ دلی پر مبنی ہونے کے علاوہ یکساں اور واضح نہ تھا۔ بوربون خاندان کی اولوالزمینوں کو وہ شبہ کی نگاہ سے دیکھتا تھا پیچیدہ نامہ و پیام میں اسے بہت لطف آتا تھا مگر اس کی کارروائیاں ہمیشہ ادھوری رہتی تھیں۔

انگلستان کے متعلق اس نے دو بار اور بوربون کے طرز عمل کو برقرار رکھا اور اس کے حین حیات میں دونوں ملکوں میں کبھی علانیہ جنگ نہیں ہوئی

بلکہ اسے ایک ایسی بات میں بھی کامیابی ہوئی جس میں بوربون اور ڈوبوا کو ناکامی ہوئی تھی یعنی ہسپانیہ کے تعلقات کو فرانس اور انگلستان کے ساتھ دوستانہ کرانے میں ہسپانوی اتحاد کی اسے زیادہ پروا نہ تھی مگر جب انگلستان اور ہسپانیہ کے درمیان ۱۷۹۷ء میں جنگ شروع ہو گئی تو گویا اس نظام سیاسی کا خاتمہ ہونے لگا جو ۱۷۹۷ء میں ہیڈور اور اورلیان کے شاہی خاندانوں کی خاص اغراض کی وجہ سے وجود میں آیا تھا۔

فرانسیسی دربار کی جنگ پسند جماعت کو انگریزی اتحاد کا برقرار رہنا اسی قدر ناگوار تھا جتنا کہ آسٹریا کے متعلق فلیوری کا ہنری چہارم رشی لیوئیزارین اور لوئی چہارم کے طرز عمل کے اختیار کرنے سے انکار کرنا۔ پولینڈ کی جنگ جانشینی میں فرانس نے جو کارروائی کی تھی اس پر بھی وہ مطمئن نہ تھے۔ ان کی رائے یہ تھی کہ جب شہنشاہ نے اس ٹینڈ ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کی تو فلیوری کو بچا ہے تھا کہ ہسپانیہ اور دول بھری کو علانیہ مخالفت پر آمادہ کر کے شہنشاہ کو تباہ کر دینا۔ ان کا یہ بھی خیال تھا کہ ۱۷۹۷ء میں جب فرانسیسیوں نے اطالیہ میں کامیابی حاصل کی تھی اور فلپس برگ پر قبضہ کر لیا تھا تو اس وقت آسٹریا پر ایک زبردست وار کرنے کا زریں موقع تھا مگر فلیوری نے اسے ہاتھ سے جانے دیا اور بجائے اس کے کہ وہ فرانس کے قدیم دشمن کو ہمیشہ کے لئے نیست و نابور کر دیتا اس نے لارین کی واپسی پر قناعت کی اور آسٹریا کے انتظام جانشینی کی ضمانت کر دی چار سال کے بعد اس نے ٹرکی کے متعلق جو کارروائی کی اس پر بھی جنگ پسند جماعت کو یہ سخت اعتراض تھا کہ اسے چاہئے تھا کہ بجائے بلغراد کا صلح نامہ کرانے کے ہسپانیہ اور سارڈینیا کو شریک کر کے ترکوں کی مدد کرنا اور آسٹریا کی قوت کو توڑ دینا۔

فلیوری کا طرز عمل ولاز شوولین، پل ائل اور ان کے ہم خیال لوگوں سے منشا کے بالکل خلاف تھا کیونکہ اس کی نیت کبھی یہ نہ تھی کہ خاندان فلپس برگ کی حکومت کا خاتمہ کر دیا جائے بلکہ ۱۷۹۷ء اور پھر ۱۷۹۸ء میں اس نے فلپس برگ اور فرانسیسی بوربون خاندانوں میں خوشگوار تعلقات پیدا کرنے کی کوشش کی

جو کچھ دنوں کے بعد کانٹرنے کر دکھایا۔ مگر ناساعدت زمانہ کی وجہ سے وہ کچھ گز نہ سکا اور وال پول کی طرح اسے بھی جنگ پسند جماعت سے دینا پڑا۔ اس پر اور جماعت مذکور پر یہ الزام بھی آتا ہے کہ انھوں نے فرانسیسی حکومت کو بالکل یورپ کے مناقشوں میں منہمک کر دیا حالانکہ فرانس کو چاہئے تھا کہ وہ پریشیا اور ہسپانیہ کو جرمنی اور اطالیہ میں اپنے مفاد کی حفاظت کرنے دیتا اور اپنے تمام ذرائع کو اپنی نوآبادیوں اور ہندوستان شمالی امریکہ اور جزائر غرب الہند کی تجارتی مقامات کی حفاظت میں صرف کر دیتا۔ اپنے قبل اور بعد کے فرانسیسی مدبروں کی طرح اس پر بھی ناعاقبت اندیشی کا الزام لگایا جاتا ہے مگر بذات خود اس پر یہ الزام ہے کہ اس نے بحری اور بری فوج کی طرف سے سخت غفلت کی۔ اس نے اپنی سیاسی زندگی میں شروع سے آخر تک کبھی ان اہم معاملات پر توجہ نہ کی جو شمالی امریکہ ہندوستان اور بحیرہ روم میں انگلستان اور فرانس کے درمیان مابہ النزاع تھے۔ اس نے یہ بھی کبھی محسوس نہیں کیا کہ دونوں ملکوں کے درمیان جنگ ناگزیر ہے اور یہ کہ فرانس کی کامیابی کے لئے ہسپانیہ کے ساتھ گہرا اتحاد ہونا ضروری ہے۔ فرانس کی تاریخ کے اس نازک زمانے میں فلیوری نے سخت ناعاقبت اندیشی دکھائی۔ فرانس کے بیڑے کو قوی کرنے یا جہازوں کے درست کرانے کی اس نے مطلق کوشش نہ کی اور نہ ہسپانیہ کے انتظامی امور کی اصلاح یا ہسپانیہ کے بیڑے کو قابل کار بنانے میں اس نے ہسپانیہ کے وزیروں کی ہمت افزائی کی تا دم مرگ اسے صرف یہی فکر تھی کہ براعظم یورپ میں خاندان بوربون کی اغراض پوری ہوں اور اس میں اسے کامیابی بھی ہوئی۔ اگر فرانس کی نوآبادیاں نہ ہوتیں اور انکو ترقی دینے کی اسے خواہش نہ ہوتی تو ۱۷۹۱ء، ۱۷۹۳ء اور ۱۷۹۵ء میں جو عیارانہ سفارتی کارروائیاں سنگین ان کی وجہ سے اس کا شمار فرانس کے وزیروں کی صف اول میں ہوتا۔ مگر اس نے فرانس کے حقیقی مفاد پر خاندان بوربون کی جزوی اغراض کو ترجیح دی اور انگلستان کی ناگزیر جنگ کو سفارتی کارروائیوں سے ٹٹوی کرنے کی احمقانہ کوشش میں مصروف رہا۔ اس کے علاوہ جذبات قومی اور عوام کی قوت کا بھی

وہ بالکل اندازہ نہ کر سکتا تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسے بالکل کامیابی ہوئی کیونکہ نہ تو وہ ۱۷۹۳ء میں ہسپانیہ کی مدد کر سکا اور نہ بحیرہ روم میں انگریزی بیڑے کے تفویق کو روک سکا جس کا بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں کو ہندوستان اور شمالی امریکہ میں فتح ہوئی۔ اسی کی وجہ سے فرانس خاندان اسٹوارٹ کو کافی مدد نہ دے سکا اور لا بورڈونے کی مدد کے لئے کوئی زبردست بیڑہ نہ بھیج سکا جس کے بغیر ہندوستان میں فرانس کو کامیابی نہ ہو سکتی تھی۔ فیلوری کو سفارتی کارروائیوں میں متعدد کامیابیاں ہوئیں مگر آخری زمانے میں اس کی خارجی حکمت عملی فرانس کی ضروریات کے لئے بالکل ناکافی تھی اور گو ۱۷۹۸ء میں فرانس امریکہوں پر کسی قسم کا خطرہ نہ تھا مگر ہندوستان اور شمالی امریکہ میں اس کے قدم ہل چکے تھے۔ پریشیا کو عروج فیلوری کی بدولت حاصل ہوا تھا مگر نوآبادیوں اور بحری جنگوں میں فرانس کا جو نقصان ہوا تھا اس کا یہ معاوضہ نہ ہو سکتا تھا۔

ایسے مدبر کے نہ تو خود اس کے ملک میں کوئی ہوا خواہ ہو سکتے ہیں نہ بیرونی ممالک میں اس کی قابلیت کا اعتراف ہوتا ہے۔ آسٹریا کی جنگ جانشینی کے آغاز تک فرانس نے اس کی احتیاط فراست اور امور خارجہ کی معلومات سے نفع اٹھایا مگر ۱۷۹۸ء کے بعد سے لوگ اس کے زوال کے خواہاں ہو گئے ہسپانیہ میں اس کے غیر ایفا شدہ وعدوں اور زبانی امداد سے ایلی زابیتھ فانیس بیزار ہو گئی اور اسے معلوم ہو گیا کہ ۱۷۹۸ء کے ”خاندانی سپاہ“ کی طرح ۱۷۹۳ء کا معاملہ بھی بالکل بیکار ہے۔ شاہ سارڈی نیا اور انگلستان کے وزیروں کو بھی اس پر اعتماد نہ تھا۔

آسٹریا کی جنگ جانشینی میں فیلوری اور بیل اٹل کا طرز عمل فرانس کے لئے آسٹریا پر حملہ کرنے میں نرس سخت مضرت ثابت ہوا۔ داسٹا پر حملہ نہ کرنا ایک سخت غلطی تھی جس سے میریا تھیری سا کو دم لینے کا موقع مل گیا اور فرانس کا سخت نقصان ہوا۔ فرانس نے چارلس مہتم کو شہنشاہ منتخب کر دیا تھا مگر اس کا کوئی اثر نہ تھا اور کئی ہزیکٹیں بھی اس نے اٹھائی تھیں۔ لوم بارڈی پر حملہ کرنے میں فرانس کو کوئی کامیابی نہ ہوئی، فریڈرک اعظم

فرانس کے اتحاد سے علیحدہ ہو چکا تھا سارڈی نیا آسٹریا کی مدد کرنے کی تیاری سرگرمی سے کر رہا تھا، اس کے علاوہ گوسائی نے شیا آسٹریا کے قبضہ سے نکل گیا تھا مگر میریا پھیری سا کے باقی تمام مقبوضات محفوظ تھے اور اس کے باپ کا انتظام جانشینی بھی برقرار تھا۔ روس میں سفارتی کارروائیوں میں فرانس کو ناکامی ہوئی تھی اور سوئیڈن کی جنگ سے بھی اسے کوئی نفع نہیں ہوا۔ انگلستان میں والی بال کے معزول ہونے کے بعد کار سے ریٹ وزیر خارجہ ہو گیا تھا اور اس کے حسب ہدایت ایک انگریزی فوج عنقریب جنگ میں شریک ہونے والی تھی جس کا رخ اب بالکل بدل گیا تھا۔ انگلستان اور آسٹریا کی شرکت اس جنگ میں اب اس غرض سے نہ تھی کہ خاندان ہابس برگ کے مقبوضات کو دوسروں کی دست برد سے بچائیں۔ بلکہ انگلستان اب برسر پیکار اس لئے تھا کہ جرمنی سے فرانسیسی فوجوں کو خارج کر دے۔ اور آسٹریا کا مقصد یہ تھا کہ لوئی پانزدہم کے بے وجہ حملوں کا انتقام لے اور آسٹریا اور لارین اور تینوں اسقفی اضلاع کو فتح کر لے۔ تاکہ سائی لے شیا کے نقصان کی اس سے تلافی ہو جائے۔

فرانس کا مستقبل امید افزانہ تھا۔ مگر بالکل یاپوسی بھی نہ تھی۔ کیونکہ اولاً انگریزوں اور آسٹریوں میں موانعت نہ تھی۔ ثانیاً فلیوری کے انتقال کے بعد ہسپانیہ بھی کچھ جاگ اٹھا تھا اور ثالثا چارلس ایما نوئل نے قصہ مصمم کر لیا تھا کہ جب تک آسٹریا کی طرف سے کوئی ملک بطور صلہ کے دیے جانے کا قطعی وعدہ نہ کیا جائے۔ وہ جنگ کو جاری نہ رکھے گا۔

لوئی پانزدہم فلیوری کا جانشین کوئی لائق آدمی ہو۔ لوئی پانزدہم کو فرانس کی نازک حالت کا مطلق خیال نہ تھا۔ اس نے اعلان کر دیا کہ کارڈنل ستونی کا کوئی جانشین نہ ہوگا اور عنان حکومت میں اپنے ہاتھوں میں رکھوں گا۔ مگر بادشاہ کے اس فعل کے نتائج سخت اندوہناک ثابت ہوئے کیونکہ انتظام مملکت میں یکسانی باقی نہ رہی اور بادشاہ پر اثر غالب حاصل کرنے کے لیے سفید ادا اشخاص کو شاں ہوئے۔ مستقل وزیر اس وقت حسب ذیل تھے

لوئی پانزدہم فلیوری کا جانشین مقرر کرنے سے انکار کرتا ہے۔

۱۶۵

دائیسو وزیر اعظم (چانسلر) اور ریکی کزنولر جنرل۔ آئیلو وزیر خارجہ مورے یا
وزیر بحریہ۔ کاؤنٹ وارڈن سون وزیر جنگ وزیر اندکوری میں سے کاؤنٹ وارڈن سون
مارکوس دی بری تیول کے انتقال پر، جنوری ۱۸۸۸ء کو اپنے عہدے پر مقرر ہوا
تھا جب کہ بیلل، نوایل اور بروگی کی ناکامیوں کی وجہ سے سرگرمی دیکھائی دے گی
ضرورت تھی۔ اپنے عہدے پر وہ یکم فروری ۱۸۸۸ء تک قائم رہا اور اس مدت
میں اس نے نہایت جانفشانی سے اپنی خدمات کو انجام دیکر متحدہ واصلات میں
تکلیف اور اس کی پرورش معاونت ایک حد تک مارشل ایکس کی فتوحات
کا باعث ہوئی۔ نومبر ۱۸۸۸ء میں وہ وزیر خارجہ مقرر ہوا۔ اس کے قبل
امواجی اور داخلی کی عنان مارشل دی نوایل کے ہاتھوں میں تھی گو وہ کسی
سرکاری عہدے پر فائز نہ تھا

نوایل کی شادی میڈیم دی مین تے لون کی ایک بھتیجی سے ہوئی تھی
اور اسے آرنو تھی کہ امور مالی اور فوجی دونوں میں نام حاصل کرے۔
لوئی کو خواب غفلت سے جگانے کا بھی اس نے قصد کیا تھا اور اسی کے
اثر اور ڈیجیس دی شاتورون کی تائید کا نتیجہ تھا کہ بادشاہ نے لوئی چہارم کی
ڈیوک وی رشی لیو۔ طرح خود سہ سالار بننے کا قصد کیا۔ نوایل کا مخالف ڈیوک
دی رشی لیو تھا بادشاہ پر اس کا اثر فرانس کے حقیقی مفاد
کے لئے حد درجہ مضر ثابت ہوا۔ رشی لیو میں فرانس کے امرا کے تمام عیوب
موجود تھے۔ ہانی میں اس نے نائب السلطنت اور لیان کے ساتھ خوب
جشن منانے تھے والیٹر کا دوست تھا اور فیشن کا شیدا۔ رشی لیو میں نہ تو
اپنی ذمہ داری کا احساس تھا نہ حب قوم اس کے علاوہ بالکل ناسمجھ چھوڑا
اور بدچلن تھا۔ البتہ وہ بہادر تھا اور فن حرب سے مناسبت رکھتا تھا
یہ شخص طبقہ امرا کا گل سرسبد تھا جنہوں نے کچھ تو اپنی نااہلیت اور غفلت سے
اور کچھ نام نہاد فلسفی تحریک کی احمقانہ تائید کر کے اور طبقہ ادنیٰ پر ظلم و ستم
روا رکھ کر اس انقلاب کا باعث ہوئے جو انہیں اپنے سیلاب میں بہا لے گیا۔
لوئی پانزدہم پر اس کا اثر سخت تباہ کن ثابت ہوا اور جب سیٹیر میں دشاد کی

بیماری کے بعد نوائیل کا چند روزہ اثر زائل ہو گیا اس نے اس کمزور بادشاہ کو عیاشی کی چاٹ لگا دی جس سے فرانس میں حکومت شاہی کی استواری کو سخت صدمہ پہنچا۔ بیماری کے بعد گو اس کی ہر دل عزیزی جاتی رہی اور ۱۷۹۲ء کے موسم خزاں میں نوائیل کی معزولی سے ایک ہی خواہ کے نیک مشوروں سے وہ محروم ہو گیا مگر بین الاقوامی معاملات میں وہ دخل دیتا رہا جس سے عجیب و غریب نتائج پیدا ہوئے جو فرانس کے لئے مفید نہ تھے۔

فلیوری کی وفات کے بعد سے لوئی پانزدہم کی وہ مشہور خفیہ مراسلت شروع ہوئی جو اس کے باقی ماندہ ایام حکومت میں فرانس کی خارجی حکمت عملی لوئی پانزدہم کی خفیہ سفارت کی کمزوری کا باعث ہوئی۔ لوئی سمجھتا تھا مگر خارجی حکمت عملی کا ردوائیاں کے متعلق اس کے چند خاص خیالات تھے۔ وزراء سلطنت کا اثر جو اس کے منصوبوں میں حائل تھا اسے ناگوار تھا

اس نے اپنے منصوبوں کو بار آور کرنے کے لئے اس نے سازش اور فریب سے کام لینا چاہا اس کام کے لئے اس نے جاسوس مقرر کئے اور ان سے خفیہ مراسلت شروع کر کے انھیں ہدایتیں دیتا رہا جو اکثر اوقات ان احکام کے خلاف ہوتیں جو انھیں وزارت خارجہ سے ملتے جلتے ملکہ میں میٹنرین بیمار ہونے تک لوئی بغیر کسی وزیر اعظم کے مقرر کر نیکے حکومت کرتا رہا اور ایک رومی کے ذریعے سے خود سلطنت کا کاروبار انجام دیتا رہا۔ اس طریقہ حکومت سے جو دقتیں پیدا ہوئی ہیں اس کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں اور لوئی چہار دہم کی اس نقل سے ۱۷۹۳ء اور ۱۷۹۴ء میں انگریزوں اور آسٹریوں کے خلاف میں فرانس کی فوج کو کامیابی کی کوئی امید نہ ہو سکتی تھی۔

۱۷۹۴ء میں تین معرکہ آرائیاں جاری تھیں یعنی باویریا اور مغربی جرمنی اور اطالیہ میں، فرانس کو بیرونی حملوں سے محفوظ رکھنے، بردگی کی فوج سے نجانے اور پیراک ہلک، فوج کو باویریا میں چارلس شہنشاہ لارین کی فوج باویریا پر آسٹریوں کا سے ملنے سے روکنے کے لئے ذوال ایک فوج رائن قبضہ جن ۱۷۹۴ء کے پارلیگیا اور نیکلاورین کے درمیان آگے بڑھا۔

مگر آسٹریوں نے چارلس شہزادہ لارین کی سرکردگی میں اورسنے وین ہول اور ٹوب کووٹز کی فوجوں کی معاونت سے مٹی میں باویریا کی فوج کو جسکندروف کے زیرِ کمان تھی یکایک سخت ہزیمت دی اور بروگل نے بغیر سکندروف کو کسی قسم کی مدد دینے یا نواہل کی امداد کا انتظار کرنے کے ان گوس ٹاٹ اور ڈوناو رتھ کو بغیر مقابله کرنے کے خالی کر دیا اور اس کے بعد رائن کو عبور کر کے پسپا ہو گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ باویریا کی فوج سوائے بیا کی طرف فرار ہو گئی میونخ پر پھر آسٹریوں کا قبضہ ہو گیا اور شہنشاہ فرینک فورٹ کو بھاگ گیا ۱۷۷۷ء ۲۷ جون کو سکندروف نے فی درشون فیلڈ میں ایک معاہدے پر دستخط کر دیے جس کی رو سے جنگ ملتوی کر دی گئی باویریا کی فوج کو غیر جانب دار رکھنے کا اقرار کر لیا گیا اور معاہدے کی تکمیل تک باویریا کا تمام ٹانک سوائے ان گوس ٹاٹ کے آسٹریا کے قبضے میں رہ گیا۔ بروگل کے عدم استقلال اور لوہٹن سے باویریا فرانس کے ہاتھ سے نکل گیا اور اس کے بعد ہی وہ مغزول ہو گیا اگست میں ایگر پر بھی آسٹریا کی فوج نے قبضہ کر لیا جو سلاوا کے فرانسیسی حملہ کی آخری یادگار تھا۔

مغربی جرمنی میں بھی فرانس کی فوج کو کوئی سرخروئی نہ ہوئی۔ ہالینڈ کی طرف سے ۱۷۷۷ء کے اوائل میں انگلستان ہینووور اور ہیس کی ایک مخلوط فوج جرمنی میں داخل ہوئی مارچ میں نیپ برگ اس فوج سے آٹا جنگ ڈی ٹن گین ۱۷۷۷ء ۲۶ جون ۱۷۷۷ء اور اپریل میں ڈیوک آریک برگ (آسٹریائی نیدرلینڈ کا سپہ سالار) بیس ہزار آسٹریائی معاون فوج ساتھ لیکر شریک ہوا۔ یہ فوج جو (Pragmatic Army)

کے نام سے موسوم تھی لارڈ اسٹیر کے زیرِ کمان تھی جو ایک زمانے میں ماربرو کا ماتحت تھا۔ رائن کے نواح میں اس فوج کی موجودگی کی وجہ سے اپریل میں آسٹریا کا ایک طرفدار مینز کا اسقف منتخب ہو گیا مٹی میں ہالینڈ سے بیس ہزار سپاہیوں کے بھیجنے کا وعدہ لیکر لارڈ اسٹیر نے باویریا کی طرف پیش قدمی شروع کی۔ اس کا قصد تھا فرانس سے بروگل کی

کے ذرائع آمد و رفت کو منقطع کر دے مگر نوائیل نے نیکار کے خط پر قبضہ کر کے اس کے اس منصوبے کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے بعد اسٹرن نے جنوب مشرق کا رخ کیا تاکہ چارلس شہزادہ لارین کی فوج سے جا ملے مگر اسے معلوم ہوا کہ مین ندی کا بالائی حصہ فرانسیسیوں کے قبضے میں ہے۔ ۲۰ ہرجون کو جان دوم نے (Pragmatic) فوج کی کمان لی مگر ۲۶ ہرجون کو نوائیل نے ہینا کا راستہ بند کر دیا جس کی وجہ سے جارج کو مجبوراً ڈی ٹن گین میں لڑنا پڑا۔ گو اس جنگ سے انگلستان اور آسٹریا میں بہت جوش پھیل گیا اور باویریا اور پرشیا کو سخت مایوسی ہوئی مگر فرانسیسیوں کی ہزیمت سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ چارلس لارین نے اس اس پر قبضہ کرنے کا قصد کیا مگر اس صوبہ کی حفاظت کے لئے کوآکنی کے زیر کمان ایک فرانسیسی فوج کافی ثابت ہوئی انگریزی فوج کا سپہ سالار اب اسٹرن کے بجائے ویڈ تھا مگر اس کے حلوں سے فرانس کو نوائیل کی فوج نے محفوظ رکھا۔ مگر فرانسیسی جرمنی سے بالکل خارج کر دیئے اور شہنشاہ نے جو ان کا حلیف تھا آسٹریا سے غیر جانب دار رہنے کا عہد کر لیا تھا۔ اطالیہ میں ٹران نے کا پیوسانو میں ہسپانیوں کو ہزیمت دی جس کی وجہ سے ڈان فلپ پیڈمنٹ میں داخل نہ ہو سکا اور یہ اغلب ہو گیا کہ متحدین فرانس میں داخل ہو جائیں گے۔

۱۶۸

دونوں فریقوں کی حالت اس وقت قریب قریب مساوات کی تھی۔ جولائی میں جارج دوم اور کارل ٹیٹ نے میریا تھیری سا اور شہنشاہ کے مابین مصالحت کرانے کی ایک زبردست کوشش کی مصالحت کی یہ تجویز ہینا مینا کی تجویز۔ اور اس کے نائب ولیم رئیس میں کیا سیل نے بالکل جولائی ۱۷۹۲ء تسلیم کر لیا تھا اور اس کی شرائط ایسی تھیں کہ جرمنی کے دوسرے رئیس بھی اس سے اتفاق کرتے اس تجویز سے مقصود یہ تھا کہ آسٹریا اور باویریا اپنے ختلاف و عداوی سے باز آئیں اور ایک دوسرے کے تبوضات واپس کر دیں۔ چارلس ہفتم کا خطاب شہنشاہی برقرار رہے اور

شہنشاہی کے متعلق تمام معاملات میں بوہیمیا کے فرمان روا کا ووٹ^(۱) (راسے) جائز تسلیم کیا جائے۔ یہ بھی خیال تھا کہ باویریا کے رئیس کو بادشاہ قرار دیا جائے اور شہنشاہ کو فرانس کا ساتھ چھوڑ دینے کے صلے میں اور شہنشاہی کی عظمت قائم رکھنے کے لئے انگلستان کی طرف سے رقوم کثیر بطور معاونت دی جائیں جو مساوی ہوں ان رقوم کے جو اس کو فرانس سے ملتی تھیں۔

جرمنی کے ایک حکمران کی حیثیت سے تاج شہنشاہی کا خاندان میس برگ کے ہاتھوں سے نکل کر ایک دوسرے خاندان پر منتقل ہو جانا جارج دوم کو مطلق ناگوار نہ تھا اور اس وقت نہ صرف آسٹریا کے مقابلے میں جرمنی کے حکمرانوں کے حقوق کی تائید کا بہت اچھا موقع مل گیا تھا بلکہ جرمنی میں امن و امان قائم کرنے اور تمام ملک جرمنی کو فرانس کے خلاف میں متحد کرنے کا بھی۔ جرمنی کے باشندوں کو یہ تجویز دانشمندانہ اور حسن تدبیر پر مبنی نظر آتی ہوگی کیونکہ ان کا ملک دوسو سال سے پیہم فرانسیسی حملوں سے برباد ہو رہا تھا مگر جارج کی موجودہ حکمت عملی بالکل جرمنی کے مصالح پر مبنی تھی اس لئے اس پر یہ الزام عائد ہوتا ہے کہ اس نے انگلستان کے مفاد کو اپنی خاندانی حکومت ہینوور پر قربان کر دیا۔

کارٹے ریٹ نے اس موقع پر صرف شہنشاہی میں جارج دوم کی موجودہ حیثیت کا لحاظ رکھا اور نوآبادیات اور بحریہ کے متعلق ان مسائل کا بالکل خیال نہ کیا جو مابہ النزاع تھے اور جو انگلستان کے لئے نہایت ہی اہم تھے۔ کارٹے ریٹ کی یہ خواہش تھی کہ نہ صرف اس طرز عمل کی طرف عود کرے جو دھمک جماعت نے ملکہ اپنی کے عہد حکومت میں اختیار کیا تھا بلکہ ان سے بھی ایک قدم آگے بڑھ جائے یعنی جرمنی کو متحد کر کے فرانس کے مقابلے پر کھڑا کر دے اور اس طرز اس کام کی تکمیل کر دے جو یوٹ ریخت کے صلح نامے سے رک گیا تھا۔ اگر اس

د، چارلس ہفتم کے انتقال کے وقت بوہیمیا کا ووٹ اس وجہ سے خارج کر دیا تھا کہ میریا تھیری ساعورت ہونے کی وجہ سے نہ تو خود ووٹ دے سکتی تھی نہ اپنا ووٹ اپنے شوہر پر منتقل کر سکتی تھی۔

حکمت عملی پر عمل کیا جاتا تو جارج دوم کا شمار جرمنی کے سربراہ اور وہ حکمرانوں میں ہوتا اور دوسرے الیکٹروں پر اسے تفوق حاصل ہو جاتا تو

گر فریڈرک اعظم ہینڈورک کا ماتحت بنے پر آمادہ نہ تھا اور میریا تھیری سا اپنی حالیہ عہد نامہ دوسرے فتوحات کی وجہ سے چارلس ہفتم کی چیرہ دستیوں کو معاف کرنے پر تیار نہ تھی۔ انگلستان کے دھگ وزیر اہیزی بیلیم ۱۳ ستمبر ۱۷۹۳ء

کی سرکردگی میں (جو جولائی میں ول سنگ ٹن کی وفات کے

بعد وزیر اعظم ہوا تھا) اور رائے عامہ کی تائید سے جارج دوم اور کارل ٹیٹ کے جرمنی منصوبوں سے خائف تھے اور ہینڈورک کی فوج کے قیام کو ناپسند کرتے تھے

اس لئے انھوں نے باویریا کے مجوزہ انتظام کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا چارلس ہفتم کو کوئی رقم بطور معاوضت دینے سے انگلستان کی تمام جماعتوں نے اپنا اختلاف ظاہر کیا کیونکہ وہ میریا تھیری سا کا علائقہ دشمن اور فرانس کا موروثی

خلیفہ تھا۔ اہل انگلستان کو درحقیقت فرانس اور ہسپانیہ سے مخالفت تھی اور جرمنی کی بڑی سو کہ آرائیوں پر وہ بحری جنگ کو ترجیح دیتے تھے۔

کابینہ میں کارل ٹیٹ کی سخت مخالفت ہوئی اور اس کی حکمت عملی پر جو حملے ہو رہے تھے ان کا وہ مقابلہ نہ کر سکا اس لئے باویریا وغیرہ سے

نامہ و پیام کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ کارل ٹیٹ کے مجوزہ انتظامات کے بجائے انگلستان کے کابینہ نے یہ قصد کیا کہ میریا تھیری سا سے گہرا اتحاد پیدا کیا جائے

اور سارڈی نیا اور آسٹریا کو متحد کر کے فرانس کے خلاف میں سرگرمی کے ساتھ جنگ شروع کر دیا جائے۔ اطالیہ میں مجملہ امور کا دار مدار چارلس ایمانوئل پر

تھا جو فرانس اور ہسپانیہ کی حکومتوں سے نامہ و پیام کر رہا تھا۔ اس نے صاف انکار کر دیا کہ جب تک اہل آسٹریا مجھے چند اضلاع بطور معاوضہ دینے

کا حتمی وعدہ نہ کریں میں ہرگز ان کا شریک نہ ہو سکتا۔ اس کا مطالبہ تھا کہ پاویا کا ایک حصہ اور فانی نیل اور پیاسین زاسے دیدیئے جائیں۔ اس

پیشیدگی کو رفع کرنے اور وائٹیا کے دربار پر دباؤ ڈالنے کے لئے انگلستان کی وساطت کی ضرورت ہوئی۔ سائی نے شیا کے نخل جانے کا غم ابھی میریا تھیری

کے دل میں تازہ تھا اور اس کے متعلق انگلستان کا طرز عمل اسے سخت ناگوار ہوا تھا انگلستان کی اب یہ دوسری درخواست کہ وہ اپنے چند مقبوضات چارلس ایماویل کے حوالے کر دے اسے اور بھی ناگوار ہوئی۔ دورس میں جو نامہ و پیام ہو رہے تھے ان میں وہ اپنے حق پر اڑی رہی مگر چارلس ایماویل نے بالکل دھکی دی کہ میں فرانس کی بنیاد پر قبول کر لوں گا۔ میرا پتھر سا اب مجبوراً اپنے حقوق کی قربانی پر تیار ہو گئی۔ ۱۳ ستمبر کو انگلستان، آسٹریا، لینڈ سارڈی نیا اور سیکسنی نے دورس کے معاہدہ پر دستخط کر کے آسٹریا کے انتظام جانشینی اور یورپ میں توازن قوت کو برقرار رکھنے پر اتفاق ظاہر کیا میرا پتھر سا نے پاویا، پیاسین، زانو، گے وانو، انگیارا کے شہروں اور ملحقہ اراضی کو چارلس ایماویل کے سپرد کر دیا اور جمہوریہ جینوا سے فائی نیل کی ریاست کو دوبارہ خریدنے کے حق سے بھی وہ دست بردار ہو گئی جس سے چارلس ششم اس وقت دست بردار نہ ہوا تھا جب کہ اس نے ریاست مذکور کو جمہوریہ کے ہاتھ فروخت کیا تھا اس کے صلہ میں چارلس ایماویل نے چالیس ہزار فوج سے میرا پتھر سا کے اطالوی مقبوضات کی حفاظت کا بیڑا اٹھایا اور آسٹریا کی فوج بھی جس کی تعداد تیس ہزار تھی اس کے زیرِ کمان کر دی گئی۔ مائی کن کی ڈچی کے متعلق اپنے وعدہ سے وہ دست بردار ہو گیا اور چند خفیہ دفعات کے ذریعہ سے اس نے خاندان بوربون کو اطالیہ سے خارج کرنے کا سمجھوتہ کر لیا یعنی ڈان کارلوس کو ہسپانیہ کی حکومت سے بے دخل کرنے کے بعد سلسلہ سارڈینی کو دیدیا جائے اور نیپلز اور سکسی کے بندرگاہ آسٹریا کے قبضے میں آجائیں مجوزہ انتظامات کو آسانی سے عمل میں لانے کے لئے انگلستان نے فائی نیل کے خرید کرنے کے لئے روپیہ قرض دینے اور آئینہ جنگ کے لئے رقمی امداد دینے کا وعدہ کیا اس طور پر قریب تھا کہ ایلی زابیتہ فرانس کی تمام عمر کی کوشش رائیگاں جائے اور جنوبی اطالیہ میں پھر غیر ہر دل عزیز جرمنی حکومت قائم ہو جائے۔

معاہدہ دورس کے جواب میں فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان

فون تین بلو کا معاہدہ ۲۵ مئی ۱۸۲۵ء کو لوئی پانزدہم کی خواہش سے ہوا۔ ۱۸۲۵ء
 صلح نامہ فون تین بلو کے صلح نامہ کے باوجود فلیوری کے حین حیات فرانس اور
 ۲۵ مئی ۱۸۲۵ء ہسپانیہ کے درباروں میں کوئی مستقل اتحاد نہ تھا۔ مگر
 دورس کے اتحاد کے قیام سے جو فرانس اور ہسپانیہ کے

خلاف قایم ہوا تھا ان دونوں ملکوں میں مستقل اتحاد کا قیام لازمی ہو گیا۔ اس
 عہد نامے کی رو سے خاندان بوربون کی دونوں شاخوں نے ایک دوسرے کے
 موجودہ اور آئندہ مقبوضات کی حفاظت کا عہد کر لیا۔ فرانس نے اطالیہ کے مختلف
 حصص پر فلپ اور ایلی زابیتھ فارنسیس کے وسیع دعاوی کو تسلیم کر لیا اور میلانینا
 پارما اور پیاسین زاکوڈان فلپ کے لئے فتح کر رہے ہیں۔ مدد دینے کا وعدہ
 کیا۔ اس کے علاوہ یہ بھی طے ہوا کہ جبرالٹر، پورٹو، ہون اور جارجیا انگلستان
 سے چھین لئے جائیں اور چارلس ایماٹیل شاہ سوائے سے وہ اضلاع جو یوٹیٹ
 کے صلح نامہ کی رو سے اسے دئے گئے تھے۔ فرانس نے سارڈی نیا اور
 انگلستان کے خلاف میں باضابطہ جنگ کا اعلان کرنے کا وعدہ کیا اور یہ بھی
 طے ہوا کہ دونوں فریق اس جدید خاندانی معاہدے کے اس وقت تک
 پابند رہیں گے جب تک کہ دونوں اپنے دشمنوں سے بالاتفاق صلح نہ کر لیں۔
 دورس اور فون تین بلو کے معاہدوں کے ہو جانے سے جنگ کا
 جنگ کا نیا دور ایک نیا دور شروع ہوتا ہے اور یورپ کی یہ عام جنگ
 آسانی سے سمجھ میں آنے لگتی ہے انگلستان اس سے

قبل آسٹریا کا محض ایک حلیف تھا مگر اب فرانس اور انگلستان کے خلاف
 ایک زبردست اتحاد کا سرخیل تھا اور لندن اور ورسالز میں اب یہ تسلیم
 کر لیا گیا تھا کہ اس جنگ سے محض آسٹریا کے انتظام جانشینی کا برقرار رکھنا
 مقصد نہ تھا بلکہ اصل امور تصفیہ طلب یہ تھے کہ سمندر اوروں میں تفوق کس کا
 ہوگی، شمالی امریکا میں لاطینی عنصر غالب رہیگا یا ٹیوٹن اور ہندوستان میں
 سیادت انگلستان کو نصیب ہوگی یا فرانس کو۔ فلیوری کے سونسطائی مخالفوں
 کو ترل کر کے فرانس اب خم ٹھونک کر براعظم یورپ میں آسٹریا کے مقابلے پر

۱۶۲

کھڑا ہو گیا تھا اور سمندروں اور نوآبادیوں میں انگلستان کے مقابلے پر رُ
 جنگ میں اس طور پر ایک نئی جان پڑ گئی اور ہر طرف زور شور سے
 جاری تھی۔ آسٹریوں کے حملے کے اندیشے اور انگلستان کی قدیم دشمنی کی وجہ سے
 اہل فرانس کا جذبہ قومی براہیگت ہو گیا تھا اور فلپ بنجم جو صلح مارہ وورمس کے کچھ
 قبل انگلستان سے مصالحت کرنے پر آمادہ تھا اب مزید جانفشانی پر تیار ہو گیا
 اکتوبر ۱۸۰۳ء میں ایک متحد فرانسیسی اور ہسپانی فوج ڈان فلپ کے زیر کمان
 جنوبی فرانس میں جمع ہوئی اور سوائے پر قبضہ کرنے کے بعد کوہ آپلس کو طے
 کرنے کی اس نے کوشش کی مگر ناکام رہی۔ لوئی پانزدہم نے نواہل اور دھس
 شار تور کے ایما سے لوئی چہار دہم کی متابعت میں قصد کیا کہ موجودہ معرکہ آرائیوں
 میں بذات خود سرگرمی کے ساتھ شریک ہو۔ ۱۸۰۳ء کا اب آغاز ہو چکا تھا اور
 فرانس کے تمام ملک میں جنگ کے لئے عام جوش بھیل ہوا تھا
 مارس ڈی سیکس نے چند ہزار آدمی لیکر چارلس ایڈورڈ (انگلستان کے
 تخت کا دعوی دار) کی طرف سے انگلستان پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی اور فروری
 فرانس کا اعلان جنگ میں فرانس اور ہسپانیہ کے متحد بیڑوں نے جو ۱۸۰۳ء میں تو
 انگلستان کے خلاف ۵۱۸ میں محروس تھے انگریزی بیڑے پر حملہ کر کے جو میٹھوز کے زیر کمان
 تھے کھلے سمندریں پہنچ گئے۔ بریٹ کا بیڑہ بھی انگلستان
 کے ساحل کے قریب آ گیا اور کینٹ کے سواہل بالکل غیر
 محفوظ تھے مگر طوفان کی وجہ سے انگلستان محفوظ رہا۔ انگلستان
 کے خلاف میں ۵۱۸ مارچ کو باضابطہ جنگ کا اعلان کر دیا گیا اور ۱۸۰۳ مارچ کو آسٹریا
 کے خلاف فرانس نے گویا اس طرح انگلستان کے بحری اور تجارتی تفوق اور براعظم
 یورپ میں آسٹریا کی سیادت کو توڑنے کا بیڑا اٹھا لیا۔ سنہ مذکور کے وسط تک
 اطالیہ فلاندرس اور رائن جب کہ فریڈرک اعظم نے سائی لے شیا کی دوسری جنگ
 کی معرکہ آرائیاں ۱۸۰۳ء چھیڑ دی تھیں معرکہ آرائیاں زیادہ تر اطالیہ فلاندرس اور
 رائن پر ہوتی رہیں۔ اطالیہ فریقین نے شمال اور جنوب میں
 بہت زور لگایا۔ جنوب میں آسٹری جنرل لوب کو ڈنر نے نیپلز پر قبضہ کرنے کی

کوشش کی مگر ڈان کارلوس کی مساعی سے وہ ناکام رہا جس کی امداد کے لئے ایک ہسپانی فوج موجود تھی اور بالآخر اسے ویلیٹری میں شکست ہوئی۔ شمال میں جہاں اب یون تے مار کے بجائے گے جیز ہسپانی افواج کا سپہ سالار تھا شدید جنگ ہو رہی تھی مگر گے جیز بحیرہ ایڈریاٹک کی طرف لوب کو وٹز کی مراجعت کو روک نہ سکا اور ڈان فلپ پیڈمنٹ کو فتح کرنے کی بے سود کوشش کے بعد وٹز کی طرف مراجعت کرنے پر مجبور ہوا۔

۱۳۰

مگر گو یہ حیثیت مجموعی اطلالیہ میں اس سال کی جنگ میں دونوں فریق برابر رہے مگر فلاندرس اور رائن کے نواح میں فرانس کا پہلہ بھاری تھا۔ مٹی میں ایک زبردست اور کثیر التعداد فوج مارس ڈی سیکس کے زیر کمان حلیفوں کے مقابلے پر روانہ ہوئی۔ لوئی پانزدہم اس فوج کا برائے نام سپہ سالار تھا اور اب تک وچس ڈی شارٹورو کے زیر اثر تھا۔ ویڈ، آرمیم برگ اور لوئی رئیس نیسا علی الترتیب انگریزی، آسٹروی اور ڈچ فوجوں کے سپہ سالار تھے مگر ان میں اتفاق نہ تھا اور نااہل بھی تھے۔ اس کے علاوہ بہت سی انگریزی رجسٹیں انگلستان کی مخالفت کے لئے واپس بلائی گئیں اور اہل ہالینڈ میں بالکل استقلال نہ تھا۔ فرانسیسی فوج نے اس سے نفع اٹھایا اور کورت رائی، اپیرے، مینن فور نے اور متعدد مستحکم مقامات پر آسانی سے اس کا قبضہ ہو گیا قریب تھا کہ تمام ملک فتح ہو جائے مگر اس کے اثناء میں آسٹریا نے اساس پر حملہ کر دیا جس کی فریڈرک اعظم نے پیشین گوئی کی تھی۔ اس حملے کی وجہ سے فرانس کی فوج کا بیشتر حصہ لوئی پانزدہم کے زیر کمان واپس ہو گیا۔ نیدرلینڈ پر جب شاہ فرانس حملہ آور ہوا تو چارلس شہزادہ لارین نے مشہور ماہر فن حرب مارشل ٹران کے مشورہ سے ستر ہزار فوج لیکر ایساں پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ باویریا کی ایک فوج کو جو سکندر رونف کے زیر کمان تھی جکے دیکر اور پھر اسی طرح کو انہی کی فرانسیسی فوج کی نظر بچا کر آسٹروی فوج نہایت تیزی اور ہوشیاری سے کوچ کرتی ہوئی۔ رائن پر پہنچ گئی اور ۳۰ سرجون کو اسے عبور کر کے اساس کو تاخت و تاراج کر دیا۔ لوئی بھی اس کی زد پر تھا اور اگر لوئی پانزدہم نہ پہنچ گیا ہوتا تو لارین پر بھی اس کا

قبضہ ہو جاتا۔ آسٹریوں کی اس جانبازی اور کمال فن حرب کی فریڈرک اعظم نے بھی داد دی ہے۔ لوئی سپیدر لینڈ میں مارس ڈی سیکنس کے زیرِ سرکشی ۲۵۰۰ سپاہ چھوڑ آیا تھا۔ مگر ۲ اگست کو میسٹرن لوئی ایک خطرناک مرض میں مبتلا ہو گیا اور ڈچس دی شارٹور و بھاگ کھڑی ہوئی۔ صحت یاب ہونے پر تمام ملک میں خوب جشن منائے گئے اور اسے *Eienname* کا خطاب دیا گیا اور گودو ڈچس مذکور پھر باریاب ہو گئی مگر اس کی ہر دل عزیزی چند روز تک باقی رہی۔ ڈچس کچھ روز کے بعد یکایک مر گئی۔ مگر قبل اس کے کہ نوائیل اور کوآگنی کی فرانسیسی فوجیں چارلس شہزادہ لارین کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک دوسرے سے مل جانے کی کوشش کریں آسٹریا کی فوجوں کو واپس جانپڑا کیونکہ بوسے میا پر فریڈرک اعظم نے حملہ کر دیا تھا۔ نوائیل بھی چند روز کے لئے معزول ہو گیا کیونکہ اس نے شہزادہ مذکور پر حملہ کرنے میں سخت نااہلی ظاہر کی تھی کہ

متعدد اور وقت واحد میں ایسے جمع ہو گئے تھے جن کی وجہ سے فریڈرک اعظم نے آسٹریا پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ ^{۱۷۴۲} اس میں یہ یاخیری سا کی مسلسل کامیابیوں سے وہ متفکر ہو چلا تھا اس کے علاوہ دور رس کے سائی لے شیا کی دوسری صلح نامہ کو بھی وہ اپنے مفاد کے لئے سخت مضر خیال کرتا تھا جنگ کے اسباب ^{۱۷۴۲} کیونکہ گواس کی مدد سے سابق کے متعدد دعواموں کی توثیق کی گئی تھی مگر اس میں صلح نامہ برلن کا مطلق ذکر نہ تھا جسکی رو سے وہ سائی لے شیا پر قابض تھا۔ ڈسمبر ^{۱۷۴۲} میں آسٹریا اور سیکنسی کے درمیان دینا کا معاہدہ ہوا جس سے فریڈرک کے شبہات اور بھی بڑھ گئے کیونکہ اس معاہدہ کی رو سے آسٹریا کے تمام مقبوضات کی بلا کسی استثناء کے توفیق کی گئی تھی سیریا تھیری سا کی روز افزوں اولوالعزمیاں اب پرشیا کے مفاد کے لئے خطرناک نظر آنے لگی تھیں اور یورپ کے فرمان رواؤں میں وہی ایک تھی جسے صلح کی خواہش نہ تھی اور وہ مزید فتوحات اور اپنے نقصانوں کی تلافی کے لئے کوشاں تھی بوسے میا کو دوبارہ فتح کر لینے اور بادیر یا پر قبضہ کر لینے

سے اسے اطمینان نہ ہوا بلکہ وہ اس فکر میں تھی کہ الساس اور لارین کو بھی دوبارہ حاصل کر لے اور باویریا کو آسٹریا کے مقبوضات میں شامل کر لے۔ اس کے علاوہ اس کی یہ بھی خواہش تھی کہ گزشتہ انتخاب شہنشاہی کو کالعدم کر کے شہنشاہ کو معزول کرادے۔ فریڈرک کو وائیکا کی خبروں سے یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ وہ سائی لے شیا کو بھی دوبارہ فتح کرنا چاہتی تھی فریڈرک کو اندیشہ تھا کہ اس کے جدید مقبوضات اس کے ہاتھ سے نکل جائیں گے اور زیادہ تر اسی اندیشے کی وجہ سے اس نے از سر نو جنگ کی تیاری شروع کر دی اور دستور شہنشاہی کے متعلق آسٹریا کا جو طرز عمل تھا اس سے فریڈرک کے شبہات اور بھی بختہ ہو گئے فریڈرک شہنشاہ چارلس ہفتم کا طرفدار تھا اس لئے باویریا پر آسٹریا کا قبضہ اس سے سخت ناگوار تھا۔ اور میریا تھیری سا کا حکومت شہنشاہی کو خاندان ہابس برگ کی ملک خیال کرنا بھی اسے ناپسند تھا۔ آسٹریا کا اصل مقصد یہ تھا کہ باویریا کو اپنے مقبوضات میں شامل کرے اور خاندان ویلس باخ کی طرف میریا تھیری سا کا طرز عمل وہی تھا جو اس کے متعلق جوزیف ثانی نے ۱۷۹۰ء اور ۱۷۹۱ء میں اختیار کیا اور فرانسس دوم نے ۱۷۹۳ء اور ۱۷۹۴ء میں۔ اگر جنوبی جرمنی میں ایک مسلسل آسٹروی سلطنت قائم ہو جاتی تو اس سے خاندان ہابس برگ کا اثر بہت بڑھ جاتا۔ اور خاندان ہوہین زولرن کا اثر اسی قدر گھٹ جاتا۔ مگر فریڈرک کا خیال یہ تھا کہ آسٹریا کا باویریا پر دوا قبضہ کر لینا حکمرانان جرمنی کے حقوق کا غصب کر لینا تھا اور دستور شہنشاہی کی خلاف ورزی تھی۔ اس کے علاوہ آسٹریا کے اس فعل سے خود اس کی حکومت (پرشیا) معرض خطر میں پڑ گئی تھی۔ ۱۷۹۴ء کے آغاز ہی سے فریڈرک کو آسٹریا سے برسر جنگ ہونے کا خیال ہو گیا تھا اور اسے یہ بھی امید تھی کہ اگر جنگ چھڑ گئی تو ممکن ہے کہ پرشیا کے مقبوضات میں اضافہ ہو۔ اس زمانہ میں شاوگ بی جواٹھارھویں صدی کے قابل ترین اور نہایت تجربہ کار سفروں میں تھا میونخ میں فرانس کا سفیر فرانک فورٹ کا اتحاد تھا۔ ۲۲ مئی کو فریڈرک نے اس کی معاونت سے ۱۷۹۴ء میں فرانک فورٹ کا اتحاد قائم کیا جس میں شہنشاہ چارلس ہفتم

چارلس فلپ رئیس سسکزیان، الیکٹر پالاٹائن اور رئیس ہیس کیا سیل شریک ہوئے۔ فرانس بھی اس اتحاد میں ایک خفیہ دفعہ کی رو سے شریک ہو گیا بظاہر اتحاد مذکور کے قیام کی غایت یہ تھی کہ جرمنی میں امن و امان قائم کیا جائے یا ہیریا کو آسٹریا کے پنجے سے آزاد کرایا جائے اور شہنشاہ تسلیم کیا جائے گو اس اتحاد کو جرمنی کے اکثر حکمرانوں نے تسلیم نہیں کیا اور گو اس کی شرائط میں فریڈرک کی حقیقی اغراض کا ذکر نہ تھا مگر اس سے جرمنی کے معاملات کے متعلق فریڈرک نے آئندہ جو طرز عمل اختیار کیا اتحاد مذکور سے صاف ظاہر ہے اس کی وجہ سے گویا وہ حکمرانوں کے حقوق اور دستور جمہوری کا محافظ ہو گیا۔ جس کی وجہ سے لوگوں کو اس سے ہمدردی ہو گئی۔ ^(۱۸۷۱ء) کے اوائل میں اس نے کاؤنٹ روٹھین برگ کو ایک خفیہ سفارت پر فرانس کے دربار میں بھیجا تھا۔ اس سفارت کا مقصد یہ تھا کہ فرانس کو پریشیا سے ایک معاہدہ کرنے پر آمادہ کرے جس کی رو سے چارلس مفتم کو آسٹریا کے پنجے سے بچھڑانے اور دوبارہ تخت پر متمکن کرنے کے صلے میں سائی لے شیا کا باقی ماندہ حصہ دلایا جائے جواب تک آسٹریا کے قبضہ میں تھا اور اس کے علاوہ بوسے میا کا ایک حصہ۔ روٹھین برگ نے دسپش شاتو روٹین سین اور رشی لیو کی تائید حاصل کی اور جون میں اس کی کوشش سے آئے کو مغزول ہو گیا ^(۱۸۷۱ء) جو اس تجویز کا مخالف تھا۔ آئے لو کے زوال کے بعد جو شو وے لین کی برطانی ^(۱۸۷۲ء) کے بعد سے وزیر خارجہ تھا مارکوس دارژان سون کے تقرر ^(۱۸۷۳ء) تک خارجی معاملات کا انتظام ایک بے ضابطہ کمیٹی کے سپرد تھا جس میں کاؤنٹ شاوگنی، مارشل نوایل اور دوٹیل (میشی) شریک تھے انگلستان اور آسٹریا کے خلاف فرانس کی طرف سے مارچ اور اپریل میں جنگ کا اعلان کیا جانا فریڈرک کی خواہش کے مطابق تھا اور اس کے بعد ہی پریشیا، فرانس اور شہنشاہ کے درمیان ان اضلاع کی تقسیم کے متعلق ایک معاہدہ ہوا جو آسٹریا سے فتح کئے جائیں۔ اس معاہدے کی رو سے فرانس کو نیدر لینڈ میں متعدد مستحکم مقامات ملنے والے تھے، چارلس مفتم کو بالائی آسٹریا اور تمام ملک

بولہیا بہ استثنائے اضلاع کوئٹہ گراٹر، لیٹ مرٹن پارڈوٹیز وینزلاٹو جو سال ۱۸۷۱ء
 معاہدہ امین پرشیا فرانس کے اس حصے کے ساتھ جو برلن کے معاہدے کی رو سے پرشیا کو
 وٹھنشاہہ مرجون ملکہ انہیں لے تھے فریڈرک کے سپرد کئے گئے فرانس سے جو نامہ پیام
 ہو رہے تھے ان کی تکمیل ایک فوجی معاہدے سے ہوئی

جو پیرس میں ۵۰ سو روپے کو مرتب ہوا۔ شاہ فرانس نے وعدہ کیا کہ وہ نیدرلینڈز اور ہینوور پر حملہ کرے گا اور اگر چارلس شہزادہ لارین فریڈرک کا مقابلہ کرنے کے لئے آسٹریا کو واپس کرے تو وہ اس کا تعاقب کرے گا۔ فریڈرک نے یہ وعدہ کیا کہ روس اور سویڈن سے معاہدوں کے ہو جانے کے بعد وہ ایک غدار فوج کو لیکر بوسے میا پر حملہ آور ہوگا۔ ۲۴ جولائی کو شہنشاہ سے ایک خفیہ معاہدہ ہوا جس کی رو سے چارلس مقیم نے وعدہ کیا کہ جسے ہی بوسے میا فتح ہو کر اس کے قبضے میں آجائے وہ بوسے میا کے چاروں اضلاع مذکورہ بالا فریڈرک کے سپرد کر دے گا۔ اب فریڈرک کے تمام مجوزہ انتظامات مکمل ہو چکے تھے۔ فرانک فورٹ کے اتحاد کے قیام سے نہ تو جرمنی میں شہنشاہ کے سوا کسی کو ہمدردی ہوئی اور نہ اس میں متعدد رئیس شریک ہوئے اور چند روز کے بعد اس کا زور ٹوٹ گیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ فریڈرک نے فرانس کی معاونت حاصل کرنے میں نہایت دوراندیشی کی جہاں رائے عامہ بالکل آسٹریا کے خلاف تھی۔

فرانس سے اتحاد پیدا کرنے کے علاوہ شاہ پریشیا نے دوسرے طریقوں سے بھی اپنی قوت کو مستحکم کرنے کی تدبیریں کیں۔ ۲۵ ستمبر کو چارلس ایڈورڈ حکمران مشرقی فریس لینڈز کے انتقال کیا۔ فریڈرک نے فوراً اس صوبے پر ان دعاوی کی بنا پر فوراً قبضہ کر لیا جنھیں ۱۶۸۷ء میں شہنشاہ نے تسلیم کر لیا تھا اور صوبہ نڈکور پر ہال لینڈز اور ہیمنور کے دعاوی کا مطلق لحاظ نہ کیا مشرقی فریس لینڈز کا صدر مقام ایم ڈین تھا اس پر قبضہ کر لیا گیا اور صوبہ کا انتظام از سر نو پریشیا کے نمونہ پر کیا گیا اگر فریڈرک کو زیادہ تر اندیشہ روس کی طرف سے تھا اور اس کی حملہ آوری سے بچنے کی وہ تدبیر کر رہا تھا۔ جنگ ہفت سالہ میں روس نے جو طرز عمل اختیار کیا تھا اس سے فریڈرک کا شبہ اور بھی قوی

ہو گیا تھا اور روس ہی کے خوف سے اس نے اپنی فوج کو بہت بڑھا دیا تھا اور صلح نامہ بریس لا کے بعد اس نے اپنے جنگی خزانے کو بھی معمور کر دیا تھا۔ لٹوانیہ میں اگر روس نے پریشیا پر حملہ کر دیا ہوتا تو فریڈرک کی تمام تجویزیں خاک میں مل گئی ہوتیں مگر سویڈن کی جنگ نے روس کو حملہ کرنے سے باز رکھا۔ فریڈرک کو اب بھی فکر تھی کہ روس کو حملہ آور ہونے سے کس طرح باز رکھے۔ روس کا وزیر اعظم پیٹرسن ٹوزیو ایک زبردست جماعت کا سرغنہ تھا جو روس میں پریشیا کی مخالف تھی اور بہت انتظار کے بعد سال کے آخر میں روس کے تریڈوک اعظم یعنی ۱۲ نومبر ۱۸۰۷ء کو روس نے صلح نامہ برلن کو تسلیم کر لیا۔ اور ان ہالٹ زربسٹ کی فریڈرک کے سفارتی کارپردازوں نے روس کی مخالفت کو شادی۔

دور کیا اور انہیں کی کوششوں سے روس کے ولی عہد ڈیوک اعظم پیٹر رئیس پالس ٹیں گوٹورپ کی نسبت ان ہالٹ زربسٹ کی شہزادی صوفیہ سے قرار پائی جس نے کلیسٹ یونان میں داخل ہو کر کیتھرین کا نام اختیار کیا اور جس کا شمار روس کے مشہور حکمرانوں میں ہے یہ نسبت فوری سلطنت میں قرار پائی اور پریشیا کے مخالفین میں ٹوزیو کا اثر چند روز کے لئے زائل ہو گیا جس سے فریڈرک کو امید ہو گئی کہ آسٹریا کی جنگ میں اب روس کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہو سکی۔ سویڈن سے بھی فریڈرک گہرے تعلقات پیدا کرنا چاہتا تھا کیونکہ بوقت ضرورت اس دوستی سے روس پر ایک قسم کی روک ہو سکتی تھی۔ سویڈن کے پریشیا کی شہزادی الزکا کی دربار سے سیاسی اور قرابتی تعلقات کے متعلق نامہ و پیغام شادی سویڈن کے شروع ہو گئے جس میں کامیابی ہوئی۔ جون ۱۸۰۷ء میں فریڈرک کی ہمشیر الزکا کی شادی سویڈن کے ولی عہد سے ہو گئی اور سویڈن اور پریشیا میں دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے۔

جن کی اہمیت اب فریڈرک کے لئے بہت زیادہ ہو گئی تھی کیونکہ ۱۸۰۷ء کے موسم گرما میں اسے معلوم ہوا کہ روسی اتحاد کی اب کوئی امید نہیں ہو سکتی۔ فرانس کا سفیر شتاردی جو حال ہی میں روس میں واپس آیا تھا اسے حکم دیا گیا تھا

کہ روس سے جون میں چلا جائے اور بیس ٹونریو کا اثر دوبارہ قائم ہو گیا تھا جس کی وجہ سے فرانس اب ۵۰ سرجون کے معاہدے کی شرائط کو ایقانہ کر سکتا تھا اس لئے از روئے شرائط معاہدہ شاہ پرشیا کو یہ حق حاصل تھا کہ جو فرائض اس نے اپنے ذمہ لئے تھے ان کے انجام دینے سے انکار کر دے۔

مگر فریڈرک کو خوب معلوم تھا کہ میریا تھیری سا کبھی مخالفت سے باز نہ آئیگی فریڈرک کے مقاصد کا خلاصہ اور یہ کہ اس کا قصد مقصم ہے کہ سائی لے شیا کو دوبارہ جن کی وجہ سے اس نے فتح کرے۔ جارج دوم کو ہینوور کا الیکٹر ہونے کے سائی لے شیا کی دوسرے درپردہ اس سے حسد تھا اس کا بھی اسے علم تھا اور اسے یقین کامل تھا کہ باویریا کو آسٹریا کے پنجہ بستہ سے نجات دلانا اور باویریا کے الیکٹر کو جرمنی کی فرماں رواؤں کی جماعت میں دوبارہ جگہ دلانا پرشیا اور جرمنی کے لئے نہایت ہی اہم تھا انھیں وجہ کے سبب سے باوجود روس کی مخالفت کے امکان کے اور گو فرانس اپنے وعدوں کو ایقانہ کر سکتا تھا مگر فریڈرک نے ۵۰ سرجون کے عہد نامے کو عمل میں لانے کا قصد کر لیا اور بوسے میا پر حملہ آوری کی تیاری شروع کر دی تاکہ فرانس سے چارلس شہزادہ لارین اور اس کی غدار فوج کو مارجت کرنی پڑے۔ اس جنگ سے فریڈرک کا مقصد یہ تھا کہ شہنشاہ کے متعلق میریا تھیری سا کی اولوالعزمیوں اور انقلابی طرز عمل کو روکے اور سائی لے شیا کے باقی ماندہ حصہ پر قبضہ کرنے کے علاوہ بوسے میا کے ایک جزو پر بھی قابض ہو جائے۔

فریڈرک نے معرکہ آرائیوں کے لئے جو تجویز پیش کی تھی بالکل عام فہم تھی یعنی فرانس کی ایک فوج نیدرلینڈ میں جنگ شروع کرے اور جیسے ہی بوسے میا پر فریڈرک کے حملہ آور ہونے کی وجہ سے چارلس لارین الساس سے مراجعت کرے ایک دوسری فرانسیسی فوج اس آسٹروی فوج کا تعاقب کرے۔ ۷ اگست کو پرشیا کے سفیر ڈومنانے آسٹریا کے وزیر اعظم کو مطلع کیا کہ فریڈرک شہنشاہ اور دستور شہنشاہی کی تائید کرنے کا قصد رکھتا ہے

اور ۱۵ اگست کو پریشیا کی فوج نے پریگ کی طرف کوچ شروع کر دیا اور ڈریس ڈین کو چھوڑ کر تاکہ سیکسنی سے علاقہ مخالفت ہو چار حصوں (Columns) میں سیکسنی میں سے ہوتی ہوئی بوسے میا میں داخل ہوئی اور باوجود متعدد دقتوں کے پریگ کا محاصرہ کر کے اس پر ۱۶ ستمبر کو قبضہ کر لیا اس کے بعد بیل آئل کے مشورہ سے جو پریشیا کی فوج میں موجود تھا اور جس نے اپنا رسوخ پھر کچھ پیدا کر لیا تھا فریڈرک نے اپنی ذاتی رائے کے خلاف جنوب کی طرف پیش قدمی کر کے تمام بوسے میا کو فتح کرنے اور خود وائٹا پر حملہ کرنے کی دھمکی دینے کا قصد کیا۔ مگر یہ تدبیر سخت نقصان رسا ثابت ہوئی کیونکہ ہاتھیائی کی بے قاعدہ فوج نے پریشیا کے ذرائع رسل و رسائل کو منقطع کر دیا۔ سیکسنی کے حکمران آگسٹس نے عہد نامہ وائٹا (ڈسمبر ۱۸۶۲ء) کے مطابق بیس ہزار کی فوج میرا بھیری سا کی مدد کے لئے روانہ کی۔ اس کے علاوہ آسٹریا کی وہ فوج جو اساس میں چارلس لارین اور ٹران کے زیرِ کمان تھی وہ بھی واپس آگئی اور ۲ اکتوبر کو ہاتھیائی کی فوج سے میر وٹینز میں ٹکلی جس کی وجہ سے پریشیا کی فوج سخت خطرے میں پڑ گئی۔ آسٹریوں نے باوجود نوائیل اور کوگنی کی فوجوں کی موجودگی کے ۱۳ اگست کو رائن کو دوبارہ عبور کر لیا تھا اور ۱۰ ستمبر کو ڈوناویتھ میں پہنچ گئے۔ فرانسیسیوں نے فریڈرک سے جو عہد و پیمان کئے تھے اس کے مطابق انھوں نے آسٹریائی فوج کا تعاقب کر کے اس کو پریشان نہ کیا۔ نوائیل نے صرف باویریا میں سیگور کے تحت میں امدادی فوج روانہ کرنے اور فرائی بورگ کا محاصرہ کرنے پر اکتفا کیا اور سکندروف نے سیگور اور ہیس اور پلانٹ کی فوجوں کی امداد سے باویریا کو دوبارہ فتح کرنا شروع کر دیا اور ان پر چارلس ہفتم کا قبضہ کر دیا۔ غریب فریڈرک کی کسی نے پروانہ نہ کی۔ ٹران نے اپنی فوج کو شاہ پریشیا اور پریگ کے درمیان میں ڈال کر فن حرب کی اس چال میں فریڈرک کو مات دیدی اور اپنی قابلِ تعریف چالوں سے فریڈرک کو پریگ سے دست بردار ہونے پر مجبور کیا۔ اس نالوسی اور بدنامی کے بعد فریڈرک نے بوسے میا کا بھی تخلیہ کر دیا اور سائی لے شیا کی طرف مراجعت کی۔ وہاں بھی

فریڈرک کے برلن واپس ہو جانے کے بعد آسٹروی سلطنت ۱۶۴۵-۱۶۴۵ء کے موسم سرما میں پہونچ گئے مگر جنوری میں لیوپولڈ آف ڈیسا نے ان کو وہاں سے بھگادیا سلطنت کے اواخر میں فریڈرک خاندان ہیس برگ کے پورے بوجھ سے دبا جا رہا تھا اور اسے اب معلوم ہو گیا کہ اس کے فرانسیسی حلیف مطلق قابل اعتبار نہیں مگر اس نے بھی ان کے ساتھ سلطنت میں غداری کی تھی اور اب انھوں نے بھی اس کے ساتھ وہی سلوک کیا۔

اس معرکہ آرائی سے صرف فریڈرک ہی کو نقصان نہیں پہونچا تھا کیونکہ آسٹریوں کا بوسے میا پردوبارہ قبضہ ہو گیا تھا مگر باویریا ان کے قبضہ سے نکل گیا تھا اور صرف ان گولڈس ٹاٹ شارڈنگ اور برناتڈ پر اسکا قبضہ رہ گیا تھا۔ شہنشاہ بھی ۲۳ اکتوبر کو میونخ میں داخل ہو گیا۔ اس کے علاوہ فرانسیسیوں نے فرانی بورگ پر قبضہ کر لیا تھا نیدرلینڈ کے جن مقامات کو مارشل سیکسن نے فتح کر لیا تھا ان پر اس کا قبضہ برقرار تھا اور ۱۸ نومبر کو مارکوس دارژان سون وزیر خارجہ ہو گیا تاہم سلطنت کے آغاز میں بمقابلہ پریشیا آسٹریا کی حالت بہتر نظر آتی تھی اور شاہ پریشیا جنگ سے عاجز آ گیا تھا اور ایسی شرائط قبول کرنے پر آمادہ تھا جن کی رو سے سائیے شیا اس کے قبضہ میں رہ جا شہنشاہ چارلس ہفتم کے موبیل آئل کو انگریزوں نے گرفتار کر کے قید کر دیا تھا اور اس کے دو مہینے بعد ۲۰ جنوری ۱۶۴۵ء کو ۴۸ سال کی عمر میں انکار اور مایوسیوں اور امراض کا شکار ہو کر شہنشاہ مذکور نے انتقال کیا اس کے انتقال سے فرانس کی حکمت عملی کو سخت صدمہ پہونچا اور فرانک فوٹ کے اتحاد کا خاتمہ ہو گیا۔ فریڈرک اعظم اب شہنشاہ کے حقوق کا حامی ہونیکا دعوے نہ کر سکتا تھا اور آسٹریا کی مخالفت کا اب اسے تنہا مقابلہ کرنا تھا۔ پریشیا کی طرح فرانس کو بھی جرمنی کے معاملات میں دخل دینے کا کوئی حیلہ شرعی باقی نہ رہا کیونکہ اب تک اسے چارلس ہفتم کا موید ہونے کا دعوے تھا اس لئے عزت آبرو کے ساتھ صلح ہو جانے کی کوئی اور صورت سوائے اسکے باقی نہ تھی کہ جنگ پر پورا زور دیا جائے فرانس میں رائے عامہ وسطی یورپ کے

معاملات میں دخل دینے کے خلاف ہو رہی تھی کیونکہ تجربہ سے ثابت ہو چکا تھا کہ جرمنی کے معاملات میں دخل دینا حماقت ہے۔ انگلستان میں کارٹے ریٹ کے زوال کے بعد جو اٹھارہویں صدی کے زبردست وزرائے خارجہ میں تھا وہ صگ جماعت پھر متحد ہو گئی اور اس نے مغزول شدہ وزیر کی حکمت عملی کو وسعت دیکر اختیار کر لیا اور گوہینڈور کی سپاہ برخاست کر دی گئی مگر جرمنی کی ریاستوں کو رومی امداد دینے کے طریقے کو ترقی دی گئی۔ بالآخر انگلستان اور فرانس کی حکومتیں اپنے سیاسی معاہدوں سے عہدہ برانہ ہو سکتی تھیں اور جنگ اسی پنج پر جاری رہی مارکوس دارژان سون نو برٹلٹھ میں فرانس کا وزیر خارجہ ہوا۔ خارجی معاملات کی متعلق بڑی بڑی تجویزیں اس کے پیش نظر تھیں اور اسے اسید تھی کہ ایک زمانہ آئیگا جب کہ یورپ میں فرانس کا بول بالا ہوگا۔ اس نے آگسٹس سوم شاہ پولینڈ کو تخت شہنشاہی کا دعویدار بنا کر کھڑا کر دیا اور باویریا میں فرانسیسی اثر کو برقرار رکھنے کی فکر کی۔ گریوٹھ کے فرانسیسی سفیر شاوگنی کی کوششیں رائیگاں گئیں کیونکہ دارژان سون نے باویریا کے مفلوک الحال الیکٹر کو روپیہ دینے سے انکار کر دیا اور میریا تھیری سا نے نہایت دانشمندی اور سرگرمی دکھائی۔ اپنے حسن تدبیر سے کام لیکر اور اپنے موجودہ تفوق کا صحیح اندازہ کر کے اس نے قصد کر لیا تھا کہ اپنے شوہر کو شہنشاہ منتخب کرادے اور سانی لے شیا پر دوبارہ قبضہ کرے۔ اس کے لیے ضروری تھا کہ سب سے پہلے باویریا کے نوجوان الیکٹر کو مصالحت پر مجبور کرے۔ یہ نوجوان ابھی صرف ۱۸ سال کا تھا اس کی ماں خاندان میس برگ کی ایک شہزادی تھی اور سکندروف کے ساتھ وہ بھی آسٹریا سے مصالحت کی خواہشمند تھی آسٹروی سفیر کووریڈو نے کی شرائط کو قبول کرنے سے نوجوان الیکٹر نے تامل کیا کیونکہ ان کی غایت یہ تھی کہ حالت سابقہ کو بحال رکھا جائے مگر میریا تھیری سانے ہاتھیانی کے زیر کمان اپنی فوجیں باویریا میں بھیج دیں ۲۴ مارچ کو اس سپاہ نے دریائے ان کو عبور کیا اور فرانسیسی ایلادی فوج کو باویریا سے نکال کر میوٹھ کے قریب پہنچ گئے۔ الیکٹر آگس برگ کو بھاگ گیا

اور جب اسے معلوم ہوا کہ فرانسیسیوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا ہے اس کا ملک آسٹریوں کے قبضہ میں آ گیا ہے اور آرمی برگ جنوب کی طرف پیش قدمی کرنے والا ہے تو اس نے مجبوراً تسلیم خم کیا۔

۲۲ اپریل کو نوجوان الیکٹر اور میریا تھیری سا کے درمیان فیوسین کا معاہدہ ہوا جس کی رو سے وہ خاندان میس برگ کا توسل ہو گیا اور آئندہ انتخاب شہنشاہی میں باویریا کا ووٹ اس نے فرانسس اسٹیفن کو دینے کا وعدہ کر لیا۔ میکسی می لین (الیکٹر باویریا) نے آسٹریا کے انتظام جانشینی کو تسلیم کر لیا مگر اسے آسٹریا کے ساتھ پرشیا اور فرانس کا مقابلہ کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا گو ایک خفیہ دفعہ کی رو سے اس نے دول بھری کو بارہ ہزار سپاہ سے اس شرط پر مدد دینے کا وعدہ کیا کہ اسکو اسی قدر رقم دی جائے جو اسے فرانس سے اس کے باپ کو ملتی تھی باویریا کے مغلوب ہو جانے اور عہد نامہ فیوسین کے نتائج فوراً ظاہر ہو گئے فرانس کی مداخلت سے جرمنی کا جذبہ قومی ہمیشہ برائیتخت ہو جایا کرنا تھا اس لئے سیگور اور اس کی فوج کے اخراج کا باویریا میں جشن منایا گیا اور جرمنی کی تمام چھوٹی ریاستوں کو آسٹریا سے پھر ہمدردی ہو گئی۔ ہیگ (ہالینڈ) میں بھی جنگ کو جاری رکھنے کی خواہش بڑھ گئی اور سیکینی کا الیکٹر میسر یا تھیری سا کے سیفر کے سمجھانے سے پوری طور پر شاہ پرشیا کی مخالفت پر آمادہ ہو گیا اور اس نے بہ عجلت وار سا کے معاہدہ پر دستخط کر کے فرانسس اسٹیفن کے انتخاب کی تائید کرنے اور آئندہ معرکہ آرائی میں آسٹریا کی امداد کے لئے فوج بھیجنے کا وعدہ کر لیا۔ خدمات مذکورہ بالا کے صلہ میں اس سے وعدہ کیا گیا کہ آسٹریا کی طرف سے اسے شوی بوس دیا جائیگا اور پرشیا سے جو اضلاع ملینگے اس میں بھی اسے حصہ ملیگا۔

۸ اگست کو وار سا کا معاہدہ مرتب ہوا جس کے متعلق گفت و شنید جنوری میں ہو چکی تھی۔ اس کی رو سے آسٹریا اور سیکینی مستقل طور پر متحد ہو گئے۔ دونوں فریڈرک اعظم یکہ دہنا حکومتوں نے پرشیا کے حصے بخرے کر دینے کا تہیہ کر لیا رجاتا ہے۔ اور یہ بھی قصد کر لیا کہ اسکی حدود آئندہ وہی رہیں جو

بران ڈین برگ کی قدیم ریاست (Margraviate) کی تھیں میر یا تھیری سا نے اس طور پر باویریا اور سیکنی کے ووٹ حاصل کر لئے اور فریڈرک کو بالکل بے یار و مددگار کر دیا۔ انتخاب کے بالکل قریب تک جو ستمبر میں ہونے والا تھا وائرٹران سول آگسٹس کو شہنشاہی کی اسیدواری کے لئے کھڑا کرنے کی بے سود کوشش کرتا رہا مگر فریڈرک کو معلوم ہو گیا تھا کہ آگسٹس کو اپنا طر فدار بنانا بالکل ناممکن تھا کیونکہ وہ آسٹریا کا متوسل ہو گیا اور اس کے وزیر کولن اورینز کے الیکٹروں کی طرح انگلستان سے تنخواہیں پارہے تھے۔ فریڈرک کو جب معلوم ہوا کہ فرانس جنگ کو جاری رکھنا چاہتا ہے تو اسے سخت تعجب ہوا کیونکہ اسے امید تھی کہ انگلستان عام مصالحت کے لئے کوشش کرے گا۔ روس سے بھی کسی امداد یا دوستانہ وساطت کی امید نہ ہو سکتی تھی کیونکہ وہاں کی ملکہ نے اپریل ہی میں اعلان کر دیا تھا کہ وہ برلن کے معاہدے کی توثیق نہیں کر سکتی۔ انگلستان نے آسٹریا کو صلح پر آمادہ کرنا چاہا تھا مگر اس میں مطلق ناکامی ہوئی۔ فریڈرک کے لئے سوائے اپنی سلطنت کے ذرائع اور اپنے سپاہیوں کی بہادری کے کوئی سہارا نہ تھا اور سائی لے شیا کی طرف سے اسے سخت بے اطمینانی تھی۔ آسٹریا کی حملہ آوری کے قبل فرانس کوفوں تے نائی کی جنگ (۱۸۰۷ء) میں فتح ہوئی جس کی وجہ سے فرانسیسی سپاہ کی فوجی شہرت ایک حد تک بحال ہو گئی۔ ایک فوج مالے بوا کے زیر کمان اطالیہ بھیجی گئی دوسری فوج جنگ فون تے نائی کو ننتی کے زیر کمان اساس کی حفاظت کے لئے ستین کی گئی ۱۸۰۷ء۔ اور تیسری مارس وی سیکس کے زیر کمان جس کے ہمراہ لوئی پانزدہم بھی تھا نیدرلینڈ کی طرف روانہ ہوئی۔ فلینڈس میں زیادہ زور لگانے میں لوئی پانزدہم اور اس کے وزیر ارائے عامہ پر عمل کر رہے تھے۔ شہنشاہی میں دخل کوہنے اور جرمنی کے مناقشات سے نفع نہ اٹھانے میں فرانس کا طرز عمل اگر نیک نیتی پر مبنی نہ تھا تو کم از کم قابل فہم ضرور ہے۔ فریڈرک اعظم نے طنزاً کہا تھا کہ تور نے پر قبضہ ہو جانے سے اسے اسی قدر نفع ہو گا جتنا طلماش قلی خان کو بابل کے محاصرہ سے مگر سیکس نے

۳۰ مارچ کو تور نے کا محاصرہ شروع کر دیا۔ حلیفوں کی فوجیں کبرلینڈ کے زیرِ کمان تھیں جس کی ماتحتی میں آسٹروی جنرل کوئنگز ایک تھا اور ڈچ فوج وال ڈوک کے شہزادہ کے تحت میں تھی۔ کبرلینڈ اور کوئنگز ایک نے تور نے کا محاصرہ اٹھانے کی ایک زبردست کوشش کی اور اسٹری کو فون تے نائی کی جنگ ہوئی جس میں ڈچ فوج کی سہل انخاری سے باوجود انگریزوں اور ہسینوریوں کی جاں بازی کے مارشل سیکس کو ایک حد تک فتح ہوئی۔ اس کے چند روز بعد کبرلینڈ کو جیکو باٹ فریق کی بغاوت کے سبب سے انگلستان کو واپس جانا پڑا اور انگریزی سپاہ کے واپس ہو جانے سے فرانسیسیوں نے لودیں داہل کی سرکردگی میں تور نے ژان، بروئرے، اودے نارودان درموند، ادستان نیولور اور آتھ پیر قبضہ کر لیا۔

فریڈرک نیدرلینڈ کی معرکہ آرائیوں کو پسند نہ کرتا تھا کیونکہ اُن سے بوسے میا میں اسے کوئی مدد نہ مل سکتی تھی اور اس کی برابر یہی رائے تھی کہ جرمنی میں فتوحات حاصل کی جائیں لیکن فون تے نائے کی فتح سے اسے امید ہو چلی تھی کہ انگریز اب صلح کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ مگر اس جنگ کے بعد ہی آسٹریا اور سیکسنی کی ایک متحد فوج جس میں ۵۰۰۰ سپاہی تھے شہزادہ چارلس کے زیرِ کمان سائے شیا میں داخل ہوئی۔ فریڈرک نے ستر ہزار سپاہ لیکر شہزادہ مذکور کو ۵۰۰۰ رجمن کو ہو ہیں فریڈرک میں شکست دی معاہدہ ہینو در ۲۶ اگست اور بوسے میا میں دشمن کا تعاقب کر کے تین ہفتے تک فرانس سٹیٹین کا شہنشاہ وہاں اس امید میں مقیم رہا کہ فرانس سیکسنی کے خلاف متعجب ہوا۔ ۱۳ ستمبر ۱۸۰۵ء جنگ کا اعلان کر گنا اور کوئنتی کو جرمنی کی طرف بھیجا۔ فریڈرک اب تک صلح کا خواہاں تھا کیونکہ اس کے ذرائع آمدنی سب ختم ہو چکے تھے

(۱) جرمنی میں جنگ ماہد کے لئے دیکھو۔ Duc de Broglie,

Marie Therese, Imperatrice 2 Vols.

فرانس سے بھی اسے کوئی رقمی امداد نہیں ملی تھی اور جنگ فون تے نامے کے بعد جب کوئٹہ اور اس کی فوج رائن کے پار چلی گئی تو جرمنی میں ایک فرانسیسی سپاہی بھی باقی نہ رہا جس کی وجہ سے سیکسنی کو فرانس کی مداخلت کا کوئی خوف باقی نہ رہا۔ برطانیہ اس کے فرانک فورٹ جہاں شہنشاہ کا انتخاب ہونے والا تھا میر یا تھیری سا کی فوجوں سے گھرا ہوا تھا اور آسٹریا کی حکومت کو انگلستان سے کافی رقمی امداد مل رہی تھی۔

مگر ان بہت مشکل حالات سے فریڈرک کو جارج دوم نے ایک حد تک نجات دلائی۔ انگلستان اس وقت جیکو بائٹ فریق کی بغاوت کو فرو کرنے میں تمام وکال مصروف تھا اور جرمنی میں جو انگریزی فوج تھی وہ چارلس ایڈورڈ کے مقابلہ کیلئے واپس بلائی گئی تھی جو ۲۲ اگست کو انگلستان میں داخل ہوا۔ جارج دوم کو اندیشہ تھا کہ شاہ پریشیا ہینوور پر حملہ کر بیٹھے گا اس لئے اس نے ۲۶ اگست کو ہینوور کے معاہدہ پر دستخط کر کے اپنے اور اپنے حلیفوں کی طرف سے سائی لے شیا پر فریڈرک کے قبضہ کو برقرار رکھنے کی ضمانت کی اور برلن کے معاہدے کی توثیق کر دی۔ مگر شاہ انگلستان کی مصالحت پسندی سے اس کے حلیفوں نے اتفاق نہیں کیا۔ ایک ماہ قبل وائٹا کے انگریزی سفیر رابن سن نے انگلستان کی طرف سے صلح کے لئے سلسلہ جنائی شروع کر دی تھی مگر اہل فیڈلٹ نے مطلق شنوائی نہ کی اور ۱۲ ستمبر کو ڈیوک اعظم فرانسس اسٹیفن فرانسس اول کے لقب سے شہنشاہ منتخب ہو گیا۔

میر یا تھیری سا کے اہم مقاصد میں سے ایک اب حاصل ہو گیا اور صرف سائی لے شیا کو دوبارہ فتح کرنا باقی تھا۔ ہینوور کے معاہدے سے وہ اپنے غدار حلیف انگلستان سے ناراض ہو گئی اور اس کے اتحاد سے علیحدہ ہو جاتا ضروری خیال کیا اسی اثناء میں بروہل نے مارکوس دی دول گیر سے نان کو یہ سمجھایا کہ آسٹریا اور فرانس کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم ہو جائے چاہئیں شاوگ نی نے بھی ۱۲ ستمبر کو میونخ سے لکھا کہ وہاں آسٹرویائی سفیر نے سیکسنی کے سفیر سے کہا تھا کہ اب وقت آگیا ہے کہ وائٹا اور دور سالز کے

سانی لے شیا کی دوسری جنگ کا خاتمہ اور ڈیڑھ لاکھ کا معاہدہ ۲۵ دسمبر ۱۸۷۱ء یہ پیش قدمی بے سود اور فرانس اور پرشیا کا اتحاد برقرار رہا ۳۰ ستمبر کو گونگ گراٹز سے واپس ہوتے ہوئے فریڈرک

نے آسٹریوں کو پھر سوہر میں ہزیمیت دی اور سانی لے شیا کی طرف مراجعت کو جاری رکھا۔ مگر آسٹریوں نے باوجود موسم سرما کی قربت کے اہل سیکسنی کی شرکت سے بران ڈین برگ پر حملہ کرنے کا قصد کیا جس سے فریڈرک کو سخت تعجب ہوا۔ فریڈرک اس اثنا میں برلن کو واپس ہو گیا تھا جہاں اسے روس کے اس اعلان کا حکم ہوا کہ روس انگلٹس ثالث کے ملک پر کسی حملے کو روانہ نہ رکھیگا۔ میریا تھیری سا کی اس جسارت کا حکم فریڈرک کو کاؤنٹ بروہل کی حماقت سے ہو گیا اور روس کے حملہ کی کچھ پروا نہ کر کے سیکسنی پر اس نے حملہ کرنے کا قصد کر لیا شہزادہ چارلس کی فوج کے مقابلہ پر وہ سیکسنی میں بمقام لوسا شیا بک ایک پہنچ گیا اور اس فوج کو ۲۳ نومبر کو گراس ہیزس ڈارف کی جنگ میں ہزیمیت دینے پر مجبور کیا۔ ۱۵ دسمبر کو ڈیسا کے شہزادہ نے لیپ سگ پر قبضہ کر کے آسٹریا اور سیکسنی کی متحد فوج کو شکست دی جو مارشل سیکس کے سویڈے بھائی کاؤنٹ روٹو سکی کے زیر کمان تھی اس کے بعد تین روز بعد فریڈرک سیکسنی کے دار السلطنت میں داخل ہوا جہاں اس نے سب لوگوں کو اپنے اخلاق اور اعتدال پسندی سے خوش کر دیا۔ اس نازک موقع پر ڈیڑھ لاکھ کے آسٹریوی سفیر ہارن نے ودل گرے نان کے سامنے فرانسیسی اتحاد کی قطعی تجاویز پیش کیں مگر اس وقت تک نہ تو لوئی پانزوم نہ دارشان سون فرانس کی خارجی حکمت عملی میں کسی انقلابی تغیر کو عمل میں لانے کے لئے تیار تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آسٹریا اور پرشیا کے درمیان ۲۵ دسمبر ۱۸۷۱ء کو ڈیڑھ لاکھ کا معاہدہ ہو گیا جس سے سانی لے شیا کی دوسری جنگ ختم ہو گئی۔ اس معاہدے کی رو سے ہیٹن بورگ کے صلح نامے کی توثیق کی گئی اور پرشیا کے ساتھ سانی لے شیا کا اتحاد تسلیم کر لیا گیا۔ فریڈرک نے بھی نئے شہنشاہ کو تسلیم کرنے کا وعدہ کر لیا۔

سائی لے شیا کی دوسری جنگ پر شیا کی تاریخ میں نہایت ہی اہم ہے کیونکہ ملک مذکور ایک تباہ کن ہزیمت سے خود فریڈرک کی جسارت اور جانتا بازی سے بچ گیا تھا۔ اس جنگ کے اختتام کے بعد وہ پھر سائی لے شیا کا بادشاہ تسلیم کر لیا گیا اور جرمنی میں پرشیا کا اثر ہمیشہ کے لئے قائم ہو گیا۔ فرانس کو ڈریس ڈین کے معاہدہ سے سخت صدمہ ہوا کیونکہ شاہ پرشیا اب اس سے بالکل علیحدہ ہو گیا تھا۔ اور سال زیر تذکرہ کے نتائج سال ماسٹن (۱۸۱۳ء) سے زیادہ یلوس کن تھے جبکہ باویریا اس کے ہاتھ سے غل گیا اور مہینوور کے معاہدے کے بعد فرانسس اول شہنشاہ منتخب ہو گیا۔ اب صرف فلاٹڈرس اور اطالیہ میں فرانس کو کامیابی کی کچھ امید ہو سکتی تھی مگر اطالیہ میں بھی فرانس پر تسلط میں ایک سخت صدمت نازل ہوئی میریا تھیری سا کا ڈریس ڈین کے معاہدہ کو منظور کر لینا اسی قدر غیر مترقب تھا جتنا کہ لوئی چہار دہم کا صلح نامہ رس وک کو تسلیم کر لینا مگر اس کی وجہ یہ تھی کہ دارژان سون مین کی ایسی اثناء میں خبر آئی تھی کہ الی ان پر دشمن کا قبضہ ہو گیا ہے۔ اطالیہ میں ناکامی اور قریب ہے کہ آسٹریا کے تمام اطالوی مقبوضات اس کے ہاتھ سے غل جائیں (۱۸۱۳ء) میں خاندان ہابس برگ کو اطالیہ میں نقصان پر نقصان اٹھانے پڑے۔ فرانس نے جواب فون تین بلو کے معاہدے سے ہسپانیہ سے پورے طور پر متحد ہو گیا تھا ایک فوج اطالیہ میں سیلی بوا کے زیر کمان ہسپانی افواج کی امداد کے لئے بھیجی تھی جو ڈان فلپ کے زیر کمان تھی۔ جینو و اجو فانی نیل کو سارڈی نیا سے بچانا چاہتا تھا ہسپانیہ کا حلیف بن گیا اور کیمیز نے فروری ۱۸۱۳ء میں لوب کو ویز کو مقبوضات پاپائی سے موڈنیا کی طرف مراجعت کرنے پر مجبور کیا وہاں لوب کو ویز کو معزول کر دیا اور بجائے اس کے شولین برگ مقرر ہوا۔ کیمیز کو حکم دیا گیا کہ جینو و اکی طرف کوچ کر کے فرانسیسی اور ہسپانی فوجوں سے جاکے جو سیلی بوا اور ڈان فلپ کے زیر کمان تھیں اہلی زامیتہ کا قصد تھا کہ سیلانیز فتح ہو جائے لیکن گو فرانسیسی بظاہر اس کی تائید پر تھے مگر مار کو س دارژان سون کو اس کے مقاصد سے بھر دی نہ تھی۔ مگر اہلی زامیتہ کا جوش تمام مشکلوں پر غالب آیا

باسک ناؤ کی جنگ

۱۷ ستمبر ۱۷۵۷ء

اگست میں شولین برگ اور چارلس ایمانوئل نے باسک ناؤ
 میں اپنی فوجیں جمع کیں۔ ہسپانیوں نے جینووا کی ایک
 زبردست فوج کی مدد سے ٹورٹونا پارا پیاسین زرا اور پاریا
 پر ستمبر میں قبضہ کر کے مانی لن پر حملہ کرنے کی دھمکی دینے لگے۔ شولین برگ نے
 میلانیز کو معرض خطر میں دیکھ کر چارلس ایمانوئل کا ساتھ چھوڑ دیا جسے صرف
 اپنے مقبوضات کی حفاظت کی فکر تھی اور لومبارڈی کے صدر مقام کی حفاظت کیلئے
 بے عملت روانہ ہوا شاہ سارڈی نیا آسٹروی فوج کے چلے جانے سے اب تنہا رہ گیا
 تھا اس لئے یکجہز نے اس پر حملہ کر دیا اور ۲۷ ستمبر کو اسے باسک ناؤ کی جنگ
 میں شکست دی۔ اس کے بعد اس نے لومبارڈی کی تسخیر شروع کر دی جو فرانس
 سپہ سالاروں کو ناپسند تھی کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ پیڈمنٹ فتح کیا جائے
 سیلی بوا اور لاس کی ایس سائڈریا کی تاکہ بندی کئے ہوئے تھے اور یکجہز
 کا سال کو فتح کر کے مانی لن میں ۱۶ ستمبر کو فاتحانہ داخل ہوا کو قلعہ شہر پر ابھی
 قبضہ نہیں ہوا تھا پرنس لکسٹینسٹین نے جو بجائے شولین برگ کے سپہ سالار قرار
 ہوا تھا چارلس ایمانوئل کے ساتھ پیڈمنٹ میں رہنا ضروری خیال کیا تاکہ
 وہ آسٹروی اتحاد پر قائم رہے اس لئے پرنس مذکور ہسپانی پیش قدمی کو
 روکنے سے مجبور تھا اور مقررہ آرائی خاندان ہسپس برگ کے لئے سخت مضر ہوئی
 میریا تھری سانے اب محسوس کر لیا تھا کہ اطالیہ میں آسٹروی افواج کو کمک
 بھیجنے کے لئے پریشیا سے صلح کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ چارلس ایمانوئل
 کو یہ سب شکایت تھی کہ اس جنگ میں اس کی ناکامی کی وجہ یہ تھیں کہ میریا تھری
 پریشیا کی جنگ میں بالکل منہمک تھی اطالیہ میں آسٹریا کی فوج ناکافی تھی
 اور آسٹریا کو صرف میلانیز کی حفاظت کا خیال تھا۔ چارلس ایمانوئل نے یہ
 خیال کر کے کہ آسٹریا نے اس کے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا تھا وہ داران سون
 کی تجاویز کی طرف متوجہ ہوا اور یہ مناسب خیال کیا کہ خاندان ہسپس برگ
 کا ساتھ چھوڑ کر فرانس سے مصالحت کرے۔ اطالیہ میں خاندان بوربون کے
 مقاصد کے حصول اور اس کے اثر کی توسیع میں سارڈی نیا حامل تھا کیونکہ

وہ آسٹریا کا حلیف تھا اور انگریزوں سے اسے مالی امداد ملتی تھی۔ باسگ نائوکی ہزیت اور ۱۲ ستمبر کو الیس سائڈریا کے سقوط سے چارلس ایمانویل نے اپنی موجودہ حالت پر غور کرنا شروع کیا اس کے خاندان کی حکمت عملی یہ تھی کہ خاندان ہائے بوربون وہیں برگ کے درمیان توازن قوت کو قائم رکھا جائے۔ ۱۸۵۷ء کے موسم خزاں میں آسٹریا سے قرار واقعی امداد ملنے سے اسے مایوسی ہو گئی تھی اس لئے جب دارژان سون نے اس سے آسٹریا اور سارڈی نیا کے اتحاد کو توڑنے کی غرض سے نامہ و پیام شروع کیا تو اس پر چارلس ایمانویل نے پوری توجہ کی۔

دارژان سون نے اس کے قبل ہی نہایت غور و فکر کے ساتھ چند تجویزوں کو حوالہ قلم کیا تھا جنکی غایت یہ تھی کہ جرمنی، سوٹ زرا، ایٹڈ اور ہالک متحدہ کے اطالیہ کے متعلق دارژان سون نے پر اطالیہ کی حکومتوں کا ایک دوامی اتحاد اور جمہوری کی تجویزیں اور ان کا بارڈر حکومت قائم ہو جائے تاکہ غیر ملکی حکومت کا نام و نشان نہ ہو جائے۔ سرزمین اطالیہ میں باقی نہ رہے اور اطالی نژاد حکمرانوں کے

اور میان ایک رشتہ جاگیری (Fendal)

پیدا ہو جائے۔ اطالیہ کے اعیانہ کی یہ تحریک اگر کچھ اہمیت رکھتی ہے تو وہ صرف اطالیہ کی آزادی کی تاریخ میں ہے مگر اس وقت وہ بالکل ناقابل عمل تھی اور اس کے متعلق چارلس ایمانویل اور اس کے مشیروں کا ہی خیال تھا۔ کیونکہ یہ امید نہ ہو سکتی تھی کہ ڈان کارلوس نیپلز کا تحلیلہ کر دیا یا ڈان فلپ پارما اور پیاسین زرا کے متعلق اپنے دعاوی سے دست بردار ہو جائیگا۔ اطالیہ میں ابھی تک اتحاد قومی کا احساس پیدا نہیں ہوا تھا اور چارلس ایمانویل فرانس کا بندہ فرمان ہونے کے بجائے شہنشاہ کی براۓ نام سیادت کے باقی رہنے کو پسند کرتا تھا۔ دارژان سون نے اس کے قبل ستمبر میں تحریک پیش کی تھی کہ فرانس ہسپانیہ اور سارڈی نیا متحد ہو کر آسٹریا کو اطالیہ سے خارج کر دیں۔ یہ تحریک پسند کی گئی اور جنگ باسگ نائو اور شہر الیس سائڈریا کے سقوط کے بعد جب کہ بوربون خاندان کی فوجیں ہر طرف فتح یاب ہو رہی تھیں چارلس ایمانویل

لے گفت و شنید کے سلسلہ کو پھر شروع کر دیا۔ ۲۶ دسمبر کو سارڈی نیا کے وزیر خارجہ گورزیک نے فوج مند بوریون خاندان سے مصالحت کرنے کی ضرورت کو محسوس کر کے یورن میں ایک یادداشت پر دستخط کر دئے جس میں وہ شرطیں مندرج تھیں جن پر فرانس اور سارڈی نیا کو اتفاق ہو سکتا تھا۔ شرائط مندرجہ سارڈی نیا ڈان فلیپا و میس موڈنیا اور جینووا کے درمیان اطالیہ کے آسٹروی مقبوضات کے تقسیم کئے جانے سے متعلق تھیں۔ فرانس کا کارپاز شام پو جو چارلس ایکانوئل کو آسٹروی اتحاد سے علمہ کرنے اور سیلانینز کی اسی طرح دلانے کی غرض سے یورن بھیجا گیا تھا۔ پیرس کو اس نوشتے کے ساتھ واپس آیا۔ مگر مونٹ گارڈی نے جو سارڈی نیا کی طرف سے پیرس میں سفیر تھا شرائط صلح پر بحث کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے قطعی تصفیہ کرانے اور ابتدائی گفت و شنید کی بنا پر ایک باضابطہ معاہدے کے مرتب کرانے کے لئے شام پو پھر ۲۶ جنوری کو یورن بھیجا گیا اور اسی اثناء میں دارثران سون نے میل بوا کو مطلع کیا کہ خفیہ نامہ و پیام ہو رہے ہیں اس لئے اسے صرف مدافعت کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ ہسپانی حکومت کو بھی اس نامہ و پیام کی اطلاع کر دی گئی جس سے وہاں سخت ناراضی پھیل گئی اور آسٹریا سے گفت و شنید چھوٹنے لگی۔ فرانس میں بھی دارثران سون کے طرز عمل پر سخت رد و قدح ہو رہی تھی۔ یورن میں سارڈی نیا کے وزیر ہوں کا خیال تھا کہ دارثران سون کی تجویز کا اصل مقصود یہ نہ تھا کہ اطالیہ کو آزادی نصیب ہو بلکہ فرانس کی قوت میں اضافہ کرنا منظور تھا اس کے علاوہ چونکہ جنوبی اطالیہ میں ڈان کارلوس کے قدم جم گئے تھے اور شمالی اطالیہ میں اغلب تھا کہ ڈان فلیپ کے قدم جم جائیں اس لئے اطالیہ سے آسٹریا کے اخراج سے پیڈمنٹ کے حکمرانوں کے لئے ایک سخت مصیبت کا سامنا تھا سارڈی نیا کے مدبروں کی اس رائے کو انگلستان اور جرمنی کے حالیہ واقعات سے اور بھی تقویت ہوئی۔ چارلس ایڈورڈ کی ہزیمت سے انگلستان کو اپنی سخت تر بدیشانیوں سے نجات مل گئی اور جس روز کہ یورن کے ابتدائی معاہدہ پر

دستخط ہوئے اسی روز ڈریس ڈین کا معاہدہ بھی مرتب ہو گیا۔
۴ جنوری ۱۸۱۲ء کو سائی لے شیا کی دوسری جنگ کے ختم ہونے کی اطلاع یورن پہونچی اور ۱۳ جنوری کو سارڈی نیا کے دربار کو یہ اطلاع ملی کہ تیس ہزار آسٹروی سپاہی اطالیہ کی طرف کوچ کر رہے ہیں چارلس ایمانویل کے لئے بہترین طرز عمل یہ تھا کہ فرانس سے جو نامہ و پیام ہو رہے تھے انھیں چند روز کے لئے اور طول دیدے۔ اس نے جنگ کے التوا پر اصرار کیا اور وارٹان سون نے اس کے فریب میں آکر ۱۷ جنوری ۱۸۱۲ء کو التوائے جنگ کے اس مشہور معاہدے پر دستخط کر دئے جس میں نہ کوئی شرط تھی نہ کوئی استثناء تھا اور جس میں ایک خاص شرط ایس سانڈریا کے محاصرہ کو فوراً اٹھا دینے کے متعلق تھی۔ جنگ اس معاہدے سے فروری کے آخر تک ملتوی کی گئی۔

۲۸ فروری کو سیلی بوا (خرد) جو یورن میں سیفر با اقتدار مقرر ہو کر آیا تھا یورن کے معاہدہ التوائے جنگ کو شائع کرنے کے لئے میری یاں سون میں پہونچا۔ مگر شاہ سارڈی نیا نے اب بالکل قابو پالیا تھا۔ آسٹروی فوج براون کی سرکردگی میں بالکل قریب پہونچ گئی تھی اور ۴ مارچ کو کاؤنٹ دی سیلی بوا کو جکڑ دیکر جو رودی میں تھا اور اس کے باپ مارشل دی سیلی بوا کو متحیر کر کے سارڈی نیا کی فوج نے بیرن ڈی لیوٹ رم کے تحت میں ۸ مارچ کو آسٹری پر قبضہ کر لیا اور چند روز کے بعد ایس سانڈریا کا محاصرہ بھی اٹھ گیا جس کی وجہ ہسپانیہ کی محاصرہ کن فوج نے ٹورون ٹوکیلف مراجعت کی۔ اس طور پر پولینڈ کی جنگ جانشینی کے آغاز کے بعد سے دوسری مرتبہ خاندان سوائے نے آزاد شدہ اطالیہ میں شاہ سارڈی نیا کو سربراہ اور دہ حکمران بنانے کی فرانسیسی تجویز کو رد کر دیا۔

ہسپانیہ کی حکومت جس نے بہت منت سماجت کے بعد ۸ مارچ کو التوائے شمالی اطالیہ سے ہسپانیوں کے معاہدے پر دستخط کئے تھے اب سخت غضب ناک ہو گئی اور فرانسیسیوں کا اخراج اور پیرس میں بھی آسٹری کے سقوط کے بعد رائے عامہ بالکل

دارثران سون کے خلاف ہو گئی۔ لوئی پانزدہم رائے عامہ سے متاثر ہو کر دارثران سون کے طرز عمل سے روگرداں ہو گیا اور حکومت ہسپانیہ سے مصالحت کرنے کے لئے ذایل کو روانہ کیا۔ سیلی بوا کو بھی اس نے حکم دیا کہ ہسپانی جزیروں کے تحت میں کام کرے۔ دارثران سون کے طرز عمل سے جو مناقشات اور بدگمانیاں پیدا ہو گئی تھیں انکی وجہ سے فرانسیسی اور ہسپانی سپاہ میں اتحاد عمل ناممکن ہو گیا تھا اس لئے آسٹریا اور سارڈی نیا کی فوجیں سوائے چند مقامات کے ہر جگہ فتح یاب رہیں۔ ہسپانیوں نے ۱۹ اپریل کو مائی لن کا تخلیہ کر دیا اور پھر پارما اور دوسرے مقامات کا اس کے بعد آسٹریوں نے ڈان فلپ اور کیچیز کو پیاسین زامیں محصور کر لیا۔ ۳۰ اپریل کو سیلی بوا ڈان فلپ کی ملک پر پہنچ گیا اور دوسرے روز پیاسین زام کی جنگ ہوئی جس میں آسٹریوں کا پلہ بھاری رہا اور اگر اہل سارڈی نیا سے رنجش نہ ہوتی تو حلیفوں کی فوج کی مراجعت کو وہ ناممکن کر سکتے تھے آسٹریا کی حکومت نے گفت و شنید کے اس سلسلہ کو منقطع کر دیا جو سال مابقی سے اس کے اور ہسپانیہ کے مابین جاری تھا۔ ۱۸۰۷ء کے اختتام کے قبل فرانسیسی اور ہسپانی فرانس میں بھگلا دیئے گئے چارلس ایمانوئل نے فائی نیل اور ساوونا پر قبضہ کر لیا اور ستمبر میں آسٹری جینووا میں داخل ہو گئے۔

فلپ پنجم شہنشاہ ہسپانیہ نے ۹ جولائی کو انتقال کیا اور اس کا انتقال زیادہ تر نقصانات مندرجہ بالا کا باعث ہوا جو خاندان بوربون کو برداشت فلپ پنجم کا انتقال کرنے پڑے اس کا جانشین اس کا بیٹا فرڈی نڈر ششم ۹ جولائی ۱۸۰۸ء ہوا جو اس کی پہلی بیوی کے بطن سے تھا۔ فرڈی نڈر نے بجائے نبرد آزما کیچیز کے ایک نا اہل شخص لاس میناس کو سپہ سالار مقرر کر دیا جس نے سوائے کی طرف مراجعت اختیار کی حالانکہ اس زمانہ میں آسٹری سپہ سالار بوٹا (جین سین کا جانشین) اور وکٹر ایمانوئل میں ناموافقیت ہو گئی تھی جس کی وجہ سے گزشتہ ہزیمتوں کی تلافی کرنے کا اچھا موقع تھا۔ جینووا کی فتح کے بعد آسٹریوں اور سارڈی

میں آپندہ معرکہ آرائیوں کے متعلق اختلاف ہو گیا۔ آسٹریا کی حکومت کی خواہش تھی کہ اپنی حالیہ فتوحات سے نفع اٹھا کر ہسپانیوں کو جنوبی اطالیہ سے بالکل خارج کر دے اور ہر دو صوبجات سسلی پر قبضہ کر لے مگر چارلس ایمانوں کو اطالیہ میں آسٹروی حکومت کی مزید وسعت شاق تھی۔ مارشل سیکس کی قوت کے مد نظر انگریزوں نے بھی اپنا زور لگا کر یہ طے کر لیا کہ فلینڈرس پر فرانس کے دباؤ کو ہلکا کرنے کی غرض سے پرووانس پر حملہ کر دیا جائے اور تولوں پر قبضہ کر لیا جائے جہاں فرانس کا بہت بڑا بحری اسلحہ خانہ تھا۔

پرووانس پر حلیفوں نے فوری لشکر میں حملہ کیا مگر بالآخر پیہ ہو گئے اس کی وجہ کچھ یہ تھی کہ فرانسیسی فوج کا افسر اعلیٰ ایل آل اپنے فن میں نہایت ہی ہوشیار تھا اور آسٹریا کا سپہ سالار مارکوس دے بولٹا بد قماش آدمی تھا اور کچھ یہ کہ اہل جینووا نے بغاوت کر دی اور آسٹریوں اور اہل پیڈمنٹ میں پھران بن ہو گئی کہ فرانسیسیوں کو گو کہ جرمنی میں ناکامی ہوئی اور اطالیہ میں بھی لشکر میں مگر فلانڈرس میں انکی فتوحات پرووانس پر حلیفوں کے حملہ کی ناکامی ان کے لئے ضرور باعث مسرت تھی۔

جنوری ۱۷۹۲ء میں ڈیوک دی رشی لیو کے زیرِ کمان گیارہ ہزار کی سپاہ بھیج کر انگلستان یا اسکاٹ لینڈ پر چارلس ایڈورڈ کی طرف سے یورش کرانے کا فرانس نے ارادہ کیا تھا مگر اس کا کچھ نتیجہ نہ ہوا گو اس سے انگلستان کو کچھ تشویش ضرور ہوئی مگر جنوری ہی میں مارشل سیکس نے بروسیلز کا محاصرہ کر لیا اور ۲۰ مئی کو وہاں کے صوبہ دار کانٹرن نے ہتھیار ڈال دیئے اور فتح مند سیکس پیرس کو واپس ہوا۔ بروسیلز کے سقوط کی سیاسی اہمیت بہت تھی کیونکہ ہالینڈ اب بالکل فرانس کی زد پر تھا اور دارِ ثران سون اگر چاہتا تو اسٹیٹس جنرل کو غیر جانب دار رہنے یا فرانس سے علیحدہ صلح کرنے پر مجبور کر سکتا تھا۔ اس کی حکمت عملی کے بار آور ہونے کا انحصار فوری کارروائی پر تھا قبل اس کے کہ انگلستان ہالینڈ کی مدد کے لئے ایک زبردست فوج بھیجے۔ مگر کسی قسم کی سرگرمی ظاہر کرنے کے بجائے دارِ ثران ڈچ سفیر

و اسے نانٹز سے غام مصالحت پر بحث کرتا رہا اور نیدر لینڈ کی موکہ آرائیاں جاری رہیں۔ اینٹ وارپ کے محاصرہ میں لوئی پانزدہم خود موجود تھا اور شہر مذکور سقوط کے بعد قلعہ شہر کی سپاہ نے بھی ۳۰۰۰۰ سربازوں کو ہتھیار ڈال دے مقامات مون اور شارل رووا بھی فرانس کے قبضے میں آ گئے۔ ان جنگیں نقصانات سے آسٹریا کی آنکھیں بھی کھل گئیں۔ ۱۶ اپریل کو انگریزوں کو کلوڈین میں فتح حاصل ہوئی جس کی وجہ سے انھیں نیدر لینڈ کی طرف متوجہ ہونے کا موقع ملا اور ملک مذکور میں فرانسیسیوں کی فتوحات کے سلسلے کو روکنے کے لئے ستمبر میں انھوں نے برٹنی پر یورش کر دی۔ مگر لوریان کی تسخیر میں انھیں ناکامی ہوئی اور مارشل سیکس کی فتوحات کا سلسلہ جاری رہا۔ طیفوں کی فوج کا سپہ سالار نااہل چارلس شہزادہ لارین تھا اور اسے پیہم متعدد ذمہ داریاں نصیب ہوئیں نامور بھی اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور اسے اکتوبر کو سیکس کو جنگ روکو میں فتح ہوئی جس پر اس موکہ آرائی کا خاتمہ ہو گیا اور تمام آسٹریائی نیدر لینڈ پر استثنائے ظم برگ و لگ زیم برگ فرانس کے قبضہ میں آ گیا۔

نیدر لینڈ میں تو فرانس کو کامیابی حاصل ہوئی مگر اطالیہ میں اسے ناکامی ہوئی اور جولائی ۱۷۹۷ء میں فلپینیم کے انتقال کے بعد سے اس کے اور ہسپانیہ کے باہمی تعلقات میں کشیدگی بڑھتی گئی۔

فرانس کی حالت اب یہ تھی کہ باویریا نے جو اس کا حلیف تھا آسٹریا سے فیوسین کا صلح نامہ کر کے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور پرشیا بھی اس سے علیحدہ ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ سمندروں اور نوآبادیوں میں وہ انگلستان کے مقابلے سے عاجز آ گیا تھا۔ اس لئے فرانس اب اس فکر میں تھا کہ کسی صورت سے اپنے دشمنوں سے مصالحت کر لے۔ مصالحت میں سب سے زیادہ مارکوس دارثران سون حائل تھا مگر اسے جنوری ۱۷۹۷ء کو وہ منزل ہوئی اور اس طرح یہ رکاوٹ بھی دفع ہو گئی۔

شمالی اطالیہ میں خاندان بوربون کی ناکامی کا باعث بالاتفاق یہی وزیر قرار دیا جاتا تھا اور چارلس ایمائیل سے نامہ و پیام کرنے میں اس نے

جو طرز عمل اختیار کیا تھا اس پر اس کے مخالفین نے سخت نکتہ چینی کی ہسپانیہ کے ساتھ جو اس کا طرز عمل تھا اس کی وجہ سے بہت سے دشمن اس کے پیدا دارثران سون کی مغزول ہو گئے تھے۔ اس کے علاوہ نیدرلینڈ کے متعلق مارشل سیکس اس کی حکمت عملی۔

بھی اپنا دشمن بنا لیا تھا۔ سیکس کی خواہش تھی کہ ہالینڈ پر حملہ کر دیا جائے اور وہاں کی حکومت کو علیحدہ صلح کرنے پر مجبور کیا جائے پرس کوننتی کے رسہ سالار اعظم مقرر ہونے سے مارشل سیکس دارثران سون سے اور بھی بدظن ہو گیا گو اس تقرر کا باعث وہ نہ تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مارشل سیکس نے میڈیم دی پوم پادور اور خود کوننتی کو سے ساز و باز کر کے اور کونسل وزیر اور ہسپانیہ اور سوائے کی تائید حاصل کر کے دارثران سون کو مغزول کرنے کی کوشش کی جس میں اسے کامیابی ہوئی دارثران سون کے خلاف جو سازشیں ہو رہی تھیں انکو تکمیل پر پہنچانے کے لئے نواب نے ایک یادداشت قلم بند کر کے پادشاہ کے ملاحظہ میں ۵ ارب ڈسمبر ۱۸۰۵ء کو پیش کی اس یادداشت میں دارثران سون پر یہ الزام لگائے گئے تھے کہ اس نے ڈچ سے ساز و باز کر لیا تھا ہسپانیہ کو ناراض کر دیا اور ہر طرح سے فرانس کو ذلیل کیا۔ فرانس کی موجودہ سیاسی حالت کا ذمہ دار بھی وہی قرار دیا گیا اور جہالت، جسارت، ناعاقبت اندیشی اور انتہائی غفلت کے الزام بھی اس پر لگائے گئے۔ فریڈرک اعظم بھی اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ دارثران سون کی وزارت بالآخر ۱۸۰۵ء کو ختم ہو گئی۔ دشمن اسکا بہت سے پیدا ہو گئے تھے مگر دوست ایک ہی نہ تھا۔

اس کی حکمت عملی کی بنیاد پرشیا سے اتحاد قائم رہنے پر تھی اور اس کا قول تھا کہ فرانس اور پرشیا کا اتحاد ایک ایسا نظام سیاسی ہے جس کی بنیاد نہایت ہی مضبوط ہونی چاہئے۔ اسی یقین کے سبب ۱۸۰۵ء میں آسٹریا سے مصالحت کی گفت و شنید میں ناکامی ہوئی اور اگر اس وقت مصالحت ہو جاتی جو بالآخر ۱۸۰۵ء میں جا کر ہوئی تو فرانس بہت فائدے میں رہتا۔ اتحاد اطالوی

کے قیام کے ذریعے سے اطالیہ کے احوال اور آزادی کے لئے اس نے جو تدبیر سوچی تھی قابل قدر ضرورت تھی لیکن اگر اس پر عمل ہوتا تو اطالیہ فرانس کا ایک صوبہ بن جاتا شو وی کن کے خیال میں اطالیہ کی آزادی صرف اس لئے قابل قدر تھی کہ وہ جزیرہ نمائے مذکور سے خاندان ہسپانیس برگل کے اخراج اور تیز لیل کا باعث ہو سکتی تھی مگر برخلاف اس کے دارثران سون اطالیہ کی آزادی کوئی نفسہ ایک اچھی چیز خیال کرتا تھا اس کے متعلق اس کی ساعی کی ناکامی سے فرانس کے دربار میں ہسپانیہ کے ہوا خواہوں کو اس پر حملہ کرنے کا ایک موقع مل گیا اور یہی ناکامی اس کے زوال کا باعث ہوئی حالانکہ یہ کوشش اس کا ایک شاندار کارنامہ ہے۔

اہل فرانس کو اتلی زانتیجہ فارنسیس کی اغراض کے ساتھ زیادہ ہمدردی نہ تھی اور یہی خیال دارثران سون کا بھی تھا۔ دونوں ملکوں کے باہمی تعلقات میں زیادہ گرجوشی نہ تھی۔ فلیوری کا طرز عمل بھی ہسپانیہ کے ساتھ ہی تھا، دارثران سون بھی اس کے قدم بقدم اس معاملے میں چلتا رہا اور اس کے جانشین نے بھی ہسپانیہ کے ساتھ اسی طرز عمل کو جاری رکھا۔ صلح نامہ فونٹین بلو کے متعلق اس کا طرز عمل وہی تھا جو فلیوری کا معاہدہ القصہ کے متعلق تھا، اسی وجہ سے ہسپانیہ کے دربار کو اس سے بھی نفرت قلبی تھی۔

آسٹریا اور انگلستان کی مخالفت کی حکمت عملی پر وہ بھی عمل کرتا تھا مگر اس کے عام خیالات ایسے نہ تھے جسے مارشل سکیس یا فرانسیسی بالہوم پسند کرتے اس کا خیال تھا کہ مقبوضات میں اضافہ فرانس کی قوت میں ضعف کا باعث ہو گا اور اس کی خواہش تھی کہ لوئی پانزدہم تمام یورپ کا ثالث بالینر اور محافظ تسلیم کر لیا جائے۔ اس کا یہ بھی خیال تھا اگر سائی لے شیا پر پریشیا کا قبضہ برقرار رہے اور آسٹریا کمزور رہے تو فرانس کو ہر طرح مطمئن رہنا چاہیے۔ انہی وجوہ کے سبب سے وہ چاہتا تھا کہ اگر عام مصالحت ہو جائے تو فرانس کو جزیرہ راس بریٹن کے معاوضے میں اپنی تمام فتوحات سے دست بردار ہو جانا چاہئے دیوگ ڈی برڈ

نے لکھا ہے کہ دارثران سون کو دوسرے مدبروں پر جو فقیہت بلا شک و شبہ حاصل تھی وہ تھی کہ وہ اپنی ذکاوت کی وجہ سے معاملات کے اصل اصول پر جو بنی حاوی ہو جایا کرتا تھا گریسیات میں اپنی اس قابلیت سے اسے بہت کم مدد ملتی تھی کیونکہ اس میں چند معمولی صفیں نہ تھیں مثلاً مردم شناسی اور امکانات کے احساس کی قوت اور عقل سلیم دارثران سون ایک ایماندار وزیر تھا مگر مدبر نہ تھا اور اپنے زمانے کی سفارتی کارروائیوں اور سازشوں کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ آگسٹس کے انتقال کے بعد پولینڈ کا تخت حاصل کرنے کے متعلق کونسی کی خفیہ کوششوں کی اس نے علانیہ مخالفت کی جس کی وجہ سے وہ دارثران سون کا دشمن ہو گیا۔ شاہ پریشیا سے عہدہ بندی رکھنے کی وجہ سے با اثر برہمن اس کا سخت مخالف ہو گیا جسے معلوم تھا کہ فرانس اور سیکسنی کے مابین دوستانہ تعلقات قائم ہونے کے لئے دارثران سون کا زوال اڑسیوں کے لئے اور ان دونوں ملکوں کے دوستانہ تعلقات سے آڑی ہاتھ بھی مسالمت ہو سکتی ہے۔ فلپ پنجم شاہ ہسپانیہ اور اس کی بیٹی کے انتقال سے بعد سے جو فرانس کی ولی عہدہ تھیں فرانسس سفارتوں کارروائیوں میں سیکسنی کو بہت کچھ دخل ہے۔ فرانسس دربار کی ہسپانی پارٹی جس کے سرے نے نواہل اور مورے پاتھے اور جس کا مویہ فرڈی نند ششم شاہ ہسپانیہ تھا یہ چاہتے تھے کہ ولی عہدہ سیکم متوفیہ کی شادی ولی عہد سے ہو۔ مگر لوئی پانزدہم اور دارثران سون دونوں اس تجویز کے مخالف تھے اس لئے یہ طے ہوا کہ آگسٹس سوم شاہ سیکسنی کی بیٹی سے ولی عہد کی شادی کرنے کے لئے نامہ و پیام کئے جائیں گے۔

۱۸ جنوری ۱۷۷۱ء کو یہ شادی بمقام ڈریس ڈین ہوئی۔ اسی روز دارثران سون معزول ہوا اور سیکسنی حسب سابق آسٹریا کا حلیف رہا۔ شادی کے نامہ و پیام کے اثناء میں دارثران سون کی یہ کوشش تھی کہ سیکسنی اور آسٹریا میں جو تعلقات تھے انکو توڑ کر سیکسنی کو پریشیا کا حلیف بنا دے اور اس کے بعد پریشیا اور فرانس کی متحد قوت سے

پولینڈ کے تخت و تاج کو سیکسنی کے شاہی خاندان میں موروثی کر دیا جائے۔ اگر اس تجویز میں کامیابی ہوتی تو پرشیا اور آسٹریا کی قوت کو سخت ضمیمہ پہنچتا اور شرقی یورپ میں فرانس کا رسوخ بہت بڑھ جاتا۔ اس حکمت عملی کے مخالف دو شخص تھے ایک تو کونتی جو آگسٹس کے انتقال کے بعد پولینڈ کا بادشاہ بننا چاہتا تھا۔ دوسرا مخالف بروئل تھا جو پرشیا کے اتحاد کو سخت ناپسند کرتا تھا۔ مارکوس ویزچی سار ڈریس ڈین میں کونتی کی خواہش کے مطابق سیفر مقرر کیا گیا جس کی سازشوں کی وجہ سے اس زمانے سے لونی پانزدہم کی خفیہ سفارتی کارروائیاں شروع ہوتی ہیں۔ دارثران سون کو درباری سازشوں کا علم نہ تھا اس لئے اس نے اپنے سیفر کو حکم دیا کہ کوئی ایسی کارروائی نہ کرے جو سیکسنی کے الیکٹر کو ناگوار ہو کونتی کو جب یہ معلوم ہوا کہ دارثران سون اس کی سازشوں میں شامل ہے تو اس نے وزیر مذکور کے خلاف میں سازش شروع کر دی بروئل کو بھی ایک زبردست موبد مارس ڈی میکس لگیا جس کی اصل غایت یہ تھی کہ اپنی برادرزادی کو ولی عہد مقرر کر دے مگر وہ بدست خود دارثران سون کا مخالف تھا اور اس لئے سیکسنی کے وزیر کی حکمت عملی کی تائید پر آمادہ تھا۔ میڈیم ڈی پوم پادور اور نوائیل کی تائید حاصل کرے بروئل اور دارثران سون کی جنگ کا اس نے بروئل کے حق میں فیصلہ کر دیا اور دارثران سون کی مدبرانہ تدابیر جو دانشمندی پر مبنی تھیں خاک میں مل گئیں سیکسنی حسب سابق آسٹریا اور روس کا حلیف بنا رہا اور پولینڈ کو ایک انتخابی ملکیہ (Monarchy) بنانے اور اس کے آنے والی تباہی سے بچانے کا ایک عمدہ موقع جاتا رہا^(۱) اس کا عزل حق بجانب تھا اور اسکی وجہ حسب ذیل تھیں۔

(1) Duc de Broglie, Maurice de Saxe et
Marquis D'Argenson, Vol ii

مستعلق اس کی تدبیریں بار آور نہ ہوئیں لیسٹل کے آغاز میں اس نے ہالینڈ کو غیر جانب دار رہنے پر مجبور نہ کرنے میں سخت غلطی کی شاہ پریشیا کی وفاداری پر اس نے اعتماد کھلی کرنے میں بھی غلطی کی سیکس اور کوتی سے معاملہ کرنے میں اس نے حسن تدبیر سے کام نہیں لیا۔ اگر اسکی جگہ کوئی دوسرا باتدبیر وزیر ہوتا جس میں اس کے برابر بلند پروازی نہ ہوتی تو نہ صرف اپنے مخالفوں کے جتنے سے واقف رہتا بلکہ اس کو توڑنے کی بھی فکر کرتا۔

دارثران سون کی جگہ پر ناپل لوئی برولار دی سیل مارکوس دی پونی پسل مقسم رہا اور اس کا بھائی کاونٹ دارثران سون وزیر جنگ کی خدمت پر مستقل ہو گیا اور جنگ کا سلسلہ کچھ روز تک جاری رہا۔ لیسٹل کے موسم خزاں میں جو کانفرنس بریڈا میں ہونے والی تھی ناکام ثابت ہوئی کیونکہ میریا تھیری سا اس وقت جنگ کو جاری رکھنا چاہتی تھی جب تک کہ اسے سائی نے شیا اور ان اصلاح کا معاوضہ نہ مل جائے جو چارلس کو دورس کے معاہدے کی رو سے دیئے گئے تھے۔ اطالیہ میں آسٹروی شولین برگ کے زیرکمان دو ماہ تک جینوا کا محاصرہ کئے ہوئے تھے مگر اس کو تسخیر نہ کر سکے۔ سارڈینیوں نے ۱۹ جولائی کو ایک فرانسیسی فوج کا ایکریلیس میں مقابلہ کیا جو کول داسی تو پر واقع ہے اس جنگ کا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فرانسیسی افواج شوالیریل آئل مارا گیا اور فرانسیسی ڈافنی کی طرف بھاگ گئے جہاں فرانسیسی اور ہسپانی فوجوں کے سپہ سالار مارشلیل آئل اور لاس میناس بیکار بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت سے ۱۸۹۶ء تک یعنی نیپولین کی پہلی فرانسیسی معرکہ آرائی تک فرانسیسی فوجیں پھر سرزمین اطالیہ میں داخل نہیں ہوئیں۔

نیدرلینڈ میں جہاں فرانس دول بحری اور آسٹریا سب سے برسر پیکار ہو سکتا تھا پونی سیون نے وہ طرز عمل اختیار کیا جس کا دارثران سون مخالف تھا یعنی ڈچ کو اس نے صلح کرنے پر مجبور کیا۔ سیکس اور لووین دامل کے زیرکمان فرانسیسی فوجوں کو مسلسل فتوحات حاصل ہوئیں۔ ۲۰ جولائی کو

ڈیوک آف کبرلینڈ کو مارشل سیکس نے لائفیڈ میں شکست دی اور گومیس ٹریسٹ پر قبضہ نہیں ہوا مگر لووین ڈائل نے متعدد دوسرے شہروں پر قبضہ کر لیا اور ۱۸ ستمبر کو اس نے برگین اوپ زوم کے زبردست قلعے کو فتح کر لیا مگر انگریزوں کو گوئدرلینڈ میں ناکامی ہوئی مگر سمندر میں انھیں کامیاب بھی تھا۔ دوزبردست بحری شکستوں نے فرانسیسی بحریہ اور تجارت کو تباہ کر دیا۔

۱۸۱۰ء کے آغاز میں بحری سیادت کا سہرا انگلستان کے سر تھا۔ ۱۸۱۵ء میں نیدرلینڈ پر جو حملے ہوئے اور انگلستان کی بحری کامیابیوں سے دو نتائج مترتب ہوئے۔ جمہوری حکومت کے خلاف میں ہالینڈ میں انقلاب ہالینڈ کا انقلاب ۱۸۱۵ء۔ ابرپا ہو گیا۔ جماعت اشتراکیہ مغلوب ہو گئی اور ولیم چارم رئیس آرشیخ (جارج دوم کا داماد) اسٹاٹ ہولڈ منتخب ہو گیا۔

چند ہینوں کے بعد یہ عہدہ اس کے خاندان میں مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے موروثی کر دیا گیا۔

جنگ کا اختتام دوسرا نتیجہ یہ ہوا کہ عام مصالحت کے لئے ہر طرف سے کوشش ہونے لگی۔ ۱۸۱۵ء کو جارج دوم نے پارلیامنٹ کا

افتتاح کرتے ہوئے اعلان کیا کہ ایک کانگریس صلح پر غور کرنے کے لئے عنقریب اسے لاشاپیل میں منعقد ہوگی۔

شرا، جنگ میں سے انگلستان ہسپانیہ ہالینڈ اور فرانس جنگ کے جاری رہنے سے بیزار تھے۔ فرانس کا خزانہ خالی تھا۔ چارلس ایڈورڈ (انگلستان کے تحت کا دعویٰ دار) کا اب کوئی پرسان حال نہ تھا، فرانس کا جھنڈا سمندر سے بالکل غائب ہو گیا تھا وہاں کی حکومت نے اعلان کر دیا تھا کہ وہ اضافہ ملک کی خواہاں نہ تھی، علاوہ ازیں فرانس میں ہسپانیہ کے دعویٰ کا اب کوئی مویہ نہ تھا۔ ہالینڈ بھی مصالحت کا مخالف نہ تھا کیونکہ مارشل سیکس اور اس کی فوج ظفر موج اسکا گلا دبائے ہوئی تھی۔ انقلاب سلطنت کے بعد ہالینڈ کو کوئی فوجی کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی اور اس کے مالی حالات ایسے نہ تھے کہ مزید فوجی اخراجات کو برداشت کر سکے۔ فرڈی نڈ ششم کے زیر حکومت

ہسپانیہ کے طرز عمل سے ظاہر تھا کہ اب وہ اہلی زاریجہ فارنسیس کے حریصانہ طرز عمل کا پابند نہیں ہے بلکہ صلح کا خواہاں ہے۔ انگلستان اور آسٹریا کے تعلقات کشیدہ ہوتے جاتے تھے۔ ہسپانیہ کی جنگ جانشینی کی طرح انگلستان نے اس جنگ میں بھی آسٹریا کو قوم خفیہ بطور امداد دی تھیں اور آسٹریا نے اس روپے کو اپنی اطالوی فوجوں پر صرف کیا تھا۔

۱۷۹۵ء سے وائینا میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ نیدر لینڈ کی حفاظت دول بحری پر چھوڑ دینی چاہئے اس لئے کہ اس ملک میں فرانسیسی سیادت کے قیام کا انگلستان کو ناگوار ہونا اس کی حفاظت کی کافی ضمانت تھی جنگ کے اخراجات کا بار حسب سابق زیادہ تر انگلستان کو برداشت کرنا پڑا تھا مگر انگریزی حکومت اب اپنے سرد مہر حلیف (آسٹریا) کے لئے زیادہ نقصان برداشت کرنے پر تیار نہ تھی برادرانِ پل ہم اب کارٹے ریٹ کے طرز عمل کے موید نہ تھے بلکہ وال پول کی امن پسندی کو انھوں نے بھی اختیار کر لیا تھا۔ اہل انگلستان کو بالعموم فرانس کے بحرئیے کے تباہ ہو جانے سے اطمینان ہو گیا تھا۔ میس ٹرخت کا سقوط اب بالکل قریب تھا، اہل ہالینڈ نے روس کے تیس ہزار سپاہیوں کی آمد و رفت کے اخراجات ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا جو زارینیا نے حلیفوں کے حوالہ کر دئے تھے اور یہ فوجیں اب تک پہنچی تھیں نہ تھیں۔ ان سب امور کی وجہ سے صورت حال نہایت اندیشہ ناک ہو گئی تھی اس لئے انگریزی حکومت نے ابتدائی صلح پر دستخط ہو جانے میں عجلت کی آسٹریا کو صلح کی مطلق خواہش نہ تھی۔ میریا تھیری سا کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو گیا تھا کہ صلح نامہ جات برلن، دورس اور ڈریس ڈین کی وجہ سے جو نقصان اسے برداشت کرنے پڑے تھے ان کا باعث زیادہ انگلستان تھا جس کی نیت اب بھی یہ تھی کہ آسٹریا شاہ سارڈی نیا کو مزید علاقہ جات حوالہ کرے۔ ۲۲ مئی ۱۷۹۵ء کو آسٹریا اور روس کے مابین میریا تھیری سامصالحۃ ۱۷۹۵ء کے معاہدے کی تجدید کی گئی اور اس میں چند کی مخالفت کرتی ہے خفیہ دفعات شریک کئے گئے۔ ۱۷۹۵ء کے اوائل میں

روسی پولینڈ میں داخل ہوئے اور انھوں نے اپنا کوچ جاری رکھا کیونکہ انکس ہم
 اُن کے مقابلے پر نہ آیا اور قریب تھا کہ میر یا تھیری سا اور اس کے حلیفوں
 کے ان وحشی معاونوں کے میدان جنگ میں آجانے سے نیدرلینڈ میں بارشلیس
 کی فتوحات کا عدم ہو جائیں۔ مگر باوجود ان جنگی تیاریوں کے صلح اب بالکل
 قریب تھی۔ انگلستان نے فرانسیسی حکومت سے صلح کے لئے سلسلہ جنبانی
 شروع کر دی تھی۔ اور میر یا تھیری سا نے بھی انگلستان اور سارڈی نیا کی
 غداری سے خالیف ہو کر اور یہ معلوم کر کے کہ انگلستان اور ہالینڈ مصالحت کے
 خواہش مند ہیں کا ونٹ لوس (پیرس میں سیکسنی کا سفیر) کے ذریعے سے
 پوٹی سیو سے گفت و شنید شروع کی^(۱)

ڈریس ڈین کے معاہدے کے بعد اور پھر سیکسنی کی شہزادی کی جب
 فرانس کے ولی عہد سے شادی ہوئی تو آسٹریا اور فرانس کے درمیان
 میر یا تھیری سا فرانس سے مصالحت کرانے کی کوشش کی گئی تھی مگر اس میں کامیابی
 اتحاد پیدا کرنی کوشش کرتا نہ ہوئی کیونکہ دارژان سون اس کا مخالف تھا اور اسکا
 جانشین مستقل مزاج نہ تھا۔ مگر سیکسنی کا وزیران ناکامیوں
 سے مایوس نہ ہوا اور اس نے تیسری مرتبہ سفارتی تعلقات میں ایک انقلاب
 پیدا کرنے کی کوشش کی جس سے انگلستان اور سارڈی نیا کو زک پہونچے
 اور فرانس اور آسٹریا کا نفع ہو۔ مارس ڈمی سیکس میں ٹرخت کا محاصرہ
 کئے ہوئے تھا جس پر ہالینڈ کی سلامتی کا دار و مدار تھا مگر اسی اثناء میں
 صلح کی کانگریس اپریل ۱۸۱۵ء میں اے لاشاپیل میں منعقد ہوئی۔ ہسپانیہ
 سارڈی نیا ہالینڈ موڈی نا اور جینووا کے نائبوں کے علاوہ آسٹریا کی طرف
 سے کانٹز شریک تھا، فرانس کی طرف سے کا ونٹ دی سائیں سے وے ریگن
 اور موسیو دی لا پورٹ دو تیل اور انگلستان کی طرف ارل آف سینٹ ڈیوچ اور
 سرٹامس رابن سن۔ میر یا تھیری سا چاہتی تھی کہ وہ اضلاع اسے مل جائیں

جو دورس کے معاہدے کی رو سے اس نے سارڈی نیا کے حوالے کئے تھے۔ اس کی یہ بھی خواہش تھی کہ فرانس سائی لے شیا پر پرشیا کے قبضے کی ضمانت آئندہ کے لئے نہ کرے سائین سے دسے بین نے پہلے تو بظاہر اس کی تجویز سے اتفاق ظاہر کیا مگر پھر یکایک اپنا رخ بدل دیا اور اس نے انگلستان کی تجویزوں کو منظور کر لیا۔ میریا تھری سا کو بھی مجبوراً تسلیم کرنا پڑا کہ وہ بغیر سارڈی نیوں کی مدد کے اطالیہ میں اور بغیر انگریزوں اور ڈچ کی مدد کے فلینڈرس میں جنگ کو جاری نہ رکھ سکتی تھی۔ اس کی حالت نہایت سقیم تھی اس لئے مجبوراً اسے بھی اہضیں شرائط کو منظور کر لینا پڑا جس پر انگریز اور فرانسیسی متفق ہو گئے تھے۔

قبل اس کے کہ عام مصالحت کی تجاویز پر آسٹریا اور ہسپانیہ اپنا قطعی اتفاق ظاہر کریں انگلستان فرانس اور ہالینڈ کے سفیروں نے مباحثات صلح معاہدہ اے لاشاپیل پر ۳۰ اپریل ۱۷۹۵ء کو دستخط کر دئے مگر قطعی معاہدہ ۵ اکتوبر تک ہوا اس معاہدے کی رو سے سائی لے شیا اور کلاٹز پر پرشیا کا قبضہ تسلیم کر لیا گیا سوائے

اونٹیں چارلس ایمانوئل کے حوالہ کئے گئے گوا سے فانی نیل سے دست لش ہونا پڑا مگر لوم بارڈی میں جو علاقے اسے صلح نامہ دورس کے ذریعے سے ملے تھے ان پر اس کے قبضے کو تسلیم کر لیا گیا۔ جینووا اور ڈیوک آف موڈنیا کے جو علاقے چھین گئے تھے وہ واپس کر دئے گئے۔ فرانس نے فرانسس کو شہنشاہ اور جارج دوم کو انگلستان کا بادشاہ تسلیم کر لیا، سرحدی قلعے ہالینڈ کو واپس کر دئے اور ڈنکرک کی ساحلی فضیلوں کو اسماء کر دئے آسٹریا نیدرلینڈ کا تحلیہ کرنے اور انگلستان کے تخت کے دعویدار چارلس ایڈورڈ کو اپنے ملک سے خارج کر دینے کا وعدہ کر لیا۔ ہندوستان میں مدرس انگلستان کو واپس کیا گیا اور لوئی برگ اور جزیرہ والس برٹین فرانس کو واپس مل گئے ہسپانیہ نے شہنشاہ کو تسلیم کر لیا اور انگلستان کے حق آسپان تو کے معاہدہ کی توثیق کر دی جس کی رو سے انگریزوں کو ہر سال ایک جہاز

جنوبی امریکا کو بھیجنے کی اجازت تھی۔ ڈان فلپ کو پارما پیاسین زرا اور گواس ٹا
ایک مورولی ریاست کے طور پر مل گئے مگر یہ شرط لگا دی گئی کہ اگر اس کے
ورثاء مذکور باقی نہ رہیں تو ریاست مذکور آسٹریا کے قبضے میں آجائے۔
مستثنیات مذکورہ بالا کے علاوہ آسٹریا کا انتظام جانشینی برقرار رہا۔ شہنشاہ
کا انتخاب تسلیم کر لیا گیا اور اثناء جنگ میں جو علاقے فتح ہو گئے تھے سب واپس
کر دئے گئے۔

پرشیا کے علاوہ دول بڑی میں سے کسی کو اس جنگ کے نتائج سے سرت
ہوئی ہوگی۔ چارلس ایمانوئل کو فائی نیل کی ریاست سے محروم کر دئے جانے
سے سخت ایو سی ہوئی کیونکہ یہ علاقہ اس کے اطالوی مقبوضات اور سمندر
کے درمیان حائل تھا۔ پیاسین زرا سے بھی طوعاً و کرہاً دست بردار ہوا کیونکہ
یہ شہر اس کو دورس کے معاہدے کی رو سے ملا تھا۔ مگر اسے مجبوراً تسلیم کر لینا
پڑا کیونکہ ہسپانیہ کا اب تک سوائے اورینس پر قبضہ تھا اور میلانیز کے ایک
جزو پر اس کا قابض ہونا آسٹریوں کو شاق تھا۔ فرانس اور دول بحری کی
پیش کردہ شرائط کو اس نے منظور کر لیا مگر صاف کہہ دیا کہ انگلستان نے مجھے
سخت دھوکا دیا۔

اسی طور پر ہسپانیہ فرانس سے ناراض ہو گیا لیکن اب فلپ پنجم اور
ایلی زابیتھ کا زمانہ باقی نہ تھا لیکن فرڈی نڈ ششم نے گو وہ فرانس سے سخت
ناراض تھا مگر سوائے اورینس سے دست کش ہو جانا منظور کر لیا اور اس کے
معاوضے میں اپنے سوتیلے بھائی ڈان فلپ کے لئے پارما پیاسین زرا اور
گوآس ٹالا لیلیا انگلستان کے بحری نفوذ کی وجہ سے مزید مقابلہ بالکل ناممکن
تھا اس لئے فرڈی نڈ نے مجبوراً ان شرائط کو منظور کر لیا۔ اگر ہسپانیہ اور
سارڈی نیا کا شرائط صلح سے شاک ہونا بجا تھا تو ان کے مقابلے میں میریا تھیری
کا غیظ و غضب اور بھی حق بجانب تھا۔ برن ڈریس ڈین اور دورس کے
معاہدے انگلستان کے مشورے سے ہوئے تھے اور اب پھر چوتھی مرتبہ
انگلستان کا مشورہ تھا کہ میریا تھیری سا اپنے کچھ اور مقبوضات سے دست کش

ہو جائے سائی بے شیا سے ہمیشہ کے لئے دست بردار مہجانا اسے سخت ناگوار تھا اور وہ یہ چاہتی تھی کہ جو علاقے سارڈی نیا کو دور رس کے معاہدے کی رو سے مل گئے ہیں اسے واپس دلائے جائیں۔ چارلس ایمانوئل کے مقبوضات میں مزید توسیع ہونے اور پارما میں ڈان فلپ کے برسر حکومت ہونے کی بھی وہ مخالف تھی۔ اہل ہالینڈ فرانس سے اپنے آپ کو محفوظ نہ رکھ سکتے تھے اور سرحدی شہروں سے فرانس کے حملے رک نہ سکتے تھے۔ یہ ہر دو امور گزشتہ جنگ میں پوری طور پر ثابت ہو گئے تھے اس لئے کانٹز نے اعلان کر دیا کہ میں انتظامات سابقہ کے بحال کرنے کی تجویز سے کبھی اتفاق نہیں کر سکتا۔ مگر اس اعلان کی اصل وجہ یہ تھیں کہ میریا تھیری ساکوتین کا ل ہو گیا تھا کہ ہالینڈ بالکل انگلستان کا دست نگر ہے اور ملکہ مذکور نے قصد مصمم کر لیا تھا کہ آئندہ کے لئے انگریزی حکومت کی ممنون احسان نہ رہے۔ اس لئے کانٹز نہایت ہوشیاری سے سائین سے دی رین کو اپنا ہم خیال بنانے اور انگلستان فرانس اور ہالینڈ کے اتحاد کو کالعدم کرنے کی فکر میں ہو گیا۔

مگر انگلستان اور ہالینڈ کو ہالینڈ کا شمار اب دول غلٹے میں نہ تھا اپنے اتحاد پر قائم رہے اور پوٹی سیونے بھی نہ تو آسٹریا کی کسی صورت سے ہمت افزائی کی اور نہ آسٹریا کے باقی ماندہ مقبوضات کی سلامتی کی ضمانت اس طرح پر کی جیسے کہ سائی بے شیا پر پر شیا کے قبضہ کی ضمانت کی گئی تھی جرمنی میں روسیوں کی موجودگی کی وجہ سے مصالحت میں مزید تاخیر خطرناک تھی اس لئے انگریزی حکومت نے میڈیم دی پوم یادور کی پوری تائید سے اسے لاشابیل کے معاہدے کی تکمیل کے لئے سرگرمی سے کوشش شروع کر دی فرانس کو ہموار کرنے کے لئے میریا تھیری سا اس کے بعد بھی کوشاں رہی، مگر اب وہ بالکل بے یار و مددگار تھی اور اسے اندیشہ تھا کہ چارلس ایمانوئل اس کا ساتھ چھوڑ کر پھر فرانس سے مل جائے گا اس لئے اس نے مجبوراً انگلستان ہالینڈ اور فرانس کی پیش کردہ شرائط کو منظور کر لیا

جیسا کہ چارلس ششم نے بدرجہ مجبوری تسلیم کیا تھا۔ اس کے علاوہ اس کے لئے کوئی چارہ نہ تھا کیونکہ آسٹریا اگر انگلستان کا ساتھ چھوڑ دیتا تو انگلستان اپنی بحری فوج کے زور پر جنگ کو جاری رکھ سکتا تھا لیکن آسٹریا اگر اطالیہ میں سارڈی نیا کی فوج کی امداد سے محروم ہو جاتا اور فلینڈرس میں ڈچ اور انگریز اس کی کمک پر نہ ہوتے تو وہ ایک روز بھی جنگ کو جاری نہ رکھ سکتا۔

۱۶ اکتوبر ۱۸۰۵ء کو انگلستان فرانس اور ہالینڈ نے اے لاشاپیل کے معاہدے پر دستخط کر دئے۔ یہ سپانیہ نے ۲۰ اکتوبر کو معاہدہ مذکور سے اپنا اتفاق ظاہر کیا، آسٹریا نے ۸ نومبر کو اور سارڈی نیا نے ۲۰ نومبر کو مگر باوجود ان علاقوں کے اس کے ہاتھ سے نکل جانے کے تسلیم میں آسٹریا کی حالت بمقابلہ تسلیم کے بہتر تھی جب کہ یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ دو آسٹریا کا خاندان شاہی دنیا سے مٹ گیا، تسلیم میں خاندان ہمیں گرا کا اشریورپ میں خاندان بوریون سے زیادہ تھا کیونکہ ہنگری بمقابلہ سابق کے اس سے زیادہ متحد ہو گیا تھا اور مشرقی صوبجات کے فوجی تسلیم میں دول غلط ذرائع کا اب وائینا میں بخوبی احساس ہو گیا تھا۔ اس لئے اس کی قوتوں میں باہمی تناب علاوہ باویریا اور سیسنی کی حالت اس کے متوسلوں کی تھی اور تسلیم کے روسی اتحاد سے اسے مزید تقویت تھی فرانس سے اتحاد پیدا ہونے کی کارروائی جاری تھی۔

اور پریٹسٹنٹ سلطنتوں کے خلاف میں کاٹولیک سلطنتوں کا ایک اتحاد قائم کرنے کا خیال آسٹریا اور پیرس کے اہل سیاست کے پیش نظر تھا۔

آسٹریا کے منافع اس کے نقصان سے کہیں زیادہ تھے اور جنگ سے اس کی قوت میں ضعف نہیں آیا بلکہ اس نے اپنے نظام حکومت میں زبردست اصلاحیں کر کے اپنی خارجی حکمت عملی پر نظر ثانی شروع کر دی اور مرکزی حکومت کو قوی تر کرنے اور جملہ انتظامات کو پختہ کرنے کا کام شروع کر دیا مگر اس جنگ کے بعد پرشیا سارڈی نیا اور روس کی نئی سلطنتوں نے

پرشیا اور اطالیہ

ترقی کی طرف اپنے قدم بڑھانے شروع کئے۔ پرشیا اب دفعۃً دولِ عظمیٰ میں شامل ہو گیا اس کی فوج یورپ

میں بہترین تھی اسی وجہ سے ہر سلطنت اس سے اتحاد پیدا کرنا چاہتی تھی۔ اس کی حصول ملک کی امنگوں سے روس اور آسٹریا کو اس سے سخت مخالفت ہو گئی تھی۔ سارڈی نیانے اپنی مرکزی قوت کو تقویت دینے اور اپنے مقبوضات میں اضافہ کرنے کے لئے دوسری تدبیریں اختیار کی تھیں۔ اس جنگ سے اس کے مقبوضات میں بڑھاضہ ہوا تھا دارلرمان سون کی مساعی کار گر ثابت نہوئیں مگر اہلی زابیتھ کی کوششیں بالآخر بار آور ہوئیں اور پولینڈ اور آسٹریا کی جنگ ہائے جانشینی سے اطالیہ کی حالت بہتر ہو گئی ہسپانی بوربون خاندان کی دو شاخیں اطالیہ میں مسلط ہو گئیں سارڈی نیانے مقبوضات میں اضافہ ہوا اور گولادین کے ہیپس برگ خاندان کا ایک شہزادہ شکسنی کا حکمران مقرر ہوا مگر یوٹ ریخت کا صلح نامہ پس پشت رکھ دیا۔ اور اطالیہ جرمنی حکمرانوں کی حکومت سے بہت کچھ آزاد ہو گیا۔

زاری ناپلی زابیتھ کے زیر حکومت روس نے ترقی کی وہ راہ اختیار کر لی تھی جو پیٹر اعظم بتا گیا تھا اور یورپ کی سربر آوردہ حکومتیں اس سے روس

اتحاد پیدا کرنے کی خواہاں تھیں اور اس کے روز افزوں اثر کو فرانس اندیشے کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ سلسلۂ میں وائینا اور آسٹریا کے درباروں میں گہرے اتحاد کا پیدا ہونا میریا تھری سا کا ایک زبردست کارنامہ تھا جس سے فریڈرک کو سخت خطرہ تھا۔ بالخصوص روس کی روز افزوں اہمیت سے تمام یورپ متاثر ہوا۔ جرمنی میں شکسنی میں ایک روسی فوج کی پیش قدمی اور زارینا کے اس مطالبے سے کہ اے لاشائیل کی مصالحت میں اسے بھی شرکت کا موقع

۱۷ اطالیہ اور یورپ پر اہلی زابیتھ فرانس کے اثر کے متعلق دیکھو:-

دیا جائے یہ صاف ظاہر تھا کہ وہ نہ صرف مشرق میں روس کے اثر کو بڑھاتا چاہتی ہے بلکہ مغربی یورپ کے سیاسی معاملات میں بھی دخل دینا چاہتی ہے روس اور پریشیا کے عروج کے ساتھ ہی ساتھ فرانس کی قوت میں ضعف کے آثار نمودار ہو گئے۔ روس کی تدبیروں کو رد کرنے میں فرانسیسی ممبروں کو ہمیشہ وقت ہوتی تھی شکائے کے بعد یہ وقت اور بھی بڑھ گئی۔ اس جنگ سے فرانس کے مقبوضات میں کوئی کمی نہیں ہوئی مگر فلیوری کی غفلت سے فرانس

اس کی تجارت کو سخت نقصان پہونچا تھا اس کا بیڑہ قریب قریب نیست و نابود ہو گیا تھا اور قریب تھا کہ اسکی

نوابادیاں اس کے ہاتھ سے نکل جائیں۔ مصالحت میں محبت زیادہ تر میڈیم دوہوم پلوور کے اثر سے ہوئی اور اہل فرانس کو اس کی شرائط سے سخت مایوس ہوئی۔ ان کا خیال تھا کہ تعلیم کی فتح کے بعد فرانس کو اس کا کچھ حصہ اپنے قبضے میں رکھنا چاہئے تھا کیونکہ اس ایک لاکھ آدمی اس جنگ میں ضائع ہوئے تھے مگر بجائے کسی نفع کے اس کا قرضہ بید بڑھ گیا تھا سائی لے شیا فریڈرک اعظم کو مل گیا ڈان فلپ کو ایک ریاست مل گئی اور تاج شہنشاہی تین سال کے لئے چارلس ہفتم کو ملا

ہندوستان میں باوجود فرانسیسی حکومت کی غفلت کے ڈو پلے کی دوران جنگ میں ہندو کوشش اور قابلیت سے فرانس کا پلہ بھاری رہا۔ لاکھ میں انگریزوں و فرانسیسیوں کا رویوں سے تجارتی اولوالعزمیوں میں سجدہ کرتی ہوئی تھی اور فرانسیسی کمپنی جسکی بنیاد کو لبیر نے ڈالی تھی ہندوستان کے مقابلے کی تجارت میں انگلستان کی ایک زبردست رقیب بن گئی تھی۔ اس کے قبل انگلستان کا رقیب ہالینڈ تھا مگر مسلسل لڑائیوں سے وہ اس قدر کمزور ہو گیا تھا کہ اس نے فرانس اور انگلستان کی اس کشمکش میں کوئی حصہ نہ لیا۔ انگریزوں کے صدر مقامات ہندوستان میں بٹی مدراس اور کلکتہ تھے اور فرانسیسیوں کی تجارتی کوٹھیاں سورت پمچھلی پٹنہ چندرنگر اور پانڈی چیری میں تھیں۔ بحر ہند میں جزائر فرانس و بوروبون بھی

ان کے قبضے میں تھے۔ ڈوہیلے شکستہ سے پانڈی چیری کا گورنر تھا اور شکستہ میں چندر نگر کا گورنر مقرر ہوا۔ اس کے پیش رو فرانسوی مارتن اور دومو تھے جنہوں نے نہایت قابلیت کے ساتھ فرانسیسی کمپنی کے اثر کو بڑھایا اور اس کی تجارت کو ترقی دی مگر دوہیلے نے ایک کامیاب تجارتی مشاکلت کے صدر ہونے پر قناعت نہ کی بلکہ اس کی آرزو تھی کہ انگریزوں کو ہندوستان سے خارج کر دے اور ہندوستان میں ایک زبردست فرانسیسی سلطنت اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اس نے بوسی کی امداد سے ہندوستانی حکمرانوں کی سازشوں میں دخل دینا شروع کیا اور ہندوستانی سپاہیوں کو یورپ کے طریقے پر قواعد سکھانی شروع کی۔ مگر شکستہ میں جب انگلستان اور فرانس کے درمیان جنگ چھڑ گئی تو فرانس کی بحری قوت کے ضعف کی وجہ سے اس کی تجارت کو سخت نقصان پہونچا۔ مگر ماری شیش کے گورنر لاہور دونائی نے جسے فن حرب میں بمقابلہ دوہیلے کے زیادہ دخل تھا جہازوں کے بیڑے کے رکھنے کی اہمیت کو محسوس کر کے چند جہاز بہ علت جمع کئے اور دوہیلے کی امداد کے لئے روانہ ہوا۔ ۱۲ ستمبر شکستہ کو اس نے مدراس پر قبضہ کر لیا۔ وہاں کے باشندوں نے اپنا شہر اس شرط پر اس کے حوالے کر دیا تھا کہ پھر چار لاکھ چار لیس ہزار پونڈ پر خرید لیا جائیگا۔ لاہور دونائی پر الزام لگایا جاتا ہے کہ مدراس کی انگریزی کونسل کے اراکین نے اسے رشوت دی تھی، برخلاف اس کے دوہیلے چاہتا تھا کہ انگریزوں کو ہندوستان سے بالکل خارج کر دیا جائے۔ اس لئے شہر مدراس کی حوالگی کی شرائط کے متعلق دونوں میں سخت نزاع ہو گئی۔ دوہیلے نے بالآخر مدراس کو واپس کرنے کا وعدہ کر لیا اور لاہور دونائی اپنے افعال کی جواب دہی کرنے کے لئے فرانس واپس گیا شکستہ سے لاکھ تک وہ قید خانہ پاس تیل میں قید رہا اور گو وہ الزامات مذکورہ بالا

دامیہ جزیرے اب ماری شیش کے نام سے مشہور ہیں اور ہندوستان اور فرانس کے درمیان ان کا موقع نہایت ہی اہم ہے۔

برہی ہو گیا مگر اس بدسلوکی سے وہ شکستہ میں مر گیا۔ اس اثناء میں دوپلے نے نواب کرناٹک کو ہزیمت دیکر فرانس کی فوجی شہرت کو بڑھا دیا تھا۔ مدراس کو اس نے اپنا قلعہ برقرار رکھ کر قلعہ سینٹ ڈیوڈ پر حملہ کر دیا۔ بوس کاوین اور ایک انگریزی بیڑے نے قلعہ مذکور کو بجایا مگر پانڈی چیری پر حملہ کرنے میں انھیں کامیابی نہیں ہوئی اے لاشائیل کے صلنامہ کی رو سے دونوں فریق اپنی اپنی فتوحات سے دست بردار ہو گئے لیکن شکستہ تک جب کہ دوپلے واپس بلا لیا گیا ہندوستان میں انگلستان کے مقابلے میں فرانس کا اثر غالب تھا۔ دوپلے کی واپسی کے بعد ہندوستان میں فرانسیسی حکومت کے قیام کی کوئی امید باقی نہ رہی پڑ

امریکا میں لوئی برگ جزیرہ راس برٹین کا صدر مقام اور کناڈا کے فرانسیسی مقبوضات کی کلید تھا مگر فرانسیسی اس کی حفاظت نہ کر سکے اور وہ ان کے قبضے سے نکل گیا۔ جزیرہ مذکور کے انکے ہاتھوں سے نکل جانے سے فرانسیسی شمالی امریکا میں سینٹ لارینس اور کناڈا کی حفاظت کا کوئی ذریعہ باقی نہ رہا اور بحری ہزیمتوں کی وجہ سے فرانس اپنے آباد کاروں

کی امداد سے محبور تھا۔ صلح نامہ اے لاشائیل میں لوئی برگ مدراس سے بدل لیا گیا اور شمالی امریکا میں فرانسیسی اور انگریزی مقبوضات کی حدود کے تعین کے لئے مکشتم مقرر کئے گئے۔ امریکا اور ہندوستان میں جس پنج پر جنگ ہوئی اس سے ثابت ہو گیا کہ فلیوری نے بحریہ کو کس پیرسی میں چھوڑ دینے میں کس قدر غفلت کی تھی اور اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ فرانس نے اپنی دورا قنادہ نو آبادیوں اور ان کے گورنروں کے ساتھ جو طرز عمل اٹھارھویں صدی کے وسط میں اختیار کیا کس قدر غلط تھا پڑ

برطانیہ غلطی کی بحری سیادت میں اب کوئی شک و شبہ نہ تھا اور گو فرانس فلینڈرس میں فتح یاب ہوا اور ہندوستان میں اسکی حالت حسب سابق تھی مگر داخلی اور خارجی معاملات میں اس کا ضعف ظاہر تھا اور اس کے دانشمند ترین وزیر اس بات کو دنیا سے اب نہیں چھپا سکتے تھے

کہ فرانس میں اب حسن انتظام یا اعلیٰ درجے کی حکومت کا نام تک نہ تھا جو لوئی چہار دہم کے عہد حکومت کی ممتاز خصوصیات میں تھے۔ اے لاشاپیل کا اے لاشاپیل کی صلح معاہدہ شرکاء جنگ کے خستہ حال ہو جانے سے ہوا تھا اس لئے اس سے حقیقی مصالحت نہیں ہوئی۔ مثلاً امریکا میں انگریزی اور فرانسیسی آبادکاروں کی نزاعوں کا تصفیہ نہیں ہوا اور اس کے دفعہ ۱۸ کی رو سے الیکٹر پلائین کے ان دعادی کے تصفیہ کو ملتوی کر دیا گیا جو اس نے دول بحری اور آسٹریا کے خلاف میں پیش کئے تھے۔ اس صلح نامے کی ترتیب میں افسوس ناک عجلت سے کام لیا گیا، آسٹریا اور پریشیا کے درمیان جو نزاع سائی لے شیا کے متعلق تھی اس کا کوئی تصفیہ نہ ہوا اور انگلستان فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان جو انگریز جنگ نوآبادیوں اور ہندوستان میں ہونے والی تھی آٹھ سال کے لئے ملتوی ہو گئی جس میں یورپ میں امن ضرور تھا مگر سکون قلب کسی کو نہ تھا۔ کسی کا قول ہے کہ کوئی ایسی جنگ نہیں ہوئی جس میں اتنے اہم واقعات ہوئے ہوں اور اس قدر جانوں اور روپے کا نقصان ہوا ہو اور پھر اس کے اختتام پر ان اقوام کی جو اس میں شریک تھیں قریب قریب وہی حالت رہی ہو جو اس کے آغاز میں تھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ اے لاشاپیل کی صلح محض عارضی تھی نہ

باب ہشتم

انقلاب سفارتی

۱۹۴۸ء تا ۱۹۵۶ء

۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۶ء تک ایک تیز رفتاری کا عہد ہے۔ آسٹریا کی اصلاحیں میرا تقویٰ کے مقاصد کا ٹیڑھ کی حکمت عملی۔ انگلستان اور دانیائیں کشیدگی کا بڑھنا۔ آپج ڈیوک جوزیف کے ”شاہ رومانتھمب ہونے کا مسئلہ۔ ماشول کی کوششیں اصلاح کے لئے۔

پیرس کے پارلی مان کی جدوجہد دربار اور پادریوں سے۔ لونی پانزدہم۔ فرانس کی شاہی حکومت کا انحطاط۔ فرانس اور آسٹریا اور آسٹریا اور روس کے سفارتی تعلقات۔

۱۹۵۲ء میں جنگ کا اندیشہ انگلستان اور فرانس امریکا اور ہندوستان میں۔ فرانس اور پریشیا کا اتحاد۔ فرانسیسی حکمت عملی مشرقی یورپ میں۔ فریڈرک اعظم کی حیثیت۔ اس کے تعلقات

فرانس سے انگلستان جنگ کی تیاری کرتا ہے۔ ویسٹ منسٹر کا معاہدہ۔ فرانس اور آسٹریا کے درمیان نامہ و پیام ۱۹۵۵ء و ۱۹۵۶ء و رسالہ کا پہلا صلیح نامہ یکم مئی ۱۹۵۶ء۔ انقلاب سفارتی

۱۹۵۶ء

۱۹۴۸ء تا ۱۹۵۶ء ۱۹۵۶ء میں قدیم نظام سفارتی شکست ہو گیا اور بجائے تیز رفتاری کا عہد۔ اس کے ایک نیا نظام وجود میں آیا۔ آسٹریا اور فرانس نے دوسو

سال کی مخالفت کے بعد اپنی باہمی رقابت کو خیر باد کہا اور ایک اتحاد قائم کر لیا جو فرانسیسی انقلاب تک باقی تھا۔ آسٹریا نے دول بھری سے اپنے قدیم تعلقات کو منقطع کر دیا اور پریشیا آسٹریا کا حلیف ہو گیا۔

اے لاشاپیل کے معاہدے سے کسی کو خوشی نہ ہوئی۔ فرانس کو اس جنگ سے کوئی نفع نہ ہوا۔ انگلستان کو اپنی فتوحات سے دست بردار ہونا پڑا۔ پرشیا کو سائی لے شیا کی سلامتی کی طرف سے تشویش تھی اور آسٹریا کو اس صوبے کے ہاتھ سے نکل جانے کا قلق تھا اور جنگ میں انگلستان کی روش کا بھی وہ شاک تھا۔ سائی لے شیا کے علاوہ اطالیہ میں بھی آسٹریا کا نقصان ہوا۔ اور جنگ میں اس کا خرچ بھی بہت ہوا تھا۔ میریا تھیری سا کے شکوؤں کا انگریزی سفیر نے یہ جواب دیا کہ ڈی ٹین گین اور فون تے نائی کی لڑائیاں آسٹریا کی طرف سے بغیر آسٹریائی فوجوں کی امداد کے لڑی گئی تھیں۔ پرشیا نے برلن اور ڈریس ڈین کے معاہدے کر کے فرانس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا مگر فریڈرک بھی یہ جواب دے سکتا تھا کہ کم از کم ایک دفعہ فرانس نے بھی اس کے ساتھ غداری کی تھی۔

انقلاب سفارتی اتفاقات یا سازشوں یا میڈیم دی پوم پادور کی تنک مزاجی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ عام اسباب پر مبنی تھا جو عرصے سے موجود تھے۔ یورپ کے دول خطے کے باہمی تعلقات کی یہ کایا لیٹ جس کی وجہ سے ایک جدید توازن قوت وجود میں آیا تھا، تک مکمل نہیں ہوا۔ اے لاشاپیل کے معاہدے کے بعد کے آٹھ برس میں اس کا اثر ظاہر ہوا تھا۔ مکمل ہو جانے کے بعد وہ ایک سفارتی انقلاب کا باعث ہوا جس کے نتائج کے اتحاد ثلاثہ سے بھی زیادہ دور رس تھے۔ اس انقلاب کے دو اہم اسباب تھے اولاً پرشیا کا عروج اور ثانیاً سائی لے شیا پر فریڈرک اعظم کے غاصبانہ قبضے کی وجہ سے برلن اور وائینا کے درباروں کی نہ مٹنے والی دشمنی۔ اسی لئے میریا تھیری سا اے لاشاپیل کے معاہدے کی شرائط کو قطعی تسلیم کرنے پر مائل نہ تھی۔ انگلستان اور فرانس کے درمیان ہندوستان اور امریکا میں جو امور مابہ التمزاع تھے ان کا بھی اس معاہدے سے تصفیہ نہیں ہوا۔ آسٹریا اور پرشیا کی باہمی رقابت صرف عارضی طور پر دب گئی تھی اور امن و امان کے قیام کی اس معاہدے سے

کوئی امید نہ ہو سکتی تھی ۱۷۵۶ء تک جب کہ سفارتی انقلاب عملاً وجود میں آیا یورپ دو گروہوں میں منقسم تھا۔ ایک اتحاد میں انگلستان، آسٹریا، روس اور پرتگال شریک تھے اور دوسرے میں فرانس، پرتگال، ہسپانیہ، ڈین مارک، پولینڈ اور ٹرکی مگر فرڈی نڈ کے عہد حکومت میں ہسپانیہ غیر جانب داری کی طرف مائل تھا اور انگلستان اور آسٹریا سے دوستانہ تعلقات پیدا کرنا چاہتا تھا۔ اسی طور پر انگلستان، گوروس کا دوست تھا مگر پرتگال کے متعلق روس اور آسٹریا کے مقاصد جو درپردہ تھے ان میں شریک نہ تھا۔ روس اور آسٹریا میں ۱۷۶۲ء سے گہرا اتحاد پیدا ہو گیا تھا اور دونوں اس فکر میں تھے کہ شاہ پرتگال کی قوت کو توڑ دیں اور اس کے مقبوضات کو آپس میں تقسیم کر لیں۔ انگلستان اور فرانس کو زیادہ تر اپنی تجارت اور نوآبادیوں کا خیال تھا اور ہندوستان اور امریکا میں دونوں ملکوں کے درمیان نزاعات کا جو سلسلہ جاری تھا اس وجہ سے اندیشہ تھا کہ جنگ کسی نہ کسی وقت ضرور چھڑ جائیگی۔ موجودہ اتحادوں کی استواری اور مضبوطی کا امتحان اگر ہو سکتا تھا تو صرف جنگ کے چھڑ جانے سے ہو گا۔

پرتگال کے عروج نے یورپ کی سلطنتوں کے باہمی تعلقات میں ایک انقلاب پیدا کر دیا تھا اور ہر سلطنت کے وزیروں کو فکر ہو گئی تھی کہ اپنے اپنے ملکوں میں فوجی اور دوسری اصلاحات عمل میں لائیں۔ گزشتہ جنگ میں گو آسٹریا نہ صرف فنا ہونے سے بچ گیا تھا بلکہ کچھ نفع میں رہا تھا مگر فرڈی نڈ کاظم اور میریا تھیری سا کی ذاتی دشمنی یورپ کے سیاسیات کا محور بن گئی تھی اور اسی کی وجہ سے خاندان ہابس برگ کے مقبوضات کی مکمل تنظیم از سر نو ہوئی۔ مکہ مذکور کا قصد مصمم تھا کہ سائی نے شیا کو دوبارہ حاصل کرے اس وجہ سے یہ دشمنی اور بھی بڑھ چکی جاتی تھی۔ آسٹریا کے دستور میں اشرافیہ عنصر غالب تھا اور تمام اقتدارات محدودے چند خاندانوں کے ہاتھ میں جمع ہو گئے تھے۔ مرکز کی عاقلانہ نظام کی کمزوری مختلف صوبجات کے متضاد مفاد امر کی

خود غرضی اور صوبجات کی مجالس میں ان کے حد سے زیادہ اقتدار سے صاف ثابت ہوتا تھا کہ مرکزی حکومت کی تنظیم خوبی کے ساتھ کی جائے اور اس کے اقتدار کو بڑھایا جائے۔ مالی عدالتی اور تمدنی اصلاحات کی بھی ضرورت تھی۔ اس زمانے کے بعد سے فوج کے اخراجات کے لئے ہر صوبے سے ایک مقرر رقم لی جانے لگی اور اس غرض سے ایک خاص اصول ہر درجے کے اشخاص پر عاید کیا گیا نظام عدالتی میں بھی اسی قسم کی اصلاحیں کی گئیں۔ پریشیا کی حکومت مرکزی تھی اور آسٹریا کے مختلف مقبوضات بائیک دیگر ملحق نہ تھے، گزشتہ جنگ میں دونوں ملکوں کے نظام حکومت کا یہ بین فرق صاف ظاہر ہو گیا تھا۔ مصالحت ہو جانے کے بعد پرنس جارج آف باگ وٹنر جو سیکسنی کے ایک جنرل کا بیٹا تھا اور جس نے سانی لے شیا کے باقی اندھ صے کی صوبہ داری کے زمانے میں بہت کچھ تجربہ حاصل کیا تھا چینیسل مقرر ہوا اور وہ متعدد اصلاحیں عمل میں لایا جس کی میریا تھیری سانے کا حقہ تائید کی۔ اسی طور پر روڈولف چوٹیک نے جو حال میں سرشتہ البیہ کا افسر علی مقرر ہوا تھا اور جو باگ وٹنر کا رقیب تھا اپنا کام زور شور سے شروع کر دیا۔ باگ وٹنر نے مرکزی حکومت کی تنظیم جدید فوراً شروع کر دی اس کا مقصد یہ تھا کہ مرکزی حکومت میں یکسانی عمل پیدا کرے، رشوت ستانی کو موقوف کرے اور مختلف مجالس کے اقتدارات کو گھٹا دے خصوصاً ان اقتداروں کو جن کا تعلق مالی اور فوجی حالات سے تھا۔ علاوہ ازین قوانین کی تدوین کی ضرورت تھی، امرائے عدالتی اقتدارات بہت زیادہ تھے، پادریوں کے اثر پر نگرانی کی ضرورت تھی اور ابتدائی تعلیم کی آسٹریا میں بمقابلہ فرانس و پریشیا بہت کم اشاعت ہوئی تھی اور

باگ وٹنر نے باوجود پیرانہ سال دزیروں اور امرا اور پادریوں کی مخالفت کے بہت سی قابل قدر اصلاحیں کیں جن کی بنا پر جو زلیف ثانی کو مزید صلاحوں کے عمل میں لانے کا موقع ملا۔ اس وقت تک سیاسی اور عدالتی کام کا بیشتر حصہ آسٹریا، ہنگری اور یوسے سیا کی وزارتوں سے متعلق تھا۔ ہر وزارت اس فکر میں رہتی تھی کہ محاصل کے بوجہ سے بچ جائے اپنے ملک کے مفاد کو اغراض شاہی سے

ترتیب دے اور سرشتہ مالیہ (Hofkammer) اور شہنشاہ کی قوت کو کم کرے۔
 آسٹریا کی جنگ جانشینی میں بوسے میا کے وزیر اعظم کنسکی نے جنگ سے اسکے
 ملک پر جو بار پڑتا تھا اس کو کم کرنے کے لئے فوج کو تباہ کر دیا۔ اس لئے ۱۸۰۶ء
 ۱۸۰۹ء کے فرمان کی رو سے سرشتہ عدالت عام انتظامات سے علیحدہ کر دیا گیا اور
 آسٹریا اور بوسے میا کی وزارتیں آپس میں ضم ہو کر پہلے (Directorum in
 internis) (نظامت داخلی) اور پھر (Kaiserliche Konigliche vereinigte Hofkanzlei

Hofkanzlei) کے نام سے موسوم ہوئیں یہ گویا وزارت داخلی تھی جس کے
 سپرد مالی اور عاقلانہ کام تھے اور جس کا صدر ہاگ وٹز مقرر کیا گیا۔ عدالتی کام
 ایک جدید عدالت عالیہ (Hofrath) کے تفویض کیا گیا۔ وزارت داخلی
 چند روز کے بعد دوسرے شتوں میں تقسیم کر دی گئی جس میں سے ایک سرشتہ مالیہ
 (Hofkammer) اور دوسرا سرشتہ عاقلانہ (Hofkanzlei) تھا۔ شتہ میں
 ایک ”مجلس ملی“ (Staatsrath) تمام سرشتوں کے کام کی نگرانی کے لئے مقرر
 کی گئی۔ اس کے علاوہ یہ بھی طے ہوا کہ مجالس صوبجات بجائے ہر سال روپیہ اور
 سپاہی دینے کے آئندہ دس سال کے لئے سالانہ ایک مقرر رقم دیا کریں اور یہ کہ
 فوجی معاملات کا انتظام ان کے ہاتھ سے نکل لیا جائے۔ مجالس مذکور کے سیاسی
 اختیارات گھٹا دیئے گئے اور مرکزی حکومت کے نمائندوں کے سپرد کر دئے گئے۔
 مقامی حکومت جو سابق میں بالکل ایروں کے ہاتھ میں تھی اب بالکل کالعدم ہو گئی،
 غرض ہر طرف اصلاحیں عمل میں لائی گئیں جن سے مقصود یہ تھا کہ خاندان ہابسبرگ
 کی سلطنت میں مرکزی حکومت کو تقویت دی جائے، امرا کے اثر کو گھٹایا جائے اور
 کسانوں کو ان کی دست برد سے بچایا جائے۔^(۱)

میریا تھیری سا کی اکثر اصلاحوں کی غایت یہ تھی کہ کسانوں کی حالت بہتر ہو جائے
 اور امرا کا اثر کم ہو۔ اس غرض سے اس نے امرا کے ان حقوق کو کالعدم کر دیا جنکی
 رو سے ان کی اراضیات نکان سے مستثنیٰ تھیں اور انھیں وائینا میں آکر قیام کرنا پڑا

ترغیب دی۔ ان تمام اصلاحات کا مجموعی اثر یہ تھا کہ حکومت شاہی کی مرکزی قوت بڑھ جائے اور اس کے اقتدارات پختہ ہو جائیں۔ اصلاحات مذکور بنی نوع انسان کی ہمدردی کے ان خیالات پر مبنی ہیں جو اس زمانے میں مقبول ہونے لگے تھے۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ میر یا تھیری سا اپنے حکومت کے مختلف اجزاء کو متحد کر کے ایک ایسی حکومت شخصی قائم کرنا چاہتی تھی جو نیک نیتی پر مبنی تھی۔ اصلاحات کی اجراء کا باعث یہ یقین بھی تھا کہ سلطنت کے مختلف سرشتوں کی تنظیم جدید اور کارکردگی سے پریشیا کی آئندہ جنگ میں بہت مدد ملے گی اور کامیابی کا دار مدار سرشتہ ہا سے مذکور کے حسن انتظام پر ہوگا۔ ہاگ وٹز کے انتقال کے بعد میر یا تھیری سا نے خود لکھا تھا کہ اس نے انتہائی ابتری کو دور کر کے انتظامات ملکی کی کما حقہ اصلاح کی۔ اس کا یہ قول بالکل صحیح ہے کیونکہ جس عزم و استقلال سے اصلاحات عمل میں لائی گئیں اس کی مرکزی حکومت ضرور ممنون احساں ہے۔

اخراجات کو کم کرنے اور آمدنی کو بڑھانے کے لئے تعلیم تجارت صنعت و ترنت اور ایہ میں بھی اصلاحیں کی گئیں۔ فروری ۱۸۸۷ء میں وائیکا کی جامعہ کے اساتذہ کی نامزدگی کا اقتدار بادشاہ کے سپرد کیا گیا۔ یہ پہلی تدبیر تھی جس کے ذریعہ سے سرشتہ تعلیمات بالکلیہ سلطنت کے زیر نگرانی ہو گیا۔ بحیرہ روم اور بحیرہ ایڈریاٹک کے سواہل پر سفارت خانے قائم کئے گئے تجارتی جہاز بنائے گئے اور ٹری ایسٹ کو ترقی دینے کے لئے لوگوں کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ چوٹیک کے زیر نگرانی سڑکوں اور نہروں کی حالت میں بہت اصلاح ہوئی اندرونی محصول خانے یا تو بند کر دیے گئے یا اس کا کام روک دیا گیا اور سرشتہ ڈاک کی بھی اصلاح کی گئی۔ آمدنی پر محصول عاید کیا گیا اور رعایا میں سے ہر شخص پر حسب حیثیت ایک خاص محصول عاید کیا گیا۔ تدبیروں سے آسٹریا کی آمدنی بہت کچھ بڑھ گئی اور اس کی ساکھ بڑھ گئی۔

میر یا تھیری سا کا نھم ارادہ تھا کہ سائی لے شیا پر دوبارہ قبضہ کرے اس لئے فوجی اصلاحوں کی شدید ضرورت تھی۔ آسٹریا کے تمام مقبوضات میں سوائے ہنگری اور ٹائرول میلانیز اور نیدر لینڈ کے جبری فوجی خدمت کا طریقہ جاری کیا گیا سپاہیوں کی تعداد میں اضافہ کیا گیا نااہل افسر برطرف کر دیے گئے اور فوجی مدرسے قائم

کئے گئے۔ پرشیا کی فوج کے نمونہ پر ڈرل (قواعد) میں اصلاحیں کی گئیں اور اخراجات میں تخفیف اور حسن انتظام کی تاکید کی گئی۔ فوج کی عام اخلاقی حالت کی اصلاح اور اس کو آرام پہنچانے کی طرف بھی توجہ کی گئی۔ زمانہ صلح میں آسٹریا کی فوج کی تعداد ایک لاکھ مقرر کی گئی جس میں زمانہ جنگ میں مستحفظ فوجوں اور ہنگری کے بے قاعدہ سپاہیوں کی تعداد سے اضافہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے ۱۸۵۳ء میں اندازہ کیا گیا تھا کہ میدان جنگ میں آسٹریا ۱۹۵۰۰ سپاہی بھیج سکتا ہے۔ جنگ ہفت سالہ میں میریاتیھیری سانے ایک قابل تعریف فوج میدان جنگ میں بھیجی اور اس کا توپ خانہ یورپ میں سب سے بہتر تھا۔

میریاتیھیری ساگزشتہ جنگ کے نتائج سے مطمئن نہ تھی اور سائی لے شیا کو دوبارہ حاصل کرنے پر تلی ہوئی تھی۔ سائی لے شیا کا شمار آسٹریا کے بڑے جرمنی صوبوں میں تھا اور اس کے محل جانے سے نہ صرف آسٹریا کے سطوت و جبروت کو سخت صدمہ پہنچا بلکہ سلطنت مذکور کے سلا و عناصر کو تقویت ہو گئی جس کی وجہ سے وائینا کی حکومت کو اکثر دقتوں کا سامنا رہتا تھا۔

میریاتیھیری سا پھر جنگ چھیڑ کر قسمت آزمائی کرنا چاہتی تھی جس کے لئے سب سے پہلے حلیفوں کا انتخاب ضروری تھا۔ آسٹریا کی خارجی حکمت عملی کا اصل اصول یہ تھا کہ دول بھری سے اتحاد رہے مگر پولینڈ کی جنگ جانشینی میں انگلستان کا غیر جانب دار رہنا اور سائی لے شیا کی جنگوں میں اس کا ٹھکانہ انداز میریاتیھیری سا کو حد درجہ شاق گزارتا تھا اور اسے یقین کامل تھا کہ اس کے نقصانات کا باعث اس کا غدار اور خود غرض حلیف (انگلستان) تھا۔ فرانسیسیوں اور پرشیا کی فتوحات۔ مار مارچ ۱۸۵۴ء کو اس نے اپنے ہر ایک وزیر کو حکم دیا کہ دو ہفتے کے اندر آسٹریا کے آئندہ خارجی حکمت عملی کے متعلق اپنی تحریری رائے پیش کرے۔

وزیروں کی رايوں میں اختلاف تھا۔ شہنشاہ فرانسس کو جسے زیادہ تر دلچسپی مالی معاملات اور علم کیمیا سے تھی، پیرانہ سال وزیروں سے اتفاق تھا جو قدیم نظام کو برقرار رکھنا چاہتے تھے اس کا خیال تھا کہ آسٹریا کے صرف تین دشمن ہیں فرانس، پرشیا اور ٹرکی اور ان کے علاوہ سارڈی نیا اور پارما ہیں۔ ان سے

مقابلہ کرنے کے لئے آسٹریا کو دول بھری کی امداد اور روس اور سیکیسنی کے اتحاد کی ضرورت تھی۔ ان کی یہ بھی رائے تھی کہ پریشیا کو جنگ کی تجدید کا موقع نہ دینا چاہئے اور اس اثناء میں آسٹریا کو اپنی فوج اور سرشتہ مالیہ کی تنظیم از سر نو کرنی چاہئے مگر ان کی رائے کانٹرن نے نہایت قابلیت اور آزاد خیالی سے رد کر دی۔ یہ شخص آسٹریا کے کابینہ یا کانفرنس کے اراکین میں سب سے کم سن تھا۔

اینٹن وین گیل فان کانٹرن پلاٹنہ میں وائینا میں پیدا ہوا۔ اس کے والدین کی خواہش تھی کہ وہ کلیسیہ میں داخل ہو مگر اس کے چاروں بڑے بھائیوں کے انتقال کی وجہ سے اس کی زندگی کا رخ بدل گیا اور سفارتی ملازمت کے لئے وائینا لیمپنرگ اور لائیڈین کی یونیورسٹیوں میں تعلیم پا کر آٹک کوشل کے رکن کی حیثیت سے چارلس ششم کی سلک ملازمت میں داخل ہوا۔ آسٹریا کی جنگ جانشینی میں وہ علی الترتیب روم، ایٹورن اور برسیل میں سفیر تھا اور اسے لاشا پسیل کی کانٹرن کی حکمت عملی کا نگرہیں میں بھی آسٹریا کی طرف سے شریک تھا۔ لوگ اُسے عیاش اور فیشن کا شیدا خیال کرتے تھے اور اس کی صحت بھی خراب تھی مگر سفارتی کارروائیوں میں اُس نے اپنی قابلیت کو ثابت کر دیا تھا۔

باوجود اپنی ظاہر روش کے سیاسی معاملات میں وہ غور و فکر اور دانائی سے کام لیتا تھا اور اس نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ اس زمانے کے زیرک ترین مدبروں میں سے ہے۔ اس کی لیاقت میں کوئی شک نہ تھا، نہایت سرگرم تھا مگر حلد بازی اس سے کبھی سرزد نہ ہوئی، نکتہ چیں حاسدوں میں وہ گھرا ہوا تھا مگر ہمیشہ استقلال و دراندیشی اور حسن تدبیر سے کام لیتا۔ اس کی فریسانہ سفارتی کارروائیاں دانشمندی اور پیش بندی پر مبنی تھیں اور اس کے حب قوم سے ان کارروائیوں کو تقویت پہنچتی تھی۔ اسی حسب قوم کی وجہ سے میرا تھیری سا کو اس پر اعتماد رکھا اور فریڈرک اعظم کو تسلیم کرنا پڑا کہ کانٹرن اس کا خطرناک ترین مخالف ہے۔

کانٹرن نے ۳۸ سال کی عمر میں سفارتی کارروائیوں میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا اور ۴۸ سال تک آسٹریا کا وزیر خارجہ رہا۔ اپنے مشہور یادداشت میں

جو حجم میں دوسرے وزیروں کی یادداشتوں کے مجموعے کے دو چند تھی اس نے ثابت کر دیا کہ پرشیا کے عروج سے آسٹریا کو نقصان پہونچا تھا اور چونکہ پرشیا آسٹریا کا اصل دشمن تھا اس لئے جب تک سائی لے شیا آسٹریا کے قبضے میں پھر نہ آجائے اس کی سلامتی کے متعلق یقین نہ ہو سکتا تھا۔ فرانس اور باب عالی کا شمار بھی آسٹریا کے دشمنوں میں ہو سکتا تھا مگر پرشیائی مخالفت میں کوئی شک نہ تھا اور اس سے جنگ چھڑ جانے کا ہر وقت اندیشہ تھا۔ اس لئے ضروری تھا کہ آسٹریا بلا کسی تاخیر کے سائی لے شیا پر قبضہ کرے مگر اس حکمت عملی کو عمل میں لانے کے لئے موجودہ اتحادوں پر اعتماد ناممکن تھا۔ جارج دوم اور فریڈرک اعظم میں صفائی نہ تھی مگر شاہ پرشیا انگلستان میں ہر دل عزیز تھا اور چونکہ تجارتی اور نوآبادیات کے معاملات سے انگریزوں کو زیادہ لگاؤ ہوتا جاتا تھا اس لئے جرمنی کے معاملات کی انھیں اب زیادہ پروا نہ تھی۔ ہالینڈ اپنی اندرونی مشکلات میں محو تھا، اس کے ذرائع روز بروز سقیم ہوتے جاتے تھے اس لئے وہ انگلستان کی متابعت کرنے پر مجبور تھا۔ روس کی خارجی حکمت عملی کا دار و مدار بادشاہ وقت کی مرضی پر تھا اس لئے اس پر بھی اعتماد نہ ہو سکتا تھا۔ سیاسی حالات کے اس تجربہ سے کانٹرن نے دو نتیجے مستخرج کئے یعنی سائی لے شیا کے دوبارہ حاصل کرنے میں آسٹریا کے حلیفوں میں سے کسی سے مدد نہیں مل سکتی اور اس لئے فرانس سے دوستانہ تعلقات پیدا کرنے کی پوری کوشش ہونی چاہئے کیونکہ دول غلطے میں ایک فرانس ہی تھا جس سے آسٹریا کو پرشیا کے خلاف اپنی اس ہم میں امداد مل سکتی تھی۔ کانٹرن نے یہ بھی ثابت کیا تھا کہ فرانس اور پرشیا کے تعلقات دراصل دوستانہ نہیں ہیں اور اسے امید تھی کہ کوئی پانزدہم یہ آسانی اس کا ہم خیال ہونے پر آمادہ کیا جاسکتا ہے۔ پرشیا ہی ایک دشمن تھا جس پر آسٹریا حملہ کرنا چاہتا تھا اور سائی لے شیا کو دوبارہ فتح کرنا اس کا مقصد واحد تھا۔ لیکن اولاً تو اس کی فوج نہایت زبردست تھی اور ثانیاً اس کا اثر اب بہت بڑھ گیا تھا اس لئے ضروری تھا کہ فریڈرک اعظم کے عہد کے توڑنے کے لئے سلطنت ہائے یورپ کا ایک اتحاد قائم کیا جائے اور اس اتحاد کا صدر فرانس ہو۔ بالخصوص کانٹرن کی حکمت عملی امور ذیل پر مبنی تھی۔

(۱) سائی لے شیا کو واپس لینے کا قصد مصمم (۲) صوبہ مذکور کے واپس لینے کے لئے
 پرشیا کے خلاف میں انگریزی اتحاد محض بیکار ہے (۳) فرانس سے اتحاد پیدا کرنا
 اب بالکل ناگزیر ہے
 کانٹرک کی یہ رائیں زیادہ تر صحیح تھیں۔ آسٹروی نیدرلینڈ یا اطالیہ کے دو درواز
 صوبجات کی اسے زیادہ پرواہ نہ تھی۔ میٹرخ کے طرز عمل کے خلاف وہ خاندان ہپس برگ
 کے جرمنی صوبجات کے انتظامات کو بچتہ کرنا چاہتا تھا خواہ اس طرز عمل کی وجہ سے
 میلانیز یا نیدرلینڈ آسٹریا کے قبضے میں رہیں یا نہ رہیں۔ آراء مذکورہ بالا کو مد نظر
 رکھ کر اس نے اور جوزیف ثانی نے ۱۷۹۰ء اور ۱۷۹۱ء میں باوریا کو سلطنت آسٹریا
 میں شامل کر کے جنوبی جرمنی میں ایک زبردست جرمن سلطنت بنانا چاہا تھا۔ بالخصوص
 جرمنی میں وہ آسٹریا کی سیادت کو از سر نو قائم کرنا چاہتا تھا جو ویسٹ فالیہ کے معاہدے
 سے زائل ہو گئی تھی اور ان اثرات کو روکنا چاہتا تھا جنکی وجہ سے آسٹریا بجائے ایک
 مغربی قوت کے ایک مشرقی قوت ہو رہا تھا۔ فرانسیسی اتحاد کی تجویز کوئی نئی نہ تھی۔
 ۱۷۹۲ء میں رپرڈ اسکے فار پردازوں میں سے ایک نے تحریک کی تھی کہ فرانس وٹینا
 کے اتحاد میں شریک ہو جائے اور خود فلیوری آسٹریا سے دوستانہ تعلقات کے
 قیام کو ناپسند نہ کرتا تھا۔ آسٹریا کی جنگ جانشینی کے آخری دور میں بائین سٹین
 نے قیلم کر لیا تھا کہ فرانس کو پرشیا کے اتحاد سے فطریہ کرنا قرین مصلحت ہے اور
 ہپس برگ اور فرانسیسی بوربون خاندانوں میں اتحاد کے قیام پر علانیہ بحث ہونے
 لگی تھی۔ برہن نے ۱۷۹۰ء میں مارکوس دی وول گری نان کو بتا دیا تھا کہ پرشیا کے
 خداداد شاہ کو سزا دینے سے آسٹریا اور فرانس کو کیا نفع ہو سکتا ہے اور اسی زمانے
 میں چوٹیک (میونخ کا آسٹروی سفیر) نے مارکوس مذکور سے کہا تھا کہ اب وقت
 آگیا ہے کہ دائینا اور ورسالز کے درباروں میں اتحاد ہو جائے۔ یہ بھی اغلب ہے
 کہ اگر فرانس کی طرف سے اتحاد کی طرف پیش قدمی ہوتی تو میر یا تھیری سا کو کوئی عذر
 نہ ہوتا۔ فرانس کے وزیر نے دول گری نان کے توسط سے نامہ وپیام شروع کیا
 مگر چونکہ فریڈرک کے پنجے سے سائی لے شیا کے نکلنے میں وہ دخل نہ دینا چاہتے
 تھے اس لئے اس نامہ وپیام کا کوئی نتیجہ نہ ہوا آخر

کانٹریک تجاویز کی شہنشاہ اور ہراخ اور اہل فینڈ نے سخت مخالفت کی مگر میر یاتھیری
اس کی تائید پر کھڑی ہو گئی اور اپنی عادی گرجوشی کے ساتھ تجاویز مذکور کو منظور کر لیا
کیونکہ ان سے سائی نے شیاء کے حاصل کرنے کی اسے امید ہوئی تھی جس کا اسے
سب سے زیادہ خیال تھا

ملکہ کے ذاتی اثر اور آسٹریا اور دول بھری کے درمیان کشیدگی کے پیدا
ہو جانے کی وجہ سے کانٹریک تجاویز کی مخالفت رفتہ رفتہ زائل ہو گئی۔ میر یاتھیری سائی
کا خیال تھا کہ سائی نے شیاء کے معاملے میں انگلستان نے اسے دھوکھا دیا اور پھر
اسے لاشاپیل کے معاہدے کو تسلیم کرنے پر مجبور کیا انگلستان کے خلاف میں آسٹریا
انگلستان کے خلاف
آسٹریا میں ناراضی۔ کشیدگی کو بڑھانے کے لئے زیادہ کوشش کی ضرورت نہ تھی۔

گزشتہ جنگ میں انگریزی کابینہ نے جو طرز عمل اختیار کیا تھا وہ
میر یاتھیری سا کو سخت ناگوار تھا۔ اسے لاشاپیل کے معاہدے کے مرتب ہو جانے کے بعد
میر یاتھیری سائی نے انگلستان سے ایک لاکھ پونڈ کا مطالبہ کیا جو اس کے بیان کے
مطابق واجب الادا تھا اور جب انگلستان کے پارلیامنٹ نے رقم مذکور کے ادا کرنے
سے انکار کیا تو اس نے اپنا غصہ انگریزی سفیر کیتھ پر اتارا۔ انگلستان نے ۱۸۵۷ء میں
۱۸۵۷ء کے اس عہد نامہ کو تسلیم کر لیا جو روس اور آسٹریا کے درمیان ہوا تھا
آج ڈیوک جوزیف کا شاہ اجازت دوم نے میر یاتھیری سا کے غصے کو دفع کرنے کے لئے
روا منتخب ہونے کا مشورہ ڈاٹ میں آرچ ڈیوک جوزیف کو "شاہ روم" منتخب کرانے کا
۱۸۵۷ء تا ۱۸۵۸ء وعدہ کیا مگر ان دونوں باتوں سے میر یاتھیری سا کو اطمینان
نہ ہوا۔ دو سال تک اس کے متعلق نامہ و پیام ہوتے رہے

جن میں تمام انتخاب کنندہ فرانز وائٹہک تھے اور فرانس اور روس کو بھی جرمنی
کے معاملات میں دخل دینے کا موقع مل گیا۔ جاری دوم کے ایما سے آرچ ڈیوک کو
منتخب کرانے کے بہترین طریقوں پر غور کرنے کے لئے جولائی اور اگست میں
ہیتنور میں مجالس شورش منعقد ہوئیں۔ چونکہ مینز اور ٹری میر کے ایکٹر آسٹریا
کے طرفدار تھے اور باویریا کولن اور سیکنی کے ایکٹر انگلستان کے زیر اثر خیال کئے

جاتے تھے اس لئے جماعت منتخب کنندہ میں کثرت رائے حاصل کرنے میں زیادہ وقت کا اندیشہ نہ تھا مگر جارج کی اس کوشش کی خود وائینا سے بہت کم تائید ہوئی کیونکہ میریا تھیری سا کو اب فرانس کو پرشیا کے اتحاد سے علیحدہ کر لینے کی امید ہو چل تھی اور اسے نہ صرف انگلستان کے دربار کا طرز عمل ناگوار تھا بلکہ اسے معلوم تھا کہ الیکٹران آسٹریا سے روپیہ اور علاقہ جات کے طلب گار ہونگے۔ اسکا یہ خیال صحیح ہوا کیونکہ باویریا کے الیکٹر نے ایک زبردست سالانہ امداد طلب کی کون کے الیکٹر کی خواہش تھی کہ ایک سالانہ رقم (Moia Romain) معاف کر دی جائے جو قرون وسطیٰ سے تاج پوشی کے لئے شہنشاہ کے رومہ جانے کے اخراجات کے لئے دی جاتی تھی۔ الیکٹر پالاٹائن نے انگلستان اور ہالینڈ سے پچاس ہزار پونڈ کا مطالبہ کیا جو ہسپانیہ کی جنگ جانشینی کے زمانے سے واجب الادا تھا اس کے علاوہ گزشتہ جنگ میں اپنے نقصانات کی تلافی کے لئے آسٹریا سے علاقوں کا خواہش مند ہوا۔ چارلس تھیوڈور الیکٹر پالاٹائن اور سمبرلڈ کے اٹوپیڈا ہوا اور جان کرسمین پرش پالاٹائن آف سلز باخ کا بیٹا تھا۔ سلز میں چارلس تھیوڈور چارلس فلپ کا جانشین ہوا جو شاخ نیو برگ کا آخری الیکٹر تھا۔ چونکہ آسٹریا کی جنگ جانشینی میں وہ فرانس کا شریک تھا اس لئے معاوضے کے لئے جو دعویٰ اس نے آسٹریا کے دربار کے خلاف میں کیا اسے میریا تھیری سانے حقارت سے رد کر دیا۔ سلز کے پیچیدہ مباحث میں فرانس کے وزیر خارجہ پوٹی سیونے اور سائین کون تیس نے ورٹرین کو کاب لیٹز اور ہینوور کو فرانس کے مفاد پر نگاہ رکھنے کے لئے بھیجا اور اس کو ہدایت دی کہ معاہدہ اے لاشاپیل کے دفعہ ۱۸ کی تائید کرے جس پر الیکٹر پالاٹائن کے دعاوی مبنی تھے اور یہ کہ فریڈرک اعظم جو طرز عمل اختیار کرے اس کی تائید پر آمادگی ظاہر کرے۔ ہینوور میں مختلف سلطنتوں کے سفیروں کے درمیان عرصے تک بحث کا سلسلہ جاری رہا جس میں گری مالڈی (ہسپانیائی سفیر سوڈین میں) بھی ورٹرین اور فرانسسی حکمت عملی کی تائید کے لئے آکر شریک ہو گیا۔ مگر ان مباحث سے چارج دوم کی یہ کوشش بارور نہ ہوئی کہ اس کی ریاست (الیکٹرٹ) کے اقتدار اور اثر میں اضافہ ہو۔ شاہ انگلستان باوجود

میر یا تقیری سا کی علانیہ ناراضی کے الیکٹرک پالائٹن کی تائید پر مجبور تھا اور اس کی وجہ سے اس کے اور آسٹریا کے درمیان دغراض مراسلت شروع ہو گئی جو زریف کا انتخاب جب وزیر بحث تھا فریڈرک اعظم نے اعلان کر دیا کہ ”شاہ روم“ کے انتخاب کے لئے الیکٹروں کی کثرت رائے کافی نہ تھی اور انگلستان کے کابینہ کی بھی یہی رائے تھی اس گفت و شنید میں انگریزی سفیروں نے شروع سے آخر تک مطلق حسن تدبیر سے آسٹریا کی ناراضی کا کام نہیں لیا اور انگلستان کے حکمانہ لہجے کی وجہ سے دائینا میں سخت ناراضی تھی۔ انتخاب بالآخر ۲۴ مارج ۱۸۷۹ء کو جا کر ہوا۔ جارج دوم

نے کوشش کی تھی کہ میر یا تقیری سا کا غصہ رفع ہو جائے مگر نتیجہ بالعکس ہوا اور ملکہ پہلے سے بھی زیادہ انگریزی حکومت سے ناراض ہو گئی۔
 سرحدی قلعے

دونوں سلطنتوں کی باہمی ناراضی نیدرلینڈ کی سرحد کے مسئلے سے اور بھی بڑھ گئی تھی۔ آسٹروی نیدرلینڈ گویا براعظم یورپ میں آسٹریا کی ایک لہ آبادی تھی اور اس کی وجہ سے آسٹریا کو ہمیشہ دقتیں پیش آتی تھیں شیلٹ ہمدی کو تجارت کے لئے بند کر دینا اصل نامہ سرحدی کی شرائط اور انگلستان اور ہالینڈ کا اس ملک کو فرانس کے حملوں سے محفوظ رکھنے کی فکر میں رہنا یہ سب امور ایسے تھے جن سے شہنشاہ کی حکومت کا لہدم ہو گئی تھی اور آسٹریا کی وزیر صوبہ بندہ کو کے ذرائع تحفظ کو تقویت دینے کی طرف سے بے پردا ہو گئے تھے۔ میر یا تقیری سا کو انگلستان کی سیاسی اور تجارتی غلامی نہایت شاق تھی اور اس نے مسئلہ میں مسئلہ کے انتظامات کی تجدید کو بادل ناخواستہ منظور کیا۔ مگر انگلستان اور ہالینڈ کے لئے یہ معاملہ نہایت ہی اہم تھا اس لئے ۱۸۷۳ء میں سرچارلس ہین بری ولنس بلور سفیر خاص کے دائینا بھیجا گیا۔ مگر بد قسمتی سے اس زمانے کے انگریزی سفیروں کی طرح اس نے میر یا تقیری سا سے گفتگو کرنے میں حسن تدبیر سے کام نہیں لیا اور نتیجہ بالعکس ہوا اور ملکہ نے قصہ مصمم کر لیا کہ وہ انگریزی سفیروں کے مطالبات کو منظور نہ کرے گی۔

۱۸۷۵ء میں کانٹنٹ آسٹریا کی طرف سے سفیر مقرر ہو کر یہاں گیا اور اس کی سفارت کانٹنٹ کی سفارت خزانہ کی غایت یہ تھی کہ فرانس اور آسٹریا کی سو روٹی دشمنی کو دور کر کے دونوں میں اتحاد پیدا کرے۔ اس کی تجویز یہ تھی کہ فرانسیسی

سفروں کے سامنے آسٹریا اور فرانس کے اتحاد کے امکان کو پیش کرے اور اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے شاہ پرتگیا کے خلاف میں ان کے شہسوں کو تقویت دے۔ فرانس میں وہ شکستہ تک رہا مگر اس کی سفارت کو خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی فرانس میں جب وہ پہونچا تو اس نے دیکھا کہ حد درجہ ابتری پھیلی ہوئی ہے۔ لوئی پانزدہم کی ہر دل عزیزی بالکل معدوم ہو گئی تھی اور میڈیم دی پوم پادور کا عروج تھا۔ مالک غیر کے سفیر اسکی دربارداری کرتے تھے اور فرانس کے وزیر بھی ترقی مدارج کی اسید اسی سے رکھتے تھے دربار شاہی کے اثرات کی کوئی انتہاء تھی اور محال کے غیر مساوی اور بجاری ہوئی وجہ سے تجارت تباہ ہو رہی تھی۔ اسے لاسٹیل کے معاہدے سے سخت ناراضی پھیلی ہوئی تھی اور اندیشہ تھا کہ اہل برس کی عام ناراضی سے کہیں انقلاب نہ ہو جائے۔ پیرس کا پارلیمان نہایت وقت کے ساتھ ایک جنگی محصول منظور کرنے پر آمادہ ہوا جو آمدنی کے دسویں حصے پر تھا۔ جنگ کے اختتام کے بعد پارلیمان پھر حکومت کے خلاف میں فرقی جان سینی کا حامی ہو گیا۔ ماشول نے جو کنٹرولر جنرل (افسر اعلیٰ سرشتہ مالیہ) تھا تمام طبقات ملک پر ایک مستقل محصول آمدنی کے بیسیویں حصے پر لگانا چاہا تھا مگر پارلیمان نے اس محصول کی مخالفوں کی سرکردگی اختیار کی۔ ماشول درنوویل کا ونٹ دار ثران سون کارقبہ میں بجائے آری کے کنٹرولر جنرل مقرر ہوا تھا۔ یہ شخص پہلے ہینول میں مجسٹریٹ تھا اور اس کو عروج میڈیم دی پوم پادور کی نظر عنایت سے نصیب ہوا تھا ماشول کی اصلاحی کوششیں جو اس کے اکھڑپن اور اصول کے پابند ہونے سے واقف تھیں۔ ماشول نے انتہا درجہ کی کفایت شعاری سے سرشتہ مالیہ کی اصلاح کی کوشش کی مگر آسٹریا کی جنگ جانشینی کے بعد بیسیویں حصے کے محصول کے عائد ہونے کے متعلق جو فرمان شاہی صادر ہوا اس سے سخت ناراضی پھیل گئی۔ برٹنی میں بلوے ہونے لگے، مجاس صوبہ بھی مقابلے پر تیار ہو گئیں، پیرس کے پارلیمان نے فرمان مذکور کو درج رجسٹر کرنے سے انکار کر دیا اور پادریوں نے بھی اس کے خلاف میں صدائے احتجاج بلند کی۔ وہی جماعتیں جنہوں نے زمانہ مابعد میں تورگو کی اصلاحی کوششوں کی مخالفت کی تھی فرمان مذکور کے عمل میں آنے میں لجزج ہوئیں۔ ماشول نے پادریوں پر براہ راست بھی حملہ کیا اس کی خواہش تھی کہ بہت سی زبانہ خانقاہیں

بند کردی جائیں اور جدید مذہبی ادارات زیادہ قائم ہونے نہ پائیں۔ اسکا یہ بھی قصد تھا کہ کلیسیہ کی اطاک کو ناقابل اشغال قرار دینے کے متعلق ایک قانون نافذ کرائے اور کلیسیہ کے بطور وراثت روپیہ اور اراضی حاصل کرنے پر قیود عاید کرے۔ زراعت کو ترقی دینے کے لئے وہ فرانس کے تمام رقبے میں تجارت کی آزادی چاہتا تھا۔ مگر یہ قبل قدر تجاویز بار آور نہ ہوئیں۔ پادریوں نے اس پر کفر کا فتوے لگا دیا اور غیر کے قسمت آزمائے ہوئے نے اس کی مخالفت شروع کر دی۔ اگر ماشول کے نظام عمل پر توجہ کی جاتی تو ان سے اصلاحوں کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا جس سے فرانس انقلاب سے بچ جاتا اور بوربون خاندان کی حکومت اس ملک میں باقی رہتی مگر وزیر کے خلاف میں جوشور شس سپرا ہو گئی تھی اس کو کوئی پانزدہم فرو نہ کر سکتا تھا اس لئے جولائی ۱۷۹۰ء میں اس نے ماشول کو وزارت بھری پر منتقل کر دیا۔

مگر بادشاہ کی طرح پیرس کا پارلی مان پادریوں کی دھمکی میں نہ آیا گو بادشاہ پیرس کے پارلی مان کی خود ان کا موید تھا۔ پیرس کے متعصب اسقف اعظم نے حکم دیدیا نما میں پادریوں اور تھانہ کسی شخص کو عشاء ربانی (Sacrament) نہ بچائے جب تک کوئی پانزدہم کے ساتھ۔ کہ وہ ایک ٹکٹ نہ پیش کرے کہ اس نے فرمان (Unigenitus) کو تسلیم کر لیا ہے۔ اسقف اعظم مذکور نے پیرس کے شفا خانوں

کو بھی اپنی نگرانی میں لینا چاہا تھا پیرس کے پارلی مان نے صوبجات کے پارلی مانوں کی تائید سے اسقف اعظم کی سختی کے ساتھ مخالفت کی پارلی مان نے ۱۷۹۱ء میں ٹکٹ ہا مذکور کے رواج کو بند کر دیا اور ان پادریوں کو سخت سزا دی جنہوں نے اس کے احکام کی تعمیل نہ کی مگر ۱۷۹۲ء میں حکومت پادریوں کی تائید پر آمادہ ہو گئی اور ۸ مارچ اور ۹ مئی کو پیرس کے پارلی مان کے تمام اراکین جلا وطن کر دئے گئے سوائے مجلس عظمیٰ (Grand Chamber) کے جو پون تو اس اور پھر سوا سون کو بھیج دی گئی۔ مگر پارلی مان نے جدوجہد کو جاری رکھا اور اس کو رائے عامہ جامعہ پیرس اور پارلی مان ہائے صوبجات کی تائید حاصل تھی۔

پارلی مان کے معاملات میں دربار شاہی کی دست اندازی اور حکومت ملکی میں پادریوں کی رختہ اندازی پر اس کے اراکین سخت معترض ہوئے۔ پیرس کی گلیوں میں

سوار گشت لگاتے تھے مختلف مقامات میں بلوئے ہونے لگے اور مغویانہ تحریریں دیواروں پر لگانی جانے لگیں۔ دارژان سون نے اسی زمانہ میں لکھا تھا کہ ”ملک کے تمام طبقات میں بے چینی پھیلی ہوئی ہے بلوؤں سے بغاوت ہونے کا اندیشہ ہے اور بغاوت سے ممکن ہے کہ زبردست انقلاب پیدا ہو جائے۔ امید کی جاتی تھی کہ پارلی مان اسٹیٹس جنرل کے منعقد کئے جانے کا مطالبہ کریگا۔ مارچ ۱۷۹۱ء میں دارژان سون نے لکھا کہ ہر طرف سے خانہ جنگی کا اندیشہ ہے۔ لوئی پانزدہم نے میڈیم دی پوم پادور کے مشورے سے پارلی مان کے اراکین کو واپس بلا لیا، قید شدہ حکام کو رہا کر دیا اور چونکہ پیرس اور آئی کے اسقفان اعظم اور اوریان اور تروائے کے اسقفوں نے اپنے طرز عمل کو بدلنے اور فرقہ جان سینی پر اپنے حلوں سے باز آنے سے انکار کر دیا تھا لہذا انہیں اس نے جلا وطن کر دیا۔ تدابیر مذکور سے بغاوت کا اندیشہ دفع ہو گیا۔

۱۷۹۱ء میں دی بومون نے پھر چھپر چھپاڑ شروع کر دی جس سے اہل ملک کے جذبات پھر برانگیختہ ہو گئے۔ پوپ بے نے ڈکٹ چہاردہم نے حکومت کے ایما سے ایک سمجھوتے کو پیش کیا تھا مگر پارلی مان نے اسے منظور کرنے سے انکار کر دیا اور عامہ قوم کی تائید سے پوپ کے فرمان کو نظر انداز کر دیا۔ پارلی مان کے دعوای سے خائف ہو کر اور فرمان کے متعلق اس کی کارروائی سے سخت ناراض ہو کر بادشاہ نے ۲۰ ستمبر ۱۷۹۱ء میں ”مسند عدالت“ منعقد کیا اور اعلان کر دیا کہ میں فرمان پاپائی کو جبراً تسلیم کر لوں گا اور کلیسیہ کے معاملات میں پارلی مان کے اقتدارات کو کم کر دوں گا۔ مگر عام رائے یہ تھی اسٹیٹس جنرل کی عدم موجودگی میں اگر کوئی قوت بادشاہ کی مطلق العنانی کو روک سکتی تھی تو وہ پارلی مان کی تھی اس لئے اس کا یہ دعویٰ کہ کوئی فرمان شاہی جب تک کہ وہ جبر نہ ہو جائے قابل تسلیم نہیں بالعموم مان لیا گیا۔ اس کے طرز عمل میں اگر سقم تھا تو صرف یہ تھا کہ مالی اصلاحوں کی وہ مخالف تھا اور قدیم مراعات کے برقرار رکھنے کے متعلق اس کا طرز عمل قدامت پسندی پر مبنی تھا (۱)

مگر چونکہ لوئی پانزدہم کی حکومت شاہی کو اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کا مطلق
 احساس نہ تھا اس لئے پارلیمان کی قوت بہت بڑتی ہوئی تھی۔
 اسے لاشاپیل کے معاہدے کے مرتب ہونے تک لوئی ہر دل عزیز
 تھا۔ اس میں چند پسندیدہ خصال ضرور تھے مثلاً وہ عندالموقع
 سرگرمی اور قابلیت سے کام لے سکتا تھا، خارجی حکمت عملی کے مسائل میں اسے دخل
 تھا اور وہ لوئی چہارم کی متابعت کا خواہاں تھا جس کا وہ حد درجہ احترام کرتا تھا۔ اپنی
 بیوی سے جسے ڈیوک بورلوں نے فرانس کی ملکہ بنا دیا تھا وہ عمر میں چھوٹا تھا مگر دس سال
 لوئی نے اس کے ساتھ ہنسی خوشی سے گزار دئے اور اس کے بطن سے ایک بیٹا اور
 چھ بیٹیاں تھیں ان لڑکیوں میں سے لوئیس ایلزابتھ کی شادی ۱۷۴۷ء میں ڈان فلپ
 سے ہوئی اور ۱۷۴۸ء سے ۱۷۵۵ء تک وہ ڈچیس آف پارما کے لقب سے مشہور تھی۔
 اس کی دوسری بہنوں میں سے کسی کی شادی نہیں ہوئی۔ لوئی کا اہل الوجود اور آرام
 طلب تھا اور بدقسمتی سے اسے ولی رائے اور فلوری ایسا تالیق ملے تھے ولی رائے نے اسے
 بادشاہوں کے انتہائی مطلق العنانی کی تعلیم دی اور فلوری نے اسے مذہبی محالات میں لٹھب اور
 تنگ خیالی کی طرف مائل کیا۔ بوربون کے اثر سے نکلنے کے بعد اس نے فلوری سے یہ خواہش
 کی کہ وہ دربار شاہی میں لوئی چہارم کے زمانہ کے اصول اور رواج کو جاری کرے۔
 ۱۷۴۷ء سے وہ خاندان نیسل کی چار بھینوں کے زیر اثر ہو گیا جن میں سے ڈچیس دی
 شاتور و مشہور ترین ہے لیکن میٹرین لوئی کے بیمار ہونے کے چند ہی روز بعد جب کہ
 اس کی ہر دل عزیز لطف النہار پر پہنچ گئی تین پوآسون کا ستارہ اقبال طلوع ہوا
 جو ایک ساہوکار لی نورمان دی تیول کی بیوی تھی اور ۱۷۴۸ء میں میڈیم دی پومپادور
 کے نام سے مشہور ہوئی۔ دربار شاہی میں اس کے دخل پانے سے موجودہ خرابیوں

۲۴۳

Aubertin, L. Esprit Public au XVIII e

بقیہ حاشیہ نمبر ۲۴۱۔

Siecle pp 260-272, Lecky

History of England in the XVIII

Century Vol V p. 325-333

کی اصلاح کی امید مطلقاً جاتی رہی اور فوج ہائے بری و بحری، سرشتہ مالہ اور خارجی حکمت عملی کے نظام کی تنظیم جدید کی امیدیں بھی معدوم ہو گئیں۔ اے لاشاپیل کے معاہدے کی ترتیب میں جو عجلت کی گئی وہ اسی کے اثر کے سبب سے تھی اور جنگ کے ختم ہو جانے کے بعد وزیروں کا عزل و نصب اس کی مرضی پر منحصر ہو گیا۔ ۱۹۵۱ء اور ۱۹۵۲ء کے درمیان میں فرانسیسی حکومت کو چاہئے تھا کہ نوآبادیوں کے متعلق انگلستان سے جو نزاعیں تھیں ان کا تصفیہ کرالیا جاتا۔ مارشل سیکس نے ۱۹۵۱ء میں انتقال کیا اور لووین ڈاہل نے ۱۹۵۵ء میں حکومت کو چاہئے تھا کہ لائق جزروں کو تربیت دیکر ان کا جانشین بنایا جاتا۔ اسی طور پر بحری اور بری فوجوں اور سرشتہ مالہ کی اصلاح کے متعلق کاؤنٹ دارژان سون روای نے اور ماشول کی کوششوں کی سرگرمی کے ساتھ تائید کرنی چاہئے تھی۔ لیکن میڈیم دی پوم پادور کی مسلسل دست اندازیوں کی وجہ سے اس ضروری حکمت عملی کو قابل اطمینان طریقہ پر عمل میں نہیں لاسکتی تھی۔ فرانس کی حکومت شاہی اس سے صاف ظاہر تھا کہ بادشاہ کو عیش و عشرت میں نہمک کا اخطا ۱۹۵۱ء تک ہونے کی وجہ سے اپنی ذمہ داریوں کا مطلق احساس نہ تھا اور ہر سال خاندان بوربون کی حکومت کا مستقبل تاریک ہوتا جاتا تھا۔ جنوری ۱۹۵۱ء میں لوئی پانزدہم پر دایمان کے حملہ کرنے اور جنگ ہفت سالہ کے آغاز کی وجہ سے عام بجاوت نہ پھیل سکی۔ اور مغویانہ کارروائیوں کا دفعہ نہ ہوا۔ مذہب کی طرف سے شکوک بڑھنے لگے، سلطنت کے بنیادی اصول پر بحثیں ہونے لگیں اور حکومت شاہی کے سلطنت و جبروت میں روز بروز فرق آتا جاتا تھا۔ اس کی حکومت میں نہ تو استقلال تھا نہ تو قوت فیصلہ اس نے اس پر ”فضول خرچ موسم تباہی والے مرغ“ کی بھٹی بیجا نہ تھی۔

لیکن فرانسیسی حکومت نے باوجود اپنی غیر استوار اور متلوں داخلی طرز عمل کے خارجی حکمت عملی میں اس طرز عمل کو ترک کرنے کے کوئی آثار ظاہر نہیں کئے جس کی وہ قریب قریب ڈھائی سو سال سے پابند تھی۔ اکتوبر ۱۹۵۱ء میں مارکوس دوت فور بجائے بلون دیل کے وائینا میں سیفر مقرر ہوا اور ۱۹۵۳ء میں سیور دوہلی تیراسکا جانشین ہوا۔ فرانس کے ان سیفروں کی جو آؤ بھگت ہوئی اس سے صاف ظاہر تھا کہ

فرانس اور آسٹریا کے
سفارتی تعلقات ۱۸۱۵ء
تا ۱۸۷۱ء عیسوی۔

آسٹریا کی حکومت فرانس سے اتحاد چاہتی ہے اور وائٹا کے
انگریزی سفیر کیتھ نے ہوا کا رخ فوراً پہچان لیا ان سفیروں کو جو
ہدایتیں دی گئی تھیں ان سے ظاہر تھا کہ فرانس میرا تھیری سا
کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنا چاہتا تھا مگر جب تک کہ اس کا

”قدرتی دشمن“ انگلستان آسٹریا کا حلیف تھا فرانس مجبور تھا کہ آسٹریا کے جواب میں
پرشیا سے اتحاد رکھے۔ فرانس کو پرشیا سے علیحدہ کرنے میں کانٹن کو کامیابی نہ ہوئی
مگر اس نے شاہ فرانس اور میڈیم دی پوم پادور سے دوستانہ تعلقات پیدا کئے اور
میڈیم کے مزاج میں کچھ دخل بھی حاصل کر لیا۔ کانٹن کو معلوم ہو گیا کہ فرانس کو آسٹریا
سے کوئی خاص عداوت نہیں۔ ۱۸۱۵ء میں وہ آسٹریا کو واپس آیا اور چنسیلر (وزیر)
مقرر کیا گیا۔ بارٹین سٹین جو اس کا شریک کار ہونے پر آمادہ نہ تھا علیحدہ کر دیا گیا
اور اہل فیلڈ خود مستعفی ہو گیا۔ ۱۸۱۵ء میں آرن جوائیز کا معاہدہ جسے ۱۸۲۵ء کے مشہور
معاہدہ وائٹا کی ایک پھینکی سی نقل کہہ سکتے ہیں آسٹریا اور ہسپانیہ کے درمیان میں ہوا
جس کی رو سے ایک دوسرے کے یورپی مقبوضات کی ضمانت کی گئی۔ اس وقت
فرڈی نڈ ششم ہسپانیہ کا بادشاہ تھا معاہدہ مذکور کو جہاں تک اس کا تعلق آسٹریا کے
اطالوی صوبجات سے تھا ساڑھی نیا، نیپلز اور پارمانے بھی تسلیم کر لیا لیکن فرانس
اور ہسپانیہ کی باہمی کشیدگی اور انگلستان اور آسٹریا کے اتحاد کے باقی رہنے سے
آسٹریا فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان کوئی گہرا اتحاد پیدا نہ ہو سکتا تھا۔ مگر مختلف
امور کے وقوع میں آنے سے کانٹن کو امداد غیبی حاصل ہو گئی اور چند ہی روز کے
بعد نہ صرف آسٹریا اور فرانس کے درمیان ورسالز کا معاہدہ ہو گیا بلکہ فرانس اور
ہسپانیہ کا خاندانی اتحاد از سر نو تازہ ہو گیا۔ کانٹن کی سفارت سے اس وقت گو
کوئی قرار واقعی نتیجہ برآمد نہیں ہوا مگر اس نے آسٹریا اور فرانس کے آئندہ اتحاد کی
بنیاد رکھ دی اور سترھویں صدی کے اواخر میں ہسپانیہ کو ہار کو رٹ کی سفارت
کی طرح اس کے نتائج سے یورپ کے تمام ممالک متاثر ہوئے۔

۱۸۵۳ء میں براعظم یورپ میں آسٹریا کا سب سے زبردست حلیف روس
تھا۔ اس اتحاد کو ۱۸۷۱ء میں چارلس ششم وجود میں لایا تھا اور اس کے انتقال پر

صرف چند سال کے لئے اس میں رخنہ پڑ گیا تھا۔ صلحنامہ بلغراد کے بعد سے فرانس آسٹریا اور روس کے کا کچھ اثر روس میں ہو چلا تھا مگر ۱۸۰۷ء میں لاہشتارڈی کی سفارتی تعلقات۔

فریڈرک اعظم کی اول العزیزیوں کو روکنے کے لئے میریا تھیری سا کی تجاویز اتحاد کو سنجوشی منظور کر لیا۔ ۳۰ مئی ۱۸۰۷ء کو ایلزابتھ نے ۱۸۰۷ء کے اتحاد کی تجدید پر اپنی رضامندی ظاہر کی اور ۲۲ مئی ۱۸۰۷ء کو دونوں سلطنتوں میں ایک معاہدہ ہوا جس میں سائی نے شیا کو واپس لینے اور پریشیا کو باہم تقسیم کرنے کے متعلق پوشیدہ دفعات تھے اس معاہدے پر دستخط ہو جانے کی تاریخ سے ایلزابتھ کے انتقال تک روس اور آسٹریا کا اتحاد برقرار رہا حالانکہ اہل ہنگری نے بعض اہل سربو یا اور دیگر سلاوا اقوام پر کسی مذہبی معاملہ میں ظلم کیا تھا جس سے ایک نزاع پیدا ہو گئی تھی۔ ۱۸۰۷ء کے معاہدہ میں ایک اور دفعہ کا اضافہ ترکوں کے حملہ کو دفع کرنے کے لئے کیا گیا کیونکہ قسطنطنیہ میں فرانس کا اثر بڑھ رہا تھا۔ اس روسی اتحاد سے میریا تھیری سا کو بہت سی امیدیں تھیں۔ شاہ پریشیا کی وہ سخت ترین مخالف تھی مگر ایلزابتھ کو شاہ مذکور کو اس سے بھی زیادہ بغض تھا اور اس کا وزیر اعظم بیش ٹوزیو اس کی آتش بغض کو اور بھی بھڑکا تا تھا۔ روس کا ایک عرصہ سے خیال تھا کہ سویڈن کے انتظام جانشینی کو بدل دے اور ۱۸۰۷ء میں وہاں کے بادشاہ کی علالت سے نفع اٹھا کر ایک روسی فوج فن لینڈ کی سرحد پر جمع ہوئی۔ سویڈن کا ولی عہد فریڈرک اعظم کا بہنوئی تھا اور اس نے ۲۹ مئی ۱۸۰۷ء کو سویڈن سے ایک مدافعتی معاہدہ کیا تھا جس میں ۱۸۰۷ء میں فرانس بھی شریک ہو گیا تھا جنگ کی تیاری کر کے مئی ۱۸۰۷ء میں اس نے ایک احتجاجی یادداشت روس کے دربار کو بھیجی۔ بیس ٹوزیو کو جب معلوم ہوا کہ انگلستان اس کی تائید پر آمادہ نہیں ہے تو وہ سویڈن کی مخالفت سے باز آیا مگر ایلزابتھ نے پریشیا سے سفارتی تعلقات منقطع کر دئے اور ۱۸۰۷ء میں ماسکو میں ایک کونسل منعقد ہوئی جس میں یہ قرارداد منظور ہوئی کہ آئندہ سے روس کا مطمح نظر یہ ہونا چاہئے کہ پریشیا کی درازدستیوں کو روکے اور آسٹریا سیکسی اور انگلستان کی معاونت سے اس کے جدید تر مقبوضات

کو چھین کر اس کی حالت وہی کر دے جو زمانہ سابق میں تھی۔ انگلستان کے تعلقات روس سے دوستانہ تھے اور اس کے اور پریشیا کے درمیان کشیدگی پیدا ہو چلی تھی جس سے آسٹریا کو مزید تقویت پہنچی۔

سوڈن کے اتحاد کی طرح روس کے اتحاد کے لئے بھی نقد معاوضہ ادا کرنا پڑتا تھا اور انگلستان کے مدبر تجارتی اغراض کے لئے اور ایلی زامیتھ کی معاونت حاصل کرنے کے لئے تاکہ فریڈرک پر دباؤ پڑے اور وہ ہینوور پر حملہ نہ کرے، روس سے دوستانہ تعلقات قائم رکھنے کے لئے اس کو قومِ خطیر بطور امداد دیا کرتے تھے۔ زمانہ اس میں فوجوں کو تیار رکھنے کے لئے روس نے دو لاکھ پونڈ سالانہ کا مطالبہ کیا اور زمانہ جنگ کے لئے مزید دو لاکھ پونڈ ۱۸۵۷ء اور سنین مابعد میں انگلستان اور پریشیا میں اس قدر کشیدگی پیدا ہو گئی تھی کہ دونوں سلطنتوں کے متحد ہونے کی کوئی امید نہ ہو سکتی تھی۔ فریڈرک اعظم کو جنگِ ہفت سالہ کے قبل انگریزی مدد پر بالکل اعتماد نہ تھا اور جنگ کے بعد بھی اس کا یہی خیال تھا۔ جارج کی اس تجویز کا وہ مخالف تھا کہ آسٹریا کو جو زلیف شاہِ روما، منتخب ہو، پریشیا کے چند جہازوں کو جو فرانس سے تجارت کرتے تھے انگریزی فوجی جہازوں نے گرفتار کر لیا تھا، اس پر فریڈرک انگلستان سے برسرِ نزاع تھا۔ اس کے علاوہ فریڈرک نے ایک جیکو بائٹ کو کو سیفر بنا کر انگلستان بھیجا، برلن میں چند روز تک کوئی انگریزی سفیر نہ تھا اور لندن میں پریشیا کی سفارت میں صرف ایک متحدہ موجود تھا۔

۱۸۵۷ء میں یورپ میں ایک عام جنگ کے چھڑ جانے کے آثار نمایاں تھے۔ جنوری میں سیکنسی کے ایک اہلکار مین زیل نے جسے فریڈرک نے رشوت دی تھی اسے ۱۸۵۷ء کے آسٹریا اور روس کے معاہدے کی ایک نقل بھیج دی اور ڈویس مین کے سرکاری دفاتر سے وقتاً فوقتاً اسے راز کے کاغذوں کی نقلیں بھیجتا رہا۔ اسی طور پر اس نے برلن کی آسٹروی سفارت کے ایک افسر سسی وین گارٹین کو رشوت دیکر مفید معلومات حاصل کیں جس سے اسے معلوم ہو گیا کہ روس اور آسٹریا کو تباہ کرنے کی تدبیریں کر رہے تھے اور سیکنسی کو بھی اس کام میں شریک کرنا چاہتے تھے۔ بوسے میان میں آسٹریا اپنی فوجیں جمع کر رہا تھا اور روس کی فوجیں پریشیا کی طرف

بڑھ رہی تھیں مگر پرشیا پر یہ روسی حملہ ملتوی کر دیا گیا کیونکہ روس نے جن امدادی رقوم کا مطالبہ کیا تھا انھیں انگلستان دینے پر آمادہ نہ تھا اس کے علاوہ فریڈرک نے حسب عادت حملے کو دفع کرنے میں سرگرمی سے کام لیا اور فرانس نے بھی انگلستان کو مطلع کر دیا کہ اگر روس نے پرشیا پر حملہ کر دیا تو فرانس کی فوجیں بھی وہاں بھی جائیگی۔ ہینوور پر حملہ ہو جانے کے خوف سے آنے والی ناگزیر جنگ عرصہ داز کے لئے ملتوی ہو جاتی مگر ہندوستان اور امریکا کے متعلق انگلستان اور فرانس کے درمیان میں جو نزاعیں تھیں ان کی وجہ سے دونوں ملکوں میں جنگ چھڑ گئی۔ ۱۷۹۵ء میں کناڈا کے صوبہ دار دولین نے اوہیو کی وادی پر قبضہ کرنے اور سینٹ لارنس اور مسیسیپی ندیوں کے دایوں پر فرانسیسیوں کے جو عادی تھے ان کی رو سے فرانس کے صوبجات کناڈا و لوئیسیانا کو ملا دینے کی کوشش کی۔ ہندوستان میں کلایونے ڈوہنے کی تدبیروں کو خاک میں ملا دیا اور وہ ۱۷۹۵ء میں واپس بلا لیا گیا۔ مگر امریکا کی نزاعیں زیادہ اہم تھیں۔ ۱۷۹۵ء میں درجینا کی قومی فوج نے ایک قطعی کامیابی کے بعد شکست کھائی اور سال مابعد میں جنرل بریڈوک نے جسکی زیرِ کمان باقاعدہ انگریزی فوج کے سپاہی تھے شکست کھائی اور مارا گیا۔ انگلستان اور فرانس کے درمیان جنگ کا باضابطہ اعلان نہیں ہوا تھا مگر ۱۷۹۵ء میں صاف ظاہر تھا کہ جنگ اب ناگزیر ہے۔ اس نازک موقع پر فریڈرک کو مجبوراً اپنے اور فرانس فرانس اور پرشیا کا اتحاد کے تعلقات پر غور کرنا پڑا اور انگلستان کے کابینہ کو بھی ہینوور کی سلاستی کے بہترین طریقہ کے متعلق تصفیہ کرنا پڑا جو فریڈرک

کی زد میں تھا۔

فرانس سے فریڈرک کے نہایت گہرے تعلقات تھے۔ ۱۷۹۵ء کے معاہدے سے وہ لوئی پانزدہم کی امداد پر پابند تھا بشرطیکہ اس پر حملہ ہو اور ۱۷۹۵ء میں فریڈرک اعظم کی حالت فرانس نے اس کی تائید کی تھی اور اعلان کیا تھا کہ اگر انگلستان ۱۷۹۵ء و ۱۷۹۵ء میں نے اس کے خلاف اعلان جنگ کیا تو فرانس ضرور اسکی مدد کرے گا۔ گو نہ تو فرانس اور نہ پرشیا کو ایک دوسرے کی صداقت پر اعتماد تھا گو فریڈرک فرانس کے مددگاروں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اور گو

میڈیم دی پوم پاوور اور فرانس کے اہل دربار فریڈرک کو ناپسند کرتے تھے مگر فرانس اور پریشیا کے درمیان میں مشترک اغراض کی وجہ سے گہرا اتحاد ناگزیر تھا اور پریشیا کی مالی حالت اور جغرافیائی موقع دونوں کچھ ایسے تھے کہ فرانس کے اتحاد سے اسے بیکہ نفع کی امید تھی۔

فرانس کا اس وقت یورپ میں خاص اثر تھا پولینڈ سوئیڈن کی اور جرمنی کی چھوٹی ریاستوں سے اس کے تعلقات تھے جسکی وجہ سے وہ ایک قابل قدر حلیف تھا اور گولوٹی کی خفیہ سفارتی کارروائیوں اور سرسشتہ خارجہ کے عہدہ داروں کے متواتر عمل و نصب سے اس کی حکمت عملی میں یکسانی کا امکان نہ تھا مگر فرانس کی فوجی اور سیاسی حیثیت نہایت ہی زبردست تھی۔ اسے لاشاپیل کے معاہدے کے بعد روس کا عروج عیاں ہو گیا تھا اور شکستہ اور شکستہ میں اس کی فوج نے پولینڈ کو تاخت و تاراج کر دیا جس سے نہ صرف پولینڈ کا انحطاط عیاں تھا بلکہ یہ بھی ظاہر تھا کہ زارینا اس ملک کو اپنا دست نگر بنانا چاہتی تھی۔ لوئی یا اس کے وزیروں کو روس سے اتحاد کرنے کا اگر کچھ خیال رہا بھی ہو تو وہ شکستہ کے روس اور آسٹریا کے اتحاد سے جاتا رہا اور اس کے علاوہ لوئی کو ایلی زامیتھ سے ذاتی نفرت تھی اور روس کی دست و زاریوں کو وہ ناپسند کرتا تھا۔ کابل الوجود لوئی پولینڈ ٹرکی اور سوئیڈن سے اپنے تعلقات کو مستحکم کرنا چاہتا تھا کیونکہ اسے خوب معلوم تھا کہ آسٹریا سے جو سڑک قسطنطنیہ کو گئی تھی وہ دارکسا اور اسٹاک ہولم سے ہو کر گزرتی تھی۔ بونی وال کی طرح اسے بھی کچھ احساس تھا کہ اگر پولینڈ سوئیڈن اور ٹرکی فرانس کی سرکردگی میں متحد ہو جائیں تو اس سے فرانس کو بہت نفع ہو گا۔ مگر شمال اور مشرق میں اب فرانس کی ساکھ مطلق نہ تھی اور پولینڈ ٹرکی اور سوئیڈن دو یہ انحطاط تھے۔ ان کو اپنے خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے ایک ایسے مدبر کی ضرورت تھی جس میں مافوق الانسانی قوت عمل ہو جو انہیں ضروری اصلاحوں کو عمل میں لانے پر آمادہ کر سکتا تھا اور اس خطرے سے انہیں متنبہ کر سکتا جو انہیں روس کی طرف سے تھا۔ مگر لوئی مدبر نہ تھا اور اس پر طرہ یہ تھا کہ وہ بزدل تھا۔ پیچیدہ اور مخفیانہ طرز عمل کو پسند کرتا تھا اور اس کی صحت بھی خراب تھی اس نے اب خفیہ کارپردازوں کے ذریعہ سے اپنا کام نکالنا چاہا اس کام

کے لئے اس نے پرنس آف کونٹی کو منتخب کیا جو مشہور و معروف کوندے کا عزیز تھا اور خود فلپ کا بھی۔ کونٹی ہر دل عزیز جفاکش اور سرگرم تھا مگر اس کی اولوالعزمیاں حد سے زیادہ بڑھی ہوئی تھیں اور خیالی بلاؤ پکانے کا عادی تھا۔ ایک زمانے میں اسے ایلن زابیتھ ملکہ روس سے شادی کرنے کی آرزو تھی پھر دول غظمیٰ میں سے کسی کا سپہ سالار ہونے کی اور پھر کارڈل ہونے کی اس وقت اسے پولینڈ کا پادشاہ ہونے کی ہوس تھی کیونکہ وہاں کا پادشاہ آگسٹس سوم قریب المرگ تھا اور چونکہ پولینڈ رقبے میں فرانس کے مساوی تھا اور مغربی یورپ کی طرف روس کی پیش قدمی کو روکے ہوئے تھا اس لئے یہ ظاہر تھا کہ جیسے ہی ایک نئی یورپی جنگ کے آثار نمایاں ہونگے پولینڈ سفارتی کارروائیوں کا مرکز بن جائیگا۔ آسٹریا اور روس انگلستان کی امداد سے اس فکر میں تھے کہ آگسٹس ملکہ کے معاہدے کو تسلیم کرے اور فرانس نے اس موقع کی اہمیت کا احساس کر کے پولینڈ کو کم از کم غیر جانب دار رکھنے کی کوشش کی (۱)

لوئی نے اس لئے پولینڈ کی تخت و تاج کے لئے کونٹی کے دعادی کو پیش کر لیا قصہ کیا تاکہ روس کی مخالفت میں اس کی تدبیروں کی بھی تائید ہو۔ پولینڈ میں دو جماعتیں حصول تفوق کے لئے کوشاں تھیں۔ سیکسن جماعت روسی اتحاد کی خواہاں تھی اور روس کی حکمت عملی جس کا انگلستان موید تھا یہ تھی کہ خاندان زار ٹورسکی کی تائید کی جائے اور اہل پولینڈ اور اہل سیکسن کو اپنا دست نگر بنا کر خاندان مذکور کے ایک فرد کو بادشاہ بنا دے اور اس کے ذریعہ سے پولینڈ میں سے اپنی فوجوں کو لیجانے کا حق حاصل کرے۔ دوسری جماعت ”قومی جماعت“ کے نام سے موسوم تھی اور روس میں روسی اقتدار کے قیام کی مخالفت تھی۔ فرانسیسی وزیروں کا مقصد یہ تھا کہ قومی جماعت کو کامیابی ہو مگر لوئی پانزدہم کے اور بھی مقاصد تھے اور وہ کونٹی کو پولینڈ کا پادشاہ منتخب کرانے کے لئے سازش کر رہا تھا۔ چونکہ ولی عہد فرانس کی بیوی آگسٹس کی بیٹی تھی اور مارشل سیکسن اب تک زندہ تھا

اس ٹوٹی نے پولینڈ کے حلق اپنی حکمت عملی کو مخفی رکھا اور کومتی کو پولینڈ کا بادشاہ منتخب کرانے اور اس طور پر پولینڈ ٹر کی اور سوڈن کے اتحاد کے لئے ایک ایک قدرتی مغز بہم پہنچانے کے لئے اس نے درپردہ کوششیں شروع کر دیں۔ کاؤنٹ دی زالیور ٹر کی کو بطور سفیر بھیجا گیا اور اسے دو قسم کی ہدایتیں دی گئیں جن میں ایک تو سکری طور پر تھیں اور دوسری خفیہ تھیں۔ سفیر مذکور متعدد مشکلوں کو سر کرنے کے بعد قسطنطنیہ میں فرانسیسی اثر کو بحال کرنے میں کامیاب ہوا اور ۱۸۵۷ء میں ترکوں نے بطیب خاطر سوڈن اور پولینڈ میں روسی اثر کو روکنے کی فرانسیسی تجویز کو منظور کر لیا۔ سوڈن کو کومتی کا ایک دوسرا کارپرداز داوان کو ۱۸۵۷ء میں بھیجا گیا اور ۱۸۵۷ء تک وہاں مقیم رہا۔ ۱۸۵۷ء میں فرانس نے پریشیا کی شرکت سے حکم ہونے کی صورت میں سوڈن کی حفاظت کی ذمہ داری لی اور ۱۸۵۷ء میں ایڈیشہ تھا کہ روس جو فن لینڈ پر قابض ہو گیا تھا اسٹاک ہولم پر حملہ کر دیا مگر فریڈرک غلم کی تیاریوں اور احتجاج کے خوف اور سوڈن سے فرانس کے لگاؤ کی وجہ سے روس رک گیا۔ ۱۸۵۷ء میں اڈالفس فریڈرک سوڈن کا بادشاہ ہوا اور اس نے اعلان کیا کہ میں کسی دستوری اصلاح کی کوشش نہ کروں گا جس سے روس کو فن لینڈ کے تخلیک کے لئے ایک سدھانہ مل گیا۔

۱۸۵۷ء سے ۱۸۵۸ء تک قسطنطنیہ اور وارسا فرانسیسی سفارتی کارروائیوں کے اہم ترین مرکز تھے۔ ۱۸۵۷ء میں ہارشل بروگلی کا دوسرا بیٹا کاؤنٹ دی بروگلی جس نے آسٹریا کی جنگ جانشینی کے ابتدائی دور میں خدمات انجام دی تھیں پولینڈ میں سفیر مقرر کیا گیا۔ دی زالیور کی طرح اسے بھی دو قسم کی ہدایتیں دی گئیں۔ وزیر خارجہ سائین کون تیس نے اسے صرف یہ حکم دیا تھا کہ پولینڈ اور سیکیسی میں اتحاد پیدا کرے، انھیں آسٹریا اور روس سے متحد نہ ہونے دے اور پولینڈ کی قومی جماعت کی تائید کرے۔ برخلاف اس کے ٹوٹی پانزدہم نے اسے حکم دیا کہ فرانس کے اثر کو بحال کر کے کومتی کے انتخاب کے لئے کوشش کرے اور اس سے مراد ملت کر تار ہے۔ اس طور پر دی بروگلی کا کام نہایت مشکل ہو گیا مگر اس نے نہایت ہوشیاری اور حسن تدبیر سے کام لیا گو اسے سفارتی کاموں کا مطلق تجربہ نہ تھا۔ ہرگز بزرگ کی طرح اس نے ایک ایسا طرز عمل اختیار کیا جو قابل عمل نہ ہو مگر فراست پر مبنی تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ پولینڈ اور سیکیسی کو

روس کے ٹے ایک حد فاصل کر دے اور بوقت ضرورت ٹرکی کو روس پر خشکی کی طرف سے حملہ کرنے اور سوڈن کو اس پر سمندر کی راہ سے حملہ کرنے پر آمادہ کرے۔ اسے یہ بھی امید تھی کہ پرشیا ہالینڈ پر قبضہ کر لے گا اور خشکی کی جنگ کی حالت میں فرانس کو صرف آسٹریا کا مقابلہ کرنا ہو گا۔ دی بروگلی نے زیادہ تر یہ کوشش کی کہ پولینڈ اور سیکنسی کو متحد کر دے اور پولینڈ کے معاملات میں جنگی مداخلت نہ ہونے پائی مگر اس نے کونہی کے بادشاہ منتخب ہونے کے لئے بھی کچھ کوشش کی گو اس میں کامیابی بہت کم ہوئی۔

۱۷۵۷ء کے آغاز تک دی بروگلی کی سرگرم سفارتی کارروائیوں کا کچھ نتیجہ برآمد ہوا یعنی پولینڈ کے امرا کی ایک زبردست جماعت کو اس نے خاندان زار ٹورسکی کی مخالفت پر آمادہ کر دیا اور آگسٹس سوم نے بھی وعدہ کر لیا کہ وہ پولینڈ میں روسی فوجوں کے داخلہ کو روکیگا اور فرانس کو فوجی امداد دیگا۔ وہ اس امر پر بھی تیار تھا کہ اگر روسی پولینڈ پر حملہ کریں تو وہ اپنی تمام رعایا کو حکم دیدیگا کہ روس کے مقابلے کے لئے کھڑے ہو جائے بروگلی، وزیر الیور (۱۷۵۷ء) میں اس کے مرنے کے بعد، ورتان کی سرگرم کارروائیوں اور پرشیا، پولینڈ اور ٹرکی کی تائید سے فرانس سیکنسی کو آسٹریا اور روس کے اتحاد سے علیحدہ کرنے اور اپنے کو اور اپنے حلیفوں کو روس آسٹریا اور انگلستان کی مخالفت سے محفوظ رکھنے کے لئے تیار نظر آتا تھا۔

فریڈرک اعظم کو خوب معلوم تھا کہ اس کا ملک آئندہ ناگزیر جنگ کے گرداب بلا میں غرق رہے گا اور ڈین میں آسٹریا جن سفارتی کارروائیوں میں مشغول تھا اس کا بھی اسے علم تھا اس لئے فرانس کے اتحاد سے دست کش ہونے میں اسے ضرور تامل تھا کیونکہ شہنشاہیت میں خاندان ہابس کے اثر کو روکنے کی فرانس کو فریڈرک اعظم کی حالت | بھی اتنی ہی فکر تھی جتنی کہ خود اس کو۔ آسٹریا کے اثر اور رعب میں ترقی ہو رہی تھی اور آسٹریا کی حکمت عملی کا رجحان یہ تھا کہ حکمرانان جرمنی کو اپنا تابع فرمان بنالے۔ اس لئے نہایت ہی ضروری تھا کہ فرانس اور آسٹریا کو خاندان برین ڈین برگ کے خلاف متحد نہ ہونے دیا جائے۔ انگلستان کے طرز عمل سے فریڈرک کی پریشانیاں اور بھی بڑھتی جاتی تھیں اور وہ مجبور ہو رہا تھا کہ فرانس کے متعلق جلد کوئی تصفیہ کرے۔

لکھنے سے وہ برابر کوشش کر رہا تھا کہ پیرس میں میریا تھیری سا کی سفارتی کارروائیوں کے دفع کرنے کی تمہیر کرے اور اپنے سفیروں کو برابر ہدایت کرتا رہتا تھا کہ احتیاط سے کام لیں اور جملہ امور سے واقف ہونے کی کوشش کریں کیونکہ اس کے بے شمار دشمنوں سے صرف فرانسیسی اتحاد ہی اسے بچا سکتا تھا۔ مگر فرانس میں اسکے متعلق مختلف رائیں تھیں۔ ایک طرف تو لوئی کے وزیر پریشیا کے اتحاد کے جاری رہنے کو ضروری خیال کرتے تھے اور خاندان ہاپس برگ کی قدیم مخالفت کو ترک کرنا نہ چاہتے تھے مگر اہل دربار ساہوکاروں سفیروں وغیرہ کے خیالات اس سے مختلف تھے اور لوگ علانیہ کہتے تھے کہ شاہ پریشیا نے گزشتہ جنگ میں فرانس کے ساتھ غداری کی، اس کا طرز عمل خود غرضی پر مبنی ہے وہ از سر نو جنگ چھیڑنا چاہتا ہے اور اس سے اتحاد کا قائم رہنا فرانس کے لئے خطرناک امر ہے۔

پیرس میں کانٹنر کے ورود سے فریڈرک کے دشمنوں کو اور بھی تقویت ہو گئی اور اسے معلوم ہو گیا کہ پیرس میں اس کے سیفر شام بریر لارڈ کی تھ اور نیپ ہاوسین فریڈرک اعظم کے تعلقات اسٹریا کے سیفر کے رسوخ کو زائل نہیں کر سکتے جو فرانس کے دربار میں اس نے پیدا کر لیا تھا۔ کانٹنر نے فیدیم دی پوم پادور پر قابو پالیا تھا۔

مگر لوئی پانزدہم میریا تھیری سا کی دوستی سے خوش ہوا تھا، ہم قدیم اتحاد برقرار ہے۔ لوئی کو فریڈرک اعظم کا شکمانہ انداز اسی قدر ناگوار تھا جتنا کہ میریا تھیری سا کو انگریزی سفیروں کی صاف گوئی۔ علاوہ ازیں برلن میں بعض فرانسیسی پناہ گیر مقیم تھے جو مذہب اور فرانس کی حکومت شاہی پر حملے کرتے تھے۔ فرانسس اور پریشیا میں بہت سے اہل علم تھے جنہیں فریڈرک کے خزانے سے وظائف ملتے تھے۔ مگر لوئی کے خدشہ سائل کچھ ایسے واقع ہوئے تھے اور خفیہ سفارتی کارروائیوں کی اسے کچھ ایسی چاٹ لگ گئی تھی کہ فرانس کی حکمت عملی کا کایا پلٹ ہو جانا بہت دشوار تھا اور ۱۷۵۷ء میں جب کانٹنر دائینا کو واپس گیا اور بجائے ہوت فور کے او بے تیر مقرر ہوا تو یورپ کے سیاسی مطلع پر دول عظمیٰ کے اتحادوں کے متغیر ہونے کے کوئی آثار نہ تھے۔

مگر انھلستان اور فرانس کی روز افزوں مخالفت سے فریڈرک کی حالت نہایت

نازک ہو رہی تھی۔ فرانس جنگ کے لئے تیار نہ تھا اور اس کی حکومت کسی ایسے اصول پر مبنی نہ تھی جو سمجھ میں آ سکے۔ کنٹرولر جنرل ماشول کے خلاف میں ایک عام شورش پیدا ہو گئی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ وزیر بحریہ مقرر ہوا اور ایک ہفتاد سالہ جسطریت سسٹی روای لے سائین کون تیس کے انتقال کرنے پر وزیر خارجہ مقرر ہوا۔ فرانس کی بحری فوج انگلستان کی بحری فوج کے مقابلے میں بہت کمزور تھی اور چونکہ وہ سمندر میں انگلستان کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا اس لئے یقینی تھا کہ وہ انگلستان پر براہِ غلظم یورپ میں حملہ کرے۔ مگر اس نازک وقت پر فرانس کی خارجی حکمت عملی متزلزل حالت میں تھی۔ اگر جنگ صرف انگلستان اور فرانس کے درمیان ہوتی اور آسٹریا اور ہالینڈ وغیرہ جانب دار رہتے تو انگلستان پر حملہ صرف ہینڈور میں ہو سکتا تھا اور اس پر بھی صرف اس صورت میں کہ فرانس اور پریشیا کا اتحاد برقرار رہتا۔ فریڈرک کو معلوم تھا کہ ہینڈور پر حملہ آور ہونے میں فرانس اسکی مدد کا طلب گار ہوگا اور اگر اس نے ہینڈور پر حملہ کیا تو آسٹریا اور روس اسکی سلطنت پر حملہ آور ہونگے۔ اس عاقبت اندیش بادشاہ نے یہ بھی سمجھ لیا تھا کہ اگر فرانس کو سمندر میں ہزیمت ہوئی تو پھر اس کے لئے انگلستان، ہینڈور، آسٹریا، روس اور سیکیسی کے حملوں کا دفع کرنا نہایت دشوار ہوگا۔ فریسیسی سفیر لاٹوش سے اس نے جو گفتگو کی اور اپنے سفروں کو اس نے جو ہدایتیں دیں ان سے صاف ظاہر ہے کہ ۱۷۵۷ء میں وہ نہایت پریشان تھا۔ اپریل میں فرانس کے وزیر جنگ وارٹن سون نے اسے یہ سمجھایا کہ ہینڈور پر قبضہ کرے مگر وہ اپنے دشمنوں یعنی روس، آسٹریا اور سیکیسی کے منصوبوں سے واقف تھا اس لئے اس نے ہینڈور پر حملہ کر کے اپنے کو مصیبت میں ڈالنے کی ہمت نہ کی۔ انگلستان اور فرانس کی آئندہ جنگ میں غیر جانب دار رہنے کی امید سے اس نے جولائی میں فرانس کو مشورہ دیا کہ آسٹرویائی نیدرلینڈ پر قبضہ کر لے۔ فرانس میں اسی ڈے اور لاش کی تسخیر کی خبروں سے سخت تشویش پھیل گئی۔ اراکین کونسل کی آراء میں اختلاف تھا اور وہ کسی قطعی تصفیہ کو نہ پہنچ سکتے تھے۔ خارجی معاملات پر بازاروں میں مباحثے ہونے لگے تھے اور گوزر کی تعداد غالب کو عامہ قوم سے

اتفاق تھا فوراً اعلان جنگ کر دیا جائے مگر چند اراکین کی یہ بھی رائے تھی کہ
اولاً انگلستان سے معاوضہ کا مطالبہ کیا جائے تو

فریڈرک اپنے وزیر نپ باوسین کے ذریعہ سے فرانس کے پریشان حال وزیر کو
آسٹروی نیدرلینڈ پر فوراً قبضہ کر لینے پر آمادہ کرتا تھا مگر اس نے اپنے طرف
سے سرگرم معاونت کا کوئی وعدہ نہ کیا۔ فرانس سے اس نے جو معاہدہ لکھ لیا
کیا تھا اس کی میعاد جون ۱۸۷۱ء میں ختم ہونے والی تھی اس لئے اس نے یہ کہا کہ
معاہدہ کے ختم ہونے پر جدید اتحاد کے عمل میں لانے پر غور کرونگا۔ فرانس کی حکومت
آسٹریا سے نامہ و پیام کر رہی تھی مگر اس امر کی بھی خواہش مند تھی کہ فریڈرک
اپنے آئندہ طرز عمل کے متعلق کوئی قطعی اعلان کرے اور اس غرض سے انھوں نے
ڈیوک دی نورنائی کو برلن بھیجنے کا قصد کیا۔ مگر اس وقت ہر ایک لمحہ قیمتی تھا
مگر نورنائی کے تقرر اور اس کے برلن پہنچنے میں ایک سخت اور تباہ کن تاخیر
ہوئی اور اس اثناء میں ایسے واقعات وقوع میں آئے جن سے فریڈرک کو
معلوم ہو گیا کہ اس کی سلامتی اسی میں ہے کہ انگلستان کا حلیف بن جائے تو

انگلستان کے مدبروں نے ۱۸۷۱ء میں تسلیم کر لیا تھا کہ فرانس سے جنگ
ضرور ہوگی اور یہ کہ فرانسیسی آسٹروی نیدرلینڈ اور ہیٹنور پر حملہ کر دینگے پیش
سے بارہ ہزار سپاہیوں کے دینے کے متعلق معاہدہ کیا گیا اور آسٹریا سے بھی معاہدہ
کی تجدید ہوئی ۱۸۷۱ء کے اوائل میں انگریزی حکومت نے آسٹروی نیدرلینڈ کی
انگلستان جنگ کی تیاری حفاظت کے لئے قطعی تجاوز پیش کی تھیں یعنی انگلستان ہیٹنور کی
فوج اپنی لازمت میں لیلیگا اور روس سے بھی معاہدہ کر لیا
کرتا ہے۔

بشرطیکہ آسٹریا پچیس ہزار سپاہی سرحدی شہروں کی محافظ
فوجوں کی امداد کے لئے بھیج دے۔ مٹی میں کانٹلر نے اس تجویز کا جواب اخلاقاً نفی میں
دیا۔ اس کا جواب یہ تھا کہ جنگ کے چھڑنے کا اندیشہ نہیں بلکہ اندیشہ یہ ہے کہ انگریزی
حکومت جو تیاریاں کر رہی ہے وہ خود اس حملے کی باعث ہوں جس کا اسے خوف ہے
اور اس کے علاوہ اگر فرانس نے جنگ کا اعلان کر دیا تو آسٹریا سے کمک وقت پر
پہنچ نہیں سکتی۔ انگلستان کا وزیر خارجہ ہولڈرنیس کانٹلر کی ان چہ میگوئیوں کو سمجھ گیا

جس کا منشا یہ تھا کہ انگلستان اور آسٹریا کا اتحاد ختم ہو چکا تھا۔ آسٹریا کی نہ تو تونابو یا بل تھیں نہ تو بحری فوج تھی اس لئے بظاہر اسے بھی پریشیا کی طرح انگلستان اور فرانس کی جنگ میں مطلق دلچسپی نہ تھی۔ میریا تقیری سا کو صرف سائی لے شیا پر دوبارہ قبضہ پائیگی دھن تھی اور فریڈرک اس سے خوب واقف تھا۔ آسٹریا کی حکومت سائی لے شیا کو دوبارہ حاصل کرنا چاہتی تھی اور چند شرائط پر پریشیا اور فرانس کے خلاف میں انگلستان سے اتحاد کرنے پر آمادہ تھی مگر انگلستان کے وزیر نے تو پریشیا پر حملہ کرنا اور نہ سائی لے شیا کے متعلق آسٹریا کی تائید کرنا چاہتے تھے۔ ہولڈر نیس کی تحریک کا آسٹریا نے جو ناقابل الطمینان اور ٹال دینے کا جواب دیا تھا اس سے ظاہر تھا کہ انگریزوں کی شرطوں پر ان سے اتحاد کرنا نہیں چاہتا اس لئے ہیں بری ولیمس سنٹ پیٹرس جلا گیا۔ وہاں کے وزیر اعظم ہیش ٹوزیو نے اس کی خوب آؤ بھگت کی۔ وزیر اعظم پریشیا سے نفرت رکھتا تھا اور اسے یقین کال تھا کہ روس کے حقیقی دوست انگلستان آسٹریا سویدن اور سیکسنی ہیں۔ ۲۴ ستمبر کو اداسے امداد کے متعلق ایک ساہدہ ہوا اور انگلستان نے اپنی ملازمت میں ۵۵۰۰۰ روپی سپاہی لینے کا وعدہ کیا جن کا کام یہ تھا کہ اگر ہینوور پر حملہ ہو جائے تو فوراً ملک کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔

اس اثناء میں آسٹریا کی کابینہ نے ایک قطعی فیصلہ کر لیا تھا اور انگلستان اور پریشیا کے مابین نامہ و پیام ہونے لگے تھے۔ اگست میں آسٹریا کے وزیروں نے تصفیہ کر لیا تھا کہ نیپر لینڈ کو اس کی قسمت پر چھوڑ دیں جس سے صاف ظاہر تھا کہ انگریزوں اور آسٹریا کا اتحاد جو ۱۶۸۸ء سے قائم تھا اب ختم ہو گیا تھا۔ ٹھیک اسی وقت انگلستان نے فریڈرک سے نامہ و پیام شروع کیا۔ فریڈرک نے جواب دیا کہ وہ خود اس دامن کا خواستگار تھا اور اسے امید تھی کہ انگلستان اور فرانس کی باہمی نزاعوں کا دوستانہ تصفیہ ہو جائے گا مگر جنگ ناگزیر تھی۔ بوس کا وین نے اسی ڈسے اور لائش پر قبضہ کر لیا تھا جس کی خبر فرانس میں جولائی میں پہونچی اور ۱۵۵۰ء کے اختتام تک فرانس کے ۳۰۰ تجارتی جہازوں کو انگریزوں نے چھین لیا۔ فریڈرک فرانس کی نوآبادیوں کے متعلق کسی ذمہ داری کے لینے پر آمادہ نہ تھا۔ اس کا دعویٰ یہ تھا کہ انگلستان اور فرانس کی موجودہ نزاع نوآبادیوں سے متعلق ہے اور اس کے اور فرانس کے درمیان

جو معاہدے تھے وہ صرف یورپ سے متعلق تھے۔ فرانس کے وزیروں اور میڈیم دی پوم پادور پر اسے اعتماد تھا اور فرانس کے دربار کی حالت کو بھی وہ پسند نہ کرتا تھا۔^{۱۷} اس کے اوائل میں اس نے فرانس کو سرگرمی دکھانے پر آمادہ کرنا چاہا تھا مگر اسے کوئی قابل اطمینان جواب نہ ملا۔ اسے اندیشہ ہو گیا تھا کہ اگر وہ فرانس کی تائید کرتا ہے تو اس کی تائید سے فرانس کا اثر جرمنی میں بڑھ جائے گا۔ آسٹریا کی جنگ جانشینی میں اس نے فرانس کا ساتھ دومرتبہ چھوڑ دیا تھا اس لئے اسے خوف تھا کہ فرانس بھی اس کے ساتھ غداری کرے گا۔ انگلستان روس اور آسٹریا کو اس پر زور کرنے کا موقع مل جائے گا۔ اس لئے اب ضروری تھا کہ وہ کوئی فوری تصفیہ کرے کیونکہ فرانس کے ناپائیدار طرز عمل اور بے اعتنائیوں سے وہ گہرا اٹھا تھا۔^{۱۸} ۱۷ جنوری ۱۸۱۵ء کو ویسٹ منسٹر کے معاہدے پر دستخط ہو گئے جس کی رو سے انگلستان اور پریشیا نے عہد کر لیا کہ وہ جرمنی میں کسی غیر ملک کی فوج کو نہ داخل ہونے دیں گے نہ اس میں سے گزرنے دیں گے۔ انگلستان کو اب جرمنی میں روسی فوج کی ضرورت نہ تھی کیونکہ فریڈرک نے فرانس کے حملہ کی صورت میں ہینوور کی حفاظت کا ذمہ لے لیا تھا جس سے خارج دوم کو اطمینان ہو گیا۔ دونوں سلطنتوں نے جرمنی کی غیر جانب داری کی ذمہ داری اپنی مگر ایک خفیہ دفعہ کی رو سے آسٹروی نیدرلینڈ کو اس سے خارج کر دیا۔ اس وقت تک تو انگلستان کے مدبروں کو پریشیا سے کوئی خدمت نہ تھی مگر خارج دوم بہ حیثیت ہینوور کے الیکٹرک کے فریڈرک ولیم اور فریڈرک اعظم کو جرمنی میں اپنا رقیب خیال کرتا تھا۔ مگر آنے والی عظیم الشان جدوجہد کے خیال سے دونوں الیکٹرک رقابت سے باز آئے اور انگلستان نے پریشیا کو بر اعظم یورپ میں اپنا سب سے زبردست حلیف تسلیم کر لیا۔ اس معاہدے کی ترتیب سے فریڈرک نے اپنے ایک دشمن (انگلستان) کو اپنا حلیف بنا لیا دوسرے (روس) سے گاہ خلاصی حاصل کر لی۔ جرمنی کی غیر جانب داری کا اطمینان کر لیا اور اس کو روسی اور فرانسیسی فوجوں سے محفوظ رکھا۔ یہ اس عظیم الشان سفارتی انقلاب کا پہلا زینہ تھا۔

ویسٹ منسٹر کے ضلع کے کا فوری اور دور رس اثر ہوا۔ بروکل کی سفارتی کارروائی سب خاک میں مل گئیں۔ اس کی تدبیریں سب بیکار ثابت ہوئیں جو جماعت اس نے

روس کے خلاف کھڑی کر دی تھی وہ بے دست و پا ہو گئی اور آئندہ جنگ میں شروع سے آخر تک پولینڈ میدان کارزار بننا رہا۔ ترکی میں ورڈران نے یہ انتظام کیا تھا کہ جیسے ہی روس کی فوج مغرب کی طرف کوچ کرے ترک روس کے عقب پر حملہ آور ہوں۔ تا تاریخوں کو اس نے خواب غفلت سے جگا دیا تھا اور قزاقوں کو بھی اس نے روس سے بدول کر دیا تھا گو مناسب سامان تیار تھا اور ورڈران صرف اشارے کا منتظر تھا۔ مگر وہ انتظار ہی میں رہا اور بجائے اس کے فرانس اور ترکی، روس اور آسٹریا کے خلاف ہوتے ایک سال کے بعد فرانس خود آسٹریا اور روس کا حلیف ہو گیا۔

وائٹا میں صلح نامہ ویسٹ منسٹر پر سخت ناراضی ہوئی کیونکہ اس کی رو سے بغیر مشورہ شہنشاہ جرمنی کی غیر جانب داری کا انتظام کر دیا گیا تھا۔ سینٹ پیٹرس برگ میں ایللی زابیتچ بھی سخت ناراض ہوئی کیونکہ اس کا خیال تھا کہ اس کے اور انگلستان کے درمیان میں ستمبر ۱۸۵۵ء میں جو رقی امداد کا معاہدہ ہوا تھا وہ پریشیا کے خلاف تھا مگر ویسٹ منسٹر کے معاہدے سے اس کا شکار (پریشیا) اسکی زد سے نکل گیا۔ فرانس میں بھی فریڈریک کی غداری سے سخت ناراضی ہوئی جس سے کانٹن کے مقاصد کو مزید کامیابی ہوئی۔ ۱۸۵۵ء میں جب آسٹریا سے اتحاد کرنے میں انگلستان کو ناکامی ہوئی تو آسٹریا کے چنسلر نے کانٹن کی اپنی تجویز کو پھر پیش کیا اور میر باقیہری سا سے اسکو منظور کر لیا۔ اس کا اصل مقصد یہ تھا کہ پریشیا کی ریاست کے بیشتر حصے کو سیکسی پلائی ٹیٹ، سویڈن اور آسٹریا آپس میں تقسیم کر لیں۔ لیکن اولاً ضروری تھا کہ مون کو فرانس کے حوالہ کر کے اسے ہوار کر لیا جائے اور نیدر لینڈ میں ایک ریاست ڈان فلپ (لوئی کا داماد) کے لئے قائم کی جائے علاوہ ازیں کونتی کو پولینڈ کا بادشاہ بنایا جائے اور روس سے بھی اتحاد کر لیا جائے مگر اصل غایت یہی تھی کہ فرانس کی امداد سے آسٹریا پریشیا کو ایک چوتھے درجے کی سلطنت بنا دے اور سائی لے شیا کو حاصل کر لے کانٹن کی اس تجویز سے فرانس کی خارجی حکمت عملی میں پورا تغیر لازم آتا تھا اور وہ فرانس کی تمام تاریخی روایات کے خلاف تھی پشت ہا پشت سے فرانس کی یہ کوشش تھی کہ آسٹریا کی قوت کو گھٹائے اور گزشتہ ۲۵۰ سالوں کی مسلسل نزاعوں میں اس نے جرمنی کے کئی علاقے اپنے قبضے میں کر لئے تھے

مگر گو آسٹریا کی جنگ جانشینی لوئی چہارم کی حکمت عملی کی روایات کے مطابق لڑی گئی تھی لیکن مگر فرانس کے لئے اس کے نتائج قابل اطمینان نہ تھے اور قوم کے تمام طبقوں میں لوئی پانزدہم کی خارجی حکمت عملی کی ناکامی کی وجہ سے بیچینی پھیل گئی تھی۔ کانٹز کو خوب معلوم تھا کہ اس کے مقصود کے حصول میں متعدد مشکلات سد راہ ہیں کیونکہ ”ایک دولت عظمیٰ کو یہ یقین دلانا تھا کہ جس نظام سیاسی کی اب تک وہ پابند تھی اس کے حقیقی مفاد کے بالکل خلاف ہے“ اس کو یہ سمجھنا تھا کہ انگلستان اور اس کے درمیان جو مسائل مختلف فیہ پیدا ہو گئے ان کے حل کرنے کے لئے جو طریقہ اس نے اختیار کیا تھا وہ اس غرض کے لئے مفید نہ تھا اور یہ کہ اس نے پریشیا کی تائید کو اپنے اتحادوں کا مرکز بنانے میں سخت غلطی کی تھی“ اس وقت اسٹاریم برگ آسٹریا کی طرف سے فرانس میں سیفر تھا اور اگست ۱۸۵۵ء کے اواخر میں اسے فرانس کی خارجی حکمت عملی کے نظام میں اس انقلاب کو پیدا کرنے اور آسٹریا اور فرانس کی رقابت کو دور کرنے کا کام سپرد کیا گیا اور ۳۰ ستمبر کو اس نے برنس سے نامہ و پیام شروع کر دیا۔

فرانس کو اپنی خارجی حکمت عملی کو بدل دینے سے بہت سے کچھ نفع کی امید ہو سکتی تھی کیونکہ انگلستان سے جنگ چھڑ جانے کی صورت میں آسٹریا کا اتحاد یا غیر جانب داری دونوں اس کے لئے مفید ہو سکتے تھے برخلاف اس کے پریشیا نے ہمیشہ اس کے ساتھ غداری کی تھی گو گزشتہ جنگ میں فریڈرک کو ساٹھ لے شیا فح کرنے میں مدد دینے میں اس نے کناڈا تک کے ہاتھ سے نکل جانے کی پروا نہ کی تھی۔ فرانس نے آسٹریا کو زیر کرنے کی سخت کوشش کی تھی اپنے سپاہیوں کا خون بہایا تھا اور روپیہ بیدریغ صرف کیا تھا جس کی وجہ سے جنگ کے ختم کے بعد وہ بالکل مغلصہ اور خستہ حال ہو گیا۔ مگر اس کا نتیجہ صرف یہ ہوا کہ پریشیا کی غدار سلطنت کو مزید تقویت ہوئی اور اس کی فوجی قوت بڑھ گئی۔ فرانس کو صد ہا سال سے آسٹروی نیدر لینڈ پر قبضہ کرنے کی آرزو تھی آسٹریا سے اتحاد ہو جانے کی صورت میں فرانس کو اس نواح میں تفوق حاصل ہو جاتا اور صوبہ مذکور یا اس کے ایک حصے کو وہ اپنے مقبوضات میں ملحق کر سکتا تھا

اور دول بھری کو بھی وہ سخت نقصان پہونچا سکتا تھا۔ مگر درحقیقت آسٹریا اور فرانس کے اصلی مفاد متضاد تھے۔ فرانس انگلستان پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا اور آسٹریا پریشیا پر فرانس کے لئے براعظم یورپ میں امن و امان کا ہونا نہایت مفید تھا برخلاف اس کے آسٹریا ایک عام یورپی جنگ چھیڑنا چاہتا تھا۔ اتحاد کے متعلق جو نامہ و پیام ہو رہا تھا اس میں عجلت نہ ہو سکتی تھی کیونکہ بغیر کافی اور کامل ثبوت کے کوئی یہ تسلیم کرنے پر راضی نہ تھا کہ فریڈرک نے انگلستان سے خفیہ طور پر کوئی معاہدہ کر لیا ہے یا وہ کاتولیک مذہب کے خلاف میں سازش کر رہا ہے۔ اس بے اطمینانی کی حالت میں آسٹریا نے یہ تجویز پیش کی کہ اگر کوئی سلطنت جنگ چھیڑ دے تو فرانس ہسپانیہ اور آسٹریا عہد نامہ اے لاشاویل کے بقا کے لئے متحد ہو جائیں۔ اسٹاریم برگ نے ان شرطوں پر ہنر خیز نامہ و پیام ردای نے، ماشول، سے شیل، سائیں، فلورین، تن اور برنس سے پھر شروع کر دیا مگر فرانس کے وزیروں کو آسٹریا کی صداقت پر اعتماد نہ تھا، اس کے علاوہ بحری جنگ میں آسٹریوی اتحاد سے کسی نفع کی امید نہ ہو سکتی تھی اور آسٹریا کی کوئی فوج ہینوزور بھی پہونچ نہیں سکتی تھی۔ اسی اثناء میں جب کہ یہ نامہ و پیام معرض التوا میں تھے تو زمانہ جو بجا لاقوش کے پریشیا میں فرانسیسی سیفیر مقرر ہوا بالآخر ۱۲ جنوری ۱۷۹۵ء کو برلن میں پہونچا اسے ہدایت کی گئی تھی کہ فریڈرک کے خیالات کو معلوم کرے اور انگریزوں کے خلاف میں ایک اتحاد میں شریک ہونے کے لئے اسے رشوت دیکر راضی کرے۔ مگر برلن میں پہونچتے ہی اسے انگلستان اور پریشیا کے معاہدے کی ایک نقل مل گئی جس سے فریڈرک کی چالوں کا افشا ہو گیا اور کانٹز کو معلوم ہو گیا کہ اب اس کی کوششیں بار آور ہونگی۔ پرانی شرطوں پر اب پھر برنس اور اسٹاریم برگ کے درمیان اتحاد کی گفتگو ہونے لگی۔ مگر فرانس بلا کسی شرائط کے آسٹریا کا ساتھ دینے پر تیار نہ تھا گو وہ پریشیا کے قیام اتحاد سے دست کش ہونے پر تیار تھا۔ گفت و شنید میں بہت دیر ہو رہی تھی کیونکہ فرانس کا مطالبہ تھا کہ دونوں ملکوں کی ذمہ داریاں مساوی ہوں یعنی آسٹریا کو انگلستان کے خلاف میں اتنی ہی سرگرمی سے کام لینا چاہئے جتنی کہ پریشیا کے خلاف میں وہ فرانس سے امید رکھتا تھا۔ اس کے علاوہ فرانس کو سائی لے شیا پر آسٹریا کے دوبارہ قبضے کو تسلیم کرنے پر آمادہ تھا مگر پریشیا کو بالکل تباہ کر دینا اسے پسند نہ تھا کی کانٹز کو خواہش تھی کہ

میر یا تقیری سا بھی انگلستان کے خلاف میں کسی قطعی کارروائی کے کرنے پر آمادہ نہ تھی جب تک کہ اسے یہ نہ معلوم ہو جائے کہ عہد نامہ ویسٹ منسٹر کے مد نظر روس کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہتا ہے۔ مگر اپریل ۱۹۵۱ء میں ایل زامیتھ نے ایسٹر ہاؤس کو مطلع کیا کہ میں اسی سال فریڈرک پراسٹی ہزار سپاہی لیکر حملہ آور ہونے پر آمادہ ہوں اور جب تک میر یا تقیری سا کا سائیٹ شیا پر قبضہ نہ ہو جائے صلح نہ کر دہی اور فرانس اور آسٹریا کے اتحاد سے مجھے اتفاق ہے۔

اس خبر سے کانٹنر کے بیان کے مطابق آسٹریا کے دربار کو تسکین ہوئی اور اس کی صلح نامہ ورسالز پر یکم مئی ۱۹۵۱ء اپریل کو آسٹریا کی تجاویز پر غور کرنے کے لئے فرانسیسی وزیروں کا ایک جلسہ ہوا۔ لوئی پانزدہم عرصہ سے آسٹریا

اتحاد کا موید تھا، میڈیم پوم پادور بھی اب اس کی تائید پر آمادہ ہو گئی۔ وزیروں نے بھی یہ استثنائے ماشول وکاونٹ دارژان سون اتفاق ظاہر کیا اور چونکہ کانٹنر نے صرف ایک عام اتحاد کی خواہش کی تھی اور تفصیلی امور کا تصفیہ ملتوی کر دیا تھا اس لئے عہد نامہ ورسالز پر یکم مئی کو دستخط ہو گئے۔ اس صلح نامے میں تین صلح نامے شامل تھے جن میں سے ایک خفیہ تھا اور باقی دونوں کا اعلان کر دیا گیا۔ پہلے صلح نامے کی رو سے جو غیر جانب داری سے متعلق تھا آسٹریا نے انگلستان اور فرانس کی جنگ میں شرکت نہ کرنا وعدہ کیا اور فرانس نے نیدرلینڈ یا آسٹریا کے کسی دوسرے علاقے پر حملہ کرنے سے باز رہنے کا وعدہ کیا دوسرا صلح نامہ مدافعتی اتحاد اور دوستانہ تعلقات سے متعلق تھا جس کی رو سے دونوں معاہدہ کن دول نے ایک دوسرے کے مقبوضات کی حفاظت کا وعدہ کیا اگر کوئی دوسرے طاقت ان میں سے ایک پر حملہ کرے مگر انگلستان اور فرانس کی موجودہ جنگ اس سے مستثنیٰ کر دی گئی تیسرے صلح نامے کی رو سے جس میں پانچ خفیہ دفعات تھے آسٹریا نے فرانس کو مدد دینے کا وعدہ کیا اگر انگلستان کا کوئی حلیف اس پر حملہ کرے۔ یہ بھی طے ہوا کہ شاہان ہسپانیہ و نیپلز فلپ ٹائیس پارما اور دوسرے حکمرانوں کو اس مدافعتی اتحاد میں شرکت پر آمادہ کیا جائے اور یہ کہ دونوں سلطنتوں میں سے کوئی بغیر دوسرے کی اجازت کے کوئی جدید اتحاد نہ کرے۔ جدید نظام سفارتی جواب اختیار

کیا گیا ویسٹ فالیہ کے معاہدوں کی بنا پر تھا۔
 جنوری ۱۸۵۷ء میں روس نے سینٹ پیٹرس برگ کے معاہدے کی رو سے آسٹریا اور فرانس
 کے اتحاد میں شرکت کی اور یکم مئی ۱۸۵۷ء کو در سالز کا دوسرا صلح نامہ مرتب ہوا جسکی رو سے
 فرانس نے پرشیا کے حصے بخرے کرنے پر آمادگی ظاہر کی اور آسٹریا کو بطور امداد ایک سالانہ
 رقم دینے اور میداں جنگ میں ایک زبردست فوج بھیجنے کا وعدہ کیا۔ اس کے معاوضے
 میں نیدرلینڈ کا ایک جزو اسے ملنے والا تھا۔ اس طور پر انقلاب سفارتی اب مکمل ہو گیا اور
 فرانس کی قدیم حکمت عملی اس طور پر بالکل منعکس ہو گئی جس کی وجہ سے سوئیڈن اور
 پولینڈ بالکل روس کے پنجے میں آگئے اور ترکی کی طرف مطلق توجہ نہ رہی۔ فرانس کا طریقہ
 یہ تھا کہ آسٹریا اور روس کو روکنے کے لئے کئی چھوٹی ریاستوں کو اپنا حلیف بنائے رہے
 مگر سطرز عمل کو اس نے ترک کر دیا۔ جرمنی کے پراش ٹنٹوں کے ساتھ بھی اسکا اتحاد
 ختم ہو گیا فرانس کی سال ہائے زیر تذکرہ میں جو حکمت عملی تھی اس کے متعلق مورخوں
 کو سخت اختلاف ہے۔ آنری مارتن کا خیال ہے کہ ”فرانس کا یہ کام بالکل دیوانہ پن
 پر مبنی تھا“ اس نے اپنی ذات کے خلاف میں ایک دیوانہ وار غداری کی جس کی تاریخ
 میں کوئی مثال نہیں ”مگر ڈیوک آف بروگلی کی رائے بالکل متضاد ہے۔ اس کا قول ہے
 کہ آسٹریا اور فرانس کے بقا اور سلامتی کے لئے نہایت ضروری تھا ۱۸۵۷ء میں
 فرانس اپنے قدیم سطرز عمل کو بالکل بدل دینا نہیں چاہتا تھا بلکہ یورپ کے جدید حالات
 کے لحاظ سے اپنی حالت کو درست کرنا چاہتا تھا جو پرشیا اور روس کے عروج
 کی وجہ سے ضروری تھا۔ مگر لوئی پانزدہم کی مکرور حکومت یہ محسوس نہ کر سکی کہ
 فرانس کو اپنا پورا زور اس جدوجہد میں لگا دینا چاہئے جو سمندروں اور مہندستان
 اور امریکا میں اس وقت جاری تھی اور یہ بھی وہ معلوم نہ کر سکی کہ پرشیا کے
 حصے بخرے کرنے اور سائیے شیا کو اس سے چھین لینے کے لئے ایک پوری جنگ میں
 کود پڑنے سے وہ دراصل انگلستان اور آسٹریا کو فغ پہونچا رہی تھی اور
 آسٹریا کا اتحاد فرانس کے واسطے اس لئے بھی مضرت ثابت ہوا کہ فرانس پر
 ایک ایسے بادشاہ کی حکومت تھی جو سخت کاہل الوجود تھا اور جس کا نامہ اعمال
 معاصی کی وجہ سے بالکل سیاہ تھا۔ اس کے علاوہ فرانس کی عنان حکومت جنگ ہفت سالہ

کے اوائل میں نااہل وزیروں کے ہاتھوں میں تھی۔ ان کی نااہلی اور بدانتظامی سے فرانس روس اور آسٹریا کے ہاتھوں میں کٹھپتلی بن گیا اور یورپ میں اسکا اثر بالکل زائل ہو گیا صلح نامہ ویسٹ منسٹر اور صلح نامہ جات ورسالز سے یورپ میں ایک جدید نظام سفارتی جاری ہو گیا یعنی انگلستان اور پرشیا کی ترقی کن سلطنتیں فرانس اور آسٹریا کے خلاف میں متحد ہو گئیں جن کی ہمدردی روسی قوم تھی۔ اس انقلاب سفارتی کا باعث زیادہ تر ہویں زولرن سلطنت کا عروج ہوا اور اس کی کامیابی کانٹنر کی عاقبت اندیشی ہنرمندی اور استقلال کا نتیجہ تھی۔ اس نے پرشیا کی چھوٹی سی فوجی سلطنت کے خلاف میں ایک زبردست اتحاد کھڑا کر دیا تھا جس سے مقصود یہ تھا کہ سائیڈ شیا کو اس سے چھین کر اسکے حصہ بحرنے کر دے جائیں اب صرف یہ دیکھنا تھا کہ اسکی حکمت عملی کس حد تک کامیاب ثابت ہوتی ہے۔ ۲۹ اگست ۱۸۷۱ء کو فریڈرک اعظم نے آسٹریا سے کوئی اطمینان بخش جواب نہ ملنے کی وجہ سے سیکسنی پر حملہ کر دیا اور جنگ ہفت سالہ اس طرح شروع ہو گئی کہ

بانہیم

جنگ ہفت سالہ

۱۷۵۶ء تا ۱۷۶۳ء

سیکسنی پر حملہ۔ اہل سیکسنی کی مقاومت اور جنگ لوہٹسز سینٹ پیٹرس برگ کا معاہدہ اور روس اور
 کا دوسرا صلح نامہ۔ ہسپانیہ کی معاونت حاصل کرنے میں فرانس کی ناکامی۔ پولینڈ کے متعلق فرانس کی حکمت عملی۔
 پرگہ کوٹن اور گراس جاکرس ڈورف کی لڑائیاں۔ روس باخ اور نیوچین کی لڑائیاں۔ پٹ اور قیونگٹام۔
 اول ٹر کا محاصرہ۔ لاؤڈن اول ٹر کا محاصرہ اٹھا دیتا ہے۔ زورن ڈورف کی جنگ، ہونج کری چن
 میں فریڈرک کی بہتر فوڈنڈ آف برنس وک مغربی جرمنی میں ۱۷۵۷ء کے اختتام پر فریڈرک اعظم
 کی حالت برنس کی مغربی اور شوا سیول کا عروج۔ شوا سیول کی سرگرمی ۱۷۵۹ء میں فرانس کی
 ہزرتیس۔ سن ڈین اور کونزس ڈورف کی لڑائیاں۔ میک سین میں جنگ کا اطاعت قبول
 کر لینا۔ لوئی پانزدہم کی خفیہ سفارتی کارروائیاں ۱۷۵۸ء اور ۱۷۵۹ء میں جنگ کی حالت۔
 ہسپانیہ میں چارلس سوم کا تخت نشین ہونا ۱۷۵۸ء کا خاندانی معاہدہ۔ پٹ کی مغربی اور انگلستان
 اور ہسپانیہ کی جنگ اہل زراعت ملکہ روس کا انتقال اور اس کے نتائج۔ پیرس کا صلح نامہ۔
 بیو برٹس برگ کا معاہدہ۔ جنگ کے نتائج ٹر

فریڈرک اعظم نے اعلان جنگ میں پیش قدمی کرنے میں ضرورت قلمندی کی کیونکہ آسٹریا اور روس
 غالباً سیکسنی کی امداد سے سال مابعد میں اپنی تیاریوں کو مکمل کرنے کے بعد اس پر حملہ آور ہونے والے

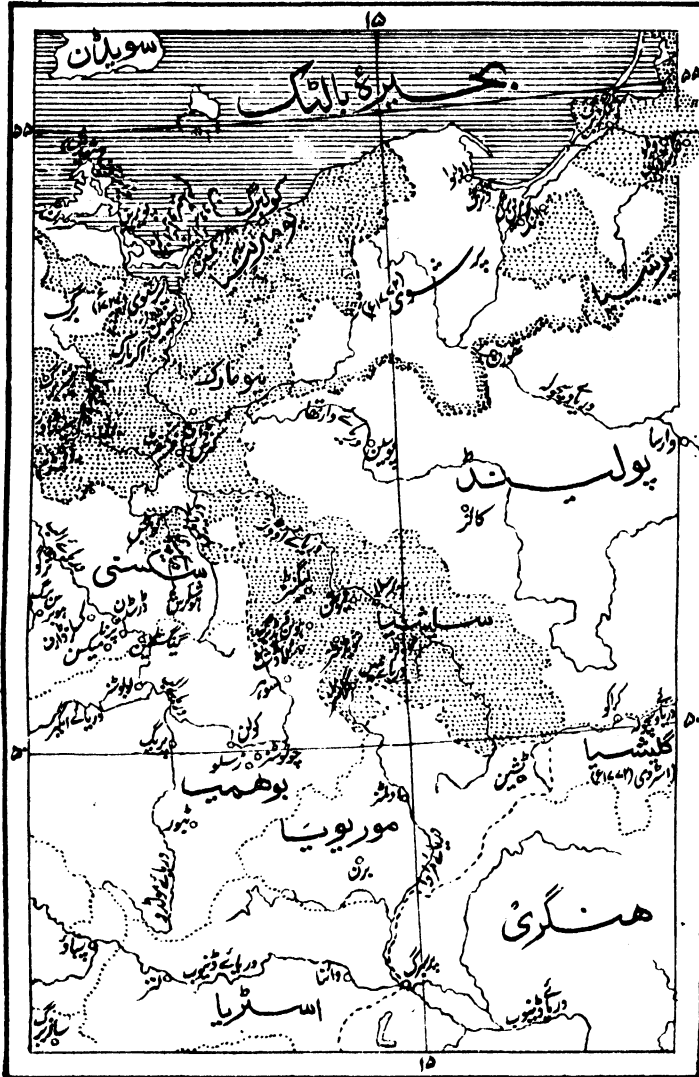
تھے اور فریڈرک کی سلامتی کی صورت تھی کہ وہ اپنے دشمنوں کے حملہ آور ہونے سے قبل ان پر
نبرد کر بیٹھے۔ سیکسنی پر حملہ آور ہونے سے اندیشہ تھا کہ اس کا ملک جنگ کے مصائب میں مبتلا ہو جائے
مگر تعویق سے تباہ ہو جانے کا خوف تھا۔ فریڈرک کے حملے کے حق بجانب ہونے کا ثبوت آسٹریا، روس
اور سیکسنی کے سرکاری کاغذات میں مل سکتا ہے۔ سیکسنی کو اپنے حملے کے لئے منتخب کرنے میں
فریڈرک کی اغراض سیاسی اور فوجی تھیں۔ اس کا قصد تھا کہ آسٹریا کو ایک ہی معرکہ آرائی
میں پامال کر دے اس لئے اپنے عقب میں وہ ایک دشمن (سیکسنی) کو چھوڑ نہیں سکتا تھا۔
اس کا یہ بھی قصد تھا کہ ڈریس ڈین پہنچ کر مین زیل کے کاغذات کا پتہ لگا کر انہیں شایع
کر دے تاکہ یورپ کو معلوم ہو جائے کہ اس نے جو کارروائی کی تھی وہ بیجانہ تھی مگر واقعات
بابد سے ثابت ہو گیا کہ اس کے لئے بہتر یہی تھا کہ اپنے حملے کو آسٹریا تک محدود رکھتا اس کا
قصد تھا کہ سیکسنی سے گزر کر بوسے میا میں آسٹریوں کو جا دباوے جو جنگ کے لئے بالکل
تیار نہ تھے مگر اہل سیکسنی نے اس کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔

اہل سیکسنی کی مقاومت | آگسٹس سوم کی فوج میں صرف ۷۰۰۰ سپاہی تھے اور ۶۵۰۰
دو جنگ ٹوبو سٹنر | اہل پریشیا اس کے مقابلہ کے لئے کوچ کرتے ہوئے آ رہے تھے
مگر اس نے نہایت استقلال سے کام لیا اور اپنی فوج کو لیکر بس نیا

کے پہاڑوں پر سو رچہ بند ہو گیا جو ڈریس ڈین سے چند میل پر ہیں اور اس کی فوج کا یہ منہ
دوسرے علی الترتیب پر نا اور کوئنگزٹین کے پہاڑی خلعوں پر تھے۔ ایک چینی سے نیا وہ تک
اہل سیکسنی نے پہاڑی ملک پر اپنے قبضے کو برقرار رکھا اور آسٹریا کے مقبوضات کی طرف پریشیا
کی پیش قدمی کو روک کر شہنشاہ کی قابل قدر خدمت انجام دی۔ سیکسنی کی مقاومت کی اہمیت
کا اندازہ پوری طور سے صرف اس وقت ہو سکتا ہے جب اس امر کا لحاظ رکھا جائے کہ
آسٹریا کی فوج اس جنگ کے لئے بالکل تیار نہ تھی اور سیکسنی کے سینہ سپر ہو جانے سے جو
مہلت مل گئی اس میں آسٹریا کے سپہ سالار براؤن نے فوج میں جو خرابیاں تھیں انھیں
رفع کر دیا اور اس کی ہر شاخ کی از سر نو تنظیم کی۔ دائینا کے دربار کو سیکسنی کے ان مقبوضات
کی حفاظت کرنا پسند نہ تھا جو سوٹ زرلینڈ میں تھے اور آگسٹس کی وفاداری میں بھی آتے
شعبہ تھا مگر سیکسنی کی فوج کو امداد پہنچانے پر بالآخر آسٹریا مجبور ہو گیا جو بوجہ رسد کی کمی
کے ہتھیار ڈال دینے والی تھی۔ مارشل براؤن کو حکم دیا گیا کہ بلا کسی تعویق کے سیکسنی کی

توانان قوت

عشتم



شمالی و مشرقی جرمنی - ۶۳-۵۶-۱۷

فوج کی امداد کے لئے روانہ ہو جائے۔ اس کے لئے اس نے نہایت احتیاط سے تدبیریں سوچیں۔ گران میں سے ایک جی کار گرنہ ہوئی کیونکہ فریڈرک اپنی فوج کا ایک نصف سیکسنی کے مقابلے کے لئے چھوڑ کر باقی نصف کو لیکر براؤن کے مقابلے کے لئے بوسے میا پہنچ گیا اور وہاں اوپوسٹر کی جنگ ہوئی۔ یہ جنگ فیصلہ کن نہ تھی مگر میدان جنگ اہل پریشیا کے ہاتھ رہا اور براؤن اہل سیکسنی کو امداد نہ پہنچا سکا۔ اکتوبر کو وہ شان ڈاکے چند سیل کے قریب پہنچ گیا مگر وہاں اسے معلوم ہوا کہ گرسنگی اور نا اہل جنروں کے زیرِ کمان ہونے کی وجہ سے سیکسنی کی فوج نہ تو اس سے آکر مل سکتی تھی اور نہ پریشیا سے لڑ سکتی تھی اس لئے اس نے مراجعت کی اور ۱۶ اکتوبر کو سیکسنی کی فوج نے پرنامیں ہتھیار ڈال دیے جس سے سیکسنی فتح ہو گیا، اس کے سپاہی جبراً پریشیا کی فوج میں شریک کر لیے گئے، بادشاہ وارسا کو بھاگ گیا اور ڈریس ڈین کے سرکاری دفاتر میں وہ کاغذات دست یاب ہوئے جن کی فریڈرک کو تلاش تھی۔ فریڈرک نے ان کاغذات کو اپنے حملے کے حق بجانب ہونے کے ثبوت میں شائع کر دیا۔ لیکن سیکسنی کی مقاومت نے آسٹریا کو بچا لیا گو سیکسنی پر قبضہ کر لینا فوجی لحاظ سے اہمیت رکھتا تھا مگر فریڈرک کو اپنی یادداشت کے شائع کرنے اور یورپ کے تمام درباروں کو بھیجنے سے کوئی نفع نہیں ہوا۔ موسم سرما اور موسم بہار میں اس کے دشمنوں نے اس کو نیست و نابود کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا۔ ستمبر ۱۸۰۶ء میں شہنشاہ فرانس نے اسے دشمن امن و امان قرار دیا اور ۱۷ جنوری ۱۸۰۷ء کو ڈاٹ نے پریشیا کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور اس کے بادشاہ کو شہنشاہت جرمنی کا دشمن قرار دیا۔ مگر شہنشاہی کی مخالفت سے نہ تو فریڈرک کو کوئی خطرہ تھا نہ شہنشاہ فرانس کو کوئی نفع کیونکہ پرائسٹ ریاسٹیں ڈاٹ کے اس فعل کی مخالفت تھیں اور شہنشاہی فوج محض بیکار تھی اور پریشیا کے خلاف اپنی جدوجہد میں آسٹریا کو زیادہ تر ملکہ روس اور شاہ فرانس کی معاونت اور امداد پر بھروسہ تھا۔ زارِ نیا کو قریب دس سال سے فریڈرک سے سخت عداوت تھی اور اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی تھی کہ فریڈرک نے طنزاً اس کے متعلق کچھ کہا تھا اور روس کا وزیرِ اعظم بیسٹوزو پوچکوف کو ایک خطرناک ہمسایہ خیال کر کے ہمیشہ اس کی مخالفت پر آمادہ رہتا تھا۔

دورون زووا اور تھام وزیروں کی تائید سے (بہ استثنائے میسٹوزو پوچکوف) اپنی رائے دینے

۱۶ جنوری ۱۷۵۷ء کو سینٹ پیٹرس برگ کے معاہدے سے صلح نامہ ورسالز کو تسلیم کر لیا جو مئی سال گزشتہ میں آسٹریا اور فرانس کے درمیان ہوا تھا اور فروری میں ایک نیا معاہدہ آسٹریا سے ہوا۔ فرانس نے دوران جنگ میں روس کو ایک لاکھ پونڈ سالانہ دینے کا وعدہ معاہدہ سینٹ پیٹرس برگ کیا اور دونوں دوستوں نے یہ وعدہ کیا کہ جنگ صرف اس وقت ختم ہو سکیگی اگر جنوری ورسالز کا دوا کر جب کہ فریڈرک سالی نے شیا اور گلائٹز سے دست بردار ہو جائے اور معاہدہ یکم مئی ۱۷۵۷ء اس کی حالت باویریا میں گیسل کی سی ہو جائے۔ یہ بھی طے ہوا کہ اضافہ ملک کا لالچ دیکر سوئیڈن ڈین مارک اور سیکنی کو بھی اس اتحاد

میں شریک کرنے پر آمادہ کیا جائے۔
روس کی امداد کی طرف سے مطمئن ہو کر آسٹریا کے لئے اب صرف فرانسیسی اتحاد کو بچنے کرنا باقی تھا۔ یکم مئی ۱۷۵۷ء کو پریشیا کے حصے بخرے کرنے کے لئے آسٹریا اور فرانس کے درمیان میں ورسالز کا دوسرا صلح نامہ ہوا۔ اسکی شرائط یہ تھیں کہ جیسے ہی سانی نے شیا پر آسٹریا کا قبضہ ہو جائے فرانس کو نیدرلینڈ کا ایک حصہ دیدیا جائے جس میں مون، اوس، تان، نیو پور، اپرنے اور فورنے کے شہر اور بندرگاہ بون مون اور شی مالی کے اضلاع اور ٹوک کا قلعہ شامل تھا۔ نیدرلینڈ کا باقی ماندہ حصہ لوئی کے داماد ڈان فلپ رئیس پارما کو پارما، پیا سینٹ اور گواس تالا کے معاوضے میں دیدیا جائے جو آسٹریا کو دیئے جائیں۔ پریشیا فتح ہو جانیکے بعد آسٹریا سیکنی سوئیڈن، الیکٹر پالاٹائن اور ہالینڈ کے مابین تقسیم کر لیا جائے اور فریڈرک کے قبضے میں صرف وہی اضلاع رہیں جو الیکٹر غلم کی تخت نشینی کے وقت خاندان ہوہن زولرن کے قبضے میں تھے۔ فرانس نے اختتام جنگ تک امداد آفریب دس لاکھ پونڈ سالانہ دینے اور میدان جنگ میں ایک لاکھ کی فوج بھیجنے کا وعدہ کیا۔ اس کے علاوہ اس نے باویریا، الیکٹر پالاٹائن اور ڈیوک آف ورمیم برگ سے معاہدے کئے اور فریڈرک اعظم کے مقابلے کے لئے فوجیں بھیجنے کے معاوضے میں انھیں مالی امداد دینے کا وعدہ کیا۔ مارچ اور ستمبر ۱۷۵۷ء میں فرانس اور سوئیڈن کے درمیان معاہدے ہوئے جن میں آسٹریا بھی شریک کیا گیا۔ ان صلح ناموں کی رو سے سوئیڈن نے جس میں امر کی ”بڑی ٹوپی والی جماعت“ اب تک غالب تھی حالانکہ البریکا نے ۱۷۵۷ء میں شاہی اقتدار کو بحال کرنے کی کوشش کی تھی مالی معاوضے کی لالچ سے شاہ پریشیا کے خلاف میں بیس ہزار کی فوج پورے رانیا

میں بھیجنے کا وعدہ کیا سوئڈن کے رقیب ڈین مارک میں فریڈرک پنجم برسر حکومت تھا اور اس نے اور اس کے وزیر کاؤنٹ برٹس ڈورف نے اس اتحاد میں شریک ہونے سے انکار کر دیا۔

۲۴۹

دو سال کا پہلا معاہدہ حسن تدبیر پر مبنی تھا مگر دوسرے معاہدے کو فرانسیسی ایک فاش غلط خیال کرتے تھے۔ آسٹریا انگلستان پر حملہ نہ کر سکتا تھا اس لئے فرانس کو چاہئے تھا اپنا پورا زور نوآبادیوں اور سمندر کی جنگ میں لگا دیتا اور یورپ کی جنگ میں شرکت سے انکار کر دیتا۔ فرانسیسیوں نے مئی ۱۷۵۷ء میں ڈیوک دی رشی لیو کی سرکردگی میں منورکا پر قبضہ کر لیا تھا اور بحیرہ روم میں اس کامیابی کے بعد انھیں چاہئے تھا کہ انگلستان کی بحری قوت کی بیخ کنی کے لئے ایک زبردست کوشش کرتے۔ انگلستان نے فرانس کے تمام بندرگاہوں کی ناکہ بندی کر دی تھی جس سے یورپ میں عام ناراضی پھیل گئی تھی۔ مانشول نے وزیر بحریہ ہوتے ہی اپنے پیش رو روای لے کے طرز عمل کو اختیار کر لیا جو ۱۷۵۹ء سے ۱۷۶۰ء تک وزیر بحریہ تھا اور موری پا (وزیر بحریہ ۱۷۶۰ء تا ۱۷۶۱ء) اور فلیوری کی غفلت کی تلافی کے لئے کوشاں تھا۔ منورکا پر قبضہ ہو جانا اس کی کوششوں کی کامیابی کا ثبوت ہے۔ فرانس کی شہنی قسمت تھی کہ لوئی پانزدہم نے پیرا نہ سال مارشل نیویل اور مانشول اور کاؤنٹ دارثران سوں ایسے لوگوں کے مشورے کی پروا نہ کی اور دو سالہ معاہدہ ثانی کو منظور کر کے جسکی شرطیں ضرورت سے زیادہ شہنشاہ کے موافق تھیں ایک نہایت تباہ کن حکمت عملی اختیار کی۔ آسٹروی نیدرلینڈ کو حاصل کرنے اور ہیڈن بور پر قبضہ کر کے انگریزوں کو پریشان کرنے کی امید سے شاہ فرانس پریشیا کو تباہ کرنے کی سازش میں شریک ہو گیا تھا جس سے صرف آسٹریا کو نفع کی امید ہو سکتی تھی۔ لوئی یوڈ کی اس عام جنگ میں شریک تو ہو گیا تھا مگر اس نے آسٹریا کی چالاک حکومت سے کسی معاوضے کا مطالبہ نہیں کیا۔ امریکا میں جو جنگ جاری تھا اولاً اسکی طرف سے غفلت کرنے میں لوئی نے سخت غلطی کی اور پھر نیدرلینڈ پر قبضہ بھی نہیں کیا۔ اگر اس صوبے پر فرانس قبضہ کر لیتا تو اس سے نوآبادیوں میں اس کے جو نقصانات جوئے تھے انکی تلافی ہو جاتی اور عندالموقع آسٹریا اور پریشیا کو اپنی پیش کردہ شرائط کے منظور کرنے پر مجبور کر سکتا۔ مگر باوجود فرانس کی کوششوں کے جو جون ۱۷۶۰ء سے نومبر ۱۷۶۱ء تک وزیر خارجہ تھا فرانس کے

مفاہد کا بالکل خیال نہ رکھا گیا اور فرانس کی فوجیں میر یا تھیری سا کے لئے سائی لے شیا کو فتح کرنے میں مصروف ہو گئیں۔ لوئی پانزدہم کی قسمت میں یہ نہ تھا کہ نیدرلینڈ کو اپنی سلطنت میں شامل کرے اور ۱۷۱۳ء میں جو تباہ کن طرز عمل اس نے اختیار کیا تھا اس کے حقیقی نتائج اس وقت معلوم ہوئے جب کہ جنگ کے ختم کے بعد سائی لے شیا پر میٹھیری سا کا قبضہ برقرار رہا اور فرانس کو شمالی امریکا اور جزائر غرب الہند میں متعدد نقصانات برداشت کرنے پڑے اور ہندوستان میں اپنے اثر کے معدوم ہو جانے پر دم بخود رہنا پڑا (۱) اپنی نوآبادیوں کو بچانے کے لئے سخت جدوجہد کر نیکی بجائے فرانس نے جسے منی میں خاندان ہپسبرگ کے مقبوضات کی حفاظت اور توسیع اپنے ذمہ لینے میں سخت غلطی کی تھی لیکن اگر فرانس اور ہسپانیہ میں گہرا اتحاد ہوتا اور جرمنی میں فرانس آسٹریا اور ہسپانیہ کی معاونت حاصل روس سرگرمی سے اپنا کام انجام دیتے تو جنگ کے نتائج اس قدر کرنے میں فرانس کی ناکامی مضر نہ ثابت ہوتے۔ ہسپانیہ اور فرانس کی اغراض متحدہ تھیں ۱۷۵۷ء و ۱۷۵۸ء اور انگلستان کی اغراض ان سے متضاد تھیں۔ فریڈرک اعظم نے اپنے سیفرنپ ہاوسین سے دریافت کیا تھا کہ فرڈی نڈ ششم اور لوئی پانزدہم میں گہرا اتحاد کیوں نہیں سیفر نے مارچ ۱۷۵۷ء میں جواب دیا کہ فرانس کو ہسپانیہ کے معاملات سے مطلق لگاؤ نہ ہونا قابل تعجب ہے۔ جنگ ہفت سالہ کی قربت کی وجہ سے اس پسند و ایللی نے بھی جو جولائی ۱۷۵۷ء سے جون ۱۷۵۸ء تک فرانس کا وزیر خارجہ تھا، ہسپانیہ سے اتحاد کرنے کی ضرورت کو محسوس کر لیا۔ فرڈی نڈ ششم شاہ ہسپانیہ کی شادی ۱۷۶۳ء میں جان پنجم شاہ پرٹگال کی بیٹی ابرا سے ہوئی جسے اس کے مزاج میں بہت دخل پہنچا۔ پرٹگال انگلستان کا قدیم حلیف تھا اس لئے ملکہ مذکورہ انگلستان اور ہسپانیہ کے درمیان جنگ کا چھڑنا نا پسند کرتی تھی۔ فرڈی نڈ زیادہ تر اپنے پادری راوڑگو اور ملکہ راکیننی سسی فاری نیلی کے زیر اثر تھا اس لئے وہ قیام امن کی طرف مائل تھا اور فرانسیسی اتحاد کا وہ اس وقت سے مخالف تھا جب کہ فرانس نے

۲۵۱

اے لاشابیل کے ابتدائی معاہدے کے تسلیم کرنے میں سخت عجلت کی تھی۔ اپریل ۱۷۵۷ء میں کاراداجال کا انتقال ہو گیا جو بیس سال سے ہسپانیہ کا وزیر اعظم تھا۔ فرانس نے کوشش کی مارکوس ڈی لالین کے ناڈا وزیر اعظم مقرر ہو جائے مگر انگریزی سفیر کین کی کوششوں سے جنرل وال جو آرکش نژاد اور انگلستان کا ہوا خواہ تھا، وزیر خارجہ اور علا وزیر اعظم مقرر ہو گیا۔ اینسکے ناڈا جس نے ہسپانیہ کو انگلستان سے لڑا دینا چاہا تھا جلا وطن کر دیا گیا اور فرانسسسی سفیر دورا کے بجائے برٹش مقرر ہوا جو چند روز کے بعد فرانس واپس چلا گیا۔ ہسپانیہ نے جنگ ہفت سالہ میں غیر جانب دار رہنے کا قصد مصمم کر لیا تھا حالانکہ آسٹریا اور فرانس نے اس کو اس طرز عمل سے باز رہنے کی بہت کوشش کی۔ ہسپانی اتحاد کی خواہاں یورپ کی تمام سلطنتیں تھیں یہاں تک پٹ غور کر رہا تھا کہ علاوہ دوسری رعایتوں کے منور کا کو دوبارہ فتح کرنے میں مدد دینے کے صلے میں جبرالٹر ہسپانیہ کو واپس کر دیا جائے۔ میریا تھیری سانے فرڈی نڈ کے مذہبی جذبات کو برا بیگھنے کرنا چاہا اور اسے یار لایا کہ مذہب کا ٹولیکی کو بد عقیدہ لوگوں کے حملوں سے بچانا چاہئے۔ ۱۷۵۸ء میں برٹش نے جواب وزیر خارجہ ہو گیا تھا ایک تجربہ کار دہرا کو س دو بے تیر میریا تھیری سا کی اس درخواست کی تائید کرنے اور خاندان اسٹوارٹ کے ساتھ دال کو جو عقیدت مندی تھی اسے کام لینے کے لئے ہسپانیہ بھیجا اور اسے یہ ہدایت دی کہ بالآخر ہسپانیہ سے ایک معارضہ اور مدافعت اتحاد اور زبردست رقمی امداد اور ایک بحری اتحاد میں شریک ہونے کا مطالبہ کرنے جس میں فرانس سویڈن اور ڈین مارک بھی شامل تھے۔ عہد نامہ ورسالز کو تسلیم کرنے کے صلے میں فرانس تیار تھا کہ جزیرہ منور کا ہسپانیہ کو واپس کر دیا جائے۔ مگر ۱۷۵۸ء میں برٹش کو ان کوششوں میں مطلق کامیابی نہ ہوئی بلکہ کو انگلستان کے ساتھ ہمدردی تھی اور اس کا اثر فرڈی نڈ پر اس قدر تھا کہ ہسپانیہ غیر جانب دار رہا گو امریکائی انگریزوں کی مسلسل کامیابیوں سے ہسپانی حکومت کو ہراس ہو گیا تھا۔ فرڈی نڈ کے عہد حکومت میں ہسپانیہ میں زراعت تجارت اور مصنوعات کو فروغ تھا مگر وال نے دو بے تیر کو جواب دیدیا کہ ہسپانیہ کی مالی حالت ایسی نہیں ہے کہ لاکھوں کی امداد دے سکے۔ سویڈن اور ڈین مارک کے بحری اتحاد کو بھی اس نے ٹال دیا کہ اس میں کوئی نفع نہیں

۲۵۲

اور بالآخر یہ جواب دیا کہ ہسپانیہ کا کام اس جنگ میں صرف یہ ہوگا کہ فرانس اور انگلستان میں صلح کرا دے۔

ہسپانیہ سے اتحاد پیدا کرنے میں جب ناکامی ہوئی تو یورپ میں لوئی پانزدہم اور آسٹریا اور روس کی کامیابی کا دار مدار باہمی اتحاد اور اعتماد پر تھا۔ مگر لوئی پانزدہم کی سمجھ میں یہ نہ آیا کہ سیریا تھیری سا اور ایلی زابیتچہ ملکہ روس کے دلوں سے مشبہ اور جسد کے خیالات کو دور کر دینا چاہئے اور یہ کہ پولینڈ میں اس کی سازشیں جنگ کے سر کرنے میں سد راہ ہونگی۔ فریڈرک اعظم کے خلاف میں جو جنگ چھڑ گئی تھی اس میں آسٹریا فرانس اور روس کی اغراض صرف اسی وقت حاصل ہو سکتی تھیں جب کہ ہر سہ دول مذکورہ بالائی الحقیقت ایک دوسری کی معاونت کریں۔ باہمی اعتماد اور اشتراک عمل کی کامیابی کے لئے سخت ضرورت تھی۔ فرانس پر لازم تھا کہ پولینڈ کے معاملات میں دست اندازی سے باز آتا اور اس موقع کی اہمیت کا لحاظ رکھ کر اپنے کارپردازوں کو حکم دیدیتا کہ واریسا میں سازشوں سے باز آئیں تاکہ زارینا ایلی زابیتچہ کے تمام شبہ دور ہو جائیں۔ مگر بد قسمتی سے لوئی پانزدہم انگلستان اور فرانس کی باہمی جدوجہد کے حقیقت کو کبھی نہ سمجھا۔ ویسٹ منسٹر کے صلح نامے اور اس کے بعد کوئی کی تبدیلی سے پولینڈ کے متعلق اس کی تدبیریں پس پشت رہ گئی تھیں لیکن جنگ ہفت سالہ پولینڈ میں فرانسیسی حکمت عملی کے شروع ہوتے ہی لوئی کو پولینڈ کے معاملات میں پھر دلچسپی ہو گئی اور خفیہ سفارتی کارروائیوں کے ذریعے سے اس نے وارسا میں

روس کی مخالف جماعت کی تائید شروع کر دی اور پولینڈ میں فرانس کے اثر کو برقرار رکھنے کی بے سود کوشش پر فرانس کے حقیقی مفاد کو قربان کر دیا۔ پریشیا پر حملہ آور ہونے میں روس اور آسٹریا کی تائید پر برس ہمہ تن آمادہ تھا اور اس نے بہت کوشش کی کہ وارسا کے فرانسیسی سفیر بروگنی کو روس کی مخالفت نہ کرنے پر مجبور کرے مگر لوئی کے خفیہ احکام کی بنا پر بروگنی نے سرکاری ہدایتوں کی مطلق پروا نہ کی۔ اس کا مکان روس کے پولی مخالفوں کا مرکز بن گیا اور پولینڈ میں سے روسی فوجوں کے گزرنے کی اس نے اس قدر مخالفت کی روسی سپہ سالار بغاوت کے خوف سے نہایت احتیاط سے پیش قدمی کرنے پر مجبور ہو گیا اور اس طور پر فریڈرک اعظم کو اپنی سلطنت کی

حفاظت کے انتظام کا موقع مل گیا اور
 ۱۷۵۷ء فریڈرک اعظم کی زندگی میں شاندار ترین تھا اور نہ صرف آسٹریا اور پرشیا
 کے تعلقات کی تاریخ میں وہ ایک نمایاں حد فاصل ہے بلکہ اس کی وجہ سے سلطنت
 پرشیا کے لئے نہایت ہی اہم نتائج مرتب ہوئے۔ فریڈرک کے دشمنوں نے تیاری
 کی تھی کہ بوقت واحد آسٹریا فرانس روس سوئیڈن اور شہنشاہت کی فوجیں اسکی
 سلطنت پر حملہ کر دیں لیکن شاہ پرشیا نے وہی چال اختیار کی جس کی
 وجہ سے سال گزشتہ میں اسے کامیابی حاصل ہوئی تھی یعنی اس نے خود حملے کی
 ابتدا کی اور بڑے مہیا پر یورش کر دی۔ پرگ میں فوجوں کا مقابلہ ہوا اور سخت جنگ کے
 پرگ کو کولن گراس جاگرس ابعجس میں شوے رین مالکین اور آسٹریا کی فوج کا بیشتر حصہ پرگ میں
 ڈورف کی لڑائیاں۔ محصور ہو گیا جیسا کہ پرتائیں ہوا تھا اس دفعہ بھی محصور فوجوں

کی سخت مقاومت کی وجہ سے فریڈرک کی تدبیریں کارگر نہ ہوئیں
 ڈان امدادی فوجیں لیے ہوئے قریب آ رہا تھا اس لئے فریڈرک نے قصد کیا کہ اس
 نئے دشمن کا بھی مقابلہ کرے قبل اس کے کہ وہ پرگ کے قریب پہنچ سکے۔ اگر
 اس نے اور اس کے جرنلوں نے ذرا سی فراست سے کام لیا ہوتا تو اس نے ڈان کو
 شکست دیکر اپنے دشمنوں کو اطاعت قبول کر لینے پر مجبور کر دیا ہوتا۔

۱۸ جون کو فریڈرک کو کولن میں شکست ہوئی یہ اس کے جرنلوں کی غلطیوں کا نتیجہ
 تھا جن سے وہ آسانی سے بچ سکتے تھے۔ پرشیا کی ۳۲۰۰۰ سپاہیوں میں سے ۱۲۰۰۰
 ضائع ہو گئے جس کا نتیجہ یہ کہ پرگ کا محاصرہ اٹھ گیا اور فریڈرک بڑے مہیا سے
 مراجعت کرنے پر مجبور ہوا اس کی تدبیریں خاک میں مل گئیں اور اس کا زعم باطل
 زائل ہو گیا۔ مگر اس سال کے اختتام کے قبل ہی اس نے اپنے دشمنوں کے اتحاد کو
 توڑ دیا اور کولن کی ہزیمت کی تلافی کر دی فریڈرک کی شکست کے فوری نتائج پرشیا کیلئے
 سخت مضر تھے۔ شہنشاہی فوج نے بہ عجلت شمالی جرمنی میں ایک فرانسیسی فوج سے
 شرکت کا انتظام کر لیا جو دیس تری اے کی سرکردگی میں ڈیوک آف کبرلینڈ کے
 مقابلے کے لئے روانہ ہوئی اور اس میں ایک کی جنگ میں فتح حاصل کر کے ڈیوک
 ڈی رشی لیو (دیس تری اے کا جانشین) نے ڈیوک آف کبرلینڈ کو کلوں ٹریوین

میں معاہدہ کرنے پر مجبور کیا۔ ۳۰ سرجون کوروسیون نے آپ رک سن کی سرکردگی میں سرحد کو عبور کیا اور بے میل پر قبضہ کر کے ۳۰ سراسست کو لی والد کو گراس جاگرس ڈور میں شکست دی۔ سوڈن نے بھی جنگ کا اعلان کر دیا اور اسٹرال سنڈ کو اپنی فوجی کارروائیوں کا مرکز قرار دیکر پوسے رانیا پر حملہ کر دیا۔ اگر آپ رک سن کا تعلق روس کے ولی عہد اور اس کی بیوی کیتھرین کی جماعت سے نہ ہوتا تو جو فریڈرک اعظم کو زیر کر دینے کی مخالفت تھی اور اگر ڈان کے مزاج میں ضرورت سے زیادہ احتیاط نہ ہوتی تو کولن اور گراس جاگرس ڈورف کی لڑائیاں پریشیا کے لئے مصیبت ہو جاتیں۔ آپ رک سن مداخلت کی غرض سے اپنی چھاؤنی میں مقیم رہا اور باوجود لاوڈن کے مشورے کے ڈان اور ٹھنرادہ چارلس نے حد درجہ احتیاط اور ضرورت سے زیادہ عاقبت اندیشی سے کام لیا جس کی وجہ سے پریشیا کی خستہ حال فوج کو قطعی صدمہ پہنچانے کا موقع جاتا رہا اور گو ۱۹ اکتوبر کو آسٹریا کی ایک فوج برلن میں داخل ہوئی اور گو آسٹریا کی فوجوں نے سائی نے شیا پر قبضہ کر لیا مگر حلیفوں نے کوئی بھی کارروائی نہ کی۔ آپ رک سن زارنیا کی علالت کے خبر سنا کر اور خصوصاً اس وجہ سے کہ وہ اور بیس ٹو زیو دونوں اس جماعت سے تعلق رکھتے تھے جسکی سرغنہ ولی عہد بگم تھی، بجائے جنگ کو جاری رکھنے کے اپنے فراقوں کو ساتھ لیکر موسم سرما بسر کرنے کے لئے کورلیٹ کو واپس ہو گیا۔ انگریزی حکومت نے کو سٹریڈوین کے معاہدے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور فریڈرک سے درخواست کی کہ وہ فرڈی نڈ آف برنس وک کو اس فوج کا سپہ سالار بنا دے جسے پٹ میدان جنگ میں بھیجنے والا تھا۔ ان سوانح حالات سے فریڈرک کی ہمت بڑھ گئی اور وہ فرانسیسی اور شہنشاہی متحد فوجوں کے مقابلے کے لئے آگے بڑھا جو سو بیس اور پرنس آف ہلڈ برگاسین کی سرکردگی میں سکسی پر حملہ آور ہونے والی تھی۔ ۱۵ اگست کے اوائل میں کوئی نے اپنے دو قابل ترین وزیروں کاونٹ دارژان سون کو برطرف کر دیا۔ یہ دونوں جرمنی کے معاملات میں فرانس کی مداخلت کے مخالف تھے اور نوآبادیوں کے بچانے کے خواہاں تھے۔ دارژان سون کی انتظامی قابلیت اور تجربہ دونوں جنگ ہفت سالہ میں بہت مفید ثابت ہوئے۔ اس کے زوال کی یہ وجہ تھی کہ اس نے میڈیم دی پومپادور

کو دربار سے خارج کر ادینے کی کوشش کی تھی۔ ان دونوں کی برطرفی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان پر از واقعات سالوں میں یکے بعد دیگرے کئی نا اہل اشخاص فرانس کے وزیر اے جنگ و بحریہ ہوئے۔

۵۸ نومبر کو فریڈرک اعظم کو روس باخ میں ایک فیصلہ کن فتح ہوئی جس سے دشمن کو روس باخ کی فتح ۵۸ نومبر نقصان عظیم ہوا۔ شہنشاہی فوج تتر بتر ہو گئی اور فرانسیسی رائے کے ۱۷۵۷ء۔ پار واپس چلے گئے۔

فتح روس باخ کے نتائج نہایت دور رس تھے۔ انگلستان میں فریڈرک کی فتوحات سے اس قدر خوشی ہوئی کہ پہاڑوں پر آگ روشن کی گئی اور امدادی فوجیں بھی گئیں۔ اہل جرمنی نے اس کو فرانس کے مقابلے میں ایک قومی فتح خیال کیا اور اس وقت سے فریڈرک اعظم کو ایک قومی ہیرو خیال کرنے لگے۔ جنگ ہول وڈ کی طرح روس باخ کی جنگ سے پرشیا کی نوخیز سلطنت کی قوت اور ہمت کا یورپ کو علم ہو گیا اور شیپولین کا خیال تھا کہ یہی جنگ ۱۷۹۹ء میں فرانس کے بوریون خاندان کے زوال کا باعث ہوئی۔ فریڈرک کے خیال میں جنگ روس باخ کی صرف یہ اہمیت تھی کہ اس کی وجہ سے وہ آسٹریوں کو سائیے شیا سے کال سکلیگا۔ شوڈٹنر کا سقوط عمل میں آچکا تھا اور چارلس آف لارین نے بے ورن کو شکست دیکر بریں لا اور لیگ ٹنر پر قبضہ کر لیا تھا اس لئے بغیر ایک قطعی فتح کے سائیے شیا کے پھرنے کی کوئی امید نہ ہو سکتی تھی۔ جیسا عادت صورت حال کو خوب سمجھ کر فریڈرک نے پھر لڑائی کی ٹھان لی خواہ اس میں فتح ہو یا شکست۔ ۵۸ دسمبر کو یعنی جنگ روس باخ جنگ لیون تھیں ۵۸ دسمبر ۱۷۵۷ء۔ جو بذات خود فریڈرک کو دنیا کے بڑے جرنلوں میں شمار کرانے کے لئے کافی ہے۔ پرشیا کی جنگی چالوں کو ڈان اور پرنس چارلس

مطلق نہ سمجھے اور یہ جنگ بھی فریڈرک کے ”ٹیڑھے حملے“ کی ایک بڑی مثال تھی۔ اس جنگ میں تین گھنٹوں میں پرشیا کی تیس ہزار فوج نے اسی ہزار آسٹریوں کو شکست فاش دی۔ سائیے شیا پر یہ استثنائے شوڈٹنر پرشیا کا قبضہ پھر ہو گیا اور ۱۷۵۷ء میں جرمنی کی فوجی تاریخ میں ایک قابل یادگار باب کا اضافہ ہوا۔

فریڈرک اعظم کو فوجی چالوں اور کوچ کے طریقوں میں جوید طوے حاصل تھا اسکی
۱۷۵۸ء میں کئی قابل یاد کار مشائیں ملتی ہیں سینہ مذکور کے آغاز میں مختلف شرکاء جنگ کی
تدبیروں اور طرز عمل میں تغیر تبدیل بھی ہوا۔ روس باخ اور لیو تھیں کی جنگوں سے
پٹ اور فریڈرک اعظم | فریڈرک تباہی سے بچ گیا تھا مگر اسکی حالت اب بھی بہت
نازک تھی۔ البتہ وہ انگریزوں کی امداد پر بھروسہ کر سکتا تھا۔
۱۷۵۸ء

پٹ نے ہاکسی لیستہ د لعل کے اپنی قوم کی ہمدردی
کے ثبوت میں اپریل میں پریشیا سے ایک جدید معاہدہ کیا جس کی رو سے ہینوور
کی فوج کی تنخواہ انگلستان نے اپنے ذمہ لیلی اور ایک صلح نامے پر دستخط کئے گئے
جس کی رو سے شاہ پریشیا کو ۶۷۰۰۰ سالانہ کی رومی امداد دینے کا انگلستان
نے وعدہ کیا پٹ کو خوب معلوم تھا کہ فرانسیسیوں اور انگلستان کے درمیان جنگ
سمندروں اور نوآبادیوں میں جاری تھی جس پر پوری توجہ نہ کرنے میں
فرانس نے سخت غلطی کی تھی مگر تاہم ہینوور کی حفاظت اور فریڈرک کی امداد کے لئے
اُس نے مالک غیر کی سپاہ کو رومی امداد دی گو اس کی توجہ زیادہ تر انگلستان کی
نوآبادیات کی توسیع پر مبذول تھی۔ پٹ کی حکمت عملی کا گریہ تھا کہ انگلستان کے لئے
امریکا جرمنی کے میدان جنگ میں فتح ہو جائے۔ میریا تھیری سا کو امید تھی کہ ہینوور
غیر جانب دار رہیگا مگر اس کی یہ امید اب زائل ہو گئی اور فرانس کو بھی اب یہ توقع
نہ رہی کہ ہینوور کی سلامتی کے لئے انگلستان نوآبادیوں میں اس کے ساتھ رعایت
کرنے پر مجبور ہوگا۔ مارچ کے اختتام کے قبل فرڈی نڈ آف برنس وک نے سرزمین
جرمنی کو فرانسیسی فوجوں سے پاک کر دیا جس سے ہینوور محفوظ ہو گیا۔

فرڈی نڈ آف برنس وک | فرڈی نڈ آف برنس وک جس نے اپنی فوجی قابلیت کا ثبوت
آسٹریا کی جنگ جانشینی میں دیا تھا چارلس ڈیوک آف برنس وک
اور فرمورڈ | ول فین بومیل (۱۷۲۵ء تا ۱۷۹۸ء) کا بھائی تھا جو فلپا چارلس

(فریڈرک اعظم کی ہمیشہ) کا شویر تھا۔ فرڈنڈ کی ایک بہن ایلن زامیتھ کرشن ٹین
کی شادی شاہ پریشیا سے ہوئی تھی دوسری کی شاہ پریشیا کے بھائی آگسٹس پیم
سے ہوئی تھی اور تیسری کی فریڈرک پنجم شاہ ڈین مارک سے چارلس جنگ ہفت سالہ

میں پرشیا کی طرف سے لڑا تھا اور اس کے بعد اس کا بیٹا چارلس ولیم فرڈینانڈس کا جانشین ہوا جسے جینا میں شکست ہوئی۔

۲۵۷

انگلستان روس سے نہ تو برسرِ جنگ تھا نہ اس نے بحیرہ بالٹک میں کوئی بیڑ بھیجا مگر اس میں شک نہیں کہ روس باخ میں روسیوں کی ہزیمت کے بعد انگریزی امداد شاہ پرشیا کے لئے نہایت مفید ثابت ہوئی جس نے نہ صرف اپنے دشمنوں کے اتحاد کو توڑ دیا بلکہ اس خطرے کو بھی دفع کر دیا جو اسے فرانس اور شہنشاہی فوج کی طرف سے تھا۔ بیل آئل جولائی ۱۸۵۷ء میں فرانس کا وزیر جنگ مقرر ہوا اور اپنے انتقال (جنوری ۱۸۵۸ء) تک برسرِ خدمت تھا مگر اس کی توجہ نہ تھی فوجی کارروائیوں میں کوئی کامیابی نہ ہوئی کیونکہ فرانسیسی جنرل نااہل تھے اور اس کی فوجوں کی حالت ابتر تھی۔

۱۸۵۸ء میں فریڈرک کے صرف دو دشمن تھے یعنی آسٹریا اور روس۔ اہلی زابیتھ کو اب تک اس سے سخت بغض تھا۔ روس باخ اور لیونٹین کی لڑائیوں کے نتائج سے اس کا غصہ اور بھی بڑھ گیا، اس لئے اس نے اپ رس کن کو معزول کر کے بجائے اس کے فرمور کو مقرر کیا۔ یہ روسی جنرل انگریزی الاصل تھا اور اس نے ۱۸۳۷ء تا ۱۸۳۹ء کی ٹرکی اور روس کی جنگ میں کارہائے نمایاں انجام دئے تھے۔ اسی طور پر میں ٹوزو کو معزول کر کے ملکہ نے دُورون زوڈ کو بجائے اس کے مقرر کیا جو آسٹریا کا طرفدار تھا۔ موسم سرما کے وسط میں روس کی فوج نے کوچ شروع کر دیا۔ جنوری میں مشرقی پرشیا پر ۳۱۰۰۰ روسی سپاہ نے قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد کوئنگز برگ، تھارن اور ایلنگ کو فتح کر لئے اور کرٹن کا محاصرہ کرنے کے بعد کوئی مزید کارروائی موسم سرما کے آغاز کے قبل نہ ہو سکتی تھی جب کہ اصل روسی فوج کے آنے کی امید تھی۔ فرانس اور آسٹریا کی فوجوں کو تو ناکامی ہوئی مگر سینٹ پیٹرس برگ میں امنی سفارتی کارروائیاں بار آور ہوئیں۔ گرنیڈ ڈیلوک پیٹر اور اس کی بیوی کی تھمرین کا روسی سیاست پر کوئی اثر باقی نہ رہا، لوئی اور اہلی زابیتھ کے درمیان میں مراسلت شروع ہو گئی اور فرانس اور روس کے درمیان بلا واسطہ غیرے اتحاد کے قیام پر بحث ہونے لگی۔

۱۷۵۸ء کے موسم بہار میں فریڈرک نے باوجود اپنے اکثر مشیروں کے مخالفت کے اول ٹنز کا محاصرہ

پیش قدمی کر کے روسیوں کی آمد کے قبل آسٹریا پر حملہ کرنے کا

ہتھیہ کر لیا۔ ڈان کو بوسے میا میں چھوڑ کر جو پرس چارلس کی

علحدگی کے بعد آسٹریا کا سپہ سالار ہو گیا تھا فریڈرک نے شوئیڈ ٹنز پر دوبارہ قبضہ کر لیا

اور اول ٹنز پر قبضہ کرنے اور خود وائینا پر دھمکی دینے کی غرض سے مورے دیبا کی طرف

بڑھا۔ اسے امید تھی کہ اول ٹنز کے فتح ہوتے ہی آسٹریوی فوجیں بوسے میا سے مرجعت

کرینگی۔ محاصرہ ۲۷ ستمبر سے شروع ہوا اور زور و شور سے جاری تھا مگر جیسے جیسے

دن گزرتے گئے اس محاصرے کی حالت بھی ایک حد تک وہی ہوئی جو ۱۷۵۷ء

میں پریگ کے محاصرے کی تھی۔ دونوں موقعوں پر ایک زبردست فوج

فریڈرک کے ذرائع آمد و رفت منقطع کرنے کے لئے موجود تھی۔

مگر ۱۷۵۷ء میں لائوڈن نے اپنی فوجی قابلیت سے کچھ اثر پیدا کر لیا تھا اور ۲۶

جولائی ۱۷۵۷ء کو میجر جنرل ہو جانے کی وجہ سے اب وہ فریڈرک کی تدبیروں میں

کافی مداخلت کر سکتا تھا۔ لائوڈن اسکاٹ لینڈ کے ایک قدیم خاندان سے تعلق رکھتا

تھا اور اس نے میونخ کے ساتھ روس میں فوجی خدمات انجام دی تھیں۔ فریڈرک عظیم

نے اسے اپنی سلک ملازمت میں لینے سے انکار کر دیا تھا اس لئے وہ آسٹریا کی فوج

میں داخل ہو گیا اور اپنی کارگزاری سے ثابت کر دیا کہ سپہ سالار کی حیثیت سے

پرنس یوجین کے بعد اس کا درجہ تھا

اگر بجائے ڈان یا پرس چارلس کے، جنگ ہفت سالہ میں لائوڈن آسٹریا

کا سپہ سالار ہوتا تو آسٹریا کے لئے اس جنگ کے نتائج بالکل مختلف ہوتے۔ مگر تاہم

لائوڈن بول ٹنز کے محاصرے اس نے اپنے آپ کو فریڈرک کا زبردست حریف ثابت کر دیا

اور اول ٹنز کے محاصرے کو اس نے اپنی سرگرمی اور حسن تدبیر

کو اٹھا دیا ہے۔

سے اٹھا دیا۔ محاصرے کے آغاز کے سات ہفتوں کے بعد اس نے

رسد کی تین ہزار گاڑیوں کو چھین لیا جسکی وجہ سے یکم جولائی کو فریڈرک محاصرے سے

باز آیا۔ شاہ پریشیا کی یہ ناکامی لائوڈن کی شہرت کا باعث ہوئی اور اسے فیلڈ مارشل

نفتھٹ کے منصب اعلیٰ پر ترقی دی گئی

سال کے باقی ماندہ ایام میں جو فوجی کارروائیاں ہوئیں وہ قابل یادگار ہیں
فریڈرک کا اول ٹنر سے بڑھ کر پیدا ہوتے ہوئے سائی لے شیا کی طرف مراجعت کرنا
بجائے خود ایک عظیم الشان کارنامہ تھا۔ بران ڈین برگ کو بھی اس نے روسی حملے سے
محفوظ رکھا جس سے اس کی سرگرمی اور استقلال کا ثبوت ملتا ہے۔ روسی مشرقی
پرشیا اور پولینڈ پر قبضہ کر کے قتل و غارت گری کرتے ہوئے شمالی جرمنی پر حملہ آور
ہو رہے تھے۔ فریڈرک نے فرانک فورٹ کی طرف بڑھ کر جو اوڈر پر واقع ہے ساونٹ ٹون
جنگ زورن ڈورف کی فوجوں سے مل گیا اور ۲۵ اگست کو زورن ڈورف کی جنگ
۲۵ اگست ۱۸۰۶ء

۲۵۹

قبل کبھی نہ ہوئی تھی۔ انسانیت کو اس جنگ میں ذرا سا بھی دخل
نہ تھا اور دس لکھنٹوں تک وحشیانہ غنیمت و غصب اور سرگرمی کے ساتھ جنگ جاری رہی
جو دن کے ڈھلنے کے بعد ایک دست بدست مقابلے میں تبدیل ہو گئی جس میں سخت
ابتہری کی حالت میں دونوں فوجیں ایک دوسرے کے ساتھ دست بگریباں ہو گئیں
اس جنگ میں صرف دو امور قابل تذکرہ ہیں یعنی پرشیا کے سواروں نے فریڈرک کی
سرکردگی میں اپنی جانبازی کا ثبوت دیا اور روسی نہایت استقلال سے لڑے اور
یہ جنگ فی نفسہ فیصلہ کن نہ تھی مگر اہل پرشیا کی فتح میں کلام نہیں۔ پرشیا کے
۱۱۵۰۰ سپاہی کام آئے مگر روسیوں کے ۲۱۰۰۰ آدمی ۱۰۰ توپیں اور ۳۰ جھنڈے
ضائع ہوئے اور فروری چند روز کے بعد اچھی ترتیب کے ساتھ پولینڈ کی طرف لوٹ
گیا اور اس نے اہل سوڈن کی معاونت کا خیال چھوڑ دیا۔ بران ڈین برگ تو
اس طور پر محفوظ ہو گیا مگر وائینا میں ایک دوسرے حملے کی تدبیریں پختہ ہو رہی تھیں
یعنی ڈان شہنشاہی فوج کی تائید سے جو ڈیوک آف زوی بروکین کے زیرِ کمان تھی
پرنس ہنری کو نہایت دیکر ڈریس ڈین پر قابض ہو جائے اور ایک دوسرے آسٹری
فوج سائی لے شیا میں داخل ہو کر نیس کا محاصرہ کر لے۔ آسٹریوں کی توجہ زیادہ تر
سیکسی کی طرف تھی اور ۵ ستمبر کو جنرل میگواٹر نے سوین سٹین پر قبضہ کر لیا جو پرنس
ہندی پر واقع تھا۔ شاہ پرشیا انتہائی عجلت کے ساتھ ڈریس ڈین کو عین وقت
واپس آیا اور اس نے ڈان کے مجوزہ اتحاد کو توڑ دیا اور آسٹریوں کو مدافعتی تدابیر کے

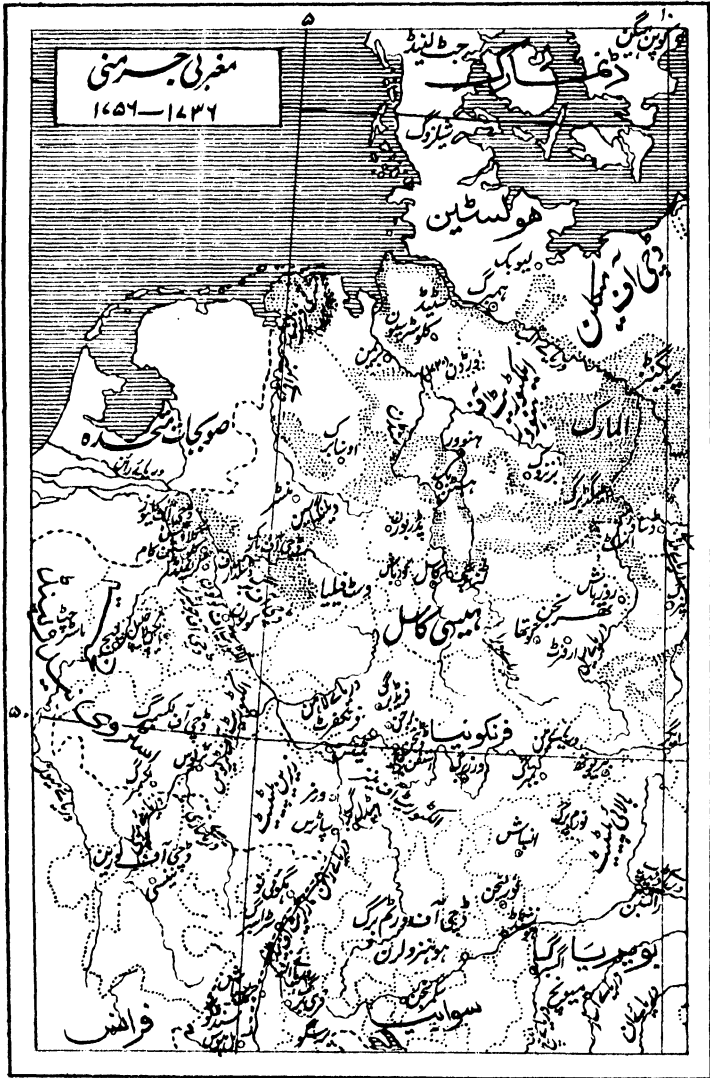
اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔ فریڈرک کی فوج جس موقع پر تھی وہ بہت زبردست تھا مگر ڈان کی طرف کوچ کر کے اس نے اپنی حالت کو خراب کر دیا کیونکہ ڈان کی فوج تعداد میں اُس کی فوج کے دوچند تھی اور اپنی ضد اور خود رانی کی وجہ سے وہ ایک ایسے موقع پر خیمہ زن ہوا جو آسٹریا کے خیمہ گاہ کے مقابلے میں قابل اطمینان نہ تھا اور آسٹریا کی فوج کے زو میں تھا۔

۳۱ اکتوبر کو ڈان نے اپنی موقع کو تاک کر اہل پریشیا پر ہونچ کر خیمیں پر حملہ ہونچ کر خیمیں میں فریڈرک کر دیا مگر اپنی انتہائی احتیاط کی وجہ سے اس فتح سے کوئی نفع کی شکست ۳۱ اکتوبر ۱۸۶۶ء نہ اٹھا سکا۔ فریڈرک تعجب انگیز جسارت کے ساتھ مسلسل کوچ کرتا ہوا ٹیس اور کو سیل کی طرف پہونچا اور ہارش کو ان دونوں مقامات کا محاصرہ اٹھا کر بوسے میا کی طرف مراجعت کرنے پر مجبور کیا اس کے بعد اسی عجلت کے ساتھ سیکنی کو واپس آیا اور ڈریس ڈین کو ڈان سے پکڑا سے سرحد کو عبور کرنے پر مجبور کر دیا۔ اہل پریشیا کا اب ہر طرف بول بالا تھا۔ گو کلیوز اور ہیس فرانس کے قبضہ میں تھے اور شرقی پریشیا روس کے پنجے میں تھا مگر انگلستان کو نوآبادیوں میں فرانس کے مقابلے میں کامیابی ہوئی تھی۔ اُس کے علاوہ فرمور کو بران ڈین برگ پر حملہ کرنے میں ناکامی ہوئی تھی ڈان کو بوسے میا کی طرف لوٹ جانا پڑا جس کی وجہ سے سائی لے شیا اور سیکنی پر فریڈرک کا قبضہ برقرار رہا اور سویڈن نے پوسے رانیا پر جو حملہ کیا تھا وہ بھی دفع کر دیا گیا۔

۲۶۰

مغربی جرمنی میں فرڈی نڈ آف برنس وک نے ہینڈور کو فرانسیسیوں سے پاک کر کے فرڈینڈ آف برنس وک ۳۱ سرجون کو انھیں کری فیلڈ میں شکست دی اور ان کی ایک مغربی جرمنی میں ۱۸۶۷ء بیج کو جو ڈیوک ڈی رشی لیو کے جانشین کا ونٹ دی کلیر مون کے زیرِ کار تھی رائن کے پرے بھگا دیا۔ ورے موٹہ اور ڈین ڈر موٹہ

بھی ان کے ہاتھوں سے نکل گئے اور ویسٹ فالیہ کے استقنی اضلاع پر فرڈینڈ کا قبضہ ہو گیا کلیر مون کو بذات خود نا اہل تھا مگر اُس کی ہزیمت کی وجہ زیادہ تر یہ تھی کہ رشی لیو فوج کو نہایت اتر حالت میں چھوڑ گیا تھا۔ کلیر مون بھی اب علحدہ کر دیا گیا اور بجائے اُس کے مارکوس دی کون تادی مقرر ہوا۔



(نیز نقاط علاقے پر مشتمل ہیں)

میٹیم ڈی پوم پادور کو اب یہ فکر ہو گئی کہ مین کی فوج کو تقویت دی جائے جس نے اس کے دوست سوئوئاس کی سرکردگی میں کیسل کو لیلیا اور دی بروک لی کے زیرِ کمان جو ہر اول فوج تھی اس نے ایک جرمنی فوج کو بتایا ۲۳ جولائی سن ۱۸۰۷ء شاسین میں شکست دی فرانسیسیوں کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے فرڈی ہنڈ نے جس کی مدد پر بارہ ہزار انگریزی سپاہی پہنچ گئے تھے کون تادی کا تعاقب چھوڑ دیا او کیسل کے قریب لوئر برگ پر سوئوئاس کی فوج کے مقابلے کے لئے پہنچ گیا۔ اس مقام پر بتایا کہ مراکتو پرشے ویر کی سرگرمی کی وجہ سے جس نے ساگر شتہ پر یگ میں نام آوری حاصل کی تھی سوئوئاس کو ایک خفیف سی کامیابی حاصل ہوئی لیکن اس سے فرانسیسیوں کو بہت کم نفع ہوا۔

مگر باوجود اس کے کہ فرانسیسی کیسل پر اور روسی مشرقی پریشیا پر قابض تھے اور پریشیا اور فرانس کی حالت انگریزوں کو سینٹ مالو اور شتہ برگ کی یورش میں کامیابی نہ ہوئی تھی مگر ۱۸۰۷ء کے اختتام پر۔ اس وقت تک فریڈرک کو اپنے کثیر التعداد دشمنوں کے حملوں کے دفع کرنے میں کامیابی ہوئی تھی۔ ۱۸۰۷ء ہی میں یہ امر عیاں ہو گیا

۲۶۲

تھا کہ جب تک روس آسٹریا اور فرانس میں کامل اتحاد عمل نہ ہو شاہ پریشیا کی حکومت کو زیر و زبر کر دینا دشوار ہے۔ ۱۸۰۷ء میں اس قسم کا گہرا اتحاد ناممکن معلوم ہوتا تھا کیونکہ فرانس آسٹریا اور روس کی سلطنتوں کو کافی ودانی امداد دینے سے مجبور نظر آتا تھا اس لئے کہ فرانس کو خشکی اور سمندر دونوں پر ہزیمت ہوئی تھی اس کے سوا اعلیٰ انگلستان نے ناکہ بندی کر دی تھی اس کی نوآبادیوں کے ساتھ اس کے ذرائع آمد و رفت منقطع ہو چکے تھے اور لوئی برگ اور قلعہ دوکین اس کے ہاتھ سے نکل گئے تھے جن کے ذریعے سے گناڈا اور سیسی کے صوبجات کے درمیان آمد و رفت ممکن تھی اس کے ملکی انتظامات میں سخت ابتری تھی اور یورپ کو اس کی حکومت کی نااہلی اور اسخطاط کا پورا علم ہو گیا تھا۔ برٹش نے بھی تسلیم کر لیا تھا کہ جنگ کے جاری رکھنے میں اب کسی کامیابی کی امید نہیں اس لئے اب وہ براعظم یورپ پر اس و امان قائم کرنے کی فکر میں تھا۔ فریڈرک کو بھی اب فرانس کی طرف سے مطلق ہراس نہ محنت اور قرین قیاس معلوم ہوتا تھا کہ اس کے تیوں مخالف (آسٹریا فرانس روس) تسلیم

کر لینگے کہ وہ اسکی سلطنت کی تسخیر سے مجبور ہیں۔
 ۱۷۹۰ء میں عام مصالحت کا ہو جانا خلافت قیاس نہ معلوم ہوتا تھا۔ برنس بھی صلح کا خواہاں تھا کیونکہ اسے فرانس کی حکومت کے انحطاط اور اس کے انتظامات کی ابتری اور جنگ کے جاری رکھنے میں جو دقتیں تھیں انکا پورا احساس تھا انگلستان کے بحریہ نے فرانس کو بالکل بے دست و پا بنا دیا تھا اور اس کے تجارتی جہازوں کو تباہ و برباد کر کے ہندوستان کناڈا اور جزائر ان تیل کے ساتھ اس کے ذرائع آمد و رفت کو منقطع کر دیا تھا۔

انگلستان کی شکایات کی بنا پر دوپلے ہندوستان سے ۱۷۹۰ء میں واپس بلا لیا گیا تھا اور اس کے جانشین گودی بیوانگریز صلح کر کے دوپلے کی فتوحات سے دست کش ہو گیا۔ امریکاییں انگریزی اور فرانسیسی آبادکاروں کے مناقشات کا سلسلہ جاری تھا اور گو موت کام نے فرانس کے مقبوضات کی حفاظت کے لئے زبردست کوششیں کیں مگر خود فرانس نے اسکی کافی مدد نہ کی۔ براڈوک کی فوج کو ہزیمت دینے کے بعد موت کام نے اوس وی گو پر قبضہ کر لیا جو جھیل اون ٹے ریو پر واقع ہے اور اسکے بعد اس نے انگریزوں کو پھرتی کون دی روگامیں شکست دی مگر لوئی برگ یاقلہ درکین کو نہ بچا سکا۔ موت کام نے جب امداد کا مطالبہ کیا تو فرانس کے وزیر خارجہ برنس نے جواب دیا کہ جب کسی کے گھر میں آگ لگ جائے تو اسے اٹھیل کی فکر نہیں رہتی اور بیل آئل وزیر جنگ نے بھی صاف جواب دیا کہ ملک بھیجنا ناممکن ہے برنس ہوشیار اور عاقبت اندیش تھا مگر فریڈرک اعظم یا پٹ کا مد مقابل نہ تھا برنس کا زوال شواہیل اس میں وہ استقلال نہ تھا جو مصائب کے برداشت کرنے کا عروج یا کسی قطعی حکمت عملی کے عمل میں لانے کے لئے ضروری ہے۔

۲۶۳

شکست سے وہ مایوس ہو جاتا تھا اور مقاومت کے لئے نئی تدبیریں سوچ نہ سکتا تھا۔ آسٹریا سے غیر مساوی اور تباہ کن شرائط پر اتحاد کرنے میں فرانس جن مصائب میں پھنس گیا تھا ان سے نجات حاصل کرنے کی اس کے خیال میں صرف یہی ایک تدبیر تھی کہ صلح کرنی جائے۔ صلح کی گفتگو شروع کرنے کے لئے اس نے میریا تھیری سا کی منظوری حاصل کرنی تھی مگر نپل اس کے کہ ملکہ روس سے مشورہ کیا جا

میڈیم دی پوم پادور کی سازش سے وہ مغزول ہو گیا۔ میڈیم دی پوم پادور اس کی صلح پسندی کی مخالف تھی اور پریشیا پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے جنگ کو جاری رکھنا چاہتی تھی۔ ۳۰ نومبر کو برنس کا رڈنل منتخب ہوا اور ۱۳ دسمبر کو جلاوطن کر دیا گیا اور اسکے زوال کے بعد سے شو اسیول کے تحت میں فرانسیسی حکمت عملی میں پھر جان پیدا ہو گئی (۱) برنس کی تذلیل کے بعد کلونٹ دی شو اسیول استائیں ول دائینا سے واپس بلوا کر دیوک دی شو اسیول کے خطاب سے ممتاز ہوا اور وزیر خارجہ مقرر ہوا۔ فرانس کا اب وہ سربراہ اور دہ ترین وزیر ہو گیا۔ اور چند سالوں تک اسے فرانس کے دربار میں سب سے زیادہ اقتدار حاصل تھا۔ شو اسیول لارین کا باشندہ تھا اور جوانی میں فوج میں ملازم تھا۔ اس کے بعد سفارتی خدمات پر متعین ہوا اور دائینا کے دربار میں ہر دل عزیز تھا میڈیم دی پوم پادور کی بھی نظر عنایت اس پر تھی اور مادی موازیل کروڑا دو شا تیل سے شادی کرنے سے وہ بہت مالدار ہو گیا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ جنگ ہفت سالہ کے اواخر میں اس کے برسر اقتدار ہونے سے اس کے ملک کو بہت نفع ہوا کیونکہ اس نے فرانس کے طرز عمل میں استقلال پیدا کیا اور مزید نقصانات سے اگر وہ فرانس کو بچانے میں ناکام ہوا تو اس کا باعث اولاً اس کے پیش روؤں کی غلطیاں تھیں اور ثانیاً اس کی تدبیروں میں لوٹی پائزدہم کی مداخلت ہو

شو اسیول اعلیٰ درجہ کا مدبر نہ تھا مگر اس کی قابلیت میں شبہ نہیں اور استقلال سرگرمی اور فراست میں اپنے ہم عہدہ وزیر پر فوقیت رکھتا تھا۔ شو اسیول آٹھ دس گھنٹے روز کام کرتا تھا اور اس کے برسر اقتدار ہونے سے فرانس کی وزارت خارجی میں ایک انقلاب ہو گیا۔ دربار شاہی کے آداب سے بخوبی واقف ہونے کے علاوہ اسے علوم و فنون میں بھی دخل تھا۔ کثیر المشاغل ہونے کی وجہ سے اس کی علمی زندگی کے

(۱) دیکھو برنس کی سوانح عمری جسے فریڈرک اسون نے مرتب کیا ہے پڑ
(۲) شو اسیول ۱۷۵۸ء سے ۱۷۶۷ء تک وزیر خارجہ تھا ۱۷۶۷ء سے ۱۷۷۱ء تک وزیر بحریہ اور ۱۷۶۷ء سے ۱۷۷۱ء تک وزیر جنگ و معاملات خارجہ۔

متعلق اب تک قطعی رائے قائم نہیں ہوئی ہے۔ اسکا اولایہ خیال تھا کہ ہسپانیہ سے اتحاد کر کے اسکی وساطت سے انگلستان سے صلح کر لے تاکہ فرانس پر انگریزوں کی جنگ پر اپنی توجہ پوری طور پر مبذول کر سکے۔ مگر جب اسے معلوم ہوا کہ اسکی یہ تدبیر کارگر نہ ہوگی تو اس نے انگلستان اور پریشیا کے خلاف میں جنگ کو سرگرمی کے ساتھ جاری رکھنے اور ۱۷۵۷ء کے معاہدہ ورسالز کی شرائط کی ترسیم کا قصد کر لیا تاکہ فرانس کا بارگراں ہلکا ہو جائے۔ اسلئے جنگ کے جاری رکھنے کا اعلان کر کے اس نے آسٹریا سے دو جدید صلح نامے دسمبر ۱۷۵۷ء میں مرتب کرائے جنکی توثیق مارچ ۱۷۵۹ء میں ہوئی۔ ان میں سے ایک علانیہ تھا اور ایک خفیہ^(۱)۔ ان صلح ناموں کی رو سے شاہی خاندانوں میں شادیوں کا انتظام کیا گیا یعنی آرج ڈیوک جوزیف کی شادی پارما کی شہزادی انزابیلا (لوئی پانزدہم کی نواسی) سے ہو اور آرج ڈیوک کے بھائی لیوپولڈ کی شادی نیپلز کی ایک شہزادی سے ہو^(۲)۔ اس کے علاوہ یہ بھی طے ہوا کہ کوئی ملک بغیر دوسرے کے مشورے کے علیحدہ مصالحت نہ کرے اور فرانس آسٹریا کو سانی لے شیا اور گلاٹز کے فتح کرنے میں ہر طرح سے مدد کرے۔ گوان دونوں اضلاع کے فتح ہونے تک فرانس جنگ کے جاری رکھنے پر مجبور نہ تھا اور گو پریشیا کے حصے بخرے کرنے کا اس صلح نامے میں ذکر نہ تھا مگر ان صلح ناموں میں بھی بنسبت فرانس کے آسٹریا کو نفع تھا۔ فرانس نے جرمنی میں اپنی فوج میں اضافہ کرنے کا عہد کیا اور آسٹریا کو مزید مقبوضات کے حاصل کرنے کے لئے اسے اس تباہ کن جنگ کو جاری رکھنا پڑا۔ اہل فرانس کو اس جنگ اور آسٹروی اتحاد سے سخت نفرت ہو گئی تھی اور انھیں شبہ ہو گیا تھا کہ شوا سیول اسے جاری رکھنا چاہتا ہے^(۳)۔ شوا سیول کو فرانس کو آسٹروی اتحاد سے بالکل علیحدہ کرنے میں ناکامی ہوئی

۲۶۵

۱۔ فرانس اور آسٹریا کے اس معاہدے کو بعض وقت ورسالز کا تیسرا صلح نامہ کہا جاتا ہے۔

مگر اس نے فرانس کی فوجی شہرت کو برا عظم اور سمندروں پر بحال کرنے کی مردانہ وار کوشش کی۔ اس نے یہ تدبیر سوچ لی کہ مینو وور کو فرانس کی فوجیں فتح کر لیں اور نوآبادیوں کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے انگلستان پر حملہ کر دیا جائے۔ فریڈرک کو مغلوب کرنے کا کام روسیوں اور آسٹریوں پر چھوڑ دیا جائے اور فرانس کی فوج کے بیشتر حصے ہی انگلستان پر ایک زبردست حملہ کرنے کا کام لیا جائے یعنی لندن پر قبضہ کر کے کنال ڈا اور پانڈی چیری کو واپس لیا جائے۔ ٹولون اور بریسٹ میں بیڑے تیار کئے گئے اور شیواسیول نے دورون روڈ کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ روسی فوج کا ایک حصہ سویڈن کے جہازوں میں اسٹےٹن میں سوار ہو اور گوٹن برگ میں سویڈن بارہ ہزار فوج لیکر اسکاٹ لینڈ میں لنگر انداز ہو کر انگلستان اور اسکاٹ لینڈ پر حملہ آور ہونے والی فوجوں کے سپہ سالار علی الترتیب سوہواس اور دانی گوئی لون مقرر ہوئے مگر دونوں نااہل تھے بحری فوج کے افسر اعلیٰ ۱۷۵۹ء میں فرانس کی دی لاکلو کون فلان اور تھورو تھے۔ یہ تینوں بھی محض بیکار تھے انہیں میں مطلق کامیابی نہ ہوئی اور ۱۷۵۹ء میں فرانس کو سخت ہزیمتیں۔ نقصان برداشت کرنے پڑے۔

جنوری میں جزیرہ گوری (مغربی افریقہ) پر قبضہ ہو جانے کی خبر انگلستان پہنچی اور جون میں گوادالوپ کے فتح ہو جانے کا اعلان کیا گیا۔ فرانسیسیوں نے دی لاکلو، کون فلان اور تھورو کے بیڑوں کو مجتمع کرنے کی کوشش کی جو علی الترتیب ٹولون بہریت اور ڈن کرک میں لنگر انداز تھے۔ مگر انگریزی جہاز ان کی تاک میں لگے ہوئے تھے اور اس مہم میں بھی فرانسیسیوں کو سخت زک ہوئی۔ بوس کا دین کو لاکوس میں دی لاکلو پر ایک زبردست فتح حاصل ہوئی (۱۷ اگست) اور ۲۲ نومبر کو ہاک نے کون فلان اور بریسٹ کے بیڑے کو خلیج کوئی برون میں شکست دی۔ راؤڈی نے پاور پر گولہ باری کی۔ تھورو کو بھی ناکامی ہوئی اور اس کا بیڑا جس نے آئر لینڈ کا رخ کیا تھا تباہ ہو گیا۔ اس طور پر فرانس کا بیڑا نیست و نابود ہو گیا اور انگلستان پر حملہ کرنے کے منصوبے خاک میں مل گئے۔ ان ہزیمتوں کے علاوہ وولف نے ۱۸ ستمبر کو کوئی بیک پر قبضہ کر لیا اور اس طور پر کیناڈا فرانس کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ انگریزی فوجوں کو ہندوستان میں بھی مسلسل کامیابیاں نصیب ہوئیں۔ ۲۷ جون ۱۷۵۷ء کو کلاؤ کو پلاسی کی جنگ

میں فتح ہوئی جس کی وجہ سے کلکتہ پھر انگریزی اثر قائم ہو گیا۔ اور فرانسیسیوں کا اثر رفتہ رفتہ زائل ہونے لگا۔ ہائیک کے جنگ وان دی دالش (جنوری ۱۷۹۷ء) نے اسکا خاتمہ کر دیا۔

براعظم یورپ میں بھی شوالسیول کی تدبیریں کارگر نہ ہوئیں گو اس نے جرمنی کی میڈین کی جنگ یکم اگست فرانسیسی فوجوں کی امداد کے لئے مزید فوجیں روانہ کی تھیں جنوبی ۱۷۹۷ء صبح کی تجویزیں۔ فرانسیسی فوج کے سپہ سالار دی بروگ لی نفرڈی نند آف پریس وک کو جو فرانک سٹورٹ پر حملہ آور ہونے والا تھا ۱۳ اپریل کو بگس میں

شکست دی تھی اور اسکے بعد مارشل کون تادی (سپہ سالار افواج شمالی) کی فوج سے مل کر کیسیل اور مٹن کو فتح کر لیا۔ مگر ہینوور کو فرڈیننڈ نے اپنے کمال سے بچا لیا اور یکم اگست کو بمقام من ڈین اسے ایک قطعی فتح حاصل ہوئی جس کی وجہ سے فرانسیسی ہیس سے خارج کر دے گئے، کون تادی معزول کر دیا گیا اور دی بروگ لی تیسام فرانسیسی فوج کا سپہ سالار مقرر ہوا۔ شوالسیول کو روس کے نااہل سپہ سالار سال کی کوور کی سرگرم معاونت حاصل کرنے میں بھی ناکامی ہوئی جو فرمور کا جانشین ہوا تھا۔ سال کی اسے ٹیگن کا محاصرہ نہ کرنا چاہتا تھا جس میں بہت دیر لگنے کا اندیشہ تھا اور اس کے علاوہ روس انگلستان سے اپنے تعلقات کو منقطع کرنا بھی نہ چاہتا تھا کیونکہ انگلستان اور روس برسر جنگ نہ تھے اور گوروس فرانس کا حلیف تھا مگر انگلستان کا دشمن بھی نہ تھا بجائے اس کے کہ ایلن زائیٹھ جارح دوم کو اس کے تخت و تاج سے محروم کرنے کی کوشش میں فرانس کی معاونت کرتی اس نے صرف بحیرہ بالٹک سے غیر ملکی جہازوں کو خارج کرنے کے لئے سویڈن سے ۸ مارچ کو ایک معاہدہ کر لیا جس میں فرانس اور ڈین مارک سے بھی شرکت کی درخواست کی گئی۔ روس اور سویڈن نے انھیں اصول کا اعلان کر کے جسے ۱۷۹۷ء میں اتحاد شمالی نے قبول کر لیا تھا، بحیرہ بالٹک میں امن و امان کے قیام رکھنے کی متدانہ کوشش کی۔ سنہ مذکور کے اختتام کے قبل ہی شوالسیول کو مجبوراً پریس کے طرز عمل کی طرف عود کرنا پڑا اور وہ اس فکر میں ہو گیا کہ روس کی وساطت سے صلح کی گفت و شنید شروع کرے۔ مالک غیر کے درباروں میں جو فرانسیسی سفیر متعین تھے ان سے

لوئی پانزدہم خفیہ طور پر مصلحت کرتا تھا، شوا سیول نے اس طریقے کو روکنے کی سخت کوشش کی اور مارچ ۱۷۹۱ء میں لوئی کے معتمد ترسیر کو برطرف کر دیا۔ لوئی کا ایک اور پٹھو دوران تھا جسے علیحدہ کر کے بجائے اس کے پول می وار سا بھیجا گیا اور اسے ہدایت کی گئی کہ روس کی تائید کرے مگر شوا سیول کو بہت جلد معلوم ہو گیا کہ کوئی خفیہ سازش ایسی ہے جو پول می تک اس کے احکام کو پہنچنے نہیں دیتی۔ اسی طرح جب اس نے روس کی وساطت حاصل کرنے کی کوشش تو اسے مزید دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اس نے فرانس کے سفیر متینہ روس سسی لوپی تال کو ایک مراسلہ مورخہ ۸ جولائی ۱۷۹۱ء کے ذریعے سے روس کے وزیر اعظم کو یہ بات سمجھانے کی ہدایت کی کہ اب آسٹریا اور پریشیا میں مصالحت کر دینا قرین مصلحت ہے۔ شوا سیول کو اس تدبیر سے یہ امید تھی کہ کچھ عرصے کے بعد اسی طرح سے روس کی وساطت سے فرانس اور انگلستان کے درمیان بھی مصالحت کی گفتگو ہو سکیگی۔ اگر مصالحت کے ضروری ہونے کے متعلق اسکی مدبرانہ تجویز کو ۱۷۹۱ء میں منظور کر لیا جاتا تو فرانس ان نقصانوں اور ذلتوں سے بچ جاتا جو ۱۷۶۳ء میں اسے برداشت کرنے پڑے۔ مگر حسب سابق لوئی پانزدہم کی خفیہ سفارتی کارروائیاں اسکی سد راہ ہوئیں۔ لوپی تال نے اپنے معتمد دلوں کے ایما سے جو شاہ فرانس کے خیالات سے واقف تھا، یہی مناسب سمجھا کہ اپنے افسر اعلیٰ (وزیر خارجہ) کے احکام کی پرواہ نہ کرے۔ اس طور پر شوا سیول کی تدبیر میں خاک میں مل گئیں۔

لوئی پانزدہم ان معاملات کو انگلستان سے راست طے کرنا چاہتا تھا، اور روس کی وساطت سے کام لینے کی تجویز کو ناپسند کرتا تھا اس لئے اس نے اپنا پورا زور شوا سیول کے خلاف لگا دیا۔ پٹ نے فرانس سے علیحدہ مصالحت کرنے کی تجویز سے صاف انکار کر دیا تھا۔ ۱۳ اگست ۱۷۹۱ء کو سالٹی کوئو کوئزس ڈورف میں فتح حاصل ہوئی روسی حکومت کو اس فتح سے بے انتہا مسرت ہوئی اور اس نے قصد کر لیا کہ جنگ کو جاری رکھ کر مشرقی پریشیا کا اپنی سلطنت پر الحاق کرے اور آسٹریا اور فرانس سے اس اضافہ ملک کو تسلیم کراے۔

اس وقت معلوم یہ ہوتا تھا کہ کوئزس ڈورف کی جنگ نے پریشیا کا قلع قمع

کر دیا تھا۔ ۱۷۵۵ء میں فریڈرک کسی سے دبا ہوا نہ تھا مگر اس کا ملک اب بالکل خستہ حال ہو گیا تھا۔ اس کے اخراجات اس کے ذرائع آمدنی سے زیادہ تھے اور انگلستان کی جنگ کو بڑے دورے مالی امداد اخراجات کے لئے کافی نہ تھی۔ آسٹریا کی فوجیں تجربہ حاصل کرتی جاتی تھیں اور آسٹریا کے جنرل فن حرب میں ترقی کر رہے تھے مگر فریڈرک کی حالت وہی تھی جو پنولین کی واکرام کی معرکہ آرائی کے بعد ہوئی یعنی اس کے دشمن اسکی چالیں سیکھتے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ ان کی فوجوں کے لئے سپاہیوں کے بھرتی کرنے کے لئے وسیع رقبے موجود تھے مگر اسے زنگروٹ صرف پرشیا کے چھوٹے سے ملک سے مل سکتے تھے جو ان بزدل آزما سپاہیوں کے مقابلے میں نصف پہنچتے تھے جو اس کی زبردست فوج میں جنگ کے آغاز میں شریک تھے۔ اس کے مقابلے میں آسٹریا اور روس کی فوجیں انھیں جنھوں نے فن حرب میں بہت کچھ ترقی کی تھی اور جن کی جنگی قابلیت سے خود اسے تعجب ہو رہا تھا۔ اس کے علاوہ جو فوجیں اسے گھیری ہوئی تھیں ان میں شہنشاہی فوج بھی ڈیوک آف زوی بروکین کے زیرِ کمان شریک تھی جس نے لپزگ ڈین برگ اور ٹورگو پر قبضہ کر لیا تھا اور فرانس کی فوج بھی ڈی بروگلی کے زیرِ کمان ان گھیرنے والی فوجوں میں شامل تھی۔ اعلیٰ پیمانے پر حملہ آور ہونے کا اب کوئی موقع باقی نہ تھا۔ گوپرنس ہنری نے بوسے میا میں آسٹریا کے فوجی مخزنوں کو برباد کر دیا اور شہنشاہی فوجوں کو بام برگ اور ووزبرگ کی طرف ہٹا دیا۔ ۱۷۵۶ء کے اوائل میں فریڈرک کو اپنے دشمنوں کے کسی حملے کے دفع کرنے کی ضرورت نہیں ہوئی کیونکہ ڈان کے انتہائی احتیاط سے اہل آسٹریا ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے یہاں تک کہ روسی اور ہمدی تک پہنچ گئے اور انھوں نے پرشیا کی فوج کے ایک دستے کو جو جنرل دے ویل کے زیرِ کمان تھا زولی خا میں شکست دینے کے بعد ۲۳ جولائی کو فرانک فورت پر قبضہ کر لیا۔

۲۵۹

لاؤڈن کے زیرِ کمان ۱۸ آسٹریائی جا کر سال ٹی کو وکی فوج سے مل گئے اور فریڈرک پچاس ہزار سپاہی لیکر آسٹریا اور روس کی فوج کے مقابلے پر آگیا جس کی مجموعی تعداد اسی ہزار تھی۔ ۱۳ اگست کو جو جنگ ہوئی اس میں اولاً اہل

پرشیا غالب تھے مگر ایک نازک موقع پر لائوڈن کے پیش قدمی کر دینے اور فریڈرک کی
ضد اور خود سری کی وجہ سے جنگ کا رخ بدل گیا اور پرشیا کو شکست کا مل ہوئی
اگر روسی برلن کی طرف بڑھ گئے ہوتے تو پرشیا کی حکومت کا خاتمہ ہو جاتا اور کوئیں
ڈورف کا شمار دنیا کی فیصلہ کن جنگوں میں ہوتا۔

مگر آسٹریوں اور روسیوں کی کاہلی سے فریڈرک اس تباہی سے بچ گیا۔ آسٹریوں
نے شہنشاہی فوج کی امداد سے یسپ زرگ اور ٹورگو کو لیلیا تھا اور ۱۴ ستمبر کو انھوں نے
ڈریس ڈین پر بھی قبضہ کر لیا تھا مگر ڈان اپنی عادی کاہلی اور فن حرب میں کمال نہ رکھنے
کی وجہ سے پرش ہنری کی برق صفت کارروائیوں کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا روسیوں نے
بھی برلن ڈین برگ پر حملہ آور ہونے کی کوئی فکر نہ کی اور سال ٹی کو دے غالباً ڈان کی کاہلی
سے عاجز آکر یاسینٹ پیٹرس برگ کے سیاسی حالات کے خیال سے اپنی زبردست
فتح سے نفع نہ اٹھایا۔ مگر تاہم تین سال کی مسلسل جدوجہد کے بعد جس نے آسٹریا
فرانس اور پرشیا کو خستہ حال کر دیا تھا اب صرف پولینڈ بلکہ تمام یورپ کی قسمت کا
فیصلہ ملکہ روس کی مرضی پر تھا۔ مگر اس کے زیادہ چنے کی امید نہ تھی اور اس کے
ولی عہد پیٹر اور اس کی بیوی کیتھرین کے طرفداروں کی جماعت زور پکڑتی جاتی تھی
اور یہ بھی خیال تھا کہ پیٹر کے تخت نشین ہونے کے بعد روس کی خارجی حکمت عملی
کارخ بدل جائیگا۔ سانی نے شیا کی طرف پیش قدمی کرنے کے بعد روسی پولینڈ کی طرف
مراجعت کر گئے اور آسٹریوں نے مگر کہ آرائی کو جاری رکھا۔ فریڈرک کی خود رانی سے
پرشیا کو پھرتک ہوئی۔ پرش ہنری کی استادانہ چالوں سے ڈان بوہے میا کی طرف
پس پامور ہا تھا، فریڈرک نے اس کی مراجعت کو روکنے کی غرض سے خزل ٹنک کو حکم دیا
۲۷۰ کہ اسکو عقب کی طرف سے گھیرے تاکہ آسٹریا کی فوج تباہ ہو جاتی۔ مگر ۲۳ نومبر کو ٹنک
پرشیا کے بارہ ہزار سپاہیوں کے ساتھ میک سین میں ہتھیار ڈال دیئے اور ڈریس ڈین
آسٹریوں کے قبضے میں رہ گیا۔ ۱۵۹۷ء پرشیا اور فرانس دونوں کے لئے تیرہ و تار تھا
مگر فریڈرک غلظ کی زبردست شخصیت اور قوت ارادی نے پرشیا کو ان مصائب سے
نجات دلا دی، برخلاف اس کے لوئی پانزدہم کی نااہلی اور کمزوری سے اس کی
رعایا کو ان مصائب سے بچنے کی کوئی امید نہ تھی۔

۱۷۹۰ء کے آغاز میں مصالحت کے آثار زیادہ نہ تھے۔ ۲۵ نومبر ۱۷۹۰ء کو انگلستان اور پریشیا نے ایک یورپی کانگریس منعقد کرنے کے لئے ایک یادداشت پیش کی تھی مگر روس اور آسٹریا نے اسے رد کر دیا۔ اگست ۱۷۹۰ء میں چارلس شاہ نیپلز (ڈان کاروں) ہسپانیہ کا بادشاہ ہوا۔ ہسپانیہ کے اس نئے بادشاہ کو ورسالز کے صلحنامے سے نفرت تھی مگر قرینہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ فرانس کی مدد کرے گا۔ لیکن گوجنگ کے جاری رہنے کا احتمال تھا مگر قرین یہ تھے کہ حلیفوں کے درمیان اب اتحاد عمل ناممکن ہے۔ پانچ ۱۷۹۰ء میں زارینا ایلینا نے میریا تھیری سا کو شواٹو کا صلحنامہ کرنے پر مجبور کیا جس کی رو سے مشرقی پریشیا اور ڈین زگ پر آسٹریا نے روس کے قبضے کو طوعاً و کرہاً تسلیم کر لیا۔ صلح نامہ آسٹریا سے زیادہ فرانس کو ناگوار ہوا۔ پیرا غظم، کیتھیرن اول اور ایلینا نے فرانس سے اتحاد کرنے میں ناکامی ہوئی جواب تک پولینڈ سویڈن اور ٹرکی کے متعلق اپنے پرانے طرز عمل کا پابند تھا۔ بحیرہ بالٹک میں توازن قوت کو قائم رکھنا فرانس کی سفارتی کارروائیوں کے اہم مقاصد سے تھا اور نہ صرف یہ توازن قوت شواٹو کے صلحنامے سے متزلزل ہو گیا تھا بلکہ سویڈن اور ڈین مارک کی آزادی اور یہودی کو بھی اس سے خطرہ تھا۔ فرانس کے تعلقات اس کے حلیفوں سے کمزور ہوتے جاتے تھے مگر پانچ ۱۷۹۰ء میں شواٹو سیول نے معاملے کی ترتیب پر آسٹریا اور روس کو آمادہ کرنا چاہا اور بیرن دی بری تبول اس غرض سے سینٹ پیٹرس برگ روانہ کیا کیونکہ یوپی تال ناقابل اعتماد ثابت ہو چکا تھا اور شواٹو سیول کو امید تھی کہ یہ نیا سفیر اسکے احکام کی تعمیل کرے گا۔ مگر روانہ ہونے سے قبل اس سفیر کو لوئی پانزدہم نے جتلا دیا کہ وزیر کے احکام کوئی پانزدہم کی خفیہ مخالفت پر اسے احکام شاہی کو ترجیح دینی چاہئے۔ شواٹو سیول نے اسے کارروائیاں یہ ہدایت دی تھی کہ روس کو عام مصالحت کے لئے وساطت پر آمادہ کرے مگر بادشاہ نے بری تبول کو ہدایتوں کا ایک دوسرا مجموعہ حوالہ کیا جس سے لوئی پانزدہم کی خفیہ سفارتی کارروائیوں کے اہم مقاصد ظاہر ہوتے ہیں یعنی پولینڈ کی آزادی باقی رہے جو طوائف الملوکی کی مترادف تھی اور اس ملک میں فرانس کا اثر برقرار رہے۔ اس یادداشت سے ثابت ہوتا ہے کہ پولینڈ کو روس سے بچانے کے لئے اسے اپنی سلطنت کے اہم ترین اغراض کو قربان

کروینے میں مطلق درین نہ تھا۔ اس وقت اسکی چال یہ تھی کہ پولینڈ کے موجودہ بادشاہ کے انتقال کے بعد گسٹس سوم کے تیسرے بیٹے زیویرڈی سیکس کو جو فرانس کی ولی عہد بیگم کا عزیز ترین بھائی تھا پولینڈ کا بادشاہ بنا دے۔ روس کے مقبوضات یا قوت میں اضافہ کا بھی کوئی مخالف تھا اور اس خوف سے کہ جنگ میں نمایاں کامیابیوں کی وجہ سے زارینا کا اثر بڑھ جائیگا اور وہ فرانس سے پھر نہ دیگی اس نے بری تیول کو ہدایت کی کہ فریڈرک کے خلاف میں روسی فوجوں کی نقل و حرکت کو ہر طرح سے روکے۔ کوئی کی غنیمت کا رروائیاں اس طور پر ان معاہدوں کے خلاف تھیں جو اس نے ۱۷۷۵ء میں صلح نامہ ورساؤ کی رو سے کئے تھے۔ اپنے حلیفوں کے ساتھ بے وفائی کرنے کے علاوہ اس نے شواسیول سے مدبروں کی مساعی کو بھی کالعدم کر دیا جو فرانس کے حقیقی مفاد کے لئے کوشاں تھے۔ کوئی کا یہ خیال صحیح تھا کہ شواسیول جس صلح کا خواہاں تھا اس سے روس میں پولینڈ کا اثر بڑھ جائیگا۔ روس نے ۱۷۷۲ء میں آک رین کا مطالبہ کیا مگر کوئی نے رفتار زمانہ کا خیال نہ کر کے پولینڈ کی آزادی کے قائم رکھنے کا تہیہ کر لیا سالانہ اس میں کامیابی کی کوئی امید نہ تھی اور اس غلط راہ اختیار کرنے سے فرانس کو اپنی نوآبادیوں سے ہاتھ دھونا پڑا اور بالآخر پولینڈ کو بھی کوئی نفع نہ ہوا یا مختصر شواسیول نے جس مقصد سے بری تیول کو سیٹ پیس برک بھیجا تھا اس میں کامیابی نہ ہوئی۔

صلح کے نہ ہونے کی وجہ سے ۱۷۷۲ء میں متعدد دلائلیاں ہڈیں بیک سین میں خاک کے تھپتھار ڈال دینے کی وجہ سے سیکسنی میں آسٹریو نے قدم جم گئے اور وہاں سے انکو ہٹانے کے لئے فریڈرک نے سخت کوشش کی مگر جنرل لیگوارڈ کے مقابلہ میں اسکی کچھ نہ چلی۔ ۱۷۷۲ء جون ۱۷۷۲ء کو فریڈرک کے ایک جنرل توکوے کو لاوڈن نے لینڈ شٹ میں شکست فاش دی اور پریشیا کے کئی ہزار سپاہیوں کو قید کر کے ۲۶ جولائی کو گلارز پر قبضہ کر لیا۔ زرنی کی سرکردگی میں ایک روسی فوج بھی آڈر کو عبور کر کے پہنچ گئی اور سائی نے شیا جنگ کا اصل مرکز بن گیا۔ توکوے کے معرض خطر میں ہونے کی خبر سننے ہی فریڈرک فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور سائی نے شیا میں پہنچ گیا تو آسٹریا کی دو فوجیں بھی اور ڈان کے زیرِ نگرانی اسکے تعاقب میں تھیں مگر اپنے جنرل کے اطاعت قبول لینے کا جب اسے حال معلوم ہوا تو وہ واپس ہو گیا اور ڈریس ڈین پر قبضہ کر کے ہلکی جہاں سے بھی ناکامی ہوئی تو وہ سائی نے شیا واپس

اوپر اس کے کہ اسٹریٹلک فوجیں ایک دوسرے سے بلجائیں اُس نے ۱۵ اگست کو لاؤڈن کو لیگ نشتر کی جنگ میں ہزیمت دی۔ ڈان اور لسی کی کاہلی نااہلی اور غیر ضروری احتیاط نے اس موقع پر بھی فریڈرک کو تباہی سے بچا دیا۔ وائٹا سے فوجی کارروائیوں کے متعلق احکام دینا محض بے سود تھا مگر نہ تو میر یا پتھری سا نہ آکک کو نسل اس امر کو تسلیم کرنے پر آمادہ تھا اس وقت آسٹریا کے لئے بہتر یہ ہوتا کہ لاؤڈن سپہ سالار اعظم مقرر کر دیا جاتا۔ مگر باوجود ان امور کے اگر آسٹریوی فوجوں کے افسران اعلیٰ اہلیت رکھتے تو وہ میدان جنگ میں ضرور فتح مند ہوتیں۔ فریڈرک کی اس فتح کی وجہ سے زرنی چیف کو پھر اوڈر کے پار واپس جانا پڑا اور سائی نے شیا میں آسٹریویوں کو ترک ہوئی، تاہم فریڈرک کی حالت نہایت نازک تھی۔ روسیوں اور آسٹریویوں کی ایک فوج نے لسی اور ٹوٹلی ہین کے زیرِ کمان برلن پر یورش کر دی اور آسٹریوی فوجوں نے سیکسنی پر قبضہ کر لیا۔ فریڈرک نے سائی نے شیا سے واپس آنے کے بعد ڈان پر ۳۲ ہزار نوے کو بھام تورگو حملہ کر دیا ایک شدید جنگ کے بعد جس میں ڈان زخمی ہو گیا آسٹریویوں کو شکست ہوئی جس میں ان کے بیس ہزار سپاہی ضائع ہوئے اور انھیں ڈریس ڈین کی طرف مراجعت کرنی پڑی۔ فریڈرک نے سیکسنی کا بیشتر حصہ دوبارہ حاصل کر کے لیپ زگ میں موسم سرما بسر کیا گوا اسکے بھی چودہ ہزار سپاہی ضائع ہوئے۔ جنگ کی اس آخری فیصلہ کن جنگ کے بعد سیکسنی پر پھر پر شیا کا قبضہ ہو گیا گو ڈریس ڈین پر سیکوئرا بھی تک قابض تھا۔ ڈان کی احتیاط اور اس کے حریف فریڈرک کی ذہانت کی وجہ سے صرف ضلع گلازا اور لینڈ شٹ آسٹریا کے قبضہ میں رہے۔ اسکے بعد کی معرکہ آرائیاں بقول کارلائل تھکے ہوئے گھوڑوں کی دوڑ سے مشابہ تھیں۔ مغربی جرمنی اور لوآبادیوں میں بھی فرانس کو کوئی نمایاں کامیابی نہ ہوئی۔ ڈیوک دی بروگلی کو جس نے کاؤنٹ دی سائین زرنین کی مدد سے فوج کے نظام میں اصلاحیں کی تھیں کورباخ میں ایک فتح حاصل ہوئی اور اس نے ہین کیا سل پھر قبضہ کر لیا اور مارکوس دی کاستری نے حکمران پرنس آف برنس وک کو کلہو سٹر کیا سپین میں شکست دی مگر فرڈیننڈ آف برنس وک کی فوجی چالیں ویسٹ فالیالیا اور ہینوور کی حفاظت کے لئے کافی ثابت ہوئیں اور داربرگ کی جنگ سے جس میں زیادہ تر انگریزی سواروں کی مدد سے فتح حاصل ہوئی تھی اس نے فرانسیسیوں کی پیش قدمی کو

روک دیا۔ امریکا میں اولاً انھیں چند خفیف کامیابیاں ہوئیں مگر ۸ ستمبر کو مانت ریل کی فوج نے انگریزوں کی اطاعت قبول کر لی جس کی وجہ سے کناڈا کا پورا صوبہ فرانس کے قبضہ سے نکل گیا اور شمالی امریکا میں فرانس کے مقبوضات میں سے صرف لوئی سیانا رہ گیا۔ ہندوستان میں ایر کوٹ نے ۲۲ جنوری ۱۹۱۷ء کو فرانسیسیوں کو بمقام وان دی واش شکست دی اور چند چھوٹے چھوٹے فرانسیسی قلعوں پر قبضہ کرنے کے بعد ستمبر میں اس نے پانڈی چیری کا محاصرہ کر لیا۔ ۶ جنوری ۱۹۱۷ء میں پانڈی چیری پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا اور ہندوستان میں فرانسیسی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

۱۹۱۷ء کے نمایاں واقعات یہ تھے کہ مصالحت کی کوششوں میں پھر ناکامی ہوئی، جرمنی میں دونوں حریف تھک کر بیٹھ گئے، اپٹ مغرول ہو گیا اور شوایسبول نے فرانس کی حالت کو بہتر کرنے کی ایک آخری کوشش کی یعنی جب اسے معلوم ہوا کہ مصالحت کی کوششوں میں کسی کامیابی کی امید نہیں تو ۱۹۱۷ء کے اوائل میں وہ وزارت خارجہ سے مستعفی ہو گیا اور وزیر فوج و بحریہ مقرر ہوا اس خامت پر مقرر ہو کر اس نے فرانس کے بیرے کی اصلاح کے لئے زبردست کوششیں شروع کیں۔ اپنے وطن کی حفاظت کی ان کوششوں میں ملک کی تمام جماعتوں نے اسکا ہاتھ بٹایا اور نئے جہازوں کے بنانے کا حکم دیا گیا۔ شوایسبول نے فوج کی تنظیم جدید کے متعلق ۱۹۱۷ء سے جو کارروائی شروع کی یہ گویا اسکا پیش خیمہ تھا۔ اس نے آسٹریا اور روس کو اس امر پر آمادہ کر لیا تھا کہ آگس برگ میں صلح کی گفت و شنید ہو مگر اس کانگریس سے کوئی نتیجہ نہ ہوا اور جنگ منسلحہ پر جاری رہی اس وقت لائوڈن آسٹروی فوج کا سپہ سالار تھا اور بٹرن روسی فوج کا مگران دو گول کی باہمی نا اتفاقی کی وجہ سے فریڈرک اعظم کی بن آئی تھی مگر لائوڈن نے یکم اکتوبر کو ایک شاطر چال سے شوڈینز پر قبضہ کر لیا اور سائی لے شیا اور گلانز میں آسٹروی اور روسی فوجیں داخل ہو گئیں۔ مشرقی یوہ رانیا میں روسی فوجوں نے رومیا ٹروؤکی سرکردگی میں گول برگ کو سمجھ کر لیا اور گواس ٹی ٹن کو وہ فتح نہ کر سکے مگر اس کے اطراف کے اضلاع پر انھوں نے قبضہ کر لیا صرف مغربی یورپ میں پریشیا کو کامیابی حاصل ہوئی۔ نااہل سواہیس اور حاسد مزاج ڈی بروگلی نے سولہ ہزار سپاہیوں کے ساتھ ویسٹ فالیال اور ہینیوور کی طرف پیش قدمی کرنے کی کوشش کی تھی مگر فرڈینڈ آف برس وک نے انھیں

ولنگز اوسین میں سپاگرد یا اس برہمیت کی وجہ سے دی برونگل کے بجائے دیس سری اسے مقرر ہوا اور سواریوں کی جگہ پر کوئٹی مگر اس سے فرانس کو کوئی نفع نہ ہوا۔ ڈوی نیکا بیل آئل اور پانڈی چیری کا فرانس کے قبضے سے نکل جانا بھی اسکے لئے سخت اندوہناک تھا اور شواسیوں کو اب معلوم ہو گیا کہ جب تک فرانس کی بحری قوت نیست و نابود نہ ہو جائے پٹ کو چین نہ آئے گا۔

شواسیوں کو معلوم ہو گیا تھا کہ آسٹروی اتحاد فرانس کے لئے محض بیکار ہے اور یہ کہ پٹ فرانس سے علیحدہ صلح کرنے کا مخالف ہے اس لئے وہ ہسپانیہ کے نئے بادشاہ چارلس سوم کی طرف توجہ ہوا جو عرصہ دراز سے انگلستان کی دراز دستیوں سے نالاں اور اس کا سخت مخالف تھا۔

۲۷ اگست ۱۷۵۷ء کو ہسپانیہ کی ملکہ باربارا نے انتقال کیا جس سے اس کے شوہر کو اس قدر صدمہ ہوا کہ اس نے باہر نکلتا چھوڑ دیا اور سخت بیمار ہو گیا۔ اس کی علالت سے انتظام مملکت میں ابتری ہو گئی اور ایلی زابیتھ فارنسیس کو نائب السلطنت کرنیکا لوگوں کو خیال ہو گیا مگر ۲۲ اگست کو فرڈی نڈ ششم نے انتقال کیا جس سے یہ ابتری دفع ہو گئی اس کا سو تیلہ بجائی ڈان کارلوس شاہ سسلی چارلس سوم کے لقب سے ہسپانیہ کا چارلس سوم شاہ ہسپانیہ بادشاہ ہوا۔ یہ ایلی زابیتھ فارنسیس اور فلپ پنجم کا بیٹا تھا اور ۱۷۵۹ء میں اسکی شادی ۱۷۶۳ء میں میریا ایلی لیا سے ہوئی تھی جو میریا جوزیفا (ولیم فرانس) کی بہن اور انگلش سوم شاہ سسلی

۲۷۵

و پولینڈ کی بیٹی تھی چارلس شکیل اور عقلمند ہونے کے علاوہ تعلیم یافتہ تھا اور اس میں وہ خصائل موجود تھے جو ایک بادشاہ میں ہونے چاہئے فرائض شاہی کا اسے پورا احساس تھا اور انصاف پسند ہونے کی وجہ سے اس نے اپنی سلطنت سسلی کی رعایا کی فلاح و بہبود میں ترقی دینے پر پوری توجہ کی تھی۔ اپنے وزیر باتدیر تانوجی کی مدد سے اس نے ڈکیتی کا اسد اکیا امر کے حقوق میں بہت کچھ کمی کی، پادریوں کے حقوق میں سے بھی اکثر کو قطعاً مسدود کر دیا اور بعض میں کمی کی اور صنعت و حرفت کو ترقی دی۔ اسے لاسائیل کے صلح نامے کی رو سے یہ طے ہوا تھا کہ اگر ڈان کارلوس شاہ ہسپانیہ ہو جائے اور ڈان فلپ شاہ نیپلز تو پارما اور گوا اس ٹیلا آسٹریا کی طرف

عود کریں اور پریاسین زاکا بیشتر حصہ شاہ سارڈی نیا کی طرف مگر بہت کچھ نار و پیام ہونے کے بعد یہ طے ہوا کہ چارلس سوم کے بعد سسلی کا بادشاہ اسکا بیٹا فرڈیننڈ چہارم ہوا ڈان فلپ اپنی ریاست پر فائز رہے اور شاہ سارڈی نیا کو اسکے دعاوی کے معاوضے میں نقد روپیہ دیا جائے۔ آسٹریا کے دربار نے خاندان بوربون سے اپنے تعلقات کو مستحکم کرنے سے اور آسٹریوی ہسپانی اتحاد کو نچتہ کرنے کی غرض سے اپنی ڈیوک جوزیف کی شادی ڈان فلپ کی بیٹی سے کرادی اور آریچ ڈیوک لیوپولڈ کی چارلس سوم کی بیٹی سے ڈی

سسلی کی سلطنت میں اپنے بیٹے فرڈیننڈ چہارم کو حکمران بنا کر چارلس ہسپانیہ پہنچا مگر وہاں جا کر اسے معلوم ہوا کہ سلطنت سخت ابتری کی حالت میں ہے اور جنگ میں شریک ہونے کے لئے مطلق تیار نہیں ہے۔ چارلس کا رجحان انگریزوں کے خلاف تھا مگر جب اسے ہسپانیہ کی حقیقی حالت معلوم ہوئی اور وال نے جو جنگ کا مخالف تھا اسے سب نشیب و فراز سمجھائے تو وہ اپنے خیال سے باز رہا۔ مگر میریا ایلیا کے انتقال کے بعد چارلس نے اپنی روش کو پھر بدل دیا اور اس نے قصد کر لیا کہ انگریزوں خاندانی معاہدہ ۱۵۵۱ کو وسطی امریکا کی تجارت سے محروم کر دے اور جبرالٹر ان سے اگست ۱۷۰۶ لے لے۔ اسلئے وہ فرانس کی تجویزوں کی طرف متوجہ ہوا جو خاندان برائٹز کو تہ دبالا کر دینے سے متعلق تھیں تاکہ برطانیہ سے انگریزوں کی

تجارت کو حد سے پہنچے۔ مارکوس گیری مالدی جو جینووا کا باشندہ تھا اور جسے اسنادا کی وجہ سے عروج حاصل ہوا پیرس بھیجا گیا اور ۱۵ اگست ۱۷۰۶ کو فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان ایک خاندانی معاہدہ پر دستخط ہوئے جس سے شوایسبول کو امید تھی کہ فرانس اور آسٹریا کے اتحاد کے ساتھ ساتھ اس کی تمام بوربون سلطنتیں متحد ہو جائیں تو وہ انگلستان کا بخوبی مقابلہ کر سکتی ہیں ڈی

اس معاہدے میں پاراماؤزی پلز کے بوربون حکمران بھی شریک کئے جانوالے تھے اور اس کے دو جزو تھے (۱) ایک خاندانی معاہدہ جس میں عام طور سے دونوں سلطنتوں کے تعلقات کو مستقل کر دیا گیا (۲) ایک خاص معاہدہ جنگ ہفت سالہ سے متعلق تھا جس کی رو سے یکم مئی ۱۷۰۶ کو چارلس سوم نے انگلستان کے خلاف

اعلان جنگ کرنے کا وعدہ کیا بشرطیکہ اس وقت تک صلح نہ ہو جائے اور فرانس نے وعدہ کیا کہ جس روز ہسپانیہ جنگ کا اعلان کرے اسی روز جزیرہ منورکا اسکے سپرد کر دیا جائیگا۔ یہ خاندانی معاہدہ شواسیول کا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔ لوئی پانزدہم نے بھی یہ محسوس کر لیا تھا کہ انگلستان کے بحری تفوق اور امریکائی اسکی زبردست قوت کو توڑنے کے لئے فرانس اور ہسپانیہ کے یورپوں خاندانوں کو متحد ہو جانا چاہئے۔ نائب السلطنت اوریلیان کے خاندانی مصالح اور فلیوری اور اس کے جانشینوں کی ناعاقبت اندیشی اور کمزوری کی وجہ سے نوآبادیوں اور تجارت کے معاملات پس پشت ڈال دئے گئے تھے جس سے سرشتہ بحریہ کی طرف سے غفلت ہونے لگی اور تجارت اور نوآبادیوں کی بربادی سے انگلستان سے جنگ ناگزیر ہو گئی۔ شواسیول نے اپنے پیش روؤں کی ان غلطیوں کو خوب سمجھ لیا تھا اور انگلستان اور اسکی امریکی نوآبادیوں میں جب جنگ چھڑ گئی تو فرانس کو ہسپانی اتحاد کی قدر و قیمت معلوم ہو گئی۔ مگر اولاً اس اتحاد سے کوئی مفید نتیجہ مرتب نہیں ہوا کیونکہ فرانس اور ہسپانیہ میں اتحاد ایسے وقت میں ہوا تھا جب کہ فرانس بالکل خستہ حال تھا اور ہسپانیہ جنگ کے لئے تیار نہ تھا اور نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی بدولت فرانس کو مزید ہزیمتیں برداشت کرنی پڑیں اور ہسپانیہ کا سخت نقصان ہوا۔

انگلستان میں وگ پارٹی کو توڑنے اور پیٹ کو معزول کرانے کی غرض سے یوٹ کی سرکردگی میں ایک جماعت پیدا ہو گئی تھی جو صلح کی خواہاں تھی۔ پیٹ کو جب یہ معلوم پیٹ کی معزول اور انگلستان ہوا کہ اس کا طرز عمل کا مینہ کو ناپسند ہے تو اس نے ۵ مئی ۱۷۵۷ء کو اور ہسپانیہ میں جنگ استغفادیدیا اور اس طور پر اس زبردست نظام حکومت کا خاتمہ ہو گیا جس نے انگلستان کی نوآبادیات کی سلطنت کو مضبوطی کے ساتھ قائم کر دیا اور یورپ میں اسکا شمار درجہ اعلیٰ کی سلطنتوں میں ہو گیا۔ نیکیسل کی علیحدگی کے بعد یوٹ وزیر اعظم مقرر ہوا۔ اس کے ایما سے پارلیامنٹ نے پریشیا کو مزید رقمی امداد کے دینے سے انکار کر دیا اور گوا اس نے جنوری ۱۷۵۸ء میں ہسپانیہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور پرتگال پر جو حملہ ہوا اسے دفع کرنے کی کوشش کی مگر وہ برابر

۲۷۷

اس فکر میں تھا کہ براعظم یورپ کی جنگی کارروائیوں سے انگلستان کو علیحدہ کر دے اور جس طرح ہو سکے صلح کر لے کرے۔

پٹ کے معزول ہو جانے سے فریڈرک اعظم کو سخت صدمہ پہنچا جو ملٹلٹھ کے اداختر میں بالکل خستہ حال اور مضطرب ہو گیا تھا اور انگلستان کی تائید سے محروم ہو جانے کی وجہ سے زارینا کی شدید مخالفت سے اسے اب کوئی بچا نہ سکتا تھا۔ پرشیا کو نیست و نابود کر دینے کے لئے حلیفوں نے اب تک جو کوششیں کی تھیں اس میں انھیں کامیابی نہیں ہوئی تھی مگر ملٹلٹھ کے اواخر میں سوائے اس کے بادشاہ کے ہر شخص کا یہی خیال تھا کہ پرشیا کا اب دم واپس قریب ہے۔

لیکن اگر فریڈرک کے زیرِ نمان صرف ساٹھ ہزار سپاہی تھے تو اسکے دشمنوں کی حالت بھی اس سے بہتر نہ تھی۔ زارینا قریب المرہ تھی، فرانس کی حالت روز بروز سقیم ہوتی جاتی تھی، وائٹا میں روسیہ کی اس قدر کمی تھی کہ بیس ہزار سپاہی علیحدہ کر دیئے گئے اور میراٹھری سامیہ مجبوراً صلح کی تجویزوں پر غور کرنے کے لئے آمادہ ہو گئی تھی کیونکہ اسکے جنرلوں اور وزیروں میں آپس میں اتفاق نہ تھا، شہنشاہ کی صحت قابلِ اطمینان نہ تھی اور گزشتہ معرکہ آرائی کی ناکامی کی وجہ سے اہل ملک کی ہمتیں پست ہو گئی تھیں۔ اگر جنگ کا سلسلہ ایک سال اور بھی جاری رہتا تو آسٹریا اور اس کے خستہ حال حلیف غالباً پرشیا کو ترک نہ دے سکتے۔ مگر زارینا نے ۵ مہینوں کی منتقل کیا جسکی وجہ سے زارینا اٹھانیا کا انتقال پرشیا کا پلہ پھر بھاری ہو گیا کیونکہ زارینا کا جانشین پیٹر سوم عرصہ ۵ مہینوں کی منتقل سے فریڈرک کا مداح تھا اور اس نے ۵ مہینوں کو نہ صرف فریڈرک سے صلح کر کے فتح شدہ علاقوں کو واپس کر دیا بلکہ ۸ مہینوں کو پرشیا سے

ایک معارضہ اور مدافعتی اتحاد کر کے زرنی پیٹ کو حکم دیا کہ اپنی فوج کے ساتھ آسٹریوں سے سائی لے شیا میں مقابلہ کرے۔ روس نے اس ملو پر چشم زدن میں اپنے طرزِ عمل کو بدل دیا اس کو ایک طور سے حق بجانب کہا جاسکتا ہے کیونکہ روس کو اپنے قوتات اور نقصانوں کا کوئی صلہ نہیں ملا اور اس جنگ میں اسے ہائی و مال کا نقصان بہت کچھ برداشت کرنا پڑا۔

اہل سوئیڈن نے بھی روس کی پیروی کی اور ہم برگ میں صلح کر کے جنگ سے

علحدہ ہو گئے۔ فریڈرک اب ہاکسی مزاحمت کے آسٹریوں پر سائی نے شیا میں حملہ آور ہو سکتا تھا اور شہنشاہی فوج کا بھی مقابلہ کر سکتا تھا جس کے ساتھ آسٹری فوج کا بھی ایک دستہ سیکنی میں سر بیلونی اور اسٹول برگ کے زیرِ کمان تھا۔ سائی نے شیا میں ڈان نے جو سی میں پھر سپ سالار ہو گیا، شوئیڈنر کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی اور فوجی چالوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا مگر جنگ ہونے کے قبل سینٹ پیٹرس برگ میں ایک انقلاب ہو گیا۔ پیٹر سوم نے تخت نشین ہونے کے بعد جو طرزِ عمل اختیار کیا اس سے اسکی ہر دل عزیزی بڑھ گئی۔ اس نے قید خانوں کے دروازے کھول دیے اور میوخی، میرین، الیس تاک اور بہت سے سیاسی قیدی سائی بیریا سے واپس بلائے گئے۔ زار نیا متوفیہ کی وزارت راز کو اس نے بند کر دیا اور پیٹر اعظم کے اس قانون کو بھی اس نے منسوخ کر دیا روس میں انقلاب پیٹر سوم جس کی رو سے طبقہ امرا کا ہر فرد سرکاری ملازمت کرنے پر مجبور تھا کا انتقال کیتھرین دوم کی تخت نشینی مگر اس کے بعد اس نے کوشش کی کہ کلیسیہ کی جائیداد کے ایک جز کو ضبط کر لے فوج اور شیا ہی محافظ فوج میں اس نے ضبط فوجی کا ایک نہایت سخت طریقہ جاری کرنا چاہا۔ یہ تغیرات قبل از وقت تھے جس سے اہل کلیسیہ و فوج اس کے مخالف ہو گئے۔ جرمنی کی طرف ذاری بھی روسیوں کو ناگوار تھی اس کے علاوہ اس نے شلیس وگ کو فتح کرنے کی غرض سے ڈین مارک پر حملہ کرنا چاہا جسے اہل ملک نے سخت ناپسند کیا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ ایک جماعت اس کی مخالفت پر آمادہ ہو گئی جس کی سرغنہ خود اسکی بیوی کیتھرین تھی اور جس میں پوٹیم کن اور خاندان اوزوؤو کے اراکین شامل تھے۔ ان لوگوں نے زار کو معزول کرنے کی سازش کی۔ ۸ جولائی کو انقلاب ہو گیا مگر دو گھنٹے میں بغیر خونریزی سے ختم ہو گیا، پیٹر سوم جو ۹ جولائی کو سلطنت سے دست کش ہو گیا تھا ۱۹ جولائی کو مر گیا اور اسکی بیوی کیتھرین نے جو اسکی جانشین ہوئی فریڈرک سے جو مصالحت ہوئی تھی اسکی توثیق کر دی مگر زرنی چیف اور اسکی فوج کو واپس بلایا لیکن روسیوں کی واپسی سے قبل فریڈرک نے آسٹریوں کو برکرس ڈوین (۲۱ جولائی) میں شکست دی اور ۹ اکتوبر کو شوئیڈنر پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد وہ سیکنی واپس گیا جہاں پرنس ہنری نے آسٹریا اور شہنشاہی متحد فوجوں کو فرانی برگ میں شکست دی۔ یہ جنگ ہفت سالہ کی آخری لڑائی تھی اور اس کے بعد پرنس ہنری

سیم برگ اور نوریم برگ پر قبضہ کر کے رائس یون کے ڈائٹ کو اپنی غیر جانب داری کا اعلان کرنے پر مجبور کیا۔ فریڈرک اعظم کا خیال تھا کہ پرنس ہنری ہی ایک ایسا جنرل تھا جس نے اس جنگ میں کوئی غلطی نہ کی تھی ڈریس ڈین کا محاصرہ کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی اور جنگ ہفت سالہ کی آخری معرکہ آرائی کے ختم ہونے کے بعد ڈان اور پیلونی سے مارنی صلیح ہو گئی۔ اس اثناء میں انگلستان کو ملائشہ میں فرانس اور ہسپانیہ کے انگریزوں کی فتوحات مقابلے میں شکست کا مار کا میا بیاں حاصل ہو رہی تھیں مارتی نیک فروری ملائشہ میں انکے قبضے میں آ گیا اور فرانس کے چھوٹے چھوٹے

جزیروں مثلاً گری ناڈا سینٹ وینسنٹ کینیڈا لوسیا وغیرہ سبھی ان کے قبضے میں آ گئے اور لوئی سیانا کو انھوں نے چھوڑ دیا۔ ۱۳ اگست کو ہوانا کی ہسپانی فوج بے نہایت بہادری کے ساتھ انگریزوں کے حملے کو دفع کرنے کی کوشش کرنے کے بعد اطاعت قبول کر لی۔ یہ شہر ہسپانیہ کے عرب الہند کے مقبوضات کی کلید تھا۔ خرق الہند میں جزائر فلپائن کے دار السلطنت مثلاً پری بھی انگریزوں کا قبضہ ہو گیا مغربی جرمنی میں بھی انگریز ہی غالب تھے کیونکہ فرڈی منڈاٹ برنس وک نے جو ایک زبردست جنرل تھا۔ ایس تری اے اور سوہیس کے خلاف پیش قدمی کر کے کیسیل کو پھر لے لیا ہسپانی بوربون خاندان کے حملوں سے اپنے قدیم حلیف پرتگال کو بچانے میں بھی انگریزوں کو کامیابی ہوئی جو اس کو انگلستان کا مقابلہ کرنے پر مجبور کرنا چاہتے تھے سیکرا میں ٹوکی نو آبادی پر انگریزوں کے قبضے سے نکل گئی مگر ملائشہ میں انگریزوں نے آٹھ ہزار سپاہی بس بن بھوڑے جس کی وجہ سے پرتگال پر فرانسیسی اور ہسپانی فوجوں کی یورش میں رکاوٹ پڑ گئی۔

مگر انگلستان میں جو سیاسی جماعت برسرِ اقتدار تھی اس کے مصلح انگلستان کے عام مفاد سے متضاد تھے یہی ملائشہ میں بھی ہوا تھا۔ پیوٹ (وزیر اعظم) نے انگلستان پیرس کی مصالحت اس کی فتوحات کا لحاظ نہ کر کے صلح کی گفتگو میں عجلت کی اور ۳۲ نومبر ملائشہ کو مصالحت کی ابتدائی شرائط پر فون تین یوں دستخط ہو گئے

جس کی رو سے شمالی امریکا بالکل انگریزوں کے قبضہ میں آ گیا فرانس کے قبضے میں صرف دو چھوٹے چھوٹے جزیرے (سینیٹ پیر اور کی لون) رہ گئے جو نیو فاؤنڈ لینڈ کے ساحل کے قریب واقع تھے اور انھیں نیو فاؤنڈ لینڈ اور پلیم سینیٹ لارنیس کے سوال سے

تین فرسخ کے فاصلہ پر مچھلی پکڑنے کا حق باقی رہا۔ انگلستان نے گوادلوپ، ماری گلائٹ دی لاوی سی رادے، مارتی نیکا، سنیت لوسیا کے جزائر واپس کر دیئے مگر سنیت و سنٹ ٹوباگو، ڈومینیکا اور گری ناڈا کو اپنے قبضے میں رکھا۔ گوری فرانس کے حوالہ کر دیا گیا مگر سینی گال انگریزوں کے قبضہ میں رہا۔ منور کابیل آئل سے بدل لیا گیا اور فرانسیزیوں نے جرمنی کے ان مقامات کا تحلیہ کر دیا جو انھوں نے فتح کئے تھے اور انگریزی فوج برعظم یورپ سے واپس بلالی گئی۔ دونوں دولتوں نے براعظم کی جنگ سے علمبرہ ہو جائیکا وعدہ کر لیا۔ ہندوستان میں فرانس کی تجارتی کوٹھیاں واپس کر دی گئیں مگر ان کوٹھیوں میں فوج رکھنے کی ممانعت کر دی گئی۔ فرانسیزیوں نے یہ بھی وعدہ کیا کہ ڈن کرک کی حالت وہی کر دی جائیگی جو شکستہ کے صلح نامہ اے لاشاپیل کے قبل تھی ہسپانیہ کو بھی بہت سی رعایتیں کرنی پڑیں خلیج ہان ڈوراس میں انگریزوں کے لکڑی کاٹنے کے حق کو اس نے تسلیم کر لیا بشرطیکہ وہ ان فوجی استحکامات کو سمار کر دیں جو انھوں نے وہاں بنائے تھے۔ اس کے علاوہ نیوفاؤنڈ لینڈ میں اپنے مچھلی پکڑنے کے حقوق سے وہ دست بردار ہو گئے اور فلوریڈا انھوں نے انگریزوں کے حوالہ کر دیا ان نقصانات کے صلہ میں منور کا کے عوض میں جو فرانس واپس نہ کر سکا، فرانس نے اسے نیو آریئس اور لوئی سیانا کا وہ حصہ دیدیا جو مسی سی کے مغرب میں تھا اور انگلستان نے ہوانا اور کیوبا کے بندرگاہ واپس کر دیئے جو اس نے فتح کئے تھے۔ ابتدائی صلح کے بعد فلپائن اور مینی لاجو صلح کی گفت و شنید کی اثناء میں فتح کئے گئے تھے واپس کر دیئے گئے مگر ہسپانی حکومت کو پانچ لاکھ پونڈ دینے پڑے جو نیلا کے باشندوں نے اپنے شہر کو لوٹ مار سے بچانے کے لئے بطور فدیہ دینا منظور کیا تھا۔ پرتگال کے متعلق یہ طے ہوا کہ ہسپانیہ نے اسکی جن نو آبادیوں کو فتح کر لیا تھا واپس کر دی جائیں اور پرتگال کے ملک سے ہسپانیہ اور فرانس کی فوجیں واپس ہو جائیں۔

گوانگستان کو اس جنگ میں فتح حاصل ہوئی تھی مگر مصالحت میں بیوٹ کی عجلت اور صلح کا مسودہ تیار کرنے میں اسکی بے پروائی سے انگلستان کو نقصان پہنچا اور اور اسکو وہ نفع حاصل نہیں ہوا جو اسکی شاندار فتوحات کے صلہ میں اسے ملنا چاہئے تھا۔ پیرس میں کی تخت نشینی اور ہسپانیہ سے جنگ چھڑ جانے کی وجہ سے فریڈرک اعظم کو

رقمی امداد سے محروم کر دینا ممکن ہے کہ حق بجانب ہو مگر اس نے بلا شک و شبہ شاہ پریشیا کے مقابلے میں آسٹریا کے ساتھ رعایت کی۔ بیوٹ کی خارجی حکمت عملی اہل انگلستان کو بالکل ناپسند تھی اسی وجہ سے فریڈرک انگلستان سے ناراض ہو گیا اور انگلستان کا یورپ میں کوئی ہوا خواہ یا حلیف باقی نہ رہا کر

۱۸۶۷ء میں انگلستان فرانس ہسپانیہ اور پرتگال کے درمیان قطعی صلح نامہ ہوا اور اس پر دستخط ہو گئے اور ۵ افروری کو آسٹریا پریشیا اور سیسنی کے مابین بیوٹس برگ معاہدہ بیوٹس برگ کا معاہدہ ہوا جس کی رو سے میریا تھیری سا ان علاقوں سے دست کش ہو گئی جو سائی لے شیا کی پہلی جنگ کے بعد پریشیا کو دیے گئے تھے

۲۸۲ ضلع و شہر گلارٹن کو بھی واپس کر دینے کا اس نے وہ وعدہ کر لیا اور ویسٹل اوگیل ڈس کے قلعوں کو بھی جن پر فرانس کا قبضہ تھا۔ دو خفیہ دفعات کی رو سے فریڈرک نے وعدہ کیا کہ آریچ ڈیوک جوزیف کو "شاہ روا" منتخب کرانے کے لئے وہ اپنا ووٹ (راے) دیگا اور ایک آریچ ڈیوک کی شادی موڈینا کی کسی شہزادی سے کر دینے میں سہی کرے گا۔ آگسٹس سوم سے فریڈرک نے اس کی ریاست کے تحلیہ اس کے سرکاری کاغذات کی واپسی اور ڈریس ڈین کے صلح نامہ کی تجدید کا وعدہ کیا۔

جنگ ہفت سالہ کے سیاسی نتائج نہایت اہم تھے۔ انگلستان کے مقبوضات میں قابل قدر اضافہ ہوا اور اسکا بحری تفوق مسلم ہو گیا۔ جس کی وجہ سے وہ نو آبادی رکھنے والے ملکوں میں سربراہ اور ہو گیا اور یورپ کی دول عظمیٰ میں اسکا شمار ہو گیا پریشیا اور روس نے ثابت کر دیا تھا کہ اب وہ فرانس، آسٹریا اور ہسپانیہ کے ہم رتبہ ہیں۔ جرمنی کی قسمت میں یہ تھا کہ تادم تحریر حصول تفوق کے لئے آسٹریا اور پریشیا کا جو لاٹگاہ بنا رہے آسٹریا جنگ سے ختم حال ہو گیا تھا مگر اس نے اپنے آپ کو فریڈرک کا مد مقابل ثابت کر دیا تھا۔ اگر آسٹریا کے جنرل ہر اہم کارروائی کے لئے وائسٹا کی مجلس جنگی کے احکام کے تحت نہ ہوتے اور اگر بجائے نا اہل چارلس آف لارین کے لائوڈن آسٹریا کا سپہ سالار ہوتا تو اس جنگ سے سائی لے شیا میریا تھیری سا کو ضرور واپس مل جاتا۔ اس جنگ میں فرانس اور ہسپانیہ کو سخت نقصان برداشت کرنے پڑے۔ آسٹریا اور فرانس کے اتحاد سے اہل فرانس کو سخت نفرت تھی اور بالآخر غلامی میں جمی روٹوں نے

رائے عامہ کی تائید سے اسکا خاتمہ کر دیا۔ فرانس کی ہندیل کی جس سے اسے شو اسیول نے بچانے کی کوشش کی تھی وجہ حسب ذیل تھیں اولادہ تباہ کن طرز عمل جس کی مثال صلح نامہ ورسالز (۱۷۵۷ء) ہے ثانیاً میڈیم دی پوم پادور کا اثر اور ثالثاً نوٹی پانزدہم کی خفیہ سفارتی کارروائیاں اس جنگ میں فریڈرک اعظم لائوڈن دولت باک موت کام وغیرہ نے بحری اور بری معرکوں میں نام پیدا کیا اور ولیم پیٹ اور اس سے کم تر درجہ پر شو اسیول نے اپنے حسن تدبیر سے اپنے اپنے ملکوں کو نفع پہونچایا۔ پیٹ کی سرگرمی دور اندیشی استقلال اور عمدہ ماتحتوں کے انتخاب کی بدولت انگلستان کو زیادہ تر کامیابی ہوئی اور شو اسیول نے یہ محسوس کر کے کہ ۱۷۵۷ء کا صلح نامہ فرانس کے حق میں سخت مضر ہے اور ہسپانیہ سے خاندانی معاہدہ کر کے فرانس کو ضروری اصلاحات کو عمل میں لاکر انقلاب کے اندیشے کو دور کرنے اور بد انتظامی کو رفع کرنے کا آخری موقع دیا۔ جنگ ہفت سالہ کے اختتام کے بعد خاندان بوربون کی دولتوں کا اتحاد مستحکم ہو گیا کیونکہ انھیں نہ صرف انگلستان کا مقابلہ کرنا بلکہ فرقہ بیسواٹ کا انسداد کرنا تھا۔

باب دہم

فرقہ جیسواٹ کا زوال

۱۷۵۹ء تا ۱۷۷۳ء

یورپ اٹھارہویں صدی کے وسط میں کیتھولک تہذیب کی ترقی پر غور کرتے ہوئے دوسرے روشن خیال حکمران۔ فرانس اور ہسپانیہ۔ چارلس سوم اور اس کے وزیر۔ روشن خیال مدبر۔ اسٹروان سی (ڈین مارک) پوم بال (پرتگال)۔ اطالیہ کے اصلاح کن مدبر۔ اکثر اصلاحات کا عارضی ہونا۔ فرقہ جیسواٹ پر پرتگال میں جیسواٹوں پر حملہ۔ فرانس سے جیسواٹوں کا اخراج۔ چارلس سوم اور جیسواٹ۔ یون کی مخالفت ۱۷۶۷ء کا انتخاب پاپائی۔ کلی منٹ چہار دہم کا انتخاب۔ فرقہ جیسواٹ کا انسداد۔

جنگ ہفت سالہ میں آسٹریا اور روس نے پریشیا کو نیست و نابود کر نیک کوشش کی تھی۔ یہی جنگ نوآبادیوں کے متعلق انگلستان اور فرانس کی یورپ اٹھارہویں صدی کے جدوجہد میں ایک حد فاصل تھی روس اور آسٹریا کا طرز عمل کے وسط میں۔ اوہی تھا جو اٹھارہویں صدی میں عموماً رائج تھا۔ اسی طرز عمل کو پریشیا اور فرانس نے آسٹریا کی جنگ جانشینی کے آغاز میں اختیار کیا تھا اور روس پریشیا اور آسٹریا نے پولینڈ کے حصے بخرنے کر لئے تھے۔ اٹھارہویں صدی کی خصوصیات یہ تھیں کہ عہد ناموں کو ایک کاغذ پارینہ خیال کیا جاتا تھا قومی اور ملکی حدود کی بالکل پروانہ کی جاتی تھی اور مرد و پریشیا جماعتوں کی

حالت پر کسی کو توجہ نہ تھی۔ سلطنتوں کی باہمی کاروائیوں میں اشتباہ اور بغض و حسد کو زیادہ تر دخل تھا، ان کے تعلقات بے ایمانی اور دغا بازی پر مبنی تھے اور خفیہ سفارتی کارروائیوں پر بیشتر دار و مدار تھا قسمت آزمایا اشخاص ہر دربار میں موجود تھے۔ یورپ کے ہر ایک دار السلطنت میں جاسوسوں کی کثرت تھی۔ الحاد کا زور تھا، ہر ملک کی مالی حالت حد درجہ سقیم تھی اور افعال و حرکات میں صرف نفع ذاتی کا خیال تھا۔

۲۸۵

۱۶۷۲ء میں یورپ بظاہر انحطاط کی حالت میں تھا، نہ کوئی صحیح اصول تھے نہ راسخ مذہبی عقائد۔ صحیح ہے کہ یورپ میں احساس قومی کی بالکل پروانہ تھی اور ملکوں میں اتحاد دوسرے ملکوں کو آپس میں تقسیم کرنے کے لئے ہوتے تھے مگر اٹھارہویں صدی کے وسط میں اس کی حالت کچھ رو بہ اصلاح نظر آتی تھی کیونکہ اس وقت کئی مختیر مطلق العنان بادشاہ برسر حکومت تھے جو بذات خود یا اپنے وزیروں کے توسط سے اپنی رعایا کے فلاح و بہبود کے لئے کوشاں تھے۔ اپنی مطلق العنانی وہ مصر تھے مگر اس کے ساتھ یہ بھی تسلیم کرتے تھے کہ حکومت کا وجود رعایا کی بہتری کے لئے ہے۔ اس کا یہ بھی خیال تھا کہ گواصلاحات فی نفسہ قابل قدر ہیں مگر مبدأ اصلاح خود بادشاہ ہے اور اس کے اقتدار میں کسی قسم کی مداخلت نہ ہونی چاہئے۔ ۱۷۱۵ء سے ۱۷۸۹ء تک یورپ کے اکثر فرمانرواؤں کو اپنی رعایا کے بہبود کا خیال تھا اور اکثر وزیر بے لوث تھے۔ جوزیف ثانی کے اصلاحی عہد کے قبل کیتھرین دوم اور فریڈرک اعظم روشن خیال کیتھرین ثانی

مطلق العنان فرمانرواؤں میں سربرآوردہ تھے۔ دونوں مطلق العنان تھے مگر اپنے آزادانہ رجحانات پر فخر کرتے تھے۔ اپنے عہد حکومت کے اوائل میں کیتھرین نے اصلاح پسندی کا دعوے کیا تھا۔ قومی شکایتوں کو رفع کرنے اور روسی قوانین کی تدوین کے لئے ۱۷۶۷ء میں اس نے ایک مجلس منعقد کی۔ فرانسن کے جدید آزادانہ خیالات سے متاثر ہو کر جس کے ہونے تیس کیو اور دولیتر پابند تھے اس نے مطلق العنان حکومت اور رعایا کی بہبود کے خیال کو باہم ملانے کی کوشش کی بلزموں کی ایذا دہی کا اس نے انہماک کیا اور کسانوں کی حالت کو بغور ملاحظہ کیا۔ کلیسہ سلطنت کے ماتحت

ہو گیا اور اس طور پر بیڑا عظم اور پیڑ سوم کے طرز عمل کی تکمیل کی گئی۔ مگر اس کے بڑے بڑے منصوبے تھے اور اپنے خمد حکومت کے اوائل میں وہ ان اصلاحوں کو درحقیقت عمل میں لانا چاہتی تھی مگر اس کی اصلاحوں کا دائرہ محدود رہا اس کی وجہ یہ تھی کہ اولاً وہ تمدن کے ہر شعبے میں دخل دینا چاہتی تھی اور اس نے ایک غیر ترقی یافتہ اور بے ایمان قوم کو جدید تمدن کا خوگر کرنا چاہا۔ سیکور کا قول ہے کہ وہ وقت واحد میں حسب ذیل امور کو کرنا چاہتی تھی دو حکومت شاہی اور امرائے علاوہ ایک تیسری جماعت (قومی) کو جو وہیں لانا، مالک غیر کے بھار کو روس میں تجارت کی طرف راغب کرنا، ہر قسم کے مصنوعات کو ملک میں جاری کرنا، زراعت کو وسعت دینا، سکے کا فدی کی ترویج، بناؤں کی ترمیم، کھج کو بڑھانا، شرح سود کو کم کرنا، شہروں کی بناؤں، انگریزوں کو آباد کرنا، بحیرہ اسود میں ایک نیا بیڑا بھیجنا، ایک ہمسایہ کو بچ کر لینا اور دوسرے کو تباہ کرنے کی کوشش کرنا اور بالآخر تمام یورپ میں روسی اثر کو وسعت دینا، اصلاحات میں ناکامی کی دہری وجہ اس کی مطلق العنانی تھی جس کے سبب سے وہ اختلاف رائے سے ناراض ہو جاتی اور بالآخر اس کی حکومت سخت جاہلانہ ہو گئی اور اسے معلوم ہو گیا کہ روس کی زمین شور میں اس کے مدرسوں، عدالتوں اور طبیبوں کو ترقی نہیں ہو سکتی پولینڈ کے حصے بھڑے ہو جانے اور پوگاچیف کی سرکردگی میں غلاموں کی بغاوت سے اس کے مطلق العنانی کے خیالات پختہ ہو گئے اور روشن خیالی کی طرف اس کا رجحان کم ہوتا گیا کسی کا قول ہے کہ ”کیتھرین کے انتقال کے قتل ہی اس کے عہد حکومت کی یادگاروں کے صرف کھنڈر رہ گئے تھے“ مگر اس میں شک نہیں کہ اس کے عہد حکومت میں روس کا شمار یورپ کے دول غظمے میں ہو گیا اور اس کی مادی اور دماغی ترقی سرگرمی کے ساتھ جاری رہی۔

فریڈرک بھی روشن خیالی کی طرف مائل تھا مگر اس کی مطلق العنانی بالآخر روشن خیالی پر غالب آ گئی۔ کیتھرین کی طرح اسے بھی جدید فرانسیسی خیالات سے متاثر ہونے کا دعویٰ تھا اور ملکہ مذکور کی طرح اس نے بھی جیسواٹوں کو اپنے ملک میں داخل ہونے کی اجازت دی جب کہ کلی منسٹ چہار دہم نے انہی جماعت کو مسدود کر دیا۔ مگر اس کا کوئی خاص اصول نہ تھا اور موقع و محل کے لحاظ سے

عمل کرنا تھا۔ بین الاقوامی قانون یا عدل کے اصول کی اسے مطلق پرواہ تھی اسے اپنی رعایا کے فلاح و بہبود کا خیال ضرور تھا جن کی تمدنی حالت وہی تھی جو روس کے طبقہ ادا کے کی تھی مگر کسانوں اور شہریوں کے مقابلے میں اس نے امیروں کے اقتدار کو برقرار رکھا۔ عدالتی انتظامات کی اس نے اصلاح کی اور انتظامات ملکی کو رشوت ستانی وغیرہ سے بچانے کی تدبیر کی۔ اس نے یہ انتظام کیا تھا کہ عدالتوں میں خواہ امیروں یا مزدوروں کے ساتھ مساوات کا سلوک ہو اور اس نے تمام سرشتوں میں اتحاد عمل اور یکسانی پیدا کر دی۔ مگر چونکہ اس کی توجہ زیادہ تر فوج پر تھی اسکی رعایا بالکل بے بس تھی اور نظام حکومت کو جو قوت حاصل تھی صرف اسی کی ذات سے تھی۔ سر جان ہیاریس نے لکھا ہے وہ کہ شاہ پرتیجا جس روز سے تخت نشین ہوئے ہیں اسی روز سے ان کا طرز عمل اس خیال پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ بنی نوع انسان کو عموماً اور ان کی رعایا کو خصوصاً خدا نے صرف اس غرض سے بنایا ہے کہ ان کے تابع فرمان رہیں..... اسی خیال کی وجہ سے انھوں نے ہمیشہ اپنی ذاتی رائے پر عمل کیا ہے اور اپنے وزیروں اور اعلیٰ افسروں سے مشورہ کرنے سے محترز رہے ہیں مگر اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ وہ ان کے ہمدرہ داروں کو اہل خیال کرتے ہیں بلکہ اس کی وجہ ہے کہ اگر احکام کی تعمیل کے لئے کوئی اور کام ان سے لیا جائے تو ان میں خود رائی پیدا ہو جائیگی یا وہ اس کی حکومت پر لحاظ کار کر دگی یورپ میں سب سے بہتر ہو مگر اس میں بقا کی حقیقی قوت نہ تھی اور اندیشہ تھا کہ اس کے مہرتے ہی اس کا نظام حکومت اگر یک نیک ٹوٹ گیا تو دوسرے روشن خیال نوابوں کو یہ اسطلاح ضرور ہو جائیگا۔ جرمنی اور اطالیہ میں بھی اسی قسم کے روشن خیال فرمان روا تھے۔ مثلاً میریا تھیری ساہکی اصلاحوں کا ذکر آچکا ہے، لیو پولڈ ڈیوک آف سسکسی، یہ شخص محض مطلق العنان فرمان رواؤں میں سب سے قابل تھا بلحاظ انتظام اس کی ریاست سب سے

۲۸۷

اجبھی تھی۔ اصلاحات کے باب میں اس نے نہایت غور و فکر سے کام لیا تھا اور اسکی اصلاحیں محض کاغذی نہ تھیں بلکہ ان کا نفاذ یورپے طور سے عمل میں آیا تھا اس قسم کے فرمان رواؤں میں فرڈی نند ڈیوک آف برنسوک چارلس آگسٹس ڈیوک آف سیکس ویمز اور چارلس فریڈرک آف ہاڈین تھے۔ اسی طور پر جوزیف ایما نول (مینز کا اسقف اعظم اور الیکٹر) اور کلی منٹ وین کیس لاس (ٹریئر کا اسقف اعظم اور الیکٹر کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ کلیسہ کی ریاستوں میں بھی رعایا کے فلاح و بہبود کو ترقی دینے کی طرف رجحان تھا۔

فرانس اور ہسپانیہ کی بوربون ریاستوں نے بھی اٹھارہویں صدی کی اس خاص تحریک میں حصہ لیا۔ لوئی پانزدہم کا شمار روشن خیال فرماں رواؤں میں نہیں ہو سکتا مگر فرانس اس صدی میں بھی علمی اور فلسفیانہ تحریک کام کر رہا تھا جس کا تمام مہتمن فرانس اور ہسپانیہ اور پیراثر پڑا اور شوا سیول اور اس کے بعد تورگو و زیروں کی اس جماعت سے تعلق رکھتے تھے جن میں اس عہد کے رجحانات نمایاں تھے۔ چارلس ثالث نے نیپلز میں تانوجی کو کئی قابل قدر اصلاحوں کے عمل میں لانے میں مدد دی تھی ہسپانیہ کا بعد بادشاہ ہو کر اس نے اپنے بھائی فرڈی نند ششم کی اصلاحی کوششوں کو جاری رکھا اس کو اپنے شاہانہ فرائض کا بخوبی احساس تھا اس نے خود متعدد ایسی اصلاحیں کیں جو ہسپانیہ کے لئے حد درجہ نافع ہوئیں اور جنگی وجہ سے وہ ہسپانیہ کے اولوالعزم ترین بادشاہوں میں شمار کئے جانے کا مستحق ہے۔ مذہب سے جوہن عقیدت رکھتا تھا مگر باوجود اس کے کلیسہ کے انتظاموں میں اس نے متعدد اصلاحیں کیں جو اراضیات بلجورومیت کلیسہ کو دی جاسکتی تھیں انخار قبہ معین کو دیا گیا خاندانوں کی تعداد کو کم کر دیا گیا انکوئی زی شن (Inquisition) کے اقتدارات منضبط کر دئے گئے اور بجائے پاپائی نظام عدالتی کے میڈرڈ میں ایک قومی عدالت قائم کی گئی۔ تجارت کو فروغ دینے کیلئے

بھی تجاویز عمل میں لائی گئیں۔ نوآبادیوں کے ساتھ تجارت کرنے میں پیریشان کن رکاوٹیں تھیں وہ دور کردی گئیں، قومی صنایع کو ترقی دی گئی اور صنعتی لڑائی کے ایک قانون کی رو سے اعلان کیا گیا کہ تجارت میں ہاتھ لگانا امیروں کے لئے منع تو باعث تنگ ہے نہ اس سے ان کے مراعات یا اعزاز میں کوئی فرق آئے گا۔ نہروں کے کٹاؤنے کی طرف توجہ کی گئی اور زرعی حاطوں کے بنانے کی مخالفت کے نئے قانون کو منسوخ کیا گیا اور مغربی ہسپانیہ کے خشک ریگستانوں میں درختوں کو لکڑی کے لئے زراعت کو فروغ دیا گیا۔ ہسپانیہ کے احیاء کے لئے اس قابل قدر کام میں چارلس کو اسکوی لاجی دار اندا کام پومانیس اور فلوریڈا بلائنکھائے کے بعد دیگر مدد دی۔ دار اندا جو ملک اس میں بجائے اسکوی لاجی کے وزیر مالیہ مقرر ہوا، اراؤں کے امرا میں تھا اور شواسیول کی طرح یہ بھی اس عہد کے فلسفیانہ اور غیر مذہبی رنگ میں رنگا ہوا تھا۔ اس کی روشن خیالی اور پادریوں کی مخالفت چارلس سوم کو ناگوار تھی اس لئے جیسواٹوں کے خارج ہو جانے کے بعد پیرس میں سفیر مقرر کر دیا گیا اور اس کی جگہ پر کام پومانیس مقرر ہوا جس کا شمار اس صدی کے روشن خیال ہسپانیہ بروں میں تھا۔ پٹ ثانی کی طرح اس نے بھی علم معاشیات کا مطالعہ کیا تھا اور ہسپانی ادبیات میں بھی اسے یہ بلوائے حاصل تھا۔ دار اندا کی طرح اس کا رجحان لادریت کی طرف نہ تھا اور اس کی توجہ زیادہ تر تجارتی اصلاحوں کی طرف تھی۔ اس کی روشن خیالی قبل از وقت تھی اور اس نے کوشش کی کہ عامہ قوم کو سیاسیات میں شرکت کرنے کی تعلیم کرے۔ مگر اس کا یہ خیال بادشاہ کو پسند نہ تھا۔ اس نے فلوریڈا بلائنکا کو قابل قدر مدد دی جو ملک اس میں وزیر خارجہ مقرر ہوا۔ بلائنکا کو ہسپانی قوم کی فلاح و بہبود کا بہت خیال تھا مگر اس نے بادشاہ کے مذہبی رجحانات اور حقوق شاہی کے متعلق اس کے خیالات کا ہمیشہ خاص لحاظ رکھا اور شکایت کا کوئی موقع نہیں دیا کیلئے حکومت کے ماتحت کرنے کے بعد حکومت اور پادریوں کے تعلقات خوشگوار ہو گئے، کام پومانیس کی معاشی اصلاحوں کا اثر اس کے زوال کے بعد بھی باقی رہا لیکن اس کے بعد چارلس سوم نے انگلستان کے خلاف ایریکا کے آباد کاروں کی تائید کا تہیہ کر لیا جس سے

ہسپانیہ کی ترقی رک گئی۔ ہسپانیہ کو درحقیقت امن وامان اور باقاعدہ حکومت کی ضرورت تھی، جنگ کے چھڑ جانے سے اصلاح کا سلسلہ ٹوٹ گیا اور صلح ہو جانیکے چند سال بعد چارلس سوم کے مر جانے سے اس کی فلاح کو اور بھی صدمہ پہونچا۔ چارلس سوم کے زیر حکومت ہسپانیہ میں بہت کچھ ترقی ہوئی مگر ہسپانی اور ہام پرستی میں مبتلا تھے اور بڑے کاہل تھے، اودنے درجے کے حکام جاہل اور بے ایمان تھے۔ اصلاحات کے عمل میں لانے کے لئے کوئی خاص نظام نہ تھا اور حکومت نے اس قدر ذمہ داری اپنے کندھوں پر لپی تھی جس کی وہ تحمل نہ ہو سکتی تھی۔ مگر باوجود اس میں چارلس سوم کے انتقال کرنے اور نارہل چارلس چہارم کے جانشین ہونے کے بہت سی اصلاحیں مستقل ثابت ہوئیں اور فلوریڈا بلا لگا ۱۵۹۷ء تک برسرِ اقتدار تھا۔ یورپ کے دوسرے ممالک میں بھی یہی رجحان نمایاں تھا۔ سویڈن میں ۱۶۰۰ء کے انقلاب کے بعد خود بادشاہ نے رعایا کی بہبود کی تجویزوں کو عمل میں لانے میں پیش قدمی کی، دوسرے ملکوں میں وزیروں نے اپنے بادشاہوں کی کوششوں کی تائید کی یا روشن خیال ممبر خود اصلاحوں کے بانی ہوئے مثلاً سویڈن میں تیک لاس (باویر یا اسٹاڈیوں (مینٹر) ایل (اسٹٹ کارٹ) اسٹرواین سی (ڈین مارک) پوم (پرنسٹال) (تاوچی (ہیپلر) (دولو (پارما) نے مختلف طریقوں سے ان ملکوں کے فلاح بہبود کو ترقی دینے کی کوشش کی جو ان کے زیر انتظام تھے۔

۲۹۰

ڈین مارک میں اسٹرواین سی نے فریڈرک پنجم کی اصلاحی کوششوں کو جاری رکھا۔ شاہ مذکور ادبیات اور سائنس کامرئی تھا۔ ۱۶۰۳ء جنوری ۱۶۰۳ء کو اس نے انتقال کیا اور اس کا بیٹا کرسمس پنجم اس کا جانشین ہوا جس کی بیوی کیرولین مثلڈا جاج سوم (انگلستان) کی بہن تھی۔ جسمانی اور دماغی کمزوری کی وجہ سے کرسمس الٹونا واقعہ ڈین مارک کے ایک طبیب اسٹرواین سی کے زیر اثر ہو گیا جو نوجوان ملکہ کا منظور نظر تھا۔ کاؤنٹ برنس ڈورف اور دوسرے وزیروں کو ملحدہ کر کے اسٹرواین سی نے شہ سے ۱۶۰۷ء تک سپہ سالار کی مدد سے ڈین مارک پر حکومت کی باوجود بے اصول، طماع، حریص، گستاخی اور خود پسند ہونے کے اس کی قابلیت میں کوئی شبہ نہیں اور ڈین مارک میں ضروریات زمانہ کے لحاظ سے اس نے جو اصلاحیں کیں ان سے صاف

ظاہر ہے کہ وہ عہد زیر تذکرہ کے مطلق الغنائ مصلیحین کی صف اولیٰ میں تھا۔ اعزازی خطابات، اخبارات کی نگرانی اور اجارے موقوف کر دئے گئے اور جامعات، عدالتوں اور مجالس بلدی کی اصلاح کی گئی، کلیسہ میں بھی اصلاحیں کی گئیں اور فوجی مصارف میں تخفیف کی گئی۔ مگر ان اصلاحوں کو عمل میں لانے میں عجلت کی گئی اور احتیاط کو بالائے طاق رکھ دیا جس کی وجہ سے تمام اہل دین مارک اس کی مخالفت پر آمادہ ہوئے۔ غیر ملکی مدرسوں کے تقرر اور کلیسہ کے معاملات میں مداخلت سے عام ناراضی پھیل گئی تھی۔ نوجوان ملکہ سے جو اس کے تعلقات تھے ان کی وجہ سے ہر طبقہ کے لوگ اس کے مخالف ہو گئے تھے، اس کے علاوہ اس نے اقتدار شاہی کو بھی سلب کرنا چاہا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ڈینش جماعت قائم ہو گئی اور نوجوان شہزادہ فریڈرک کے سابق اتالیق گلڈ برگ اور شاہ سابق کی بیوہ ملکہ جولیا تاکی شرکت سے ایک سازش وجود میں آئی جو اسٹرواين سی کی بزدلی سے کامیاب ثابت ہوئی۔ ۱۸ اپریل ۱۸۷۱ء کو وہ قتل کیا گیا اور اس کے چند روز کے بعد ملکہ کیرولین ملکہ کو طلاق دیا گیا۔ بارہ سال تک گلڈ برگ اور ملکہ جولیا نانے دین مارک پر حکومت کی۔ ان کا طرز عمل اسٹرواين سی کے برعکس تھا اور انھوں نے سابق کے تمام انتظامی سقموں کو بحال کر دیا۔ ۱۸۷۲ء میں گلڈ برگ کی غیر ہر دل عزیز ہونے سے نفع اٹھانے والی عہد نے اسے اور ملکہ جولیا نا کو بے دست و پا کر دیا اور کرپشن، منہم کو اپنے قبضے میں کر کے سابق وزیر کے پیغمبر پیٹریک ریوفان برٹش ڈورف کو وزیر اعظم مقرر کیا جو قابل اور ایمان دار شخص تھا۔ گلڈ برگ کے زوال کے قبل ہی اہل دین مارک کو معلوم ہو گیا تھا کہ اسٹرواين سی کن خوسوں کا آدمی تھا۔ پوم ہال کی طرح وہ بھی مطلق الغنائ کو پسند کرتا تھا مگر اس نے کم از کم امرا اور کسانوں کے باہمی تعلقات کی اصلاح اور عدالتی مساوات کو عمل میں لانے کی کوشش ضرور کی تھی۔

جان پنجم شاہ پرٹگال (۱۸۶۸ء تا ۱۸۷۵ء) جیسوٹوں کا غلام تھا اور اسکے عہد حکومت میں پرٹگال بالکل ولت و خواری کے حالت میں تھا اس کے جانشین جوزیف اول (۱۸۶۸ء تا ۱۸۷۵ء) کے وزیر اعظم پوم ہال نے اصلاحات پوم ہال وزیر پرٹگال کا ایک قابل قدر سلسلہ شروع کیا جس سے اس عہد کی روشن خیالی

کا ثبوت ملتا ہے۔ مگر ہسپانیہ کی طرح پرتگال میں بھی عامہ قوم پر اصلاحی تحریک کا اثر بہت کم ہوا۔ سباسٹین جوزیف ڈی کاروالودی سیلو، مارکس آف پوم بال ایک دیہاتی رئیس کا بیٹا تھا اور ۱۷۳۹ء سے ۱۷۵۷ء تک پرتگال کی سفارتی ملازمت میں داخل تھا۔ ۱۷۵۷ء سے ۱۷۷۱ء تک وہ وائینا میں تھا جہاں اس نے مارشل ڈان کی بیٹی سے عقد ثانی کیا اور قابلیت کی وجہ سے میر یا تھیری سا اور جوزیف تک اس کی رسائی ہو گئی۔ پرتگال کی حالت اس وقت یہ تھی کہ اس کی فوج محض برائے نام تھی، سواصل پر بحری قزاق لوٹ مار کرتے تھے اور سرسڑکوں پر ڈاکو اس کی تجارت زیادہ تر انگلستان کے ہاتھوں میں تھی اور ممالک شرق سے اس کی تجارت تباہ ہو چکی تھی امریکا ہل اور عیاش تھے اور ملازمین سرکاری بے ایمان بد اعمال تھے۔ المختصر یہ پرتگال ہسپانیہ کی محکومی سے آزاد ہونے کے بعد بھی اب تک سنبھلا نہ تھا یہ ۱۷۵۷ء کے زلزلے کی وجہ سے پوم بال کی اصلاحوں کا سلسلہ رک گیا مگر اس نے استقلال کو ہاتھ سے نہ دیا۔ کسی کا قول ہے کہ ”لذبن کی رکھ سے پوم بال کا جو ہر ذاتی وجود میں آیا“ اور پرتگال کی حالت کی ابتری کی وجہ سے اسے اپنے ملک کے احمیاء میں بلکہ مدد ملی۔ تجارت میں وہ ملکی صنائع کی حفاظت کا حامی تھا اور وہ چاہتا تھا کہ تجارتی معاملات میں پرتگال انگلستان کا دست نگر نہ رہے اس نے اس نے اپنے ملک کی مصنوعات اور تجارت کو فروغ دیا تا کہ پرتگال خود اپنی ضروریات کا کفیل ہو جائے۔ سولی کی طرح اس کا بھی خیال تھا کہ زراعت ہی تجارت کی بنیاد ہے اور مختلف طریقوں سے اس نے پرتگال میں زراعت کو ترقی دی۔ تجارتی الواعزی کو ترقی دینے کے لئے اس نے کئی تجارتی کمپنیاں قائم کیں امریکش سے تجارتی معاہدہ کیا اور امریکو تجارتی کاروبار میں شرکت کی اجازت دی ۱۷۷۵ء میں اس نے گوا اور مشرق الہند کے دوسرے جزیروں کے طرز حکومت میں اصلاحیں کیں اور بحری اور بری فوجوں کے نظام میں اصلاحیں کیں۔ دربار شاہی کی تمام شاخوں کے اخراجات میں تخفیف عمل میں لائی گئی اور محاصل کے وصول کرنے میں جو خیانت ہوتی تھی اس کا انسداد کیا گیا۔ اس کی تعلیمی اور تہذیبی اصلاحیں بھی کچھ کم اہمیت نہ رکھتی تھیں امریکا کی اعلیٰ تعلیم کے لئے ایک شاہی دارالعلوم قائم کیا گیا کوامبرا کے جامعہ کی جواب تک جیسواٹوں کے ہاتھوں میں تھی از سر نو تعلیم کی کئی لائینی، بلاغت

یونانی اور صرف نحو مفت پڑھانے کے لئے اساتذہ لڑین اور صوبجات میں مقرر کئے گئے اور انھیں امرائے حقوق دیئے گئے۔ لڑین میں ایک تجارتی مدرسہ کھولا گیا جو یورپ میں اس قسم کا پہلا مدرسہ تھا۔ اس کی تمدنی اصلاحیں بھی نہایت دلچسپ تھیں اس نے اعلان کر دیا کہ پرتگال کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی غلام آزاد ہو جائیں گے۔ امرائے بہت سے خاص حقوق منسوخ کر دئے گئے طبقہ امرا اور طبقہ وسطے میں اس نے اتحاد پیدا کر لیا اور ان دونوں اور طبقہ ادنیٰ کے درمیان خوشگوار تعلقات قائم کر دئے۔ اپنی سیاسی زندگی میں جو جو زریف اول کے انتقال (۱۷۷۷ء) تک جاری تھی اس نے سرگرمی اور جرات سے کام لیا اس کے دماغ میں ہمیشہ اصلاحی تجویزیں گویا گونجتی رہتی تھیں اور اس کے عہد حکومت کو پرتگال کی تجارت کا عہد زریں کہہ سکتے ہیں۔ بادشاہ کو اس پر اعتماد کامل تھا۔ پرتگال کا طرز حکومت پوم بال کے عہد میں مطلق العنانی پر مبنی تھا گویا زبردست ضرورت تھا۔

۲۹۳

اطالیہ میں اسی قسم کی اصلاحیں تاتوچی نے نیپلز میں کیں اور دو تلو نے پارما میں۔ ۱۷۵۹ء تک تاتوچی اسکو لاجی کے ساتھ ڈان کارلوس کی سلک ملازمت میں تھا۔ ڈان کارلوس کو کلیسہ کے ساتھ حسن اعتقاد تھا مگر اپنی شاہی ذمہ داریوں کا اسے کافی اطالیہ کے مصلح احساس تھا اور حقوق شاہی کا اسے پاس تھا۔ اس کے اور

اس کے جانشین فرڈی نڈ چہارم کے عہد حکومت میں نیپلز میں قابل قدر تعلیمی مالی اور عدالتی اصلاحیں عمل میں آئیں۔ امرائے عدالتی اختیارات موقوف کر دئے گئے، پادریوں کے فرضی دعووں کو کالعدم کر دیا اور پوپ کے حقوق بھی کم کر دئے گئے۔ بہت سی زنانی خانات میں بند کردی گئیں، خطابات کا دینا موقوف کر دیا گیا اور فرامین پاپائی کی تعمیل کے لئے خاص قوانین بنا دئے گئے۔ اس طور پر اس نے شاہی قوت کو بڑھایا اور رعایا کے فلاح و بہبود کو ترقی دی۔ ۱۷۷۷ء میں میریا تھیری سا کی بیٹی کیرولین کی فرڈی نڈ سے شادی ہونے کے آٹھ سال بعد تاتوچی معزول ہو گیا اور ملک نے بغیر کسی قابل مشیر کے حکمرانی کرنے کی کوشش کی۔ پارما میں ڈان فلپ کا بیٹا فرڈی نڈ ۱۷۶۵ء میں اپنے باپ کا جانشین ہوا اور ایک فرانسیسی وزیر سرسی دوتلو (مارکوس آف فیل نو) اپنے عہدے پر قائم رہا۔

پوم بال اور تانچی کی طرح اُس نے تعلیم کو ترقی دی اور پارما کی جامعہ کی ترقی کی طرف بہت توجہ کی۔ اُس نے فرڈی نڈ کی آسٹریا کی ایک شہزادی سے شادی ہوئی۔ بعد دو تلو اپنی خدمت سے علیحدہ کر دیا گیا اور لائوس (ہسپانی) اور موپر (فرانسیس) کے بعد دیگرے اُس کے جانشین ہوئے۔ انھوں نے پارما کے انتظامات کی عمرگی کو برقرار رکھا اور اُس کا شمار حسب سابق اطالیہ کی ان سلطنتوں میں ہوتا رہا جو اپنے حسن انتظام کے لئے مشہور تھیں۔

چارلس ایما نویل شاہ سارڈی نیا بھی اپنی رعایا کو نفع پہونچانے میں کسی دوسرے حکمران سے پیچھے نہ تھا۔ جو زلیف ثانی کی طرح وہ بھی مساوات، مرکزیت اور انتظامات کی یکسانی کا شہساز تھا۔ اے لاشاپیل کی صلح کے بعد اس نے سپاہیوں کی تعداد کو ایام امن کی ضروریات کے لحاظ سے گھٹا دیا اور اُن کی حالت کی اصلاح کی طرف توجہ کی۔ قلعوں کو اُس نے از سر نو بنوایا، تعمیرات عامہ کی طرف توجہ کی اور صوبجات کو ایک مرکزی حکومت کے تحت میں کر دیا۔ پادری بیکار یا طبیعیات کی تعلیم کے لئے ایک انجمن قائم کرنے کی غرض سے روم سے واپس بلایا گیا اور ایک مشہور طبیب پادری نوپے بیڈنٹ میں طب کا درس دیتا تھا۔ اُس نے حقوق جاگیری اور بہت سی قدیم مراعات موقوف کر دی گئیں^(۱)۔ اسی قسم کی اصلاحیں لوم بارڈی میں جو زلیف دوم کے عہد حکومت میں کاؤنٹ فرمین کے زیر نگرانی عمل میں آئیں جو مائی کن اور پاویا کے جامعات کا معاون اور علوم و فنون کا قدر داں تھا۔

بہن نوع انسان کی بہتری کے لئے جو کوششیں اس وقت کی جا رہی تھیں گو وہ قابل قدر مقاصد پر مبنی تھیں مگر اُن سے رعایا کو کوئی دوائی نفع نہیں ہوا جن ملکوں میں حکام وقت کی روشن خیالی سے اصلاحات عمل میں آئیں اُن میں سے اکثر کی ناکامی کے وجہ قریب قریب ایک ہی تھے یعنی سلطنت نے ضرورت سے زیادہ ذمہ داری اپنے سر لیں تھی۔ اہل لاک کی اولوالعزمی سے کام نہیں لیا اور اصلاحی تحریکوں کا اثر زیادہ

(1) Histoire de la Maison de Savoie, par Madame la Princesse Christine Trivulce

اصلاحوں کا عارضی ہونا۔ تعلیم یافتہ طبقوں پر تھا اور عامہ قوم اس سے متاثر نہیں ہوئی بلکہ جمہوریت میں مبتلا تھی۔ اصلاحوں کے رائج کرنے کے لئے جو طریقے اختیار کئے گئے وہ بھی صحیح نہ تھے اور اکثر اصلاحیں اس لئے عمل میں نہ آسکیں کہ کوئی خاص ذریعہ اس کے لئے موجود نہ تھا۔ روس ہسپانیہ اور دوسرے ممالک میں بہت سی مفید اصلاحیں صرف کاغذوں تک محدود رہ گئیں اور بجائے ترقی کے رد عمل زیادہ آسان ثابت ہوا۔

فرقہ جیسواٹ۔ ان اصلاحوں میں ایک ایسی تھی جس کے متعلق نہ صرف

خاندان یورپوں کے حکمرانوں بلکہ میر یا تھیری سا اور جوزیف ثانی کو بھی اتفاق تھا ان روشن خیال مطلق العنان فرماں رواؤں میں سے اکثر نے محسوس کیا کہ ان کی اصلاحی کوششوں کے بار آور ہونے میں جیسواٹوں کا اثر سدراہ تھا۔

اس لئے پندرہ سال کی مدت میں سربر آوردہ دول یورپ میں سے اکثر اس جماعت کی قوت کو توڑنے پر متفق ہو گئیں تاکہ وہ ان کی کارروائیوں میں مارج نہ ہو سکے۔ یورپ کی اکثر سلطنتوں میں امرا اپنے سیاسی حقوق سے محروم کر دئے گئے تھے اور مجالس عامہ کا یا تو وجود ہی نہ تھا یا ان کے اختیارات سلب ہو چکے تھے جب یہ صورت تھی تو یہ ممکن نہ تھا کہ یورپ کے سلاطین ایک ایسی جماعت کے وجود کو جائز رکھیں جو دہمزد بردست اور مضبوط تھی اور صرف پوپ کو اپنا آقا تسلیم کرتی تھی جو بزعم خود اپنے آپ کو ممالک مسیحی کا سردار اور دینی سلاطین سے برتر خیال کرتا تھا لوئی چہاردہم نے نانٹے کے فرمان کو اس لئے منسوخ نہیں کیا تھا کہ فرانس پوپ کے طرفداروں (Ultramontanes) کے قبضے میں ہو جائے۔ اس کا قول یہ تھا کہ سوائے میرے ملک میں کوئی اور آقا نہیں ہو سکتا اور میں کسی ایسی جماعت کے وجود کو جائز نہیں رکھ سکتا جو عقائد مذہبی میں عامہ قوم کے خلاف ہو۔ ہسپانیہ میں بھی فلپ کی جانشینی کے بعد سے کلیسہ کے اقتدار کی تعین اور تخفیف کی کوشش ہو رہی تھی اور یورپ کے اکثر ملکوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ ادارات کلیسائی کو حکومت ملی کے تحت ہونا چاہئے۔ جیسواٹوں پر جو حملے ہونے لگے تھے اور جو سٹاکہ میں ان کے انسداد کے بعد ختم ہوئے زیادہ تر خیالات

مذکورہ بالا کی وجہ سے نئے اور دوسری خاص وجوہ اور روشن خیالی کے بڑھنے کے سبب سے بھی اس جماعت کی مخالفت ہونے لگی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ اپنے قیام کے ایک سو سال بعد اس جماعت کا زوال شروع ہو گیا۔ ایکو وائی وا کے انتقال کے بعد اس جماعت کے جنرل نااہل ہوئے اور اس کے اراکین میں دیناداری پیدا ہوئی دو تہ مند اشخاص داخل ہونے لگے جماعتی ضبط سختی کے ساتھ قائم نہ رہا مفت تعلیم کا طریقہ ترک کر دیا گیا اور امر اور بادشاہوں کے ہم پیلہ اور ہم نوالہ ہونے کی وجہ سے طبقات متوسط و ادنیٰ میں صحت سواٹوں کا اعزاز باقی نہ رہا۔ لوگوں میں یہ خیال بھی پیدا ہو چلا تھا کہ اس جماعت کا وجود اندرونی امن و امان کے لئے مفید نہیں ہے اور یہ بھی عیاں تھا کہ اس جماعت کے اراکین اپنے مجموعی فواید کو اور سب جذبات پر ترجیح دیتے ہیں اس لئے جب جیسولوں نے علاوہ مذہبی اور روحانی معاملات کے دوسرے امور میں دخل دینا شروع کیا تو یورپ کے ہر دار السلطنت میں لوگ ان سے نفرت کرنے لگے۔ اسی عدم روحانیت کی وجہ سے وہ خیالات پیدا ہو گئے جنکی اشاعت فرانس میں (Encyclopedists) کی اور اس کی ایک بین مثال یہ ہے کہ اٹھارہویں صدی میں یہ جماعت تجارتی مشاغل میں مصروف تھی بہانہ کہ اس کے وسط میں اس کی حالت ایک دولت مند زبردست اور سرگرم تجارتی کمپنی کی تھی جس کی شاخیں تمام دنیا میں تھیں۔ اسی دولت مندی کی وجہ سے لوگوں کو اس سے حسد ہو گیا۔ اس کے علاوہ اس کا طرز عمل دانش مندی پر مبنی نہ تھا جس کی وجہ سے اس سے متواتر غلطیاں ہوئیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس پر محلوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا جس کو وہ دفع نہ کر سکی۔

اس کے زوال کی ایک وجہ اس کی انتھائی کامیابی تھی۔ بادشاہوں کے گناہوں کو سننے والے (Confessor) وہ تھے نوجوانوں کے ابا بقی وہ تھے انھوں نے سلطنتیں فتح کیں اور لوآبادیاں قائم کیں۔ اسی وجہ سے ان کا خیال ہو گیا کہ تمام دنیا انکی ملک ہی اور انکا تفوق ہمیشہ قائم رہے گا۔ جان سینیوں کو مغلوب کرنے کے بعد انھوں نے اٹھارہویں صدی کے جدید خیالات کے لحاظ سے اپنی روش کو بدلا جیسولوں کا خیال تھا کہ وہ پائیت کی بقا کے لئے ضروری ہیں کیونکہ اس کے بقا کا خیال انھیں خود پوپ سے زیادہ تھا۔ مگر ایک دانشمند اور قابل پوپ (بے نی ڈکٹ چہاردہم سیکل)

تاسٹ ۱۵۸) نے زمانے کے رخ کو دیکھ کے باپائی دربار اور جیسواٹوں کے اصلاح کی کوشش کی۔ اسٹ ۱۵۸ میں اس نے فرمان نافذ کر کے جیسواٹوں کی جماعت کو نافرمان بردار کر دیا اور بدکردار قرار دیا اور اس کے بہتر انتظام کے لئے سخت قواعد جاری کئے۔ اسٹ ۱۵۸ اور اسٹ ۱۵۹ میں انہی نافرمان برداری کو روکنے اور ان کی اصلاح کے لئے فرامین پاپائی نافذ ہوئے مگر بد قسمتی سے اسٹ ۱۵۹ میں بے نی ڈکٹ کے انتقال کے بعد کلی منٹ سینر دم پوپ منتخب ہوا جس نے اپنے دورانِ پیش رو کے طرز عمل کو الٹ دیا جس کی وجہ سے یورپ کے بادشاہوں نے عزم مصمم کر لیا کہ تمام کلیسائی اداروں کو اسچہ زیرِ اقتدار کر لیں اور جیسواٹوں پر زبردست حملے شروع ہو گئے۔

جیسواٹوں کو پہلا صدمہ پرتگال سے پہونچا جہاں پوم بال برسرِ اقتدار تھا اسکی وجہ پرتگال میں جیسواٹوں پر حملہ یہ تھی کہ جیسواٹوں نے اس کی اندرونی اصلاحوں اور جنوبی امریکامیں اس کے طرز عمل کی مخالفت کی تھی۔ ان پر یہ بھی الزام تھا کہ انھوں نے

بادشاہ کے قتل کرنے کے لئے سازش کی تھی۔ اسٹ ۱۵۹ میں ہسپانیہ اور پرتگال کے درمیان ایک طویل نزاع ختم ہو گئی اور ایک صلح نامے کے ذریعے سے یہ طے ہوا کہ شہر و ضلع ٹائی واقع صوبہ گیلیلی شیا اور پراگوے کو سیکر امین ٹو سے بدل لیا جائے یہ ایک نو آبادی پلیٹ ندی پر تھی جو پرتگال کو صلح نامہ ریوٹ ریخت کی رو سے ملی تھی جیسواٹوں نے پراگوے میں ایک آزاد جمہوریہ قائم کر دی تھی اور انھوں نے دیسیوں کو مقابلے پر آمادہ کر دیا اور پوم بال اسٹ ۱۵۹ تک اس مخالفت کو دفع نہ کر سکا۔ اسے جب معلوم ہوا کہ جیسواٹ اس کی اندرونی اصلاحوں کی بھی مخالفت کر رہے ہیں اور زلزلے کے زمانے میں کلیساؤں میں اس پر حملے کر رہے تھے تو ۱۹ ستمبر ۱۵۹۰ء کو اس نے جوزیف کے کنفیسیس کو موقوف کر دیا اور جیسواٹوں کی جماعت کے لئے ایک یادداشت شائع کر کے انھیں منع کر دیا کہ بغیر بادشاہ کی اجازت کے دربار میں نہ آئیں۔ پوپ سے بھی ان کی شکایت کی گئی جس کی بنا پر بے نی ڈکٹ نے کارڈنل سل ڈانا کو جو پوم بال کا دوست تھا جیسواٹوں کی بد اعمالیوں کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا مئی ۱۵۹۰ء میں کارڈنل مذکور نے پرتگال کے جیسواٹوں کو خلاف قانون تجارت کرنے یعنی امریکا کے دیسی سیبوں کو خریدنے یا فروخت کرنے کی ممانعت کر دی اور انکو وعظ کہنے اور گناہوں

اقرار سننے سے بھی باز رکھا۔

ستمبر ۱۷۵۸ء میں کسی شخص نے شاہ جو زلیف پر حملہ کر کے اسے زخمی کر دیا۔ تین سال تک تحقیقات کا سلسلہ جاری رہا اور تو اور او راوی رو خاندانوں کے تمام اراکین گرفتار کر لئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اُن پر جرم ثابت نہ ہو سکا مگر اُن کے کاغذات سے معلوم ہوا کہ بادشاہ کو قتل کرنے کے لئے ایک سازش ہوئی تھی جس میں جیسواٹ بھی شریک تھے۔ امرائے مذکور قتل کر دئے گئے مگر پوپ کلی منٹ نے پوم بال کو ملزم پادریوں کی مقدمات کی سماعت کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ اس کے جواب میں پوم بال نے ملزموں اور ضعیف الاعتقاد بادشاہ سے بدقت اجازت حاصل کر کے جو صرف جاننے خوف سے راضی ہوا یکم ستمبر ۱۷۵۹ء کو تمام جیسواٹوں کو پرتگال اور اسکے مقبوضات سے خارج کر دیا اور مدارس اور جماعت کی گرانی استغفوں کے سپرد کر دی۔ پرتگال میں ۸۰۰ جیسواٹ تھے وہ سب جہازوں میں بٹھا کر ستمبر ۱۷۵۹ء میں سویٹاوی چیا بھیج دئے گئے اور جو نوآبادیوں میں تھے وہ بھی خارج کر دئے گئے۔ پاپائی ریاستوں میں جو پرتگالی مقیم تھے انھیں پوپ نے وہاں سے نکل جانے کا حکم دیا اور اس کے جواب میں پوم بال نے پرتگال میں جیسواٹوں کی سب جائیداد ضبط کر لی اور پوپ کی دوسری سلطنتوں سے درخواست کی کہ انکی جماعت کو اپنی سلطنتوں میں مسدود کر دیں۔

۲۹۸ فرانس سے جیسواٹوں کا جیسواٹوں کے ساتھ پوم بال نے جو بیہرمانہ سلوک کیا اس کو یورپ کے دوسرے ملکوں میں زیادہ پسند نہ کیا گیا مگر رفتہ رفتہ ہر ملک میں انکے طرز عمل سے بیزاری پیدا ہو گئی اور اُن کے خلاف میں اسی قسم کی

کارروائیاں عمل میں آنے لگیں۔ فرانس میں لاادریت زور پر تھی اور جیسواٹوں کی طرف سے لوگوں کو اس قدر نفرت ہو گئی تھی کہ ۱۷۵۷ء میں فرانس کی حکومت نے انکے خلاف جو کارروائیاں کی وہ بالکل رائے عامہ کے مطابق تھی۔ میڈیم وی پوم پادور کو بھی اُن سے نفرت تھی کیونکہ لوئی سے اُن کے تعلقات نہایت گہرے تھے اور انھوں نے اسے گناہوں کی معافی کا پروانہ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ بارلی مان کے اراکین بھی اُن کے نیست و نابود کرنے پر تے ہوئے تھے اور انھیں جیسواٹوں کے معاملات میں دخل دینے کا بہت جلد موقع مل گیا۔ جزیرہ مارتی نیک کا جیسواٹ منظم لادالیت کا دوالہ ہو گیا جو تجارتی کاروبار میں

مشغول تھا۔ اُس کے ذمے ۲۴ لاکھ فرنیگ واجب الادا تھے اور اسکے کاروبار کے بگڑنے سے فرانس کی متعدد تجارتی کمپنیاں تباہ ہو گئیں۔ جیسواٹوں کے جنرل رک جی نے اس قرضے کو ادا کرنے سے انکار کر دیا اور قرضخواہوں نے اُس پر دعویٰ کر دیا۔ عدالت ماتحت میں جب اُسکے خلاف ڈکری ہوئی تو اس نے حاجت سے باری بان میں مداخلت کر دیا جس نے ان کی جماعت کے دستور کا ملاحظہ کرنے کے بعد فیصلہ ماتحت کو بحال رکھا۔

جیسواٹوں کے دستور کا جب لوگوں کو علم ہوا تو اُس سے سخت ناراضی پھیل گئی اس نے اُس کے ترسیم کے لئے شواسیبول نے ایک کمیشن مقرر کر دیا اور بالآخر قرار پایا کہ جیسواٹوں کے جنرل کے غیر محدود اقتدارات قوانین فرانس کے منافی ہیں لہذا ایک مستقل دلی کار کا تقرر ہونا چاہئے مگر رک جی نے اپنی جماعت کے لئے حکومت ملکی کا ماتحت ہونا پسند نہ کیا۔ اُس کا مختصر جواب حسب ذیل تھا۔

Sint ut sunt

Aut no sint یا تو انھیں حسب حال رہنے دو یا انکا کام تمام کر دو (ملکہ اور ولی عہد بیگم اُس جماعت کی تائید پر تھیں مگر شواسیبول اور میڈیم دی پوم یادور کو عدالتوں کے ذریعے سے اُس کے مقابلے میں کامیابی ہوئی۔ پیرس اور اضلاع کے باری مالوں نے متعدد احکام جماعت مذکور کے خلاف میں شائع کئے اور بالآخر نوبرمبر ۱۷۹۰ء میں فرمان شاہی سے فرانس میں بالکل سہ و د کر دی گئی۔ تین سال تک ”دنیای پادریوں“ کی حیثیت سے ان کو ملک میں رہنے دیا گیا مگر مئی ۱۷۹۱ء میں وہ خارج کر دئے گئے گوشت ۱۷۹۱ء میں پوپ کلی منٹ نے ایک فرمان پاپائی میں ان کو الزامات سے بچانے کی کوشش کی تھی اور اعلان کیا تھا کہ ان کے اخراج سے کلیسہ اور حکومت پاپائی کو سخت چارلس سوم اور جیسواٹ نقصان پہونچے گا۔ ہسپانیہ اب جیسواٹوں کا ملجا و ماوے ہو گیا تھا

۲۹۹

کیونکہ ان کے خلاف میں چارلس سوم کوئی سخت کارروائی نہ کرنا چاہتا تھا کیونکہ پرنسپل کے شاہ جوزیف کی طرح وہ بھی ضعیف الاعتقاد اور کلیسہ کا سچا پیرو تھا فلسفیانہ خیالات سے اسکو سہ نہ تھا اگر وہ اپنے اقتدار شاہی کو بڑھانا اور اُس کے مخالفوں پر غالب آنا چاہتا تھا خواہ وہ ارباب کلیسہ ہوں یا امرا ہوں ۱۷۹۱ء میں اُس کے اطالوی وزیر اُس کو ی لاچی نے ایک جدید محصول عاید کیا۔ مگر جیسواٹوں نے اُس محصول

کے خلاف ایسا دوا دیا چایا کہ چارلس اس کے حملہ کرنے پر مجبور ہو گیا مگر اسے اپنے اقتدار کی یہ مخالفت سخت ناگوار ہوئی اور اسے یقین ہو گیا کہ یہ لوگ اس کے خلاف میں سازش کر رہے ہیں۔ اس لئے اس نے اپنے آزاد خیال وزیر دارلند اسے متفق ہو کر ہسپانیہ میں جیسواٹوں کی جماعت کو مسدود کر دینے کے لئے ایک فرمان شاہی کا مسودہ تیار کیا۔ ہسپانیہ کی تمام نوآبادیوں کو سب سے احکام بھیج دیئے گئے اور یہ ہدایت کی جس وزیر فرمان ہسپانیہ میں نافذ ہونے والا تھا اس روز احکام مذکور کے لفافے کھولے جائیں۔ ۲۰ اپریل ۱۷۶۷ء کو قریب چھ ہزار جیسواٹ خارج کر کے اطالیہ کے سواحل کو بھیج دیئے گئے مگر پوپ اور رک جی نے انھیں وہاں اترنے نہ دیا اور وہ کرسیکا میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ ہسپانیہ سے جب یہ ہمت افزا خبریں آئیں تو فرانس سے بھی جیسواٹوں کے مخالفوں نے انھیں مٹی میں خارج کر دیا اور شو اسیول اور پوم بال نے چارلس سوم سے درخواست کی کہ انہی شرکت سے وہ پوپ سے اس جماعت کو بالکل مسدود کرنے کا مطالبہ کرے۔ نیپلز اور پارمانے بھی فرانس اور ہسپانیہ کی متابعت کی اور جیسواٹ ان کے مقبوضات سے خارج کر دیئے گئے۔ لیکن چارلس سوم فلسفیانہ صلح نہ تھا اس لئے اس نے تامل کیا۔ لیکن پوپ کی کارروائی سے وہ بھی دوسرے یورپوں ممالک کی متابعت پر مجبور ہو گیا۔ پوپ کی مخالفت۔ پوپ کلی منٹ نے نا سمجھی سے ڈیوک آف پارما پر حملہ کر دیا جو چارلس سوم کا بھتیجا، لوئی پانزدہم کا نواسا اور فرڈی نند شاہ نیپلز کا چچا زاد بھائی تھا۔ جنوری ۱۷۶۷ء میں ایک فرمان نافذ کر کے اس نے ڈیوک کے خطاب اور منصب کو ضبط کر لیا اور پارما میں کلیسائی حکومت کو دوبارہ قائم کر کے اس کے خلاف میں جنگ کا اعلان کر دیا۔ مگر خاندان بوربون اس کی اس زیادتی کو روانہ رکھ سکتا تھا۔ لوئی پانزدہم نے آوی نیان اور ضلع وینائی سین پر قبضہ کر لیا، شاہ ہسپانیہ نے بیلی وین تم اور پونٹی کورو کو لیلیا۔ چارلس سوم نے جیسواٹوں کے انسداد کا قصد کر لیا اور تمام بوربون سلطنتوں نے پوپ کے خلاف میں جنگ کا اعلان کرنے کی دھمکی دی اور۔ ۱۷۶۸ء میں کلی منٹ کی خدمت میں ایک متفقانہ یادداشت پیش کی گئی جس میں جیسواٹوں کے انسداد کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ جماعت مذکور کی طرف سے عام بیزاری پھیل گئی تھی اور اس کے اراکین ونیس ٹوڈینا اور بادیریا سے بھی خارج کر دیئے گئے، آسٹریا میں بھی جو اسلخ الاعتقاد میرپا تھری سا کے

زیر اثر تھا جیسواٹ دینیات اور فلسفہ کی تعلیم دینے سے ممنوع کر دے گئے پوپ
۱۶۹۰ء کا انتخاب پاپائی کلیشہ کی عمر ۸۲ سال کی تھی اور وہ ان زبردست مخالفوں کا مقابلہ
چہار دہم کا انتخاب کرنے سے مجبور تھا۔ اسی اثناء میں وہ صرع کے عارضے میں مبتلا ہو گیا
جو مہلک ثابت ہوا اور اس نے ۳۰ فروری ۱۶۹۱ء کو انتقال کیا
جس کے بعد جانشین کے انتخاب کا اہم مسئلہ پیش ہو گیا۔ چونکہ اہم مسائل زیر بحث تھے
اس لئے ۱۶۹۱ء کا جلسہ انتخاب پاپائی (Conclave) خاص اہمیت رکھتا ہے۔
اگر کوئی ایسا پوپ منتخب ہوتا جو اوائے زمانہ کو پہچان سکتا اور تالیف قلوب کا اس میں
مادہ ہوتا تو ممکن تھا کہ مخالفت کا طوفان دفع ہو جاتا۔ لیکن اگر کوئی ایسا شخص منتخب ہوتا
جسے جیسواٹوں کے ساتھ ہمدردی ہوتی تو اس کے انتخاب کے نتائج سخت اندوہناک
ثابت ہوتے۔ زمانہ انتخاب میں انتخاب کنندہ کارڈنوں کی دو جماعتیں ہوتیں۔ ان میں
ایک زیلانتی یا زبے کے ناموں سے موسوم تھے جو کلی منٹ سینر دہم کے عہد پاپائی میں
برسر اقتدار تھے وہ لوگ چاہتے تھے کہ انکا اہم خیال پوپ منتخب ہو جو جیسواٹوں کی جماعت
کو اس زمانے کی لاندہی کے رجحان اور خاندان بوریون کی مداخلت سے بچا سکے۔ انکے
خیال میں پوپ ایک ایسی تحریک کا سرغنہ تھا جو فلسفہ لادریٹ کے اٹھتے ہوئے طوفان کو
دفع کرنے والی تھی۔

پاپائیت پروویٹر اور مولفین این سائیک لویڈ یا ایسے مضیفین حملہ کرتے تھے
اور کوئی ملطین مثلاً فریڈرک اعظم اور کیتھرین ثانی اس کی مخالفت پر آمادہ تھے۔ اس کے
علاوہ خود اس کے مستقین کے ایمان میں فتور آ رہا تھا اس لئے ان کا خیال تھا کہ
ایسا پوپ منتخب ہو جو جیسواٹوں کی تائید کرے۔ زیلانتی کے حریف ریگاس تھے
جو بلو شلہوں کے طرفدار تھے اور جن کا مقصد یہ تھا کہ اس مغرور اور متفنی جماعت
کا انداد ہو جائے۔ کارڈنوں میں طولانی نار و پیام کے بعد برنس کی مساعی سے ایک
جیسواٹوں کا انداد قابل فرسٹس کن کارڈن لورین زونگنایلی کلی منٹ چہار دہم کا
لقب اختیار کر کے پوپ منتخب ہوا جو بے نی ڈکٹ چہار دہم
کی طرف روشن خیال اور رواداری کا حامی تھا۔ مگر اس نے بھی اولاتامل کیا اور
قطعی فیصلہ کرنے سے گریز کرتا رہا۔ اس اثناء میں جیسواٹوں کا دشمن شواسیول

معزول ہو گیا جس سے اُن کی امیدیں بڑھ گئیں مگر بالآخر کلی منٹ چہار دہم کو مجبوراً اُن کے خلاف فیصلہ کرنا پڑا کیونکہ گری مالڈی اُن کے اسناد پر مصر تھا اور نہ صرف فرانس اور ہسپانیہ بلکہ میر یا تھیری سائیک اس کی تائید پر تھے۔ ۱۶ اگست ۱۷۷۳ء کو اُس نے فرمان (Dominus et Redemptor) نافذ کر کے حبسواٹوں کی جماعت کو مسدود کر دیا۔ اس قطعی فیصلے کے بعد جو، ۱۷ اگست ۱۷۷۳ء تک منسوخ نہ ہوا (جب کہ پوپ یا سین مفتح نے Solicitudo omnium ecclesiarum فرمان نافذ کیا، کلی منٹ نے کئی کارڈنلوں کو اس جماعت کی دنیاوی جائیداد پر قبضہ کرنے کا حکم دیا اور رک چی کو سنٹ این جیلو کے قلعہ میں قید کر دیا جہاں ۱۷۷۵ء میں اُس نے انتقال کیا۔ اُس جماعت کا اسناد جب عل میں آیا تو اُس کی ام شائیں اور ۲۲۵۸۹ اراکین تھے جن میں سے ۱۱۲۹۵ پادری تھے۔ اوی نین پوپ کو واپس کر دیا گیا اور حبسواٹوں کو فریڈرک اعظم اور کیتھرین دوم کے مالک میں پناہ ملی مگر انھیں جلد انتقام مل گیا بلکہ ۱۷۷۳ء کے مقدس ہفتے میں کلی منٹ چہار دہم بیمار ہوا اور ۲۲ ستمبر کو اُس نے انتقال کیا۔

باب یازم

پولینڈ کی تقسیم اور چمک کینارجی کا معاہدہ

۲۰۲

یورپ جنگ ہفت سالہ کے بعد۔ آسٹریا۔ اطالیہ۔ پرشیا۔
شہنشاہیت اور روس۔ پرشیا اور روس میں اتحاد ۱۸۰۷ء۔ پولینڈ فریڈرک
اعظم اور کیتھرین ثانی کا طرز عمل۔ پولینڈ کے سیاسیات۔ روس کی مداخلت
پولینڈ میں۔ فرانس اور ترکی۔ ترکی اور روس کی جنگ کا آغاز ۱۸۰۷ء۔ فریڈرک اعظم
اور کانٹنر کی رائیں۔ جنگ اور سفارتی کارروائیاں نیس کی ملاقات۔ پولینڈ کی
تقسیم کی تجاویز۔ پولینڈ کی تقسیم پولینڈ کے زوال کے اسباب۔ انگلستان کی عدم
مداخلت۔ فرانس کا طرز عمل۔ روس اور ترکی کی جنگ کینارجی کا معاہدہ۔
شواہیول کی خارجی حکمت عملی۔ جزائر فالک لینڈ کا معاملہ۔ انگلستان اور
خاندان ہوربون کے سلاطین کے درمیان جنگ کارک جانا پیرس اور
صوبجات کے بارلی ماؤں کا اسناد و شواہیول کا زوال۔ حکومت ٹلٹ۔
گس تاووس ثالث اور سوئیڈن کا انقلاب۔ اس کے نتائج فرانس
کا طرز عمل۔

۱۸۰۷ء سے ۱۸۱۵ء تک مغربی اور وسطی یورپ میں امن تھا گو اسپانیہ فرانس اور
ہالینڈ سمند روں میں اور امریکا میں امریکا کی آزادی کی لڑائی میں برسر جنگ تھے اور ۱۸۱۵ء
تاک ۱۸۱۵ء کی روس اور ترکی کی جنگ کے بعد روس اور آسٹریا نے ملکر ترکی پر حملہ کر دیا۔ مگر
سال ۱۸۱۵ء زیر تکرہ میں یورپ کے بیشتر حصے میں غیر معمولی امن تھا۔ یہ سی سالہ عہد یورپ
کی تاریخ میں نہایت پیچیدہ ہے کیونکہ اس میں اٹھارویں صدی کے آخری سال شامل ہیں

جن کو جہد انقلاب فرانسیسی کا پیش خیمہ کہنا چاہیے یورپ کے تمام بادشاہوں کو اپنے مقبوضات میں اضافہ کرنے اور ان کو ایک دوسرے سے لمحے کرنے کی خواہش بڑھتی جاتی تھی اور توازن قوت کے مسئلہ پر پوری طور پر عمل ہو رہا تھا گو ایک بگڑے ہوئے طریقے پر ملک گیری کا مرض بڑھتا جاتا تھا اور بڑی سلطنتیں چھوٹی سلطنتوں کو فتح کرنے کی فکر میں تھیں۔ جیسواٹوں کا زوال جس سے تمام یورپ متاثر ہوا، صرف ایک ایسا واقعہ ہے جس سے فرانس ہسپانیہ، نپلز اور پارما کی بوربون سلطنتیں متحد ہو گئیں۔ پولینڈ اور سوئیڈن کی قدیم سلطنتوں کے حصے بخرے کرنے کی غرض سے پرشیا اور روس کی شمالی سلطنتوں نے ایک زبردست اتحاد قائم کیا جس میں آسٹریا اور ڈین مارک بھی مال غنیمت میں حصہ لینے کی غرض سے شریک ہو گئے۔

سال ہائے فریدندہ کہہ میں آسٹریا اور پرشیا کا شمار یورپ کی سربر آوردہ ریاستوں میں تھا روس کی سلاطنت تیز گامی کے ساتھ ترقی کر رہی تھی اور اب اس کا شمار دہل یورپ میں ہونے لگا تھا مگر ہسپانیہ اور فرانس کی لاطینی قوموں اور یورپ کا اثر وسطی یورپ اور اطالیہ میں رویہ زوال تھا اور سیاسیات سے فرانس کے عارضی طور پر دست کش ہو جانے سے شمالی اور مشرقی یورپ میں اہم تغیرات وقوع میں آئے بلکہ ہی میں ان میں سے اکثر نمایاں ہو چکے تھے۔ جنگ ہفت سالہ میں انگلستان کی بحری قوت قطعاً غالب آئی تھی جس کے نتائج یہ ہوئے کہ نئی دنیا کی عمان حکومت بجائے لاطینی قوموں کے ٹیوٹن قوموں کے ہاتھوں میں آگئی اور ہندوستان میں بجائے فرانسیسیوں کے انگریزوں کا اثر غالب ہو گیا۔ فرانس کو نہ صرف امریکا اور ہندوستان اور سمندروں میں ہیمنٹ ہوئی تھی بلکہ یورپ میں بھی اس کا اثر کم ہو گیا تھا اور اسکا فوجی تفوق بھی مفقود ہو چکا تھا جس میں پرشیا نے اسکی جگہ لیل تھی۔ اسکے حلیف ہسپانیہ کو بھی نقصان پہونچا تھا اور وہ بھی انتقام کے لیے موقع کا منتظر تھا۔ برعکس اس کے گو میریا تھیری سا کو پرشیا کو تباہ کرنے اور سائی لے شیا کو دوبارہ حاصل کرنے میں ناکامی ہوئی تھی مگر آسٹریا میں سنبھلنے آسٹریا کی عجیب و غریب قوت تھی اور اس کے ذرائع بے پایاں تھے اسلئے اب بھی اسکا شمار یورپ کی قوی ترین سلطنتوں میں تھا۔ اس کے ہر سرشتے میں اسلحا میں ہو رہی تھیں تجارت کو فروغ تھا، نظام فوجی و ملکی کی حالت بقا

سابق بہت بہتر تھی جسکی وجہ سے وائسنا کے دربار کو فریڈرک اعظم کی قوت اور مقبوضات کو گھٹانے کی امید ہو چلی تھی۔ جوزف دوم جو سال باقبل میں ”شاہ روما“ منتخب ہوا تھا بجائے اپنے باپ کے شہنشاہ ہو گیا اسکے باپ کو فرانس سے سخت بغض تھا کیونکہ فرانس نے اس کی آبائی ریاست لارین پر قبضہ کر لیا تھا اور فرانس کے ساتھ یہ عداوت جوزف کو ورثہ میں ملی تھی۔ جوزف کی تخت نشینی سے آسٹریا کے سیاسیات میں اس طرح ایک نیازنگ پیدا ہو گیا۔ وائسنا کی فوجی تعلیم یافتہ جماعتوں کو فرانسیسی اتحاد سے نفرت تھی مگر کاٹنر جواب تک برسراقتدار تھا، پریشیاسے عداوت رکھنے کی وجہ سے، اس اتحاد کا اب تک پابند تھا اور آسٹریا اور خاندان بوربون کے تعلقات میں مزید استحکام پیدا کرنا چاہتا تھا ڈان فلپ اور ڈان کارلوئس کی بیٹیوں سے آرج ڈیوک جوزف اور آرج ڈیوک لیوپولڈ کی شادیوں سے اس طرز عمل کا پتہ چلتا تھا جو معاہدہ پیرس کے بعد وہ آسٹریا کی شہزادیوں کے متعلق اختیار کرنا چاہتا تھا۔ ۱۷۶۸ء میں میریا کیرولین کی شادی فرڈی نڈ چہارم شاہ سپین سے ہوئی اور ۱۷۶۹ء میں میریا ایزبی لیا کی فرڈی نڈ رئیس پارما سے اور سال ۱۷۷۰ء میں میری آن توآنیت کی ولی عہد فرانس سے ملے

(Bella gerant

alii tu felix Austria Nube

(دوسروں کو جنگ و جدال میں مصروف رہنے دے اور خوش نصیب آسٹریا تو اپنا کام ان شادیوں سے نکال لے) شواہیبول کے زوال تک فرانس اور آسٹریا کے اتحاد میں بظاہر کوئی ضعف نظر نہ آتا تھا اور جیبیواٹوں کے انسداد میں میریا تھیریسا کی خاندان بوربون کی تائید کرنے سے وائسنا اور پیرس کے درباروں کے تعلق اور بھی مستحکم ہو گئے۔

۱۷۵۶ء کے سفارتی انقلاب کے نتائج میں سے ایک یہ تھا کہ اطالیہ کے معاملات میں فرانس کی مداخلت کم ہو گئی۔ اطالیہ کے جدید شاہی خاندان جو پولینڈ اور آسٹریا کی جنگ ہائے جانشینی کے سلسلے میں وجود میں آئے تھے فرانس سے امداد حاصل نہ کر سکنے کی وجہ سے آسٹریا کے زیر اثر ہو گئے اور کاٹنر کی شاطرانہ چالوں سے خاندان ہابس برگ کو اطالیہ میں بھرپور نفوذ حاصل

سنہ ۲۰۵

ہو گیا۔ فرانس اور آسٹریا کے اتحاد سے اطالیہ کو بہت نفع ہوا۔ جنگ ہفت سالہ کا اثر بھی وہاں تک نہ پہنچا اور خاندان ہابز بوریون دے سیس کے اتحاد کی وجہ سے انقلاب فرانسیسی کی جنگوں تک اطالیہ میں امن و امان قائم رہا۔

مغربی اور جنوبی یورپ کی بوریون ریاستیں ایک زبردست اتحاد میں ایک پرشیا، شہنشاہیت اور روس اور آسٹریا سے منسلک تھیں اور آسٹریا سے شادیوں کے ذریعہ سے ان کے گہرے تعلقات تھے۔ مگر جنگ ہفت سالہ کے اختتام کے چند ہی

روز بعد شمال یورپ میں ان کے مقابلہ پر ایک دوسرا اتحاد قائم ہو گیا جس میں روس، پرشیا اور ڈین مارک شریک تھے اور انگلستان اس کی تائید کرتا تھا۔ گزشتہ جنگ میں فریڈرک اعظم کے مقبوضات میں سے کوئی اس کے قبضہ سے نہ نکل سکا مگر اس کا ملک بالکل خستہ حال ہو گیا تھا۔ لیکن پرشیا میں سنبھل جانے کا کافی مادہ تھا، اس کی فوجی شہرت قائم ہو چکی تھی اور وہ جرمنی میں پرائسٹنٹ مذہب اور شہنشاہیت کے قدیم دستور کا محافظ خیال کیا جانے لگا تھا۔ پرشیا کی کامیابی اہل جرمنی کے لیے ضرور باعث مسرت تھی اور میوین برگ کی مصالحت کے بعد جرمنی کی زندہ گی کا بہترین زمانہ آ گیا۔ تیس سال تک فرانس اور آسٹریا کے اتحاد کی وجہ سے جرمنی فرانسیسی حملوں کے مصائب سے محفوظ تھا اور جوزف ثانی نے شہنشاہیت کے قدیم دستور یا اس کے اراکین کے حقوق میں مداخلت کی جتنی کوششیں کیں وہ سب شاہ پرشیا کی پرزور کارروائیوں کی وجہ سے ناکام ثابت ہوئیں۔ شہنشاہیت کے زوال کا سلسلہ بغیر محسوس ہونے کے جاری تھا مگر اہل جرمنی کو معلوم ہو گیا کہ وہ بھی ایک زبان اور ادب رکھتے ہیں۔

جنگ ہفت سالہ میں جو سلطنتیں شریک تھیں ان میں روس نے اپنی بے پایاں قوت کے وجود کو بخوبی ثابت کر دیا تھا۔ اور اس وقت سے یورپ کے سیاسیات کا ایک زبردست عنصر ہو گیا پیرس کے معاہدے پر دستخط ہوتے ہی یورپ کو معلوم ہو گیا کہ روس اور پرشیا کا گہرا اتحاد مشرقی یورپ میں قیام امن کے لیے سخت خطرناک ہے۔ بیڑسوم کے آسٹروی اتحاد سے علیحدہ ہو جانے سے فریڈرک پنج گیا تھا اور پرشیا سے اس نے جو اتحاد اب کر لیا تھا وہ دونوں ملکوں کی اس دوستی کی بنیاد ثابت ہوا جو ہمارے زمانے تک قائم تھی۔

۱۷۶۲ء کے موسم گرما میں پیٹر کے انتقال اور کیتھیرین دوم کی تخت نشینی سے اس دوستی میں کوئی فرق نہیں آیا بلکہ وہ اور بچتہ ہو گئی اور اسراہیل سلسلہ کو دونوں میں ایک باضابطہ اتحاد قائم ہو گیا جو ان عظیم الشان تدبیروں کی کامیابی روس اور پرشیا کا اتحاد کے لیے ضروری تھا جو برلن اور سینٹ پیٹرس برگ میں زیر غور تھیں۔ کیتھیرین دوم سلطنت روس کے بانیوں میں تھی اور میر یا تھیری سا کی طرح اس میں بھی حقیقی مدبروں کے حضائل موجود تھے۔ باوجود متوازن مزاج اور ناعاقبت اندیش ہونے والا اہل منظور نظر اشخاص پر اعتماد کرنے اور بدچلن اور بدکردار ہونے کے اس کے ایک قابل اور زبردست فرمانروا ہونے میں کوئی شک نہیں روسی قوم کے آئندہ عروج حاصل کرنے کا اُسے یقین کامل تھا۔ سلاو قوم کی سیادت سے جو منافع تھے اس کا بھی اُسے احساس تھا۔ فرماں روائی کی اس میں غیر معمولی قابلیت تھی اور لائق مانتھوں کا انتخاب کر سکتی تھی اور پیٹر اعظم کے قدم اقدم چلنے کو تیار تھی۔ فریڈرک اعظم کی طرح کیتھیرین بھی اٹھارویں صدی کی روشن خیالی سے متاثر تھی اور اسی کے ایما سے سینٹ پیٹرس برگ کے دربار میں مغربی تہذیب کی نقالی ہونے لگی گو کہ اہل ملک کو اب تک اصلاحات کی چنداں خواہش نہ تھی۔ عہد زیر تندرہ کے حکمرانوں میں کیتھیرین اور فریڈرک اعظم سرب اور وہ تھے اس لیے انکی عظیم الشان تدبیروں کی کامیابی کے لیے دونوں میں گہرے اتحاد کی ضرورت تھی۔ فرانس اور پرشیا کے درمیان ناچاقی کا ہونا ناگزیر تھا، آسٹریا اب تک سائی لے شیا کو دوبارہ فتح کرنے پر تلا ہوا تھا اور بیوٹ کی وزارت میں انگلستان پرشیا سے بالکل علیحدہ ہو گیا تھا۔ شاہ پرشیا نے جب اپنے آپ کو یورپ میں بالکل بے یار و مددگار پایا تو اس نے اپنی سلطنت کی سلامتی کے لیے روسی اتحاد کو غنیمت جانا نہ تو آسٹریا نے فرانس کے خیالات روس کی طرف سے اچھے تھے۔ آسٹریا تو روس کا قدرتی دشمن تھا اور اس کی حقیقی حکمت عملی یہ تھی کہ پولینڈ کی سلطنت کی تائید کرے اور اسے تقویت دے۔ فرانس ہمیشہ اپنے آپ کو پولینڈ کا محافظ خیال کرتا تھا اور شواسیول کا بیان ہے کہ اگر فاصلہ زیادہ نہ ہوتا تو روس اور فرانس میں ضرور جنگ ہو گئی ہوتی۔ جنگ ہفت سالہ میں روس ظفر یاب ہوا تھا اور یورپ کی سلطنتوں کو جواب تک

۱۰۰

اس کی فتوحات کی طرف سے بے پروا تھیں معلوم ہو گیا کہ اس طاقت و رسلاوی قوم کے عروج کے نتائج کیا ہونگے۔ لیکن کیتھمرین انگلستان کی خود غرضی / فرانس کی خستہ حالی آسٹریا کی ناقصیت اندیشی اور پریشیا کے یکہ و تنہا ہونے سے پورا نفع اٹھانے پر تلی ہوئی تھی۔ سخت نشین ہونے پر اس کی قوت نہایت زبردست تھی اور اپنی تدبیروں کو عمل میں لانے کے لیے وہ بہترین طریقوں اور طریقوں کا انتخاب کر سکتی تھی۔ انگلستان کے ساتھ کیتھمرین کے تعلقات ہمیشہ یکساں نہ تھے۔ سال ہا سال سے روس کی تجارت انگریزی جہازوں کے ذریعہ سے ہوتی تھی جنگ ہفت سالہ میں دونوں ملکوں میں برابر مصالحت تھی چیاچم کا قول تھا کہ انگلستان اور روس کی دوستی اس کی خارجی حکمت علی کا سنگ بنیاد ہے اور ۱۷۶۱ء میں اس نے روس اور پریشیا کے ساتھ اتحاد قائم کرنا چاہا گو اس میں کامیابی نہ ہوئی مگر روسی بیڑوں کے لیے انگلستان امیر البحر اور کینان برابر دیتا رہا اور جیسے کی فتح بھی روس کو ایک انگریزی ہنرمندی سے حاصل ہوئی تھی اس جنگ کے بعد انگریزی حکومت نے روس کی علانیہ تائید نہ کی اور گو انگریزوں نے پولینڈ کی تقسیم سے چشم پوشی کی مگر ۱۷۹۵ء میں انہوں نے سوئڈن کے خلاف روس کو مدد دینے سے انکار کر دیا مگر پٹ ثانی کے زمانہ تک انگلستان ترکی میں روس کی دست درازیوں میں حائل نہ ہوا۔ کیتھمرین کو فرانس سے نفرت تھی کیونکہ وہ پولینڈ اور ترکی کا حلیف تھا اور لوئی پانزدہم اور اس کے دزیروں کے متعلق اپنے خیالات کو ظاہر کرنے میں وہ مطلق تامل نہ کرتی تھی۔ آسٹریا کو اب تک یہ خواہش نہ تھی کہ پولینڈ روس کا دست نگر ہو جائے اور ڈین یوب دریا کے دہانوں پر کیتھمرین کا قبضہ ہونے کا بھی وہ مخالف تھا مگر اس نے روسی دربار کی تدبیروں کی مخالفت میں کوئی کارروائی نہ کی اور رفتہ رفتہ خود پولینڈ کی تقسیم میں شریک ہو گیا۔ اس لیے زارینا پریشیا کی طرف متوجہ ہوئی کیونکہ یورپ میں ہی ایک ملک تھا جس سے قابل الطمینان اتحاد ہو سکتا تھا۔ مشرق میں روس کے اثر کے پھیلنے سے فریڈرک کا کوئی نقصان نہ تھا پولینڈ میں کیتھمرین کی طرح وہ بھی آسٹریا کے اثر کو زائل کرنے پر آمادہ تھا اور پولینڈ کی تقسیم میں شریک ہونے میں بھی اسے کوئی عذر نہ تھا۔

پولینڈ میں طوائف الملوکی کا زور تھا اور وہاں کے باشندے ضروری اصلاحوں کو

صفحہ ۱۰۰

عمل میں لا کر اپنے ملک کو ترقی کے شاہراہ پر نہ لا سکتے تھے ان وجوہ سے کیستھرین اور پولینڈ
 آفریڈرک کو مداخلت کے لئے عذر معقول مل گیا۔ پولینڈ میں بادشاہ
 کا قلعہ بر انتخاب سے ہوتا تھا، مجالس سینٹ اور ڈانٹ میں امر کی
 صوبہ جاتی مجالس کے نائب شریک تھے مگر ان کو ایک رکن بھی نہ ملتا تھا (Liberum veto)
 سے کام لیکر، یا غیب سے عاف ہو کر یا چھ مہینوں تک کاروبار کو روک کر مجالس نہ کو
 کی کارروائی کو بالکل بند کر سکتا۔ اس ازکار رفتہ دستور کی وجہ سے پولینڈ یورپ کے
 وسط میں پیمانی کا ایک مرکز ہو گیا تھا۔

پولینڈ کے نہ تو مالک غیر میں سفیر تھے نہ کوئی قلعے تھے نہ بحریہ نہ سٹرکین، نہ مخازن فوجی
 نہ خزانہ، نہ کوئی مقرر حاصل۔ فوجی قلیل التعداد تھے اور ضبط فوجی سے بے بہرہ تھے تو انہیں
 اکثر نہ ملتی تھیں یہاں تک کہ سپاہی مجبور ہو کر ڈاٹس کے اجلاس کے قریب خیمہ زن ہوتے
 اور اپنے خلاف قانون مطالبات کو زبردستی منوالیتے تھے۔“

پیٹر اعظم کے زمانے سے روس کے حکام کا یہ طرز عمل تھا کہ پولینڈ کو طوائف الملوک کی
 حالت میں رکھیں تاکہ اس ملک میں انہیں مداخلت کا موقع ملتا رہے۔ پولینڈ کی جنگ جانی
 اور جنگ ہفت سالہ کے واقعات سے روس کو پولینڈ میں تفوق حاصل ہو گیا تھا کیستھرین
 نے پولینڈ کی سینٹ کے فیصلہ کا لحاظ نہ کر کے جس نے کورلیٹ، آگسٹس سوم کے
 بیٹے چارلس کو دیدیا تھا، آگسٹس کی خواہش کے خلاف بی رین کو پھر اس صوبہ کا حاکم
 مقرر کر دیا۔ اہل پولینڈ کی تحریف کے لئے روسی فوجوں نے پولینڈ کی طرف پیش قدمی کی
 اور آگسٹس نے ڈر کر اپنے بیٹے چارلس کو مستعفی ہونے پر مجبور کیا اور خود بھی سیکسنی
 بھاگ گیا جہاں اس نے ۵ اکتوبر ۱۷۹۵ کو انتقال کیا خاندان اور لوو کے اراکین کیستھرین
 کے عہد حکومت کے اوائل میں اس کے مشیر تھے مگر معاملات خارجہ میں زیادہ تر
 دخل نیکولائی ایوانوویچ پائین وزیر اعظم روس کو تھا جس کی حکمت عملی یہ تھی کہ
 پرشیا سے اتحاد برقرار رہے اور پولینڈ بالکل روس کے زیر اثر

۱۰۔ پولینڈ کی مختصر تاریخ مصنفہ فیلیڈ مارشل کاؤنٹ فون مولٹ کی۔ ترجمہ انگریزی

ہو جاتے تھے۔

آگسٹس سوم شاہ پولینڈ کے انتقال کے بعد ۱۷۹۶ء کو روس اور
پرشیا کے درمیان معاہدہ ہوا جس میں یہ طے ہوا کہ دونوں سلطنتیں جنگ کی صورت
میں ایک دوسرے کی مدد کریں اسٹانس لاس آگسٹس پونیا ٹوسکی پولینڈ کے
تحت پر ممکن کیا جائے اور نہ تو رائے اقناعی کو منسوخ کرنے کی اجازت دی جائے
اور نہ انتخابی حکومت شاہی کو موروثی بادشاہی میں تبدیل کیا جائے۔

پرشیا اور روس دونوں نے ہیمہ کر لیا تھا کہ کسی تیسری دولت کو پولینڈ کے
معاملات میں مداخلت نہ کرنے دیں اور زاریا نے اپنے متوسل پونیا ٹوسکی کو اس ملک کا
بادشاہ بنا کر دنیا کو جتلا دیا تھا کہ وہ پولینڈ کے باشندوں پر اس کے ذریعہ سے حکومت
کرنا چاہتی تھی۔ ۱۷۹۶ء میں کیتھرین کا نظام عمل یہ تھا کہ پولینڈ کو فتح کر کے سویڈن کے
حصے بخرے کر اے یا کم از کم اس ملک میں روس کے اثر کو ترقی دے اور رفتہ رفتہ
قسطنطنیہ کی طرف پیش قدمی کرے۔ اس نظام عمل پر عمل کرنا اس کے خیال میں روس کے
فرماں رواؤں کا فرض منصبی تھا۔ ۱۷۹۶ء کے معاہدے سے پولینڈ میں روس کے اثر کے
قیام کے لیے راستہ صاف ہو گیا اور ۱۷۹۶ء میں روس ڈین مارک اور پرشیا نے سویڈن
کے موجودہ دستور کے قیام کی ضمانت کی۔ پولینڈ ٹرکی اور سویڈن میں روس کے
مقاصد کے حصول کا راستہ بالکل صاف ہو گیا تھا کیونکہ یہ تینوں ملک اندرونی منافقتات
اور باتریلوں کی وجہ سے روبہ زوال تھے۔ سویڈن میں ”بڑی ٹوپی والوں“ کی حکومت
متزلزل حالت میں تھی اور ”چھوٹی ٹوپی والے“ روس کے اغوا سے اپنے ملک کے
ساتھ غداری کرنے پر آمادہ تھے۔ ٹرکی کی حالت روز بروز ابتر ہوتی جاتی تھی اور انڈیشہ
تھا کہ سلطنت عثمانیہ کے متعلق روس کے جو منصوبے تھے وہ غریب بار آور ہونگے۔
پولینڈ میں روس اور آسٹریا کی دھکیوں سے پونیا ٹوسکی بادشاہ ہو گیا تھا۔ پولینڈ میں
نا اتفاقی کا بازار گرم تھا اور وہاں کی حکومت نہ تو روس اور پرشیا کے عروج سے

۱۔ خاندان اوروو کے سربراہ اور دہارکین حسب ذیل تھے۔ گری گوری توپ خانہ کا افسر علی الیگ رس
ایرالمچوٹوور صد رئیس سینیٹ، ولادیمیر ناظم مد ستہ العلوم۔

صفحہ ۳۱۸

متنبہ ہوئی تھی نہ اس نے فن جنگ کی اصلاحوں سے نفع اٹھایا تھا۔ اس کا دستور مملکت کچھ ایسا تھا کہ طوائف الملوکی کا جاری رہنا اس میں ضروری تھا اور طبقات ادنیٰ و اعلیٰ کے تعلقات اس قدر ناخوشگوار تھے کہ اس کی حکمت عملی میں یکسانی پیدا نہ ہوسکتی تھی۔ پولیٹکس کی سیاسی حالت | پولیٹکس کے امرانظام جاگیر کے موید تھے اس لیے کسان جو بائیکل علاقہ کی حالت میں تھے ان سے سخت دشمنی رکھتے تھے۔

مگر خاندان زار ٹورسکی کے اراکین کا بل اصلاح کے خواہاں تھے جس سے نظام حکومت بالکل بدل جائے اور پولیٹکس لحاظ سے دوسرے ممالک کے دوش بدوش ہو جائے۔ ان کی یہ بھی خواہش تھی کہ رائے انتہائی کا طریقہ موقوف ہو بادشاہی موروثی ہو اور بادشاہ کے اقتدارات بڑھ جائیں چونکہ فرانس یا آسٹریا سے کسی امداد کی امید نہ تھی اس لیے خاندان مذکور کے اولوالعزم افراد نے یہ قصد کیا کہ اپنے ملک کے ایجاد کیلئے روس کی قوت سے کام لیں اور اپنے ملک کی اصلاح اور تنظیم کے بعد اس نیم وحشی حلیف سے گلو خلاصی حاصل کر لیں۔ مگر یہ کام ان کے ہوتے کا نہ تھا۔ اگر انھوں نے اپنے خاندان کے لیے سخت و تاج کی کوشش نہ کی ہوتی اور اس صورت میں روس سے امداد کے خواہاں ہوتے تو ممکن تھا کہ ان کے اثر سے ان کے بد نصیب ملک کو کچھ نفع ہوتا۔ ان کا حریف خاندان پوٹو کی تھا جو ایسروں کی ایک مستقل کونسل قائم کر کے بادشاہ کے اقتدارات کو محدود کرنا چاہتا تھا۔ مگر پوٹو اسکی کے انتخاب کے قبل زار ٹورسکی خاندان کے افراد روسی امداد سے اپنے دشمنوں پر غالب آگئے تھے اور انھوں نے ایک درسیائی ڈانٹ میں اپنی اصلاحی تجویزوں کو منظور کر دیا تھا۔ بادشاہ کے انتخاب کے بعد جو زار ٹورسکیوں کا بھتیجا تھا بے ضابطہ ڈانٹ کا اجلاس جاری تھا اور اصلاحوں کی توثیق کر دی گئی اور امید ہو چلی تھی کہ پولیٹکس میں بھی فی الحقیقت اصلاح ہو جائیگی۔ مگر نہ تو کیتھرین کو نہ فریڈرک کو اصلاحوں کی کچھ پریشانی اور کیتھرین نے قومی جماعت سے نامہ پیام شروع کر دیا جس نے پوٹو کی کی سرکردگی میں نئے بادشاہ کی اطاعت کا حلف کیا تھا۔ ریپ فن پولیٹکس میں روس کا سفیر تھا اس نے میکائیل زار ٹورسکی کی غافلت کی اور فریڈرک کی تائید سے اسے ڈسٹینٹ جماعت کے معاملے میں دخل دینے کا موقع مل گیا۔ یہ لوگ کچھ تو پراکٹسٹ تھے اور کچھ کلیسیا پرستان سے

تعلق رکھتے تھے اور ۱۷۵۱ء سے پولینڈ کے ہر ایک بادشاہ نے ان کے حقوق کی ضمانت کی تھی مگر اٹھارہویں صدی میں ان حقوق میں مختلف طریقوں سے رخنہ اندازی ہونے لگی تھی۔ ریپن نے اب یہ تجویز پیش کی کہ ان لوگوں کو ڈاٹسٹ اور سینیٹ کی رکنیت کا استحقاق دیا جائے تاکہ وہ وضع قوانین میں شرکت کر سکیں۔

ڈاٹسٹ کے اراکین متعصب کاٹولیک تھے اور ۱۷۹۱ء میں جب ڈسی ڈینٹ جماعت کا مسئلہ اس کے سامنے پیش ہوا تو کراکو کے اسقف کے اغوا سے اور پونیا ٹوسکی اور زار ٹوسکی پریشبہ کر کے کہ وہ رواداری کے حامی ہیں مجلس مذکور نے اس جماعت کے پولینڈ کے معاملات میں رول دعویٰ کو رد کر دیا اور روس کے ہم زبان ہو کر اس نے اصلاحوں کی مداخلت۔ کو منسوخ کر دئے جانے کا مطالبہ کیا۔ اس واقعے کے بعد سے کیتھرین اور فریڈرک مذہبی رواداری کے بہانے سے پولینڈ کے معاملات

میں مداخلت کرنے لگے۔ ڈسی ڈینٹوں کو جب ڈاٹسٹ نے مذہبی اور سیاسی آزادی دینے سے انکار کیا تو انھوں نے قوم پرست جماعت کے بعض اراکین کی تائید سے کئی مشترک قائم کیں جو بالآخر جون ۱۷۹۱ء میں راڈوم کی مشارکت میں ضم ہو گئیں اور روسی فوجیں بھی ان کی تائید پر تھیں۔ اب مسئلہ زیر بحث یہ تھا کہ آیا ایک اصلاح شدہ حکومت کے تحت میں پولینڈ کی آزادی قائم رہے یا وہ بالکل روس کا متسل ہو جائے ۱۷۹۱ء میں بادشاہ نے ڈاٹسٹ منعقد کیا مگر روسی فوجیں وارسا کو گھیرے ہوئے تھیں۔ کیتھرین نے ایک طرف تو ڈسی ڈینٹوں کے لیے مساوی حقوق اور پولینڈ میں اپنی فوجیں رکھنے کا مطالبہ کیا اور دوسری طرف یہ تحریک پیش کر دی کہ ڈاٹسٹ کے اقتدارات چند کمشنروں کے سپرد کر دئے جائیں۔ اہل پولینڈ کو جب یہ معلوم ہوا کہ اب وہ ان کمشنروں کے زیر حکومت ہونگے جو روس کے زیر اثر تھے تو سخت ناراضی پھیل گئی مگر کیتھرین نے مخالفوں کے سرغموں کو گرفتار کر کے سائی بے ریا بھیج دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ڈاٹسٹ نے مخوف ہو کر ۱۹ نومبر ۱۷۹۱ء کو اطاعت قبول کر لی اور ۲۴ فروری ۱۷۹۱ء کو روس اور پولینڈ کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس کی رو سے یہ جمہوریہ بالکل روس کے ماتحت ہو گئی کیتھرین نے جس دستور کو منظور کیا تھا اس کی رو سے رائے امتناعی کا حق باقی رہا سوائے ان معاملات کے جن کا تعلق اخراجات سے تھا۔ بادشاہت حسب سابق انتخابی رہی ڈسی ڈینٹوں

کے حقوق کی توثیق ہو گئی اور مذہبی نزاعوں کے تقصیف کے لیے ایک مشترک عدالت قائم ہوئی۔ فروری ۱۷۶۸ء میں روس نے ڈاٹ کو اس دستور کی توثیق پر مجبور کیا۔ مگر پولینڈ میں امن و امان عرصہ تک قائم نہ رہ سکا امر آزادی کے شیدا اور راسخ الاعتقاد کاتولیک تھے اس لیے انھیں ۱۷۶۷ء کے قوانین اور ۱۷۶۸ء کے معاہدے سے سخت نفرت تھی جنوبی پولینڈ کے امیروں نے اپنی آزادی اور مذہب کے بقا کے لیے بار کی مشارکت قائم کی اور اس مشارکت کے قائم ہوتے ہی ہر طرف شورش مچ گئی۔ کسانوں نے بھی بغاوت کر دی اور ان سے سخت مظالم سرزد ہوئے۔ کاتولیکوں نے فرانس سے امداد کی درخواست کی ڈیٹوٹینٹوں نے روس اور پرشیا سے۔ لطف یہ تھا کہ اہل پولینڈ مذہب کاتولیکی کے نام سے قتل عام کر رہے تھے اور روسی مذہبی رواداری کے بہانے سے۔

پولینڈ میں روس کے اثر کے بڑھنے سے شوا سیول کو معلوم ہو گیا تھا کہ صورت حال نہایت نازک ہے۔ مشارکت کی امداد کے لیے اس نے افسر اور رویہ روانہ کیا اور سفارتی کارروائیوں کے ذریعہ سے اس نے کیتھرین کے دشمنوں کو بھی برا بیگختہ کرنے کی کوشش کی مگر ان میں سے صرف ٹرکی ہی تھا جس کی مداخلت سے کچھ کام نکل سکتا تھا۔ روسی فوجوں کے پولینڈ میں داخل ہونے پر باب عالی ہمیشہ سے معترض تھا مگر ۱۷۶۸ء تک اس نے پولینڈ کے حشر کی طرف زیادہ توجہ نہیں کی کیونکہ غالباً کیتھرین نے دیوان کے ذی اثر اراکین کی جبینیں گرم کر دی تھیں۔ لیکن ۱۷۶۸ء کے آغاز میں بعض واقعات ایسے ہوئے جن سے اندیشہ ہو گیا کہ روس اور ٹرکی میں ان بن ہو جائیگی گو عرصہ دراز سے دونوں ملکوں میں مصالحت تھی۔ سلطان وقت مصطفی ثالث ذی علم، سرگرم اور اپنے مذہب کا پابند تھا۔ اسکو اور اسکی رعایا میں سے اکثر اشخاص کو روس سے برسر جنگ ہونے کی خواہش تھی اس لیے پولینڈ میں روسی اثر کا بڑھنا اسے ناگوار ہوا اس کے علاوہ ۱۷۶۵ء سے روسی کارپرداز باشندگان یونان، جبل اسود، بوسینیا کو ترکوں کے خلاف آکسارہے تھے۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ جولائی ۱۷۶۸ء میں روسی فوجیں پولینڈ کی مشارکت کے بغیر فرار شدہ افراد کا تعاقب کرتی ہوئی سلطنت ٹرکی کی حدود میں داخل ہو گئیں اور قصبہ باتا کو جلادیا جو خان تاتار کے مقبوضات میں تھا۔

مگر قانونا سلطان کا دعویٰ صحیح نہ تھا کیونکہ کیتھرین نے اپنے سپاہیوں کی کارروائی کا

مفصل جواب دیا اور اگر قسطنطنیہ کا فرانسیسی سیفر و رزان مداخلت نہ کرتا تو غالباً جنگ نہ شروع ہوتی جبل اسود میں روسی جو سازشیں کر رہے تھے اُن سے ترکی میں سخت ٹکی اور روس کی جنگ ناراضی پھیلی ہوئی تھی اس لیے اُس نے ترکوں کو یہ شہ دی کہ روسیوں سے پولینڈ کے تخیلہ کا مطالبہ کریں اور خان قرم کے

۶۸

پاس اُس نے بیرن دی قوت کو بھیجا تاکہ وہ خان مذکور کو سلطان کی تائید پر آمادہ کرے۔ ترکی بہرحد میں روسیوں کے داخل ہونے اور کراکو پر اُن کے قبضہ کر لینے سے ورزان کے دلائل کو اور بھی تقویت ہو گئی۔ ۶ اکتوبر کو باب عالی نے روس کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا اور یہ ظاہر کیا کہ ترکی نے صرف پولینڈ کی آزادی کے برقرار رکھنے کے لیے ہتھیار اٹھائے ہیں۔ اگر روس نے پولینڈ کے ساتھ معاملت کرنے میں اپنے آپ کو مذہبی آزادی کا محافظ سمجھ رکھا تھا تو ترک بھی کم از کم سیاسی آزادی کے محافظ ہونے کا دعویٰ کر سکتے تھے۔

فریڈرک اور کانٹرکائیٹس اٹری کے اعلان جنگ سے اہل یورپ سخت متعجب ہوئے اور قیام امن کے لیے قسطنطنیہ کے آسٹروی سیفر بروگ نار نے

ہر طرح کی کوشش کی فریڈرک اور کانٹرکائیٹس اس جنگ کو ناپسند کرتے تھے۔ دونوں کا یہ قصد محکم تھا کہ اپنے حلیفوں یعنی روس اور فرانس کی وجہ سے وہ خود اس جنگ میں نہ پھنس جائیں اور ان کا خیال تھا کہ یورپ میں امن و امان کا دار و مدار پریشیا اور آسٹریا کے اتحاد عمل پر تھا۔ فریڈرک کا قول تھا کہ ”ہم جرمن ہیں ہمیں اس سے کیا سروکار کہ انگریز اور فرانسیسی کناڈا اور امریکا کے جزائر کے لیے لڑ رہے ہیں یا پاؤں کرسیکا میں فرانسیسیوں کو پریشان کر رہا ہے یا ترک اور روسی ایک دوسرے کے ساتھ دست و گریباں ہیں۔ اگر ان قابل قدر خیالات پر فریڈرک اور جوزف ثانی کے عہد ہائے حکومت میں برابر عمل ہوتا تو جرمنی کو بہت کچھ نفع ہوتا باوجود روس کے حلیف ہونے کے فریڈرک نے ٹھان لی تھی کہ میں اس جنگ سے دور رہوں گا کیونکہ پریشیا کو اُس سے کوئی سروکار نہیں۔ گر باوجود ان عذروں کے فریڈرک پروشیائی پولینڈ پر قبضہ کرنے کی فکر میں تھا اور کانٹرکائیٹس پریشیا یا اُس کے معاوضہ میں کوئی دوسرا علاقہ حاصل کرنے کی فکر دامن گیر تھی۔ پولینڈ کے حصے بخرے

صفحہ ۲۱

ہونے کا خواب وہ بھی دیکھ رہا تھا۔ جنوری ۱۸۷۹ء میں وائٹا میں یہ طے ہوا کہ اگست میں فریڈرک جوزف سے لڑائی ہو، اسی سہینے میں پریشیا نے سویڈن اور ترکی کے خلاف میں روس کو مدد دینے پر آمادگی ظاہر کی بشرطیکہ کیتھیرین اس کے لیے انس پانچ اور سیروتھ کی جانشینی کی ذمہ داری کرے۔ روس کی خطرناک سلطنت کی مسلسل ترقی کا فریڈرک کو بخوبی علم تھا، اسے اس امر کا بھی احساس تھا کہ روس اور ترکی کی جنگ سے ممکن ہے کہ اس کے مقبوضات میں کوئی قابل قدر اضافہ ہو جائے۔ مگر اس کے ساتھ ہی وہ اس فکر میں بھی تھا کہ جرمنی کی سلطنتیں ورطہ جنگ میں نہ پھنس جائیں۔ لیکن بغیر آسٹریا کی معاونت کے یورپ میں امن کا قائم رہنا ممکن نہ تھا۔ اگر آسٹریا فرانسیسی اتحاد پر صداقت سے قائم رہتا تو اس پر لازم تھا کہ ترکوں اور پولینڈ کی مدد کرتا اور فریڈرک جو روس کا حلیف تھا اس صورت میں فرانس اور آسٹریا سے برسرِ جنگ ہو جاتا۔ لیکن اگر آسٹریا ترکی کے مقبوضات کو باہم تقسیم کرنے کی غرض سے روس سے مل جاتا تو پھر فریڈرک بے یار و مددگار رہ جاتا۔

آسٹریا روس اور پریشیا کو پولینڈ میں معاوضہ دیکر روس نے جنگ کو ٹانے کی کوشش کی تھی اگر اس کی تدبیر عمل ہوتا، تو پوٹش پریشیا اسے بغیر ایک گولی چلانے کے مل جاتا، روس کی شکایت بھی دفع ہو جاتی اور فرانس اور آسٹریا کا اتحاد کمزور ہو جاتا۔ فروری ۱۸۷۹ء میں اس نے کاؤنٹ لائی نر کی پولینڈ کی تقسیم کی تجویز سے کاؤنٹ سٹوس (سینٹ پیٹرس برگ میں پریشیا کا سفیر) کو مطلع کیا تاکہ کاؤنٹ پانن کو تحریر مذکور دکھا کر روسی حکومت کے خیالات کو وہ معلوم کر سکے۔ پانن نے اثناء گفتگو میں پریشیا کے سفیر کو مطلع کیا کہ آسٹریا کو چاہیے کہ شرق میں اپنی حدود کو وسعت دیکر سائی لے شیا کے نقصان کی تلافی کرے، پریشیا پوٹش پریشیا کو پہلے مگر روس کو اسی وقت اطمینان ہوگا جب کہ سلطنت ترکی کا قلع قمع ہو جائے اور بجائے اس کے ایک ترکی جمہوریہ قائم ہو جائے جس کا دارالسلطنت قسطنطنیہ ہو۔

صفحہ ۳۱۵

پرشیا اور روس کے سیفر اضافہ انگ کی تجاویز پر غور کرنے میں مصروف مگر قبل اسکے کہ ان کے غور و فکر سے کوئی قطعی نتائج برآمد ہوں کانٹرنے جنگ ٹرکی کے آغاز سے فوری نفع اٹھایا جس سے فریڈرک کے منہ میں پانی بھرا آیا ہوگا۔ فروری ۱۸۰۶ء میں ٹکڑی کے چند قدیم حقوق کے استقرار کے حیلہ سے ایک آسٹروی فوج نے زپس کے علاقے پر ٹھیک اس وقت میں قبضہ کر لیا جب کہ فریڈرک معاوضوں کی ان تدابیر پر غور کر رہا تھا جنگی بنا پر پولینڈ کی تقسیم عمل میں آئی۔

جولائی میں روسیوں اور ترکوں کے درمیان نیڈلر کے قریب جنگ شروع ہو گئی۔ جنگ اور سفارتی کارروائیوں کے ستمبر ۱۸۰۶ء میں ترکوں کو شکست ہوئی روسیوں نے صوبجات مولوے ۱۸۰۶ء و شیشہ نیس کی ویا اور والے شیا پر قبضہ کر لیا، خوتن آزو و اور تگان روک کے شاہی ملاقات قلعوں اور شہر نجار لیٹ پر بھی اس کا قبضہ ہو گیا۔ اثناء جنگ میں فریڈرک نے نیس میں جوزف سے ملاقات کی۔ پولس ڈام کے دیو

(فریڈرک) کے خیالات کو معلوم کرنا نہایت ضروری تھا مگر دونوں بادشاہوں میں سے کسی نے اپنی حکمت عملی کو ظاہر نہیں کیا۔ اس ملاقات کی خبر سے کیتھربن کو وحشت ہو گئی اور اس نے فریڈرک کے تمام مطالبات کو تسلیم کر لیا۔ اکتوبر میں روس اور پرشیا کے اتحاد میں ۱۸۰۶ء تک توسیع کی گئی کیتھربن نے فریڈرک کے لیے اس پانچ اور بیر و تھکی جانشینی کی ذمہ داری کی اور اس کے معاوضہ میں فریڈرک نے وعدہ کیا کہ اگر سویڈن کے دستور میں کوئی ترمیم ہوئی تو وہ پومی رانیا پر حملہ کرے گا۔ شوا سیول کو بھی اس ملاقات کے نتائج کی طرف سے اندیشہ ہو گیا اور اسے خوف ہو گیا کہ کہیں پرشیا اور آسٹریا میں کوئی سمجھوتہ ہو جائے جس سے فرانس اور آسٹریا کے اتحاد کو نقصان پہنچے۔ شوا سیول کی خواہش تھی کہ روس اور ٹرکی کی جنگ کے دیر تک جاری رہنے سے فرانس کو نفع ہوگا، برخلاف اس کے کانٹر صلح کا خواہاں تھا اور دونوں فریقوں کے درمیان وساطت کرنے پر آمادہ تھا تاکہ آسٹریا کے مقبوضات میں کچھ اضافہ ہو جائے۔ شیشہ کی جنگ سے ترکوں کو نقصان پہنچا۔ ایک روسی بیڑا انگریز افسروں کی زیر نگرانی بحیرہ بالٹک سے بحیرہ یونان کو روانہ ہوا اور گوالیگزس اور ٹو کو یونان میں انقلاب برپا کرنے میں ناکامی ہوئی مگر روسی امیر البحر نے ایل مینس ٹن کی مدد سے ۵ جولائی ۱۸۰۶ء کو ترکی

بیڑے کو خلیں سے میں شکست دکر تباہ کر دیا اور یکم اگست کو ایک چھوٹی سی روسی فوج نے رومینٹ زرو کی سرگردی میں ترکوں کو کاگوں میں شکست دی۔ ان ہزیمتوں کی وجہ سے معلوم ہوتا تھا کہ ترکی کا آخری وقت آ گیا ہے، اس کے مصبوضات عنقریب اس کے حریفوں میں تقسیم ہو جائیں گے اور ڈین یوب کے سوا حل پر روسیوں کے قدم جم جائیں گے۔ سلطان نے بھی مجبور ہو کر فرانس سے امداد طلب کی مگر شواسیول نے صرف کچھ روپیہ چند افسر اور ۵۰۰ سپاہی بار کی مشارکت کی امداد کیلئے بھیجے۔ ان افسروں میں دو موری اسے بھی تھا۔ انگلستان نے روسیوں کی کامیابیوں سے خائف ہو کر اپنے افسروں کو واپس بلا لیا اور اس کے سیفر میرے نے جو قسطنطنیہ میں مقیم تھا باب عالی کو یہ سمجھایا کہ انگلستان سے وساطت کی درخواست کرے۔ فریڈرک نے بھی ترکی اور روس میں مصالحت کے لیے سرگرمی سے کوشش کی مگر آسٹریا نے بجائے زبں پر قناعت کرنے کے پولینڈ کے ایک اور ہم پر قبضہ کر لیا۔ اگست میں ترکی نے آسٹریا اور پرشیا سے درخواست کی کہ جنگ کو ختم کر دیا جائے۔

فریڈرک اور جوزف کی دوسری ملاقات نیوس ٹاٹ میں ۱۲ ستمبر ۱۸۰۶ء کو ہوئی۔ اس وقت حالت نہایت نازک تھی کانٹنر بھی جوزف کے ساتھ تھا اور مباحثوں میں وہ بھی شریک تھا۔ فریڈرک نے محسوس کر لیا تھا کہ صلح کی گفتگو کی کامیابی کا دار و مدار آسٹریا پر ہے۔ اگر روسی فوجوں نے ڈین یوب کو عبور کر لیا تو آسٹریا روس پر ضرور حملہ کرے گا اور تمام یورپ جنگ میں مبتلا ہو جائے گا کانٹنر نے صاف کہہ دیا کہ اگر کیتھرین نے پولینڈ کو ایک روسی صوبہ بنانے یا ترکی کے حصہ بجزے کرنے پر اصرار کیا تو آسٹریا جنگ پر مجبور ہو جائے گا۔

۱۲ اکتوبر کو پرنس ہنری سینٹ پیٹرس برگ میں وارد ہوا اور اس کی سفارت یورپ کے لیے نہایت اہم ثابت ہوئی۔ ختم سال کے قبل روس نے بندر آگروان اور پولینڈ کی تقسیم کی تجویزیں۔ اس پر بلا پر قبضہ کر لیا تھا اور ترکوں کے قبضہ میں صرف گیورگیو رہ گیا تھا جو ڈین یوب کے بائیں کنارے پر تھا۔ کیتھرین نے فتح حاصل کرنے کے بعد مصالحت کی طرف اپنا رجحان ظاہر کیا۔ پرنس ہنری کا بیان ہے کہ جنوری ۱۸۰۷ء میں کیتھرین سے ملاقات کر کے اس نے پولینڈ کی تقسیم کی تجویز پیش کی

صفحہ ۳۱۷

اس وقت مشرقی یورپ کی حالت نہایت نازک تھی۔ روسیوں نے والڈے ویار اور
وائے شیا کو پوری طور سے فتح کر لیا تھا، زپس سان ویکز پر آسٹریا کا قبضہ ہو گیا تھا، جن میں
قریب ۵۰۰ گاؤں تھے اور شاہ پریشیا نے پولش پریشیا میں اپنی فوجیں بھیج دی تھیں۔
برخلاف اس کے پولینڈ کی مشارکت کے پاس نہ تو روپیہ تھا نہ سپاہی اور نہ انھیں
کامیابی کی کوئی امید تھی۔ اس مشارکت کا دار و مدار صرف ۱۰۰۰۰ سواروں پر تھا جو
پانچ یا چھ اسکوڈروں میں منقسم تھے۔ ہر ایک اسکوڈرون ایک خود مختار رئیس کے زیرِ کمان
تھا، ان میں دو موری اسے کو لینڈس کروں میں شکست ہوئی اور گویو میں نل دوزا
ایلان اور شواسی نے سال، الجہ میں کرا کو کا قلعہ فتح کر لیا مگر سو وود کی زد سے قلعہ نڈکور
کو وہ بچا نہ سکے اور پولینڈ اب بالکل تینوں حلیفوں کے پنجہ ستم میں پھنس گیا تھا۔
۱۲ ستمبر ۱۷۹۳ء کو شواسیول اپنی خدمت سے علیحدہ ہو گیا اور کم از کم ایک مدت کیلئے
یورپ کے سیاسیات میں فرانس کا اثر مطلق باقی نہ رہا۔ اسی وقت آسٹریا کا سیفر
واہن سویٹین برلن میں فریڈرک سے گفت و شنید کر رہا تھا اور پرنس ہنری کیتھیرن کو
یہ سمجھا رہا تھا کہ پولینڈ کی تقسیم کی تبدیری عمل کرنے سے ٹرکی کا مسئلہ پر امن طریقہ سے حل
ہو جائے گا۔

پولینڈ کی تقسیم کا خیال کوئی نیا نہ تھا۔ ۱۷۹۳ء میں سیکسی می لین ثانی نے یہی خیال
ظاہر کیا تھا، ایک صدی کے بعد چارلس دہم شاہ سویڈن نے اس کی تجدید کی اور
اس کے جانشین نے یہ رائے دی کہ شہنشاہ بران ڈین برگ اور سویڈن پولینڈ کو باہم
تقسیم کر لیں۔ اٹھارہویں صدی میں تقسیم کا یہ مسئلہ اکثر زیرِ غور رہتا تھا۔ پیٹر اعظم کی بھی
اس کی طرف توجہ تھی، آگسٹس دوم کا خیال تھا کہ پولینڈ کے تخت و تاج کو اپنے خاندان
کے لیے موروثی کر دے۔ پریشیا کو عرصہ دراز سے پولش پریشیا کو حاصل کرنے کی آرزو
تھی فریڈرک اعظم نے دلائل کے ساتھ اپنے باپ کو سمجھایا تھا کہ پریشیا کی ڈچی کو برلن ڈچی
کے ساتھ ملحق کر دینا ضروری تھا۔ اس ملک پر جبراً قبضہ کر لینے سے پریشیا کو بہت کچھ
نفع تھا اور باوجود زارینا کے انکار کے ۱۷۹۳ء میں لوگوں کو یقین کال ہو گیا تھا کہ فریڈرک
اور کیتھیرن نے پولینڈ کی تقسیم کے متعلق کوئی سمجھوتہ کر لیا ہے۔ پرنس ہنری کی سفارت (اکتوبر ۱۷۹۳ء)
تاجوری ۱۷۹۳ء کے زمانے سے زارینا کو خیال ہو گیا کہ ٹرکی میں جو فتوحات حاصل ہوئی

تھیں اُن کے معاوضے میں پولینڈ کا ایک حصہ لے لے اور اس پر فیض ملک کے حرج و مرج کو آسٹریا اور روس لینا چاہتے تھے اس پر اتفاق ظاہر کر کے انھیں بھی خاموش کر دے۔ ٹرکی کے خلاف روس کے جو منصوبے تھے اُن کو شکست دینے کے لیے کانٹنٹ اس اشیا میں کوشاں تھے۔ ترکوں کو امید تھی کہ فرانس اگر اُن سے متحد نہ رہے گا تو کم از کم مدد ضرور کرے گا مگر یہ تجویز آسٹریا کو ناپسند تھی اگر فرانس اور آسٹریا ملکر ٹرکی کی جانب داری پر آمادہ ہو جائے تو اس کا نتیجہ ہوتا کہ روس سے باہل بھاڑ ہو جاتا اور ٹرکی یا پولینڈ سے آسٹریا کو کوئی معاوضہ نہ ملتا۔ آسٹریا کو اپنی سفارتی کارروائیوں میں واقعات سے بھی مدد ملی بیسویں کے معزول ہونے کی وجہ سے فرانس کی طرف سے مداخلت کا اندیشہ جاتا رہا اور روسیوں کو ڈین یوب کے بائیں ساحل پر اور تاتار ان قزم پر متواتر فتوحات حاصل ہوئیں جس کی وجہ سے ترک آسٹریا کی طرف متوجہ ہوئے۔ ۶ جولائی ۱۸۷۱ء کو باب عالی اور آسٹریا کے درمیان ایک خفیہ معاہدہ ہوا جس کی رو سے ایک رقم خلیفہ کے صلے میں آسٹریا نے روس کے خلاف متھیاریا اٹھانے اور ٹرکی کو اُس کے گم کردہ مقبوضات کے حاصل کرنے میں مدد دینے کا وعدہ کیا۔ کانٹنٹ کو اُس سے تقویت ہوئی اور اُس نے سینٹ پیٹرس برگ اور برلن کے درباروں کو مطلع کیا کہ اگر روسیوں نے ڈین یوب کو عبور کیا تو آسٹریا جنگ پر مجبور ہوگا۔ اور پولینڈ کی تقسیم سے اسے کوئی سروکار نہ ہوگا اس کے اس اعلان سے ایک عام یورپی جنگ ناگزیر معلوم ہونے لگی۔ روسی بغیر پریشیا کی امداد کے پولینڈ کی مشارکت کو نہریمیت نہ دے سکتے تھے اور اُس ملک کی تقسیم میں بھی وہ عجلت کرنا پسند نہ کرتے تھے کیونکہ اس سے اُن کے زبردست ہمسایہ (پریشیا) کی قوت میں اور بھی اضافہ ہو جاتا۔ فریڈرک کی تدبیریں منقریب تھا کہ خاک میں مل جائیں کیونکہ اُس نے امن کو قائم رکھنے کی غرض سے پولینڈ کی تقسیم کی تجویز پیش کی تھی اور اسکا خیال تھا کہ اگر اس تقسیم کے بعد جنگ ہوئی تو اُس کو ملٹوی کر دینا ہی بہتر ہوگا۔ مگر اُن سفارتی پیچیدگیوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کا اُسے بہت جلد ایک موقع مل گیا۔ اُسے معلوم ہوا کہ میریا تھیری باجنگ کی خواہاں نہیں ہے بلکہ اس کی خواہش صرف یہ ہے کہ روسی مولدے دیا اور پائے شیا پر قبضہ نہ کرنے پائیں۔ ان باتوں کو معلوم کر کے فریڈرک نے سازش کا جال بچھ بچھا دیا۔ میریا تھیری ساغانا طر عمل کو پسند نہ کرتی تھی مگر جوزف ثانی

صفحہ ۳۱۵

خلانی اور کانٹرنے فریڈرک کے مشورے پر عمل کیا اور آسٹریا روس اور پریشیا نے
 تقسیم کے اصول کو علی الترتیب ۱۹ فروری ۲۸ فروری اور ۵ مارچ کو تسلیم کر لیا یہ
 تقسیم ایک سمجھوتے کی بنا پر ہوئی تھی جس کی روس سے کیتھرین ڈین یوب کے سوا اہل پرانی
 فتوحات سے دست کش ہو گئی۔ آسٹریا نے اپنے آپ کو ایک سخت خطرے سے بچا لیا اور
 فریڈرک کو وہ ملک مل گیا جس کی عرصہ سے اس کو آرزو تھی۔ سوڈروو نے پولینڈ کی شراکت
 کو شکست دی دوسری اے علیحدہ ہو چکا تھا اس کے جانشین ویومیس ہل نے فرانسیسی
 رضا کاروں کی مدد سے کرا کو کو فتح تو کر لیا مگر کوئی اہم فوجی کارروائی اس سے عمل میں
 نہ آسکی۔ ۲۵ جولائی کو قطعی معاہدہ تقسیم پر بالآخر دستخط ہو گئے اور تمام ملک کو فتح کر لینے کی
 دھمکی دیکر حلیفوں نے ڈاٹل سے اپنے مطالبات کو منظور کر لیا۔ پولینڈ نے ایک ایسے
 دستور کو منظور کر لیا جس میں زماڑ سابق کی اکثر خرابیاں موجود تھیں اور بیس سال
 تک یہ ملک ایسی طوائف الملوکی کی حالت میں رہا جب کہ آخری مرتبہ اس کے حصے بخرے
 ہو گئے۔ معاہدہ تقسیم کی روسے روس کو ”سفید روس“ اور پولینڈ کا وہ حصہ مل گیا۔ جو ڈونیا، نیپیر
 اور ڈریش ندیوں کے بیچ میں ہے۔ آسٹریا کو قریب قریب تمام ”سرخ روس“ اور گالیشیا
 مل گئے اور اس کے علاوہ پوڈولیا کا ایک حصہ سان ڈویر اور کرا کو بھی۔ پریشیا کو پولینڈ
 اعظم کا ایک حصہ اور پولش پریشیا بحر ڈان زک و تھورن مل گئے۔
 اس تقسیم سے پولینڈ کا ایک تہلث ملک اس کے قبضہ سے نکل گیا جس میں اس کی
 آبادی کا ایک نصف تھا تینوں حلیفوں میں پریشیا کو سب سے زیادہ نفع ہوا۔ اسکا
 حصہ رقبہ میں سب سے چھوٹا تھا مگر آبادی میں سب سے زیادہ تھا اور اسکی سلطنت
 کے دور افتادہ حصوں کو باہم ملا دینے سے اس کے لیے نہایت بیش قیمت ثابت ہوا۔
 اپنے باشندوں کی باہمی رنجشوں اور بغض و حسد سے پولینڈ بالکل کمزور ہو گیا تھا اور
 اس لیے وہ نہ تو روس کی اس قوی تحریک کی مخالفت کر سکتا تھا جو سفید سیاہ اور
 چھوٹے روس کے الحاق کی طالب تھی اور نہ پولش پریشیا کو فریڈرک سے بچا سکتی تھی
 پولینڈ کے زوال کے اسباب فرانس کی مدد سے اس کی قومی آزادی کے بیچ جانے کی جو کچھ رہی تھی

امید تھی وہ بھی جنگ ہفت سالہ میں جاتی رہی جب کہ پولینڈ روسی فوجی کارروائیوں کا مرکز بن گیا۔

پولینڈ کا خاتمہ ہو چکا تھا مگر اس کے زوال نہ تو اس زمانہ کے سیاسی مصالحوں پر محمول کر سکتے تھے نہ اس کے تینوں ہمسایوں کی حرص ملک گیری پر بلکہ یہ زیادہ تر خود اسی کا تصور تھا۔ یہ سچ ہے کہ پولینڈ کے امرا کے لافناہی مناقشات کی وجہ اس کا وجود اس کے ہمسایوں کے لیے ناقابل برداشت تھا اور اس کے بقا کی اس وقت تک امید نہ ہو سکتی تھی جب تک کہ اس کے امرا کسانوں کے ساتھ بہتر سلوک پر آمادہ ہوں اور اپنے اور ان کے درمیان ان تعلقات کو حسب حال قائم رکھنے پر مصروف ہوں جو ازمنہ وسطیٰ سے چلے آتے تھے۔ پولینڈ کے کسانوں کی حالت بالکل غلاموں کی سی تھی اور اس کی ہر تقسیم کا یہ نتیجہ ہوا کہ کسانوں کی ایک مزید تعداد کو حکومت کے بدل جانے سے اس نصیب ہوا۔ حکومت کے تغیر سے کسانوں کا کوئی نقصان نہ تھا اس لیے انھیں اس امر کی بالکل پروا نہ تھی کہ آیا وہ اپنے ملکی رئیسوں کی رعایا ہیں یا کسی غیر ملکی بادشاہ کی پولینڈ کے نام نہاد مصائب اور اس کے غیر ملکی حکومتوں کے تحت میں آجائیں اصل وجہ یہی ہے کہ ایسروں کے قوم کی تعداد غالب کو انتہائی عداوت تھی۔ مگر باوجود اس کے کہ پولینڈ کی پہلی تقسیم حقوق قومیت کے خلاف میں ایک زبردست جرم ہے اور اس سے عہد زیرند گروہ کے سیاسی رجحان کا پتہ چلتا ہے۔ یورپ کی تاریخ میں گویا اس سے ایک انقلاب پیدا ہو گیا اور تقسیم مذکور ایک بین بیوت ہے ملک گیری کی ہوس اور مقبوضات کو ایک دوسرے سے ملحق کرنے کی خواہش کا اور قومیت کے حقوق کے پامال کرنے کا جو اٹھارہویں صدی کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

اس تقسیم سے اتفاق کرنے میں روس نے عقلمندی سے کام نہیں لیا۔ پولینڈ بھی مثل روس کے ایک سلاطنت تھی جنگ ہفت سالہ میں پولینڈ روس کے زیر اثر تھا اور روس کا متوسل پونیا ٹوٹ سکی وہاں کا بادشاہ تھا۔ اس لیے کیتھرین اس بادشاہ کے ذریعہ سے اہل پولینڈ پر حکومت کر سکتی تھی اور رفتہ رفتہ اس کا الحاق بھی کر سکتی تھی۔ اس تقسیم سے روس کے مقابلہ میں پریشیا اور آسٹریا کی قوت میں اضافہ ہوا۔ اہل پولینڈ سلطنت روس

کے دشمن جانی ہو گئے۔ مغرب کی طرف روسیوں کی پیش قدمی رک گئی قسطنطنیہ کی طرف بھی روس کے بڑھنے میں رکاوٹیں پڑ گئیں۔ پولینڈ کی تقسیم پر آسٹریا اور پرشیا سے متفق ہونے میں کیتھربین پولینڈ پر اپنے تفوق سے محروم ہو گئی جو الحاق کے مساوی تھا۔ اس معاملہ میں کیتھربین نے اپنے وزیر باتدیر پانن کے مشورہ کے خلاف عمل کیا جو اس بنا پر تقسیم کا مخالف تھا کہ پولینڈ کو اپنا متوسل بنا رکھنے میں روس کا زیادہ نفع ہے مگر زارینا نے اپنے منظور نظر درباریوں کی تائید سے وزیر کے مشورہ کے خلاف عمل کیا اور تقسیم کی تجویز سے اتفاق کر لیا۔

فریڈرک اعظم اپنے اس جدید مقبوضہ میں جو اصلاحیں عمل میں لایا ان کی بنا پر جرمنی کے بعض مورخ پولینڈ کی تقسیم کو حق بجانب خیال کرتے ہیں مثلاً اوڈر اور روس چولاندیوں کو اس نے ایک نہر بنا کر ملا دیا، شہروں کی ترقی کا اسے خاص خیال تھا درباری بزدلیوں کو اس نے قابل کاشت بنا کر اس خطہ کو جرمنی کا زرخیز ترین ضلع بنا دیا۔ اس جدید مقبوضہ ملک میں کسانوں کی حالت کی اصلاح کی گئی اور تجارت کو فروغ دیا گیا۔ مگر مورخین کا فیصلہ ان تینوں دولتوں کے خلاف ہے جنہوں نے عملی طور پر یورپ کے سیاسیات میں ایک ایسے اصول کو داخل کیا جس سے زمانہ مابعد میں نیپولین نے کام لیا اور جس کے نتائج پرشیا اور آسٹریا کے لیے اندوہناک ثابت ہوئے یہ حکمت عملی جو پولینڈ کے قطع و سرید کا باعث ہوئی رفتہ رفتہ فتوحات کے عام اصول میں تبدیل ہو گئی اور پولینڈ کی پہلی تقسیم سے یورپ کے انقلاب کا آغاز ہوتا ہے۔

فرانس اور انگلستان نے اس بد نصیب ملک کو بچانے کے لیے مطلق کوشش نہ کی۔ انگلستان اس وقت امریکا کے جھگڑوں میں پھنسا ہوا تھا اور اس کے مدبر روس سے ایک انگلستان کی عدم مداخلت اگر اتحاد پیدا کرنا چاہتے تھے کیوں کہ خاندان بوربون کی حکومتیں انگلستان کی تجارت کے درپے تھیں اور ان کا خیال تھا کہ اگر روس سمجھوتا ہو جائے تو ان کی تجارت کو فروغ ہوگا۔ روس کو ہندوستان یا نوآبادیوں میں انگریزوں کے اثر کے بڑھنے سے کوئی سروکار نہ تھا اور بحیرہ روم یا بحر اسود میں روسی حکومت کے قائم ہونے کا خطرہ تھا برخلاف اس کے فرانس کا اثر اب تک ہندوستان میں قائم تھا اور روس مثل انگلستان کے فرانس کے بوربون بادشاہوں کا مخالف تھا۔ علاوہ ازیں

صفحہ ۳۲۲

بحیرہ روم کے مشرقی سواحل میں فرانس اور انگلستان میں رقابت تھی مگر بحیرہ بالٹک کی تجارت میں روس کی مدد سے انگلستان کا کوئی حریف نہ تھا۔ انگلستان کے وزیر اعلیٰ نے یہ کہ تقسیم کے اصول کو پسند کرتے ہوں مگر وہ نہ تو مداخلت کر سکتے تھے اور نہ کرنا چاہتے تھے لارڈ ریمونڈ وزیر خارجہ نے اس تقسیم کا ذکر کرتے ہوئے اسے ایک ”عجیب و غریب معاملہ“ قرار دیا اور صرف پیشین گوئی کرنے پر اکتفا کیا کہ یہ تینوں دولتیں بجائے یورپ کے اس حصہ میں امن و امان قائم رکھنے کے آئندہ مناقشات کے تخم بوری ہی ہیں بر اعظم یورپ کے بادشاہ انگلستان کی مداخلت کی طرف سے بے پروا تھے اور نوا بدیوں کے متعلق اس کی پریشانیوں اور اس کے پارلیامنٹ کے تصنیفوں کی وجہ سے اسے رو بزدال خیال کرتے تھے نیس میں فریڈرک اعظم نے نہایت حقارت سے انگلستان کا ذکر کیا تھا اور کہا تھا کہ انگلستان کے بادشاہ ہونے کے مقابلہ میں میں جرمنی کی ایک چھوٹی سی ریاست کا رئیس ہونا پسند کروں گا۔ کیونکہ میں کا خیال تھا کہ انگلستان میں اگر اندرونی اتحاد پیدا ہو سکتا ہے تو صرف جنگ کے چھڑ جانے سے۔ صرف کانٹر ایک مدبر تھا جسکو یہ احساس تھا کہ انگلستان کی حالت بر اعظم یورپ کی سلطنتوں کی سی نہیں ہے اسکا قول تھا کہ انگلستان کے ظاہری حالات سے دھوکا نہ کھانا چاہیے بلکہ اس عجیب و غریب حکومت سے مداخلت کرنے میں احتیاط سے کام لینا چاہیے۔

فرانس نے بھی پولینڈ کو ایسی امداد نہ بھیجی جو اس کے لیے مفید ہو سکتی
فرانس کی حکمت عملی۔

جب تک کہ شواسیول برزقہ دار تھا آسٹریا کو روس اور پریشیا کے ساتھ پولینڈ کی تقسیم میں شریک ہونے میں تامل تھا۔ بارکی مشارکت کی کامیابی سے پولینڈ کے دستور کو متغیر کرنے کی تمام کوششیں ملتوی ہو جاتیں مگر اس کے اراکین کی درخواست کے جواب میں شواسیول نے صرف ۵۰۰ سپاہی اسلحہ اور روپیہ کے ساتھ شواسی دی تو بے اور دوموری اس کے تحت میں روانہ کیے اور یہ اسید رکھی کہ ترکی مداخلت اہل پولینڈ کی مقاد اور آسٹریا کی غیر جانب داری سے روسیوں کو اپنے مقاصد میں ناکامی ہوگی۔ پریشیا روس اور آسٹریا کے مقاصد میں وہ سفارتی کارروائیوں کے ذریعہ سے سدراہ ہونا چاہتا تھا مگر اس کا یہ ارادہ ہرگز نہ تھا کہ پولینڈ کی آزادی کی بقا کے لیے یورپ کو ایک عام جنگ میں پھنسا دے اور روس، پریشیا اور آسٹریا کے اتحاد کے امکان کا اسے مطلق خیال نہ تھا۔ ۱۸۰۷ء میں وینا میں

صفحہ ۳۲۳

سے میری آن تو ان نیت کی شادی ہو جانے سے اس کی امیدیں اور بھی قوی ہوئیں۔ مگر دسمبر
۱۸۰۱ء میں اس کے یکایک معزول ہو جانے کی وجہ سے فرانس کی سرگرم مداخلت کا امکان
بالکل زائل ہو گیا اور جوزف دوم اور کانٹنر کی راہ سے ایک کانٹراکٹ لگ گیا۔

روس اور ترکی کی جنگ | پولینڈ کو باہم تقسیم کر کے اور سوئیڈن میں انقلاب پیدا کر کے روس پرشیا
اور آسٹریا جنگ ترکی کی طرف متوجہ ہونے لگی اور روس کے مابین

مصالحت کرنے کی کوششیں اس کے قبل بھی ہونی تھیں مگر باب عالی نے یہ حلوم کر کے
کہ روسیوں کی نیت قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے کی تھی ان شرائط کو رد کر دیا جو ایک کانگریس میں
پیش کی گئی تھیں جو بنجالیسٹ میں ۱۸۰۱ء میں منعقد ہوئی تھی اور جنگ کو جاری رکھا اس اثناء

میں آسٹریا معاہدہ تقسیم کی شرائط کی ترسیم اور اسٹیرک کے خط اور بشرط امکان بکوینا کے حاصل
کرنے پر مصر تھا۔ کیتھرین نے اولاً تو آسٹریا کے مقبوضات کی توسیع سے سخت اختلاف ظاہر کیا
مگر سال مذکور کے موسم خزاں میں بعض واقعات ایسے ہوئے جس سے وہ اپنی ضد سے

باز آئی کیونکہ نہ صرف روسی فوجوں کو ہیرتیں ہوئی تھیں بلکہ ڈان کی تفریق قوم نے
پوگاچو کی سرکردگی میں بغاوت کر دی تھی۔ یہ تحریک کچھ تو قومی اور کچھ مذہبی تھی مگر وہیں صلی
میں غیر ملکی اثرات کے داخل ہونے سے جن سے عبادت کے طریقے بھی نہ بچ سکے روس میں

سخت ناراضی پیدا ہو گئی تھی اور پیٹر اعظم نے اس ناراضی کو نہایت سختی کے ساتھ دفع کیا۔
کیتھرین دوم کے عہد حکومت تک روس کی قدیم روایات باقی تھیں اور پوگاچو اس چاچے
تعلق رکھتا تھا جو ان کی حامی تھی۔ مگر اس کا اثر زیادہ تر کسانوں پر تھا۔ کسان اولاً آزاد

کر رفتہ رفتہ وہ نیم غلامی کی حالت میں (Serf) ہوئے اور زمین کا ایک جزو یعنی "سیس زین" کو
وہ کاشت کرتے تھے اس کے ساتھ وہ خود فروخت ہونے لگے، سترھویں صدی کے
آخر میں ان کی یہ حالت ہو گئی کہ زمین سے علیحدہ بھی فروخت ہونے لگے تو قانوناً ان

(Serfs) میں اور غلاموں میں کچھ فرق تھا۔ پیٹر سوم نے جب ۱۸۰۱ء میں امر کو جبری ملازمت
سے آزاد کر دیا تو کسانوں نے بھی اپنی قدیم آزادی کو یاد کر کے امید کی کہ اصول مذکور کا اطلاق
ان پر بھی ہو گا ان میں یہ خیال پھیل گیا کہ اعلیٰ طبقہ کے لوگوں نے فرمان شاہی کو روک لیا ہے

اور پیر کی موت کو بھی انھوں نے اپنے دشمنوں یعنی ایروں کی طرف منسوب کیا۔ اکثر کسانوں کا یہ خیال تھا کہ بیڑاب تک زندہ ہے اور ایک قزاق پوگاچو زار ہے قزاق نسلا سلاوتھے اور مذہباً کلیسیائی یونان کے پیرو تھے، ٹرکی کی جنگ سے وہ بیزارتھے کیونکہ اس کی وجہ سے اٹکے روزمرہ کے کاموں میں ہرج ہوتا تھا۔ انھوں نے جب بغاوت کی تو بہت سے کرغیز اور قلماق تاتاری بھی اٹکے شریک ہو گئے۔ پوگاچو کو اولاً کوہ یورال کے نواح میں کچھ کامیابی ہوئی اور جن امرا کو اس نے گرفتار کیا ان کی جائداد کو اس نے کسانوں میں تقسیم کر دیا۔ مگر بالآخر باغیوں کو ہزیمت ہوئی، پوگاچو کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور قزاقوں کی آزادی ایک حد تک سلب کر لی گئی۔

اس بغاوت سے مجبور ہو کر پتھرین، توکانز کو اسیر کرنے کے خط پر فوجیں بھیجنے سے روک سکتی تھی نہ فریڈرک کو پولینڈ کی مزید قطع و برید کر کے اپنے جدید مقبوضات کو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کرنے سے روک سکتی تھی۔ صرف ترکوں نے روسیوں کی پریشانیوں کو چلک کینارجی کا صلح نامہ سے کوئی نفع نہ اٹھایا۔ اس لئے میں سلطان عبدالحمید سلطان مصطفیٰ کے جانشین ہوئے اور وہ جنگ کے جاری رکھنے پر

مصر تھے گرا بیٹھے اپنے پیش رو سے بھی کم کامیابی ہوئی رومیناٹ روو نے ترکی فوجوں کو جون میں شکست فاش دی اس لیے وزیر اعظم نے جولائی میں مصفا کی غرض سے سیفر روانہ کیے۔ ۱۹ جولائی ۱۸۷۷ء کو چلک کینارجی کا صلح نامہ ہو جسکی رو سے روس نے گرجستان بے سار بیا، والیشیا، مولڈے و یا مجمع الجزائر، ٹرکی کو واپس کر دیے مگر کن برن جے نی کابی کرچ اور آزو و اور ان کے ملحقہ اضلاع پر اس نے اپنا قبضہ بحال رکھا۔ اسی صلح نامہ کی رو سے تاتاری روس کے زیر اثر ہو گئے، ٹرکی کے عیسائیوں کے لیے بعض مراعات کا مطالبہ کیا گیا وائے شیا اور مولڈے و یا کی ریاستوں کے بہتر انتظام کرنے پر اصرار کیا گیا اور قسطنطنیہ میں ایک روسی سفارت قائم ہو گئی۔ صلح نامہ کینارجی ہی سے مسئلہ مشرق کا آغاز

صفحہ ۳۲۵

ہوتا ہے اور اسی کی وجہ سے بحر اسود کے شمالی سوال پر روسیوں کے قدم جم گئے۔ یوگ ہندی ٹرکی کی سرحد قرار دی گئی اور ٹرکی کے سمندر والے میں روس نے اپنے جہاز رانی کے حقوق کو تسلیم کر لیا۔ صلح نامہ مذکور کے مرتب ہونے کے قبل ترکوں کو پرشیا اور آسٹریا کی مداخلت کی امید تھی مگر فریڈرک نے احتجاج کو کافی خیال کیا اور جو زف بندت خود روس سے اتحاد پیدا کرنے کی فکر میں تھا کیونکہ پوڈولیا کے آسٹروی حصہ کی توسیع اس پر تک ہو چکی تھی اور وہ خود کو وینا پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ ستمبر میں آسٹروی فوجوں نے اس صلح پر قبضہ کر لیا اور بے بس ترکوں نے ۸ مئی ۱۸۰۵ء کے صلح نامہ سے اس قبضہ کی توثیق کر دی۔ کینارجی کا صلح نامہ اور پولینڈ کی پہلی تقسیم روسی حکومت کے طرز عمل کی بین مثالیں ہیں۔ صلح نامہ مذکور ٹرکی کی مسیحی رعایا کی آزادی کا پہلا زینہ تھا اور پولینڈ کی تقسیم سے ایک قدیم اور بہادر قوم غلام بنائی گئی۔ یہ تقسیم ایک سخت جرم ہونے کے علاوہ غلطی پر مبنی تھی اور اس کے عمل میں لانے کے متعلق جس کا موقع اس کی طوائف الملکوں سے ملا تھا صرف یہ غدر پیش کیا جاسکتا تھا کہ اس کی وجہ سے پرشیا، آسٹریا اور روس کے درمیان امن قائم رہا۔ لیکن گو ان تینوں سلطنتوں کی باہمی رقابت ان کے اتحاد کا باعث ہوئی تھی مگر آئندہ سے مسئلہ پولینڈ کی وجہ سے انہی باہمی مخالفت میں مزید اضافہ ہوا اور اس کی وجہ سے نہ تو جرمنی کی سیادت کے لیے آسٹریا اور پرشیا کی باہمی جدوجہد رک سکی اور روس کی طرف سے جرمنی کے اتحاد کو جو خطرہ تھا وہ بھی دفع نہ ہو سکا۔

سال ہائے زیر تذکرہ میں فرانس پولینڈ اور ٹرکی کو شکست اور قطع ویرید سے بچا نہ سکا۔ فرانس جنگ ہفت سالہ سے خستہ حال ہو گیا تھا اور اس وقت اپنے نظام مملکت کی از سر نو تنظیم، جیسواٹوں کے اخراج اور بادشاہ اور پیرس شواسیوں کی داخلی اور کے بارلی مان کے جھگڑوں میں منہمک تھا۔ اس لیے اس کی خارجی حکمت عملی۔ حکومت مشرق اور جنوب مشرق کے معاملات میں صرف سفارتی

کارروائیوں سے کام لیسکتی تھی۔ ۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۷ء تک فرانس کی تاریخ درحقیقت شواہیوں کی وزارت کی تاریخ ہے۔

یہ سرگرم وزیر پانچ سال کے وقفہ کے بعد پھر وزارت خارجی پر فائز ہو گیا تھا۔ پولینڈ کی تقسیم کی تجویز کا وہ ہمیشہ سے مخالف تھا مگر اس وقت وہ فرانس کے بحری حقوق کو بحال کرنے کی تدبیروں میں مہمک تھا، اس لیے مشرقی یورپ کے معاملات کی طرف سے اس نے غفلت کی اور جب اس نے مداخلت کی تو مداخلت کا وقت گزر چکا تھا۔ اور ۱۹۳۵ء میں فرانس کی حالت ایسی تھی کہ سوائے زبانی دھمکیوں کے وہ کچھ نہ کر سکتا تھا۔ تاریخ میں متعدد ایسی جماعتوں کا ذکر ہے جن کو پولینڈ میں فرانس نے ورغلانا اور ان سے تائید کا وعدہ کیا مگر میں وقت پر اس نے لٹکا ساتھ پھوڑ دیا۔ جنگ ہفت سالہ کے بعد انگلستان سے فرانس کے نقصانوں کا انتقام لینے کی غرض سے اس نے فرانس کی تنظیم جدید کے عظیم الشان کام کو شروع کر دیا بادشاہ سے اس نے عرض کیا کہ ”انگلستان آپ کی سلطنت اور آپ کے اقتدار کا علائقہ دشمن ہے اس کے حریفانہ تجارتی رجحانوں اس کے غرور اور اس کے حسد سے آپ کو متنبہ ہو جانا چاہیے کہ ایسے ملک کے ساتھ دوامی صلح ہونے کے لیے سال ہا سال درکار ہیں“ شواہیوں کا خیال بالکل صحیح تھا۔ گو اس کے مزاج میں زیادہ استقلال نہ تھا مگر انگلستان اور فرانس کی رقابت کی اصلیت کو خوب سمجھتا تھا، فرانس کے احیاء کا اسے حد درجہ خیال تھا اور اپنی وسیع تجویزوں کو عمل میں لانے میں اس نے محنت شاقہ برداشت کی اس نے مستعمروں کی ہمت افزائی کی جزائر آنیل کی طرف اس کی خاص توجہ تھی، مارتی نیک کو اس نے نہایت احتیاط سے مستحکم کرایا اور سرشتہ الیر کی حالت پہلی حالت پر لانے کی کوشش کی۔ ۱۹۳۳ء اور ۱۹۳۶ء کے درمیان اس نے فوج میں متعدد اصلاحیں اور بحریہ کو از سر نو درست کر دیا۔ اسے خوب معلوم تھا کہ انگلستان کو زیر کرنے کے لیے ایک زبردست بیڑے کی سخت ضرورت ہے اور اس کام کے لیے ہسپانیہ سے اتحاد رکھنا بھی مفید ہوگا

صفحہ ۳۴۴

پرنیکال اور ہسپانیہ میں اس نے انگلستان کے اثر کی بیخ کنی کرنی شروع کر دی
 کیونکہ اسامید تھی کہ ان ملکوں کی مدد سے انگلستان کا پوری طور سے مقابلہ ہو سکے گا
 اس کو ان کوششوں میں بہت کچھ کامیابی ہوئی۔ گری والدی وزیر ہسپانیہ
 نے اس کی پیروی کی جو لٹٹل کے خاندانی معاہدے کی ترتیب میں شوا سیول
 کا شریک تھا اور ہسپانیہ نے اپنے بحریہ اور نوآبادیوں کے نظام کی از سر نو
 تنظیم شروع کر دی ۱۷۵۹ء میں فرانس کا بیڑا بالکل تباہ ہو چکا تھا اور صرف
 چالیس جنگی جہاز باقی رہ گئے تھے۔ ۱۷۶۰ء میں شوا سیول کی کوششوں سے
 ۶۴ بڑے اور ۵۰ چھوٹے جنگی جہاز موجود تھے، افسروں اور ملاحوں نے
 کارکردگی میں بہت کچھ ترقی کی تھی فوجی توپ خانہ بالکل نیا ہو گیا تھا اور
 مخزن اور اسلحہ خانے جنگی سامان سے معمور تھے۔ شوا سیول نے صلح نامہ
 پیرس کو کبھی قطعی تسلیم نہیں کیا تھا اور مغزول ہونے تک اس کی یہی کوشش
 تھی کہ ہسپانیہ کے اتحاد کو قائم رکھ کر انگلستان کی ناگزیر جنگ کی تیاری کرے
 ۱۷۶۱ء میں اسٹانس لاس ٹینکلی کے انتقال کے بعد لارین اور بار فرانس کے
 مقبوضات میں ملحق ہو گئے اور ۱۷۶۱ء میں فرانس نے جزیرہ کریسیکا جینووا سے
 خرید لیا۔ انگلستان اُن اندرونی وقتوں اور نوآبادیوں کے بکھیروں میں
 پھنسا ہوا تھا اس لئے جنگ کے لئے تیار نہ تھا۔ پاؤلی کی سرکردگی میں اہل
 کریسیکا نے اپنی آزادی کے لئے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے مگر کاؤونٹ دی
 ڈو نے انھیں پوتے ٹواؤو میں شکست دی جس سے فرانس کے مقبوضات
 میں ایک قابل قدر اضافہ ہوا اور نیولین بونا پارٹ فرانسیسی رعایا میں پیدا
 ہوا ۱۷۶۲ء میں جزائر فالک لینڈ کے متعلق انگلستان اور ہسپانیہ میں ایک نزاع
 جزیر فالک لینڈ کا معاملہ پیدا ہو گئی اور قریب تھا کہ دونوں ملکوں میں جنگ چھڑ جائے
 ۱۷۶۳ء میں ایک انگریزی فوج نے جزائر مذکور پر قبضہ کر لیا
 مگر جون ۱۷۶۴ء میں ایک ہسپانی ہیم پورٹ لیگ منٹ کو بھیجی گئی جس نے
 وہاں کی چھوٹی سی انگریزی فوج کو خارج کر دیا ہسپانیہ کی یہ کارروائی انگریزوں
 کو شاق گزری اور جنگ ناگزیر معلوم ہونے لگی۔

گری مالٹی ہسپانیہ کی طرف سے معاہدہ خاندانی اور صلح نامہ پیرس کی ترتیب میں شریک رہ چکا تھا۔ پیرس کی سفارت سے میڈرڈ واپس آنے پر وہ بجائے وال کے وزیر خارجہ مقرر ہوا مگر کوس جیروہ ہو گری مالٹی نسل اجینوا کا باشندہ تھا اور انگلستان کے سیفر کا خیال تھا کہ نہ تو اس کے خیالات وسیع ہیں اور نہ اس کی لیاقت غیر معمولی ہے پیرس نے شک میں لکھا تھا کہ گری مالٹی دلائل کے رد کرنے اور حیلہ بازی میں خاص دخل رکھتا ہے "مسلک" میں میڈرڈ کے عوام نے بغاوت کر دی اور اس کے بعد اطالوی وزیر مالیہ برطرف کر دیا گیا مگر گری مالٹی نے چارلس سوم کے مزاج میں دخل پیدا کر لیا تھا اور وہ کسی حد تک ہر دل عزیز بھی تھا اس لئے وہ اپنی خدمت پر برقرار رہا۔ اہل ہسپانیہ کو معاہدہ خاندانی پر بہت کچھ بھروسہ تھا مگر گری مالٹی انگلستان کے خلاف شواہد سیول کی تائید پر آمادہ نہ تھا، چارلس سوم بھی اس کا ہم خیال تھا اور دونوں یہ چاہتے تھے کہ مصالحت ہو جائے مگر اسکو لاپچی کا جانشین دار اندا جو شواہد سیول کا مداح تھا جنگ پر تلا ہوا تھا۔ بالآخر حالت نہایت نازک ہو گئی اور انگریزی سیفر ہیکلڈس میڈرڈ سے چلا گیا۔ مگر شواہد سیول کے معزول ہو جانے کی وجہ سے فرانس کی جانب سے امداد کی امید جاتی رہی اور چارلس سوم نے جزائر فالک لینڈ پر پھر انگریزی محافظ فوج کو قبضہ دلا دینے پر آمادگی ظاہر کی مگر جزائر مذکور پر اپنے حقوق شاہی کے دعووں سے دست کش نہ ہوا۔

شواہد سیول کی حکمت عملی کی دو نمایاں خصوصیتیں تھیں یعنی بحریہ کی تربیت جدید اور ہسپانیہ سے اتحاد اور واقعات مابعد نے اس کی دانش مندی کو ثابت کر دیا کیونکہ ۱۸۱۵ء کے قبل فرانس کو کئی مرتبہ معلوم ہوا کہ اسے ایک زبردست میٹرے کی سخت ضرورت ہے چارلس سوم کے تحت میں ہسپانیہ اصلاح کی

منزلیں جلد جلد طے کر رہا تھا۔ اپنے حسن انتظام جغرافیائی موقع اور اسکے خاندان شاہی کے فرانس سے خاص تعلقات رکھنے کی وجہ سے ہسپانیہ انگلستان کے خلاف شواسیول کا سب سے بہتر حلیف تھا خصوصاً اس وجہ سے کہ وہ انگلستان کی بحری قوت سے خائف بھی تھا۔ شواسیول کے یکایک معزول ہونے کی وجہ یہ تھی کہ لوئی پانزدہم کو یقین کامل ہو گیا تھا کہ فرانس اور انگلستان میں عنقریب جنگ ہونے والی ہے اور اس کے علاوہ بادشاہ بارلی ماکن کا قلع قمع کرنا چاہتا تھا مگر اس میں شواسیول کی ذات حامل تھی۔

پیرس اور صوبجات کے جنگ ہفت سالہ سے اس مجلس کی قوت روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔ پیرس کے تباہ کن معاہدے نے شاہی قوت کو ہلا دیا تھا اور فرانس سے جی سواٹوں کے خارج کردہ جانے سے حکام عدالتی کا دماغ اور بھی بڑھ گیا تھا۔ اپنی قوت کو مستحکم خیال کر کے یہ لوگ بادشاہ اور کلیسیا پر متواتر حملے کر رہے تھے۔ جی سواٹوں کے اخراج لاادریت کے زور اور پارلی مان کے اس مطالبے سے کہ حکام ملکی کو کلیسہ کے اقتدار سے بالکل آزاد ہونا چاہئے پادریوں میں ناراضی پھیل گئی اور حکومت کی مداخلت ضروری ہو گئی۔ ۱۶۸۱ء میں کونسل نے ۱۶۸۱ء کے گالیکی اصول کی پابندی کی ہدایت کی اور دونوں حریفوں کو خاموش رہنے کا حکم دیا مگر بارلی مان کا سلوک بادشاہ کے ساتھ بھی وہی تھا جو پادریوں کے ساتھ تھا بارلی مان نے بادشاہ کے اس حق پر اعتراض کیا کہ وہ بغیر ان کی منظوری کے محصولات عاید کر سکتا ہے، یا مستعدت منعقد کر سکتا ہے یا اگر بارلی مان کے اراکین اس کے احکام کی تعمیل نہ کر سکیں تو انہیں

(1) Roquain, L'esprit revolutionnaire avant la Revolution, pp. 252-255.

۷۷۔ اصول مذکور حسب ذیل تھے (۱) کلیسہ کا اقتدار نہ ہی محاللات تک محدود رہے (۲) سلطنت اور کلیسہ کے متعلق فرانس میں جو رسوم اور قواعد زمانہ قدیم سے جاری ہیں وہ برقرار رہیں (۳) پوپ کے قبضے کو جب تک کہ کلیسہ انہیں تسلیم نہ کرے منسوخ ہو سکتے ہیں۔

قید یا جلا وطن کر سکتا ہے۔ تیسرے میں پیرس کے بارلی مان نے چند فرامین شاہی پر اعتراض کیا جنکی توثیق بادشاہ کی منظوری سے ایک مستند عدالت میں ہوئی تھی اور جنگو صوبجات کے بارلی مانوں نے تسلیم کر لیا تھا حکومت کی کمزوری سے ہمت پکڑ کے پیرس کے بارلی مان نے تیسرے میں برٹنی کے بارلی مان کے چند اراکین کے قید کئے جانے پر اعتراض کیا اس جہات کا بادشاہ نے بذات خود یہ جواب دیا کہ وہ اقتدار وضع قوانین کا منبع واحد ہے۔ مگر حکام عدالتی اپنے دعادی سے باز نہ آئے اور یہ جھگڑے مدت تک جاری رہے یہاں تک کہ اس کا مؤید شو اسیول طول و طویل سازشوں کی وجہ سے مغرول ہو گیا اور بادشاہ کے غیظ و غضب سے اب انھیں کوئی بچانے والا نہ تھا۔ تیسرے کے آغاز تک ان سازشوں نے شو اسیول کے خلاف میں ایک بغاوت کی صورت اختیار کر لی تھی اور چین سیلر موبو اور پادری تیرے (افسر اعلیٰ سرشتہ مالیہ) نے ڈیوک دائی گوی لون کی شرکت سے ایک خفیہ انجمن بنالی تھی جس کی تائید پریسڈیم دوباری بھی تھی۔ دائی گوی لون پر یہ الزام لگایا گیا تھا کہ برٹنی میں حاکم اعلیٰ ہونے کے زمانہ میں وہ سخت بد اعمالیوں کا مرتکب ہوا تھا اس لئے اپریل ۱۷۹۱ء میں خود اس کی اور بادشاہ کی خواہش سے اس کے مقدمہ کی سماعت پیرس کے بارلی مان میں ہوئی۔ دو مہینے کے بعد لوئی نے اسے ہر الزام سے بری کر دیا مگر بارلی مان نے اپنے فیصلے میں یہ اضافہ کر دیا کہ جب تک اس کی براءت باضابطہ ثابت نہ ہو جائے وہ اپنے منصب اعلیٰ (Peerage) کی خدمت انجام نہیں دے سکتا۔ لوئی بارلی مان کی اس جدید خود رانی سے سخت ناراض ہوا اور اس نے بارلی مان کے رجسٹر چھین لئے اس کے جواب میں عدالتی حکام اپنے فرائض کی انجام دہی سے دست کش ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عدالتی کام بالکل رک گیا۔ ۷ دسمبر کو چین سیلر موبو نے بارلی مان کی اس کارروائی کو مغویانہ قرار دیا۔ ۲۴ دسمبر کو شو اسیول جس نے کبھی پریسڈیم دوباری کی دربار داری نہ کی تھی مغرول ہو گیا اور اس کے عہدے پر دائی گوی لون مقرر ہوا جو جی سوانوں کا دوست اور بارلی مان کا دشمن تھا۔ ۲۰ جنوری ۱۷۹۱ء کو پیرس کا بارلی مان بند کر دیا گیا اور اس کے چند روز کے بعد صوبجات کے بارلی مانوں اور عدالتوں (Cour des Aides) کی بھی یہی گت ہوئی۔ شاتی لے (عدالت)

بھی اسی طور پر بادشاہ کے تحت میں کردی گئی حکومت کو اس سرگرم کارروائی میں کامیابی ہوئی انقلاب حکومت کے متعلق جو چہ می گوئیاں ہو رہی تھیں وہ بند ہو گئیں اور چونکہ بارلی مان رواداری اور اصلاح کا مخالف تھا اس لئے اس معاملہ میں دو لیٹر بھی پادریوں کا ہم خیال تھا اور حکومت کی اس تے بڑے جوش سے تائید کی۔ مگر باوجود اس زوردار کارروائی کی کامیابی کے حکومت شاہی کو نہ تو وقعت حاصل تھی نہ وہ ہر دل عزیز تھی گو لوئی پانزدہم کی زندگی میں اس کے اقتدار کو تسلیم کرنے میں کسی کو تا مل نہ تھا۔ سٹرلیک کا قول ہے کہ ہارلی مانوں کی طرف لوئی پانزدہم کا طرز عمل ایسا تھا جو حکومتوں کو بدنام اور کمزور کر دیتا ہے۔ اسکو یا تو بارلی مانوں کا مقابلہ کرنا چاہئے تھا یا مراعات سے کام لینا چاہئے تھا۔ ان میں سے اگر وہ ایک کو اختیار کر لیتا اور اسی پسیلس استقلال اور دانش مندی سے عمل کرتا تو اسے ضرور کامیابی ہوتی، مگر ایک دفعہ مقابلہ کرنا اور پھر رعایت کرنا، جوش میں آکر زعم خود احکام دیدینا اور پھر بار بار انھیں منسوخ کرنا یہ ایسے افعال تھے جن کا نتیجہ صرف یہ ہو سکتا تھا کہ شاہی اعزاز زایل ہو جائے (۲)

دسمبر میں شوا سیول کے زوال کا اثر مالک غیر کے معاملات پر شاہی اہم ہوا جتنا کہ فرانس کے اندر شوا سیول کا مغرول ہونا سیاسیات پر مغرول ہونے سے ایک سال قبل ہی تھے اور یووا اور ریڈیم دوبارہ اس کی بیخ کنی میں مصروف تھے اور حقیقت یہ تھی کہ نکولاس فوگوے کی طرح وہ اپنی وسیع تدبیروں میں اس قدر شہک تھا کہ ان سازشوں پر مطلق توجہ نہ کر سکتا تھا۔ شوا سیول کی یہ خواہش تھی کہ تالیف قلوب سے کام لیکر اندرون ملک میں اس قائم رکھے اور فرانس کو زبردست خارجی حکمت عملی اختیار کرنے کا موقع دے

۱۔ پیرس کے بارلی مان کے بہت سے دشمن تھے جن میں نہ صرف پادری بلکہ دو لیٹر ایسے لوگ بھی شامل تھے جو بارلی مان کے بیرحمانہ افعال اور اس کی عدم رواداری اور لالچ میں کالا کے "عدالتی قتل" سے ناراض تھے۔

(2) History of England in the Eighteenth Century

Vol V. Chap. XX.

مگر اس کے مخالف جنھیں فرانس کی عزت کا مطلق خیال نہ تھا پیرس کے بارلی مان کے
 انسداد کی فکر میں تھے۔ اسی عرض معروض سے لوئی کو یکایک یہہ احساس ہوا کہ انگلستان
 اور ہسپانیہ کے درمیان جو نزاع جزائر فالک لینڈ کی وجہ سے تھی وہ فرانس کو بھی جنگ
 میں مبتلا کر دے گی کیونکہ معاہدہ خاندانی کی وجہ سے فرانس ہسپانیہ کی امداد پر مجبور تھا
 دارژان سولن کی طرح شواسیول کو بھی سازشوں نے تباہ کیا اور اس کے زوال
 کی دوسری وجہ یہ تھی کہ نااہل لوئی پانزدہم اس قابل وزیر کی قدر نہ کر سکا۔
 شواسیول کو فرانس کے فلاح و بہبود کا خاص خیال تھا اور اسی پر اسکا طرز عمل
 مبنی تھا۔ ہسپانیہ سے اتحاد کرنا اس کے حسن تدبیر پر دلالت کرتا ہے، فرینسیسی
 سیاسیات میں آسٹریا کے اثر کو کم کرنے کی جو کوششیں کیں ان کے متعلق کسی دلیل
 کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں تشرقی یورپ کے معاملات میں فرانس کا سرگرمی
 کے ساتھ دخل دینا دشمنی کے خلاف ضرورت تھا۔ شواسیول نے فرانس کی حقیقی
 حکمت عملی کے بارے میں ایک یادداشت فروری ۱۸۱۸ء میں لوئی پانزدہم کے ملاحظہ میں
 پیش کی تھی جس سے اس کی سیاسی بصیرت اور یورپ کے سیاسیات پر اس کے
 عبور کا ثبوت ہوتا ہے۔ اس یادداشت میں اس نے آسٹروی اتحاد کی حقیقی
 قدر و قیمت کو بتایا ہے اور گواس کا خیال ہے کہ فرانس اور آسٹریا کے اتحاد سے
 اطالیہ میں امن قائم رہے گا مگر اس نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ہسپانیہ فرانس کا
 حقیقی حلیف ہے اور اگر فرانس کا اتحاد ہسپانیہ سے قائم نہ رہے تو فرانس یکہ و
 تنہا رہ جائیگا۔

جی سوانوں کے اخراج کریسکا کے الحاق اور جس شان کے ساتھ جلاوطنی کے
 بعد وہ شانتی کو کو چلا گیا ان سب امور سے ثابت ہوتا ہے کہ اس نے فرانس کی
 وزارت کی اعلیٰ ترین روایات کو قائم رکھا۔ اس کے زوال سے نہ صرف فرانس
 کی داخلی اور خارجی حکمت عملی پر اثر پڑا بلکہ آسٹریا اور پریشیا بھی اس واقعے
 سے ہوشیار ہو گئے۔

اُس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ خارجی سیاسیات کے متعلق لوئی پانزہم کی معلومات بہت وسیع تھیں اور ممکن ہے کہ ایسے وزیر کو مغز دل کر کے جو فرانس کو انگلستان سے لڑا دینا چاہتا تھا، اُس نے فرانس کو نفع پہونچایا ہو۔ شاہی حکومت اور عامہ قوم کو بارلی ماؤں کے انسداد سے ضرور نفع پہونچا جو حقیقی اصلاح کے سد راہ تھے۔ پیرس کے بارلی مان سے شوا سیول کے تعلقات دوستانہ تھے اسلئے دکلہ کی اُس باغی اور رجعت پسند جماعت کے انسداد کے لئے اُس کا مغز دل ہونا بھی ضرور تھا۔

حکومت ثلاثہ فرانس کی حکومت اب دائی گوئی لون (وزیر خارجہ) تیرے اور موپو کے ہاتھوں میں تھی جنھوں نے متعدد عدالتی اصلاحیں

کیں۔ چھ جدید عدالتیں (Conseils Superieurs) (انکھ، بلوآ، شالون، سووارن، کلیرمون، لیون، اور پواتیر میں قائم کی گئیں اور پیرس میں عدالت العالیہ قائم کی گئی جن میں بادشاہ کے نامزد کئے ہوئے ۵۷ اشخاص شامل تھے یہ عدالت (Parlement Maupeou) کے نام سے موسوم تھی جس میں مقدمات کا فیصلہ بغیر کسی صرف کے ہونا تھا۔ مگر اس زبردست انقلاب کی کوئی قرار واقعی مخالفت نہ ہوئی۔ (Cour des Aides) کے صدر مال شرٹی اور صوبجات کے بارلی ماؤں کے بعض اراکین نے صدائے احتجاج بلند کی مگر یہ مخالفت صرف چند پھبتیوں اور چند رسالوں کی اشاعت تک محدود تھی اس لئے لوئی پانزدہم نے اس طرف کوئی توجہ نہ کی۔ اُس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اقتدار شاہی کو ایک بڑبڑ قح ہوئی ہے، چین سیلر کو اپنی کارروائیوں میں کامیابی ہوئی تھی اور دستور مملکت کا وہ عضو نیست و نابود کر دیا گیا جس کے ذریعہ سے قوم اپنے خیالات کو ظاہر کر سکتی تھی۔

۱۷۷۰ء سے ۱۷۷۱ء تک فرانس کی حکومت ان تینوں اشخاص کے ہاتھوں میں تھی۔ موپو اور تیرے اندرونی معاملات کو ابتری کی حالت میں ڈالے ہوئے تھے خصوصاً تیرے نے مالیہ کی ابتر حالت کی اصلاح کی جو کوششیں کیں ان سے اور بھی ابتری پھیل گئی۔ دائی گوئی لون کو بیرون ملک کے اہم معاملات پر

اپنی قابلیت صرف کرنی پڑی فرانس کے کارپرداز پولیٹکس میں اب بھی موجود تھے مگر اس نے اس ملک کی تقسیم (سٹائٹ) کو روکنے کی کوئی کوشش نہ کی۔ سوئیڈن کے متعلق البتہ اسے کامیابی ہوئی۔ شوا سیول کا طرز عمل اس ملک کے متعلق یہ تھا کہ گستاوس سوم کی ہمت افزائی کی جائے، دائی کوئی لون نے بھی اسی طرز عمل کی پابندی کی اور گستاوس نے فرانسیسی حکومت کی رقمی امداد اور ہمت افزائی سے اپنے ملک میں ایک زبردست انقلاب پیدا کر دیا۔

۱۲ فروری ۱۸۱۸ء کو آڈالفس فریڈرک شاہ سوئیڈن نے انتقال کیا اور اسکے بیٹے گستاوس ثالث کی جانشینی سے ظاہر ہے کہ سوئیڈن کی تاریخ میں ایک نہایت گستاوس ثالث اور ہی نازک موقع آگیا تھا۔ چارلس دوازدہم کے انتقال کے بعد سوئیڈن کا انقلاب۔ سوئیڈن طوائف الملوک کی حالت میں تھا اور زیادہ تر اقتدارات امراکو حاصل تھے، آبو کی تباہ کن معاہدہ کے بعد سے حکمران

جماعت میں روس کا اثر بڑھتا جاتا تھا۔ ۱۸۱۷ء میں ”بڑی ٹوپی والوں“ کی سی سالہ حکومت ختم ہو گئی اور چھوٹی ٹوپی والے برسر اقتدار ہو گئے اور فرانس کے اثر کو روکنے کی غرض سے روس کی طرف متوجہ ہونے اور ولی عہد گستاوس کی نسبت ڈین مارک کی ایک شہزادی سوفیا میگ ڈالی تا سے کی گئی۔ چھوٹی ٹوپی والوں کی محاشی حکمت عملی ایک حد تک قابل ستائش تھی مگر انہی خارجی حکمت عملی ان کے ملک کے لئے سخت مضر ثابت ہوئی کیونکہ بجائے غیر جانب دار رہنے کے انہوں نے روسی سیفر اوسٹریا کے اغوا سے روس کی طرفداری کی حالانکہ زارینا اس فکر میں تھی کہ سوئیڈن کو آزادی سے محروم کر دے۔

۱۸۱۹ء کے انتخاب میں چھوٹی ٹوپی والوں کو ناکامی ہوئی اور گودولی عہد نے فرانسیسی سیفر کی تائید سے دستور میں ضروری اصلاحوں کی بے سود کوشش کی مگر بڑی ٹوپی والوں یعنی فرانس کے طرفداروں کی کامیابی کی وجہ سے گستاوس کی ہمت بڑھ گئی اور وہ شوا سیول کے ساتھ سوئیڈن کے معاملات پر بحث کرنے کے لئے پیرس روانہ ہو گیا۔ پیرس میں وہ ۴ فروری ۱۸۱۸ء کو پہونچا اور اس کے باپ کے انتقال کے بعد کوئی پانزدہم نے سوئیڈن کو قوم خلیفہ بلور امداد دینے کا

وعدہ کیا اور فرانس کے سربراہ اور وہ سیفر و رزان کو اسٹاک ہولم بھیجا۔ ۶ جون ۱۷۹۴ء کو گستا دوس اپنے دارالسلطنت میں پہنچا۔ سویڈن کو روس کی دست برد سے بچانے کے لئے نہایت ضروری تھا کہ اس کے دستور کی ترمیم کجائے جو طوائف الملوکی کا باعث تھا۔ گستا دوس کو زمانہ سازی کے فن میں بہت دخل تھا، اپنی اعلیٰ قابلیتوں کا اسے احساس تھا اسکو وطن سے محبت تھی اور اپنے ملک کو وہ بچانا چاہتا تھا۔ اسلئے اسے یقین کامل ہو گیا کہ انقلاب کو ملتوی کرنے سے اس کے ملک کی آزادی معرض خطر میں پڑ جائیگی۔ پیرس سے واپس ہو کے اس نے فریڈرک اعظم سے بھی ملاقات کی جس سے اسکو معلوم ہوا کہ روس پر شیا اور ڈین مارک سویڈن کے موجودہ دستور کے قائم رکھنے پر مصر اور متحد ہیں۔

پولینڈ کی تقسیم کے متعلق تصفیہ ہو چکا تھا اور ترکوں کے مقابلہ میں بھی کیتھرین کی کامیابی یقینی تھی۔ اگر سویڈن میں فوری انقلاب نہ ہو جاتا تو اس کی بھی وہی گت ہوتی جو پولینڈ کی ہوئی تھی اور اس کے بھی حصے بخرے ہو جاتے۔ مگر گستا دوس نے اسے اس ذلت سے بچالیا۔ عامۃ قوم کی تائید سے وہ مراعات رکھنے والے طبقات کی جدوجہد میں مصروف ہو گیا جس میں اسے کامیابی ہوئی اور ۱۹ اگست کی قطعی کارروائی سویڈن کے حق میں بے حد مفید ہوئی۔ سویڈن کے لئے ایک جدید دستور بنایا گیا جس میں بادشاہ کو غیر معمولی اقتدارات دیئے گئے۔ سویڈن میں جو خرابیاں موجود تھیں وہ دفع کر دی گئیں۔ اور سلطنت میں مہلت گستری اور حسن انتظام کو جگہ دی گئی۔ مگر سویڈن کیلئے غالباً یہ بہتر ہوتا کہ گستا دوس ایک مطلق العنان حکومت قائم کرنا کیونکہ اس کی رعایا کو تو یہی آزادی کی برکتوں سے واقف نہ تھی لہٰذا

سویڈن کے انقلاب کے نتائج قابل لحاظ تھے۔ گستا دوس کی قطعی کارروائی سویڈن کے انقلاب کے لئے ایک وجہ سے سویڈن کی مہ گمنامی دور ہو گئی جس میں وہ چالیس دو اٹھ کے نتائج۔ کے انتقال کے بعد پڑ گیا تھا۔ روس پر شیا اور ڈین مارک کی ہمدردی بے سود ثابت ہوئی اور ایک عام یورپی جنگ کے چمٹ جانے کا احتمال ہو گیا۔ کیتھرین دوم نے جو روس کی متوسل سلطنتوں کا ایک

”عظیم الشان شمالی اتحاد“ قائم کرنا چاہتی تھی سوئیڈن کے خلاف جنگ کی تیاری کی اور ڈین مارک نے بھی اس کی پیروی کی۔ مگر جنگ نہ ہوئی اور پرشیا اور انگلستان کے اثر اور کیتھرین کے جنگ ٹرکی میں مصروف ہونے کی وجہ سے سوئیڈن حملہ سے محفوظ رہا۔ اور شمالی یورپ میں امن و امان قائم رہا۔ فریڈرک اعظم نے پولینڈ کو تقسیم کر کے روس اور آسٹریا کو دست و گریبان ہونے سے بچالیا تھا اب اس نے روس اور سوئیڈن کے درمیان مصالحت کرانے کے لئے اپنا پورا زور لگا دیا کیونکہ اسے اندیشہ تھا کہ اگر یورپ میں ایک عام جنگ چھڑ گئی تو ممکن ہے کہ پولینڈ کے جن اضلاع کا اس نے الحاق کر لیا تھا اس کے قبضہ سے نکل جائیں۔ شمال یورپ میں جنگ کو روکنے کے لئے اس نے جو کوششیں کیں انکی انگریزی حکومت نے سرگرمی سے تائید کی۔ انگریزوں نے جو بحیرہ بالٹک میں توازن قوت کو قائم رکھنا چاہتے تھے روس کی اعانت سے انکار کر دیا اور اسی طرز عمل کو اختیار کر کے جس پر زمانہ مابعد میں کیننگ نے عمل کیا انھوں نے سوئیڈن کے داخلی معاملات میں کسی قسم کی مداخلت کے متعلق ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور غیجانب داری اور عدم مداخلت کے اصول پر قائم رہے۔

مگر کیتھرین کی مخالفانہ تیاریاں جاری رہیں اور اندیشہ ہو گیا کہ موسم بہار میں فرانس کا طرز عمل | روس، پرشیا اور ڈین مارک کی متحد فوجیں سوئیڈن پر حملہ کر دے گی۔ اس لئے اسے موسم خزاں میں گستاوس نے اپنی سپاہیانہ روش سے ڈین مارک کو جنگی تیاریوں سے باز آنے پر مجبور کر دیا مگر ختم سال کے قریب حالت اس قدر نازک ہو گئی کہ فرانس نے سفارتی کارروائیوں سپاہ اور روپیہ سے سوئیڈن کی امداد کا ارادہ کر لیا۔ پیرس میں سوئیڈن کے انقلاب کی خبر سے مسرت ہوئی اور گستاوس کو جو اپنے چند روزہ قیام سے پیرس میں بہت ہر دل عزیز ہو گیا تھا یہ معلوم ہوا کہ فرانس کی موجودہ ذلیل حکومت بھی جس کے بعض اراکین کے دلوں میں فرانس کی سابقہ زبردست حکمت عملی کی یاد اب تک تازہ تھی اس کی طرف سے ایک عام یورپی جنگ میں شرکت پر آمادہ تھی۔ لونی پانزدہم کے انتقال تک فرانس کی خارجی حکمت عملی کا اثر کچھ عود کر آیا تھا۔ اس کی باگ

داگوی لون کے ہاتھوں میں تھی جو سوئیڈن کی حمایت پر آمادہ تھا ہسپانیہ سے متحد ہو کے اور ایک تجربہ کار سفارتی دہلان کو سینٹ پیٹرس برگ بھیج کر آسٹریا اور ڈین مارک کو فرانس کی حکومت نے مطلع کر دیا کہ وہ سوئیڈن کی تائید پر آمادہ ہے۔ فرانس نے بحیرہ بالٹک میں توازن قوت کے قائم رکھنے کے لئے انگلستان سے بھی معاونت کی درخواست کی مگر انگریزی حکومت نے نہ تو بالٹک میں فرانسیسی بیڑے کو داخل ہونے دیا نہ بحیرہ روم میں ٹرکی کی مدد کے لئے فرانسیسی بیڑے کو جانے دیا۔ مگر یورپ میں عام جنگ چھڑ جانے کا اندیشہ ترکوں کی غیر معمولی مقاومت کی وجہ سے جاتا رہا اور انھیں ۱۸۰۹ء میں روسیوں پر ایک زبردست فتح حاصل ہوئی۔ کیتھیرن کو بھی معلوم ہو گیا کہ جب تک ترکوں سے وہ برسر جنگ ہے وہ شمالی یورپ کے پیچیدہ معاملات کی گتھی کو نہیں سلجھا سکتی اس لئے وہ اپنے وزیر پاشن کے پر امن مشورے کے مطابق عمل کرنے پر آمادہ ہو گئی۔ زارینا نے زار کو سیلو کے معاہدے پر اکتفا کیا جس کی رو سے ڈیوک اعظم پال نے شاہ ڈین مارک کو اپنے ہوٹلین کے مقبوضات دیدیے اور اس کے معاوضے میں اولڈین برگ اور ڈیل من ہوٹل لینے اس کے علاوہ کیتھیرن نے ڈین مارک کے ساتھ ایک جدید خفیہ معاہدہ ۱۸۱۰ء اگست ۱۷ء کو کیا۔ مگر سوئیڈن کی تخریب کا اسے اب بھی خیال تھا اور اس کے لئے وہ کسی مناسب موقع کی منتظر تھی۔ پولینڈ کے ساتھ فرانسیسی حکومت جس سردہری سے پیش آئی تھی اس کی تلافی اس نے گستاویس کی طرف داری سے کر دی۔ اسٹاک ہولم میں درژان کا اثر سب سے زیادہ ہو گیا۔ داگوی لون نے علاوہ رومی اور مارک کے سوئیڈن کو اپنی فوج کی اصلاح اور تنظیم کے لئے قرضہ بھی دلایا اور مالک شمالی میں اس کا رروائی سے فرانس کو جو اثر حاصل ہوا وہ کوئی پانزدہم کے عہد حکومت کے آخری بہتر زمانہ میں قابل لحاظ ہے۔ ۱۸۰۹ء میں اس نے اپنے کو کوئی پانزدہم نے انتقال کیا اور فرانس کو جس مالی اور انتظامی ابتری میں اس نے اپنے طولانی عہد حکومت کے خاتمے پر چھوڑا تھا اس سے نجات دلائی اور ایک ایسی خارجی حکمت عملی کو اختیار کرنے کے کام اس نے اپنے جانشین کے لئے چھوڑ دیے جس سے فرانس کو پھر دہل یورپ میں رسوخ حاصل ہو جائے۔

باب دوازدہم

امریکا کی آزادی کی جنگ اور یورپ

۱۷۷۶ء تا ۱۷۸۳ء

پولینڈ کی تقسیم کے بعد کے واقعات امریکا کی جنگ کا آغاز۔ ورنان ۱۷۷۶ء
میں اس کا طرز عمل امریکا کی جنگ۔ امریکا کی آزادی کا اعلان۔ ورنان کی رائیں
آبادکاروں کے لئے فرانسیسی امداد کا مفید ہونا۔ ساراٹوگا کی اطاعت کا نتیجہ
انگلستان اور فرانس برسر جنگ ۱۷۷۸ء۔ ۱۷۸۱ء میں یورپ کے سیاسیات
بادیر یاکی جانشینی کا مسئلہ۔ وینس باخ کے خاندان کا زوال۔ بادیر یاکی
جنگ جانشینی۔ فرانس اور روس کی وساطت۔ ٹے شین کا صلح نامہ۔ شمال
کی مسلح غیر جانبداری ۱۷۸۸ء میں انگلستان کی حیثیت ۱۷۸۱ء کے واقعات
مصالحہ کی کوششیں۔ راٹون کی فتح اور جبرالٹر کی محافظت۔ ورسالز کا صلح نامہ
مغربی یورپ، روس اور آسٹریا پر امریکا کی جنگ کا اثر۔

پولینڈ اور پیرس کے بعد کنیارجی کے صلح نامہ کے مرتب ہونے سے یورپ کی
سلطنتوں کو سرزمین یورپ میں روس کے روز افزوں اثر کو تسلیم کرنا پڑا ایک طرف
تو اس نوخیز سلطنت کو عروج حاصل ہو رہا تھا دوسری طرف آسٹریا اور پرشیا
ایک دوسرے کو مشتبہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے بوربون خاندان کی سلطنتیں
مکمل ہو رہی تھیں اور انگلستان اپنی اندرونی مشکلات اور نوآبادیات کے متعلق نرنگی

میں پھنسا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ پولینڈ کی تقسیم کے بعد کے دس برس تک پرشیا اور آسٹریا کی باہمی کشیدگی امریکا کی جنگ کے آغاز اور بایریر پر جوزف ثانی کے قبضہ کرنے کی کوشش کی وجہ سے روس کو یورپ کی ایک زبردست سلطنت بنانے میں کیتھمرین کامیاب ہو گئی۔ انگلستان سے فریڈرک کی نفرت، کیتھمرین کی اولوالعزمیوں اور جوزف ثانی کی پریشان کن سرگرمیوں کی وجہ سے یورپ کی سلطنتوں کے باہمی تعلقات خوشگوار نہ تھے۔ اپریل ۱۸۵۷ء میں امریکا کی جنگ کی پہلی لڑائی ایک رنگین امریکا کی جنگ کا آغاز میں ہوئی اور دوسرے سال بوکو دی ناپر آسٹریا کے قبضہ کر لینے سے روس سے جنگ ہوتے ہوئے رک گئی۔ اسی اثناء میں

صفحہ ۳۳۸

فریڈرک اعظم پولینڈ میں نئی نزاعوں کے پیدا کرنے کی فکر میں تھا تاکہ اس ملک کی تقسیم پھر لازم ہو جائے اور مشرق میں فرانسیسی کا پر داز ترکوں کو روسیوں سے پھر لڑنے کے لئے اکسار ہے تھے۔

امریکا کی آزادی کا اعلان ۴ جولائی ۱۷۷۶ء کو کیا اور اس کے بعد ہی وہاں کے باغی مستعروں اور فرانس میں اتحاد ہو گیا جس سے وسطی یورپ کے سلسلہ واقعات پر گہرا اثر پڑا اور اکثر ایسے نتیجے نکلے جنکی امید نہ تھی۔ صلح نارمہ پیرس کے بعد ہی سے شوا سیول کی یہ آرزو تھی کہ فرانس کے ان نقصانات کی تلافی کر دے جو اسے انگلستان کے ہاتھوں برداشت کرنے پڑے تھے اور انگلستان کی بحری قوت اور نوآبادیات کو سخت صدمہ پہونچائے۔ امریکی ۱۷۷۶ء کو لوئی پانزدہم نے جب انتقال کیا تو فرانس کی حکومت سخت مالی مشکلات میں مبتلا تھی اور بیرونی ممالک کو اس کا اثر ایک حد تک زائل ہو چکا تھا۔ مشرقی یورپ کے توازن قوت میں فرانس کا کوئی اثر نہ تھا اور مغرب میں بھی دربار کی سازشوں سے اس کا اثر بہت کم ہو گیا تھا جسکی وجہ سے فرانس اور ہسپانیہ کا خامدانی معاہدہ اب تک تقریباً بے سود ثابت ہوا تھا۔ لوئی شانزدہم کے تخت نشین ہوتے ہی ورژان جو اس وقت سویڈن میں سیف تھا وزارت خارجہ پر داگوی لون کا جانشین مقرر ہوا۔ شارل گراوی کاؤنٹ دی ورژان برگنڈی کے ایک قدیم خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور ۲۸ دسمبر ۱۷۷۶ء کو دی ژرون میں پیدا ہوا تھا۔ اس کے ایک مورث فیلی بیر گراوری کی شادی

۱۷۵۷ء میں اوزیر پیرول سے پہلی تھی جسکو جہیز میں ورثران کا علاقہ ملا تھا جو اوتون کے قریب ہے۔ قانون پڑھنے کے بعد ورثران نے اپنے ماموں شاوشانی کی نگرانی میں پرتگال میں سفارتی خدمات انجام دہی تھیں اور جرمنی میں بھی آسٹریا کی جنگ جانشینی کے زمانہ میں اسے لاشاپیل کے بعد یہ نوجوان ٹریر کے ایکٹر کے دربار میں فرانس کی طرف سے سفیر مقرر ہوا اور ۱۷۵۷ء، ۱۷۵۸ء اور ۱۷۵۹ء میں انگلستان اور آسٹریا سے ایکٹر پلائٹن کو معاوضہ دلانے کے لئے سعی بیع کرتا رہا ۱۷۵۷ء میں وہ قسطنطنیہ میں سفیر مقرر ہوا اور ۱۷۵۷ء کے سفارتی انقلاب کے وقوع میں آنے تک وہ روس کے پیچھے پڑا رہا یعنی جہاں روسیوں نے مغرب کی طرف رخ کیا اس نے فوراً ترکوں کو ان پر حملہ آور ہونے پر آمادہ کر دیا۔ مگر جنگ ہفت سالہ میں فرانس آسٹریا اور روس کے اتحاد نے اسکی تیاریوں کو بالکل کا عدم کر دیا اور پھر اسے ۱۷۶۸ء تک ترکوں کو روسیوں کے خلاف اعلان جنگ کرنے پر آمادہ کرنے کا موقع نہیں ملا۔ گستاوس ثالث نے سویڈن میں جو انقلاب کرایا تھا اس کے اثناء میں اور اس کے بعد سلسلہ میں ورثران نے فرانس کی جو معرکہ الارا سفارتی خدمات انجام دیں وہ فرانس کے لئے نہایت مفید ثابت ہوئیں اور سویڈن میں روس کا اثر بالکل زائل ہو گیا وزارت خارجہ پر اس کا تقرر اسکی زبردست قابلیت اور قابل قدر خدمات کا اعتراف تھا۔ ورثران مدبر نہ تھا۔ مگر سفارتی کارروائیوں کا اسے وسیع تجربہ تھا اور یورپ کی سیاسیات کے متعلق اس کی معلومات بھی کافی تھیں۔ جب تک کہ وہ برسرِ اقتدار تھا اس نے فرانس کی اغراض کے حصول کے لئے ہمیشہ دانشمندی اور فراست سے کام لیا۔ ورثران محب وطن تھا مگر اس حب وطن کی وجہ سے اس نے کبھی تحصیل حاصل کی کوشش نہیں کی اور اسکی وزارت کے زمانہ میں فرانس کا اثر جو جنگ ہفت سالہ میں زائل ہو گیا پھر بہت کچھ برقرار ہو گیا اس نے شوا سیول کی حکمت عملی کو جاری رکھا اور اسے وسعت دی۔ ورثران کی حکمت عملی یہ تھی کہ فرانس نے انگلستان کے ہاتھوں جو نقصان برداشت کئے تھے انکی تلافی کرائے اور آسٹریا سے فرانس کے تعلقات کو کمزور کر دے۔ یہ مقاصد فرانس کے وزیر خارجہ کے شایان شان

تھے اور قوم کی عام رائے اسکی ہم آہنگ تھی۔

باوجود شوا سیول کی مسلسل کوششوں کے ورژان جب اپنے عہدہ پر فائز
۱۷۹۳ء میں ورژان کا ہوا تو فرانس کی حالت اس وقت ایک دوسرے درجہ
کی سلطنت کی تھی۔ صلح نامہ پیرس اور اسکے بعد پولینڈ کی تقسیم
طرز عمل۔

اور کینارجی کے معاہدے سے فرانس کی سفارتی کارروائیوں
کی ناکامی اور اسکی کمزوری عیاں ہو گئی تھی۔ پولینڈ میں اس کا اثر بالکل کالعدم
ہو گیا تھا اور ٹرکی میں بھی اسکی ساکھ باقی نہ تھی۔ مگر کوئی شانزدہم کو سخت نشین
ہوئے ابھی چند ہی سال ہوئے تھے کہ ایسے واقعات پیش آئے جسکی وجہ سے
ورژان نے فرانس کو پھر یورپ کی سربراہ اور دہ سلطنتوں کا ہم پلہ کر دیا، انگلستان کے
بحری تفوق کو سخت صدمہ پہونچایا اور آسٹریا سے فرانس کے تعلق کو اور بھی
امریکا کی جنگ کمزور کر دیا۔ انگلستان اور امریکا کی نوآبادیوں میں جنگ
چھڑ جانے سے فرانس کو جنگ ہفت سالہ کے نقصانات

کی تلافی کا موقع مل گیا جس کی شوا سیول کو عرصہ سے تمنا تھی۔ جنگ کے ابتدائی
زمانے میں اہل امریکا کی سہل انکاری یا بھی نا اتفاقی اور خستہ حالی کی وجہ سے
انکی قوت مقاومت ضعیف ہو رہی تھی اور یہ اندیشہ پیدا ہو گیا تھا کہ بغیر ملکی امداد
کے امریکا کے انقلاب پسندوں کو کامیابی نہیں ہو سکتی۔ امریکا کے سربراہ اور دہ
اشخاص کو بھی یہ معلوم ہو گیا تھا کہ جب تک برطانیہ غلطی سے وہ بالکل علیحدگی اختیار
نہ کر لیں فرانس سے وہ اتحاد کی امید نہیں رکھ سکتے۔ انگلستان نے اس اشنا میں
اہل امریکا سے لڑنے کے لئے جرمنی کے اجیر سپاہیوں کو اپنی فوج میں بھرتی کر لیا
تھا جس سے آباد کاروں میں سخت ناراضی پھیل گئی اور کانگریس نے اس عام
ناراضی سے نفع اٹھا کر ۴ جولائی ۱۷۷۶ء کو آزادی کا اعلان کر دیا کانگریس کا
امریکا کا اعلان آزادی یہ فعل انتہائی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ یہ پہلا موقع تھا کہ انگریزی
قوم کا اتحاد منقطع ہوا اس کے علاوہ اس اعلان سے دنیا میں

ایک نئی قوم وجود میں آئی جسے خارجی معاملات میں آزادی تھی کانگریس نے بھی
فرانس سے اتحاد کرنے کا تہیہ کر لیا مگر قبل اس کے کہ اس کا سیفر سائی لاس ڈین

پیرس میں پہونچے ورثران نے جولائی ۱۷۹۳ء میں غالباً شوا سیول کے خیالات سے ورثران کی رائے متاثر ہو کر امریکا کے معاملات پر ایک یادداشت لکھی۔ اس یادداشت میں اس نے نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت کیا تھا کہ خاندان بوربون کی تمام شاخوں میں گہرا اتحاد ہونا چاہئے اور انگلستان کی اغراض کی ہر موقع پر مخالفت کی جائے۔ اہل امریکا کو آزادی کی جدوجہد میں مدد دینے پر بھی اس نے زور دیا تھا ورثران نے یہ خیال بھی ظاہر کیا تھا کہ اگر آباد کاروں کو نہریت ہوئی اور انھیں اطاعت قبول کرنی پڑی تو اس سے غرب الہند میں فرانسیسی اور ہسپانی مقبوضات معرض خطر میں آجائینگے برخلاف اس کے اگر اہل امریکا کو اپنی ذاتی کوششوں سے فتح نصیب ہوئی تو وہ خود مقبوضات مذکور کو فتح کرنے پر تیار ہو جائینگے تاکہ ان کو اپنی پیداوار اور مصنوعات کے لئے نئی منڈیاں مل سکیں۔ اس لئے فرانس کے لئے نہایت ہی ضروری تھا کہ وہ آباد کاروں کو اپنا مرہون منت بنائے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ انگلستان سے ان نقصانات کا بدلہ لے لے جو اس نے اٹھارھویں صدی کے آغاز سے اپنے ہمسایوں اور رقیبوں کو پہونچائے تھے۔ یادداشت کے آخر میں اس نے یہ لکھا تھا کہ فرانسیسی حکومت فی الحال اپنے ارادوں کو خفیہ رکھے اور ایک طرف تو اہل امریکا کو موہوم امیدوں اور خفیہ مراعات سے صلح سے باز رکھے اور دوسری طرف انگلستان کے ذرا کو چالاکی سے فرانس اور ہسپانیہ کے اصل ارادوں سے واقف نہ ہونے دے یعنی گو فرانس کی امداد سے انگلستان ہسپانیہ اور فرانس سے برسر جنگ نہ تھا مگر باغیوں آباد کاروں کو نفع کو روپیہ اور سامان حرب سے مدد دیکھئے اور بوربون حکومتوں کی فوجوں میں اضافہ کیا جائے تاکہ انگلستان کے مقابلہ کے لئے وہ تیار ہو سکیں۔ مورے پانامے شیربے اور تورگو مصالحت کی طرف راغب تھے کیونکہ انھیں خوب معلوم تھا کہ امن کا قیام فرانس کے لئے

صفحہ ۳۴۱

ہنایت ہی ضروری ہے، اس کے علاوہ ایک مطلق العنان شاہی حکومت کے باغیوں کو ان کے بادشاہ کے خلاف امداد دینا خود اس حکومت کے لئے خالی از خطرہ نہ تھا مگر باوجود ان موانع کے ورژان کی رائے پر عمل کیا گیا اہل امریکا کو ایک زیر دست رقم خفیہ طور پر بھیجی گئی ہسپانیہ کے وزیر گری مالڈی کو بھی ایک مساری رقم بھیجنے پر آمادہ کیا اور جنگ کے اختتام تک آباد کاروں کو فوجی ذخائر سے مدد دی گئی اور قرضے دئے گئے۔ ورژان کی ان خفیہ ریشہ دوانیوں سے قطع نظر ۱۷۹۸ء سے ۱۸۰۰ء تک فرانس کی امداد اہل امریکا کے لئے ہنایت مفید ثابت ہوئی اور نہ صرف ہسپانیہ اور شکنی کے بوربون بادشاہوں نے انکی امداد اور بہت افزائی کی بلکہ فریڈرک اعظم جو زف ثانی اور ٹیچ نے بھی مختلف طریقوں سے ان کی مدد کی فرینک لن اور ڈین نے جو بیرس میں امریکا کے سفیر تھے۔ اس اثناء میں یہ لکھا کہ یورپ کی ہر قوم چاہتی ہے کہ برطانیہ کو ذلت نصیب ہو کیونکہ ان میں سے ہر ایک کو کبھی کبھی اس کے متکبرانہ طرز عمل سے ایذا پہنچتی ہے۔ فرانس کی حقیقی حکمت عملی اور امریکا کے متعلق ورژان کی رائے سے مشترکہ اہل فرانس کو اتفاق تھا جنہیں سے بعض کو انگلستان سے اس وجہ سے بغض تھا کہ اس نے فرانس کو حال میں کئی شکستیں دی تھیں اور دویلز اور روسوا ایسے اشخاص کو اس لئے کہ وہ مذہبی یا سیاسی آزادی کے حامی تھے۔ ایک مطلق العنان حکومت کا مغرب کی ایک ایسی جمہوریہ کی مدد کرنا جو بغاوت سے قائم ہوئی تھی ذرا بے جوڑ معلوم ہوتا تھا مگر فرانسیسیوں کو آباد کاروں سے یقینی ہمدردی تھی جس کی وجہ سے باغیوں کی فوجوں کو تقویت دینے کے لئے فرانسیسی سپاہی بہ تعداد کثیر بحیرہ اطلالک کو عبور کر کے امریکا پہنچ گئے۔ ۱۸ اکتوبر ۱۷۹۸ء کو ایک انگریزی فوج نے ساراٹوگا میں ہتھیار ڈال دیئے سالٹوگا کی اطاعت گزینی کا اثر۔ جس سے فرانس کے وزیروں کو یقین ہوا کہ انگلستان کی غفلت کا خاتمہ ہو گیا اور آباد کاروں کی علانیہ امداد کا انھوں نے تہیہ کر لیا۔ ۲۶ فروری ۱۷۹۹ء کو امریکا اور فرانس کے مابین بیرس میں ایک معاہدہ پر دستخط ہو گئے جس کی رو سے اہل امریکا نے وعدہ کیا کہ جب تک ان کی آزادی تسلیم نہ کر لی جائے وہ انگلستان سے صلح نہ کریں گے۔ ورژان بھی اس قطعی کارروائی

انگلستان اور فرانس کی جنگ پر اس وقت آمادہ ہوا جب کہ اسے یقین ہو گیا کہ انگلستان اور اس کے آبادکاروں میں مصالحت ناممکن ہے کیونکہ اسے خوب معلوم تھا کہ فرانس کی مالی حالت نہایت سقیم ہے اس کے علاوہ دوسرے وزیروں میں سے اکثر جنگ سے خائف تھے اور اس پر آمادہ تھے کہ تورکو کے دانشمندانہ مشورے پر عمل کیا جائے لیکن ساراٹوگا کی شکست فاش ان اندیشوں پر غالب آگئی اور ورثران نے اس سے نفع اٹھا کر برطانیہ کے کوادریجی ذیل کرنے کا قصد کر لیا مارچ ۱۷۹۵ء میں انگلستان اور فرانس میں جنگ شروع ہو گئی اور یہ اندیشہ ہوا کہ انگلستان اب بالکل بے یار و مددگار رہ جائیگا۔ کیونکہ جرمنی کی سلطنتیں اسکی مخالف تھیں اور فریڈرک تو علانیہ مخالفت کا اعلان کرتا تھا۔ ہسپانیہ بھی فرانس کو مدد دینے کی تیاری کر رہا تھا اور روس اور ہالینڈ کا طرز عمل مشتبہ تھا۔ مگر ۱۷۹۵ء کے آخری مہینوں میں جنگ کا رخ بدل گیا اور انگلستان کی کاسیانی کے آثار نظر آنے لگے اور واشنگٹن اور ورثران دونوں کو اندیشہ ہو گیا کہ کہیں انقلاب میں ناکامی نہ ہو۔ سنہ مذکور کے اختتام کے قبل فرانس کو اپنے تمام ہندوستانی مقبوضات سے ہاتھ دھونا پڑا، ۲۷ جولائی کو اوشان کی جنگ ہوئی جس سے فیصلہ ہو سکا اور ہندو غربی میں فرانس اور انگلستان کی فتوحات اور نقصانات برابر رہے۔ لیکن ۱۷۹۵ء کے آغاز ہوتے ہی آبادکاروں کی کاسیانی کے آثار نمایاں ہو گئے۔ اپریل میں ہسپانیہ نے فرانس سے معاہدہ کر کے انگلستان سے جنگ کا اعلان کر دیا اور بحر الٹر کا محاصرہ کر لیا۔

صفحہ ۳۴۳

ورثران آبادکاروں کی مدد تو ضرور کر رہا تھا یورپ میں امن و امان قائم یورپی سیاسیات میں اس نے اپنا پورا زور لگا دیا۔ انگلستان اس فکر میں تھا کہ روس سے اتحاد پیدا کرے اور فرانس کو براہ عظم یورپ کی بچیدگیوں میں پھنسا دے جیسا کہ جنگ ہفت سالہ میں اس نے کیا تھا۔ ۱۷۹۵ء میں یورپ میں جنگ کے آثار نمایاں تھے۔ روس اور ترکی میں اس قدر کشیدگی پیدا ہو گئی تھی کہ برٹیمس ہیرس نے جو روس میں انگلستان کی طرف سے سفیر تھا۔ ۲۷ فروری کو یہ لکھا کہ ”روس اور باب عالی میں جنگ ناگزیر ہے ترکوں کی بحری اور فوجی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں اور انگلستان میں یہ خیال تھا

کہ روس کو مغربی یورپ کے سیاسیات سے علیحدہ رکھنے کی غرض سے فرانس ترکوں کو معاہدہ کینارجی کی خلاف ورزی کرنے پر آمادہ کر رہا تھا۔ نیکولائی ایوانوفیچ کاؤنٹ پائن اب تک روس کا وزیر خارجہ تھا اور وہ کوئی ایسی کارروائی کرنا نہ چاہتا تھا جس سے روس اور پریشیا کے گہرے اتحاد میں فرق آئے۔ وہ اب تک اس فکر میں تھا کہ ”اتحاد خاندانی“ کو کالعدم کرنے کے لئے اپنے مجوزہ ”اتحاد شمالی“ کو وجود میں لائے جس میں روس، پریشیا، ڈین مارک اور سویڈن شریک ہوں۔ روس اور ترکوں کے درمیان صلح کے متعلق جو گفت و شنید گزشتہ جنگ کے بعد ہوئی تھی اس میں آسٹروی حکومت نے رخنہ اندازی کی تھی جس کی وجہ سے کیتھمرین اس سے ناراض ہو گئی تھی اس لئے یٹلینڈ میں انگریزی حکومت نے مجیمس ہیرس کی وساطت کیتھمرین سے مدافعت اور معارضانہ اتحاد کرنے کی درخواست کی۔ مگر انگلستان اور روس میں کسی قسم کے گہرے اتحاد کا امکان نہ تھا کیونکہ پائن فریڈرک اعظم کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے اس کا تحالف تھا اس لئے کیتھمرین نے جواب دیدیا کہ جب تک انگریزی حکومت ترکوں کے خلاف اس کی امداد پر آمادگی ظاہر نہ کرے وہ فرانس کے خلاف انگلستان کی حلیف نہیں ہو سکتی۔

کیتھمرین نے جواب میں یہ بھی کہا تھا کہ ترکی اسکا قومی دشمن ہے جیسا کہ فرانس انگلستان کا ہے۔ روس اور ترکی میں جنگ یقینی ہے اس لئے اس کو ایک ہی وقت دو دشمنوں سے مقابلہ کرنا ہو گا اور انگریزی اتحاد سے اسے کوئی نفع نہ ہو گا کیونکہ شمالی سلطنتوں کے مقابلہ میں کبھی اسے انگریزوں کی مدد کی ضرورت نہ ہو گی جن سے اور روس سے جنگ ہونیکا مطلق اندیشہ نہ تھا۔

اس زمانہ میں جب کہ انگلستان بغیر کسی یار و مددگار کے فرانس سے برسرِ جنگ تھا اور امریکا کے آباد کاروں کو طبع کرنے کے لئے زبردست کوششیں کر رہا تھا، روس ترکی سے پھر لڑنے کی تیاریاں کر رہا تھا، ہسپانیہ اہل امریکا کی امداد کی غرض سے

فرانس کا شریک ہونے والا تھا، وسطی یورپ میں باویریا کی جانشینی کی نزاع کی وجہ سے ایک جنگ عظیم کے چھڑ جانے کا اندیشہ ہو گیا۔

۳۰۔ روس کے ساتھ کو باویریا کے الیکٹرکسی فی لین جوزف نے انتقال کیا۔
 باویریا کا مسئلہ جانشینی اور ویلیس باخ کے خاندان کی دوسری شاخ میں کوئی فرد باقی نہ رہا۔ آسٹریا کی فوجوں نے باویریا پر قبضہ کر لیا مگر فریڈرک اعظم

خاندان ہپس برگ کے ان دعووں کی مخالفت پر آمادہ ہو گیا اور جب تک کہ نئی شاخ میں ٹیش خین میں صلح نہ ہوئی یورپ جنگ کے اس خطرے سے محفوظ نہ ہوا۔

الیکٹرک کے انتقال اور واقعات مابعد سے یورپ کو خاندان ویلیس باخ کی خاندان ویلیس باخ کا زوال سیکم حالت کا علم ہو گیا۔ جنگ سی سالہ میں باویریا کے ڈیوک نے نمایاں حصہ لیا تھا اور سپانین کی جنگ جانشینی کے اختتام تک

یورپ کی درجہ دوم کی زبردست سلطنتوں میں اسکا شمار تھا۔ مگر صلح نامہ یوٹریخت کے بعد سے باویریا جرمنی میں کاتولیکوں کا سب سے بڑا حامی خیال کیا جانے لگا تھا اور باوجودیکہ فرانس سے گہرا اتحاد رکھتا تھا اور ساتھ میں اس کے الیکٹر چارلس البرٹ کے شہنشاہ ہو جانے سے اس کے انتقال (۱۷۴۰ء) کے بعد یورپ میں

اس کی وقعت زائل ہونے لگی۔ ۱۷۵۷ء میں فرانس اور آسٹریا میں اتحاد ہو جانیکے بعد فرانسیسی حکومت کو کوئی ضرورت باقی نہ رہی تھی کہ وہ آسٹریا کے خلاف باویریا کی تائید کرے اور الیکٹر میں نہ تو اتنی قابلیت تھی نہ اولوالعزمی کہ اپنے ملک کو ترقی دیکر پھر اسکی یورپ میں وہی وقعت قائم کرے جو سولہویں صدی میں اسے حاصل تھی۔

باویریا کا انحطاط جرمنی کے لئے خاص اہمیت رکھتا تھا خصوصاً ایسے وقت میں جب کہ جوزف ثانی کے تحت میں خاندان ہپس برگ کی شاخ لارین کی حکمت عملی یہ تھی کہ اپنے مقبوضات کو مستحکم کرنے اور مرکزی حکومت کی تقویت کے لئے کوشش مسلسل جاری رہے۔ مگر اس طرح عمل کی پابندی سے فرانس اور پریشیا کی مخالفت کا خوف تھا کیونکہ فرانس جرمنی کے چھوٹے رئیسوں کے درباروں میں اپنے قدیم

صفحہ ۳۶۵

اثر کو دوبارہ قائم کرنا چاہتا تھا اور شہنشاہیت کے دستور یا اس کے زیر وں کے ساتھ آسٹریا کی مداخلت پر شیا کو ناگوار تھی۔

مشرقی اور وسطی یورپ کی سلطنتوں کے باہمی تعلقات کشیدہ ہو رہے تھے اور باویریا کی جنگ جانشینی امریکا کی جنگ عظیم اور انگلستان کے بحری تفوق کو برباد کرنے کے لئے مغربی یورپ کی تمام سلطنتیں مصروف تھیں۔ عین اس وقت سیکسی می لین جوزف الیکٹر باویریا نے ۳۰ دسمبر ۱۸۷۱ء کو انتقال کیا اور اس کے وارث چارلس تھیوڈور نے جو خاندان کی پہلی شاخ سے تعلق رکھتا تھا ۳ جنوری ۱۸۷۱ء کو ایک معاہدے پر دستخط کر کے آسٹریا کے دعووں کو تسلیم کر لیا۔ فرانس کے امریکا کی جنگ میں مشغول رہنے سے کامن ویلٹ مستفید ہوا اور آسٹریا کی فوجوں نے باویریا پر قبضہ کر لیا جس کی وجہ سے فریڈرک اعظم سخت محضے میں پھنس گیا کیونکہ صورت حال اس کے لئے سخت مضر تھی۔ اس لئے وہ چارلس آگسٹس ڈیوک زوی بروکین کی طرف متوجہ ہوا جو برکین فیلڈ کی شاخ کا سرغنہ اور لادولہ چارلس تھیوڈور کا وارث تھا۔ اس نے قبل اسکے کہ آسٹریا باویریا پر قانوناً قبضہ کر سکیں یہ ضروری تھا کہ چارلس آگسٹس بھی ۳ جنوری ۱۸۷۱ء کے معاہدہ کو تسلیم کر لے۔ مگر ڈیوک زوی بروکین نے معاہدہ مذکور کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اس کے خلاف میں مئی ۱۸۷۱ء میں ڈانٹ سے استفادہ کر کے فرانس اور پرشیا سے امداد کا طالب ہوا۔ فریڈرک ڈیوک کے دعووں کی حمایت پر آمادہ ہو گیا اس کے اور جوزف ثانی کے درمیان میں ایک طولانی مراسلت شروع ہو گئی جس سے جوزف نے اپنے دعووں کا اظہار کیا مگر اس اثناء میں آسٹریا اور پرشیا کی فوجیں بوہمی میاں پہنچ گئیں۔

جنگ اب انگریزی اور یہ بھی اندیشہ تھا کہ شمالی یورپ بھی اس لپیٹ میں آجائے گا کیونکہ گستاووس ثالث کو نہ صرف روس اور ٹرکی کی نزاع سے دلچسپی تھی بلکہ باویریا کی جانشینی کی جنگ سے بھی اس لئے کہ روس کے خلاف ٹرکی اس کا قدرتی حلیف تھا اور پوی رانیا کے ڈیوک ہونے کی حیثیت سے جرمنی کے معاملات میں بھی گستاووس کو دخل تھا۔ اگر مشرقی اور وسطی یورپ میں جنگ چھڑ جاتی تو سویڈن ضرور ڈین مارک پر حملہ کر دیتا۔ مگر جنگ ٹل گئی۔ پولینڈ کی تقسیم حال ہی میں ہوئی تھی

اس نے کیتھرین کو اندیشہ تھا کہ جنگ کے چھڑ جانے سے پولینڈ کا مسئلہ پھر معرضہ بحث میں آجائیگا۔ اس نے اُس نے فرانس کی سفارتی کارروائیوں سے فائدہ اٹھانے پر قناعت کی جس کے ذریعہ سے فریڈرک اعظم کے ایما سے شہنشاہ فرانس اور ٹرکی کی جنگ کو روک دی گئی تھی کیونکہ فریڈرک کی خواہش تھی کہ روس مشرق کے جھگڑوں سے بچا رہے اس کے بعد کیتھرین نے سازشوں کے ذریعہ سے کری میا (قرم) میں روس کے اثر کو بڑھانا شروع کیا۔ فریڈرک کی طرح وہ بھی یورپ میں امن کے قیام کو پسند کرتی تھی اور باویریا کو آسٹریا سے ملحق کرنے کی مدبرانہ تدابیر کو جو جوزف ثانی نے اختیار کی تھیں انکو اندیشہ کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔

شہنشاہ کے موسم گرما میں پریشیا کی دونوں جن میں سے ایک خود فریڈرک کے زیرِ نگرانی تھی اور دوسری پرنس ہنری کے، بوسے میا اور مورے ویایا کی راہ سے دانیا کی طرف روانہ ہوئیں۔ لیکن آسٹریا بھی اُس کے مقابلے کے لئے تیار تھے۔ پندرہ ہزار سپاہیوں کی ایک فوج جو خود جوزف ثانی کے زیرِ نگرانی تھی گلارز کی طرف فریڈرک کی پیش قدمی کے روکنے کے لئے موجود تھی۔ لیسے اور ہیڈک بھی جوزف کے ہم رکاب تھے۔ دوسری فوج جس میں پچاس ہزار سپاہی تھے لائوڈن کے تحت میں پرنس ہنری کی نقل و حرکت کی نگرانی کرنے اور فریڈرک کی فوج سے اُس کے ملنے سے روکنے کے لئے مقرر کی گئی۔ لائوڈن کی استادا نہ چالیں کامیاب ثابت ہوئیں اور گو کوئی قابل ذکر جنگ نہ ہوئی مگر رسد کی کیابی اور موسم خزاں کی بارش سے بیس ہزار سپاہی ضائع ہوئے۔

صفحہ ۳۴

گر پریشیا اور آسٹریا دونوں کی فوجیں مسلسل معرکہ آرائیوں کیلئے کافی نہ تھیں اس لیے شہنشاہ کے موسم بہار میں پیش قدمی کا معاہدہ ہوا جس سے جنگ ختم ہو گئی۔ جنگ کے یکایک رک جانے کی اصل وجہ یہ تھی کہ میریا تھیری سا جنگ کو جاری رکھنا پسند نہ کرتی تھی کیونکہ اُسے خوب معلوم تھا کہ آسٹریا پریشیا سے لڑنے کے لئے پوری طور سے تیار نہیں ہے اس کے علاوہ اہل ملک پر محاصل کا بار گراں تھا جسکی وجہ سے وہ مغس ناوار ہو گئے تھے اور اہل ہنگری بھی جوزف سے ناراض تھے کیونکہ اُس نے ہنگری کے سواروں سے کام لینا چاہا تھا جو مملکت کے دستور کے خلاف تھا انھیں

وجہ سے اس نے نامہ و پیام کے ذریعہ سے فریڈرک کو ہموار کرنے کی کوشش کی اور آسٹریا کے ایک سفارتی تھوگٹ کو دو مختلف موقعوں پر پوشیدہ فریڈرک کے پاس بھیجا اور اسے یقین دلایا کہ اگر وہ آسٹریا کے ساتھ باویریا کے الحاق کو تسلیم کرنے پر تواسن پاخ اور بے روتھ کی جانشینی کے متعلق اس کے دعوے منظور کرنے جائینگے۔ فریڈرک اور اس کے وزیر ہنزبرگ نے ان تجویزوں پر غور کرنے سے انکار کر دیا اور جوزف بھی اپنی ماں کی اس کارروائی سے سخت رنجیدہ ہوا۔ مگر میریا تھیری سانے جبکہ سوڈیر کا ٹنر تھا صلح کی ٹھان لی تھی اور اس نے فرانس اور روس سے وساطت کی درخواست کی۔ جوزف ووم نے اسی اثناء میں ۱۸۰۵ء کے معاہدے کی بنا پر جو بیس ہزار سپاہیوں کا مطالبہ کیا۔ ورتران نے اس کا یہ جواب دیا کہ آسٹریا کے مقبوضات معرض خطر میں نہیں ہیں اور یہ کہ شہنشاہ جن مشکلوں میں اس وقت پھنسا ہوا ہے وہ خود اسی کے دعووں کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں روس اور فرانس کی

جن کا کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا اس کے بعد جوزف نے خفیہ طور سے باویریا کو فلینڈرس سے بدل لینے کی تجویز پیش کی وساطت۔

مگر ورتران نے خوب سمجھ لیا تھا کہ اب فرانس کو ان غلطیوں سے بچنا چاہئے جو جنگ ہفت سالہ میں اس سے سرزد ہوئی تھیں اس لئے کسی جھکڑے میں پھنسنے سے اس نے گریز کیا اور آسٹریا کو یہ جواب دیا کہ فرانس اگر اس معاملے میں مداخلت کرے گا تو صرف اس کے قیام کے لئے روس کے ساتھ نامہ و پیام کرنے میں بھی میریا تھیری سا کو کامیابی نہ ہوئی ۱۸۰۵ء کے موسم بہار میں اس نے کیتھرین سے تحریر آیا درخواست کی کہ اپنے اثر سے کام لیکر فریڈرک کو مراجعت پر آمادہ کرے۔ مگر پرشیا سے کیتھرین کے گہرے تعلقات تھے اس لئے میریا تھیری سا کو مدد دینے پر وہ راضی نہ ہوئی اور اس طور پر آسٹریا کی تجویزوں کو پرشیا، فرانس اور روس نے یکے بعد دیگرے رد کر دیا۔ بالآخر روس اور فرانس نے خاصین کے درمیان مصالحت کرانے پر آمادگی ظاہر کی اور کیتھرین نے پرشیا کی تائید کے لئے تیس ہزار روسیوں کو گیلے شیا کی سرحد بچکر آسٹریا کو مطلع کیا کہ میں نے پرنس ریپن کو وساطت کے لئے بھیجا ہے لیکن اگر آسٹریا نے باویریا کو الحاق کرنے کا قصد کیا تو پرنس مذکور بزور شمشیر

اس کارروائی کو روک دیجھا۔ ورژان نے بھی میری آن تو آن نیت اور آسٹریا کے طرفداروں کی مخالفت کا لحاظ نہ کر کے باویریا کو نیدرلینڈ سے بدل لینے سے انکار کر دیا اور ویسٹ فالیا کے معاہدے کی پابندی پر زور دیا۔ فرانس کے وزیر کی دانشمندی پیش خین کا معاہدہ اور اعتدال پسندی اور کٹیمین کے استقلال سے اس معاملے میں کامیابی ہوئی اور روس اور فرانس کی وساطت سے پیش خین میں پریشیا اور آسٹریا کے مابین ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔ ۱۳ مئی ۱۸۶۹ء میں صلح نامہ پر دستخط ہو گئے۔ جس کی رو سے آسٹریا نے سیکنی کے دعووں کو تسلیم کر لیا، باویریا کے جن علاقوں پر اس نے قبضہ کر لیا تھا سب واپس کر دیئے چارلس تھیوڈور کی دست برداری کو منسوخ کر دیا اور وعدہ کیا کہ اس پانچ اور بیروٹھ کے حکمران خاندان کے بے چرغ ہونے پر اضلاع مذکور کے ریاست برین ڈین برگ میں ضم ہو جانے کی وہ (آسٹریا) مخالفت نہ کرے گا اس کے ساتھ ہی چارلس تھیوڈور نے آسٹریا کو وہ ضلع دیدیا جو ڈین یوب ان اور سال زامدیوں کے درمیان واقع ہے اس ضلع کا رقبہ دو سو میل تھا اور ساٹھ ہزار کی آبادی تھی۔

باویریا کی جنگ جانشینی اور صلح نامہ پیش خین کی خاص اہمیت ہے کیونکہ ان سے یورپ کی سیاسی حالت پر روشنی پڑتی ہے اور آئندہ تغیرات کا پتہ چلتا ہے۔ اگر فرانس اس وقت امریکا کے آبادکاروں کو مدد دینے اور انگلستان سے جنگ میں مصروف نہ ہوتا تو اس موقع سے نفع اٹھا کر اپنی شمال مشرقی سرحدوں کو مستحکم کر لیتی تھریس اسے ضرور ہوتی۔ فرانس نے اس وقت جو طرز عمل اختیار کیا وہ نہ صرف ورژان کی پیش بینی و استقلال پر مبنی تھا بلکہ لوئی شانزدہم کی دانشمندی پر بھی جس نے میری آن تو آن نیت کے طرفداروں کے خلاف اپنے وزیر (ورژان) کی تائید کی۔ صلح نامہ پیش خین سے روس کو جرمنی کے معاملات میں دست اندازی کرنے کا موقع مل گیا جس سے وہ شکستہ میں محروم رکھا گیا تھا۔ روس ویسٹ فالیا کے عظیم الشان تصفیہ کے ضامنوں میں داخل کر لیا گیا اور یورپ میں اس کے اثر کی وسعت کو تسلیم کر لیا گیا۔ زمانہ آئندہ میں جو واقعات ہوئے ان سے اس کا زور اور بھی بڑھ گیا۔ سر جیمس میرس نے بھی یہ خیال ظاہر کیا کہ روس اب یورپ کی سربراہ ہو

سلطنتوں میں ہے اور جن معاملات سے یورپ کو سروکار ہے ان کو اس کو بھی دخل ہو گیا ہے۔

آسٹریا کو ورتزان کے طرز عمل سے سخت تعجب ہوا۔ پیرس کی طرح وائٹا میں بھی ۱۷۸۵ء کا معاہدہ کسی کو پسند نہ تھا اور خود جوزف ثانی کو اس سے متنفر تھا میر پاٹھری سا اور کاتزن کوئی ایسی کارروائی نہ کرنا چاہتے تھے جس سے ان کے تعلقات خاندان یورپوں سے کمزور ہو جائیں مگر فرانس کے طرز عمل سے صاف ظاہر تھا کہ ملک گیری کے منصوبوں میں وہ آسٹریا کی مطلق مدد نہ کریگا۔ اسکی وجہ سے دونوں ملکوں کے تعلقات کمزور ہونے لگے اور آسٹریا انگلستان اور روس سے اتحاد کرنے کی طرف اپنا میلان ظاہر کرنے لگا۔

پیرشیا اور جرمنی کی چھوٹی ریاستوں کی بھی معاہدہ ٹینس خین سے تشفی ہو گئی۔ اس جنگ میں جانی نقصان کے علاوہ فریڈرک کو ۳۳۵۰۰۰ پونڈ صرف کرنے پڑے تھے مگر اسکی مداخلت کا سیاب ثابت ہوئی۔ ملک گیری کی ہوس اس کے دماغ سے نکل گئی اور فریڈرک شہنشاہیت کی آزادی اور حقوق کا حامی اور محافظ تسلیم کر لیا گیا باویریا اور پلاٹینٹ کے باہم ضم ہو جانے سے باویریا کی ریاست یہ نسبت سابق کے طاقتور ہو گئی اور باوجود جوزف ثانی اور اسکے بعض جانشینوں کی مسلسل کوششوں کے آسٹریا کی مطیع نہ ہوئی۔ المختصر جوزف ثانی کی تجویز بار آور نہ ہوئی اور فریڈرک اعظم نے شہنشاہیت کے قوانین اور دستور کو قائم رکھا۔

ورٹزان نے باویریا کے پیچیدہ حالات کے متعلق جو طرز عمل اختیار کیا تھا وہ فی الحقیقت دانشمندی پر مبنی تھا۔ سینٹ پیٹرس برگ میں سترچیس پیرس نے پانچ کے رقیب پوٹیم کن کے ساتھ ذاتی اور سیاسی تعلقات پیدا کر لیے تھے اور ۲۲ جولائی ۱۷۹۱ء کو اسے زارینا کی خدمت میں باریابی حاصل ہوئی اسکی گفتگو کا نتیجہ یہ ہوا۔

صفحہ ۳۵۰

Diaries and correspondence of the Carl of Malmesbury, ۱۷

Vol. I, P. 253, Pagaue, Histor de Joseph II, P. 326. ۱۷

کہ اس نے حکم دیا کہ کونسل کا ہر رکن انگلستان کے معاملات پر اپنی رائے قلمبند کر کے علیحدہ علیحدہ اس کی خدمت میں پیش کرے۔ مگر بجائے اتحاد پر آمادگی ظاہر کرنے کے کیتھربین نے گو وہ انگلستان کی کبھی مخالف نہ تھی ”شمال کی مسلح غیر جانبداری“ کی سرکردگی اختیار کی کیونکہ انگلستان ممنوعہ سامان حرب کے لیے غیر جانبدار ممالک کے شمال کی مسلح غیر جانبداری جہازوں کی تلاشی لینے پر مصر تھا۔ فروری ۱۹۱۸ء میں زارینا نے ایک اعلان جاری کیا جس میں ذیل کے اصول پر زور دیا گیا تھا ”کارگر ناکہ بندی کے لیے ضروری ہے کہ وہ حقیقی ہو“ غیر جانبدار ممالک کے جہازوں کو ایک بندرگاہ سے دوسرے بندرگاہ کو جانے اور مخاصمین کے سواصل پر سے گزرنے کی اجازت دے جائے ہر قسم کا سامان جو غیر جانبدار جہازوں میں ہو گرفتاری سے محفوظ رہے سوائے ممنوعہ سامان حرب کے جو مخاصمین کی ملک ہو۔ سوئیڈن اور ڈین مارک فوراً روس کی تائید پر آمادہ ہو گئے انگلستان نے تلاشی کے حق کو نہایت سختی کے ساتھ برتا تھا اس لیے شاہ ڈین مارک نے اس کے قبل ہی دسمبر ۱۹۱۷ء میں اس پر اعتراض کیا تھا۔ جولائی اور اگست ۱۹۱۸ء میں سوئیڈن اور ڈین مارک بھی روس کے شریک ہو گئے۔ پرشیا اور آسٹریا میں اور اکتوبر ۱۹۱۸ء میں شریک ہوئے پرشیا جولائی ۱۹۱۸ء میں اور سبلی فروری ۱۹۱۸ء میں۔ اس مسلح غیر جانبداری سے کوئی جنگ نہ ہوئی مگر موجودہ جنگ کی وسعت کا بہت کچھ احتمال ہو گیا۔ مسلح غیر جانبداری روس میں پرشیا کی طرف درجاعت کا آخری کارنامہ تھا جس کا سرغنہ پانن تھا۔ اسکی وجہ سے یورپ کے معاملات میں روس کو بہت کچھ دخل ہو گیا اور انگلستان ۱۹۱۸ء میں انگلستان کو معلوم ہو گیا کہ شمالی یورپ اسکی مخالفت پر آمادہ ہے۔

۱۹۱۸ء دسمبر ۱۹۱۸ء کو صلحناموں کی شرائط کی مسلسل خلاف ورزیوں سے مجبور ہو کر انگلستان نے ہالینڈ کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔ ہالینڈ بھی جنوری ۱۹۱۸ء میں شمال کی مسلح غیر جانبداری میں شریک ہو گیا اور اب گویا تمام یورپ انگلستان کی مخالفت پر آمادہ ہو گیا تھا۔ سسٹر لیک نے اپنی تاریخ میں

صفحہ ۳۵۵

لکھا ہے کہ سن ۱۷۸۹ء کے اواخر میں صورت حال کچھ اس قسم کی تھی کہ انگلستان کے مدبر ہر اسان ہو جاتے۔ دنیا میں اسکا کوئی یار و مددگار نہ تھا فرانس ہالینڈ ہسپانیہ اور امریکا کی متحد فوجیں اسکے مقابلے پر صف بستہ تھیں اور اتحاد شمالی نے گوکہ اس کو جنگ کی دھمکی نہ دی تھی مگر کم از کم اسکے سب سے زبردست آلہ جنگ کو تباہ کرنے پر تیار تھا اسی اثناء میں ہندوستان میں حیدر علی کرناٹک کو تباہ کر رہے تھے اور مدراس پر حملہ کرنے کی دھمکی دے رہے تھے، آئر لینڈ میں بھی بغاوت کے آثار نمایاں تھے، لے

سن ۱۷۸۱ء میں فرانسیسیوں نے جزئی پر حملہ کیا جس میں انھیں ہزیمت ہوئی اور اپریل میں سن ۱۷۸۱ء کے واقعات جبرالٹر کی محافظ فوج کی امداد کے لیے فوج بھیجی گئی جس کا مخالفوں نے جولائی سن ۱۷۸۱ء سے محاصرہ کر لیا تھا۔ راڈنی اور واپان نے ۳ فروری کو سینٹ یوس ٹے ٹیس پر قبضہ کر لیا جس سے ڈچ کو سخت نقصان پہونچا، اس کے بعد انگریزوں نے انکی اُن بیٹیوں پر بھی قبضہ کر لیا جو کرناٹک یا ساتراپ تھیں جن میں نیگا پٹم بھی شامل تھا۔ انگریزوں اور ڈچ کے درمیان ایک جنگ ڈاگر بینک میں ہوئی گرفت فیصلہ کن نہ تھی مگر فرانس اور ہسپانیہ کے بیڑوں کو سمندروں میں کامیابی ہوئی دی گراں نے ہندو غربی میں فرانسیسی بحری تفوق کو قائم کر کے ٹوباگو پر قبضہ کر لیا اور سپانیوں کی ایک زبردست جماعت امریکا میں اتار دی۔ ہسپانیوں کو بھی کچھ کم کامیابی نہیں ہوئی۔ انھوں نے مغربی فلوریڈا پر مٹی میں قبضہ کر لیا اور فرانسیسی امدادی فوج کی تائید سے منورکام میں اپنی فوج اتار دی اور چند ہفتوں کے لیے بحیرہ انگلستان میں فرانسیسی اور ہسپانی بیڑوں کا زور تھا۔ کرناٹک میں بھی انگریزی حکومت کا چراغ گل ہونے کو تھا مگر وارین ٹیس سنگز کے حسن تدبیر اور سرایر کوٹ کی ہزمندی اور شجاعت سے یہ خطرہ دفع ہو گیا اور کوٹ نے حیدر علی کو یکم جولائی سن ۱۷۸۱ء کو پورٹو نو وکی جنگ میں شکست دی۔ جنگ کے جاری رہنے سے روسی اتحاد کی خاص اہمیت ہو گئی۔ اس لیے

ایک طرف تو ڈیچ نے کیتھرین سے اس بنا پر امداد کی درخواست کی کہ انگلستان نے اس کے خلاف اعلان صرف "غیر مسلح جانب داری" میں شرکت کی وجہ سے کیا تھا اور دوسری طرف انگریزی حکومت نے معاہدہ کرنے کے صلے میں منور کا حوالے کر دینے پر آمادگی ظاہر کی تھیں۔ کیتھرین نے دونوں کی درخواستوں کو رد کر دیا مگر جیمس ہیرس سے اس نے کہا کہ انگلستان سے زیادہ میرا کوئی دوست نہیں اس لیے مجھے حد درجہ خوشی ہوگی اگر میں ایسی شرائط پر مصالحت کرادوں جو انصاف پر مبنی ہوں اور جس سے برطانیہ غلطی کے اعزاز میں فرق نہ آئے۔ روس اور آسٹریا نے خامین میں صلح کرانے کی کوشش کی تھی مگر صلح کی تجاویز پر قطعی طور پر غور اس وقت تک نہ ہوا جب کہ کارن والس نے یارک ٹاؤن میں ہتھیار ڈال دیے۔ ڈی گراس نے ۱۹ اکتوبر ۱۸۱۲ء کو جی سپایک میں فرانسیسی فوج اتار دی تھی جو زیادہ تر اس ہزیمت کا باعث ہوئی۔ مگر ۱۸۱۲ء کے بیشتر حصے میں جنگ جاری رہی۔ راڈنی کو فرانسیسی ٹرے پر ڈومی نیکا کے قریب راڈنی کی فتح ۱۲ اپریل ۱۸۱۲ء کو ایک عظیم الشان فتح حاصل ہوئی اور اس کے ۱۸۱۲ء جبرالٹر کی محافلت بعد بتر میں سر جارج ایلیٹ نے جبرالٹر کی محافلت کی۔ محاصرے کا سلسلہ فروری ۱۸۱۳ء تک جاری رہا مگر اب فرانسیسیوں یا ہسپانیوں کی طرف سے کوئی خطرہ باقی نہ تھا۔ ہسپانیہ عرصہ دراز سے جنگ سے دست کش ہونے کی فکر میں تھا کیونکہ وہ جبرالٹر پر دوبارہ قبضہ کرنے کی غرض سے اس جنگ میں شریک ہوا تھا جب اسکی رہی سہی امید بھی جاتی رہی اور قریب تھا کہ اسکا دیوالہ نکل جائے تو ہسپانی حکومت جو امریکا کی آزادی کو پسند نہ کرتی تھی صلح کے متعلق نامہ و پیام کرنے پر آمادہ ہو گئی۔

فرانس کو امید تھی کہ جی کا فتح ہو جائیگا مگر راڈنی کی فتح کی وجہ سے یہ امید جاتی رہی فرانس بھی ہسپانیہ کی طرح دیوالیہ ہو رہا تھا اور بے پاؤں نیکر صلح کے درپے تھے اور ورژان بھی جنگ سے گھبرا گیا تھا کہ وہ فرانس اور اس کے امریکائی حلیفوں کیلئے

صفحہ ۳۷۲

قابل اطمینان خیال سے صلح حاصل کرنے پر مصر تھا، اس کے علاوہ اہل امریکا کی طرف سے اسے ایو سی ہوگئی تھی اور وہ چاہتا تھا کہ امریکا کے موجودہ جھگڑوں سے چھٹکارا حاصل کر کے مسئلہ مشرق کی طرف متوجہ ہو جسے زارنیا اور اس کے وزیر پھر چیمبرس ہے تھے۔ امریکا کے آباد کاروں کی خواہش تھی کہ کناڈا کو فتح کر دیں مگر اس نے قصد کر لیا تھا کہ اس مہم میں انکی مدد نہ کرے اور وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ انگلستان سے بالکلیہ ناچاتی نہ ہونے کے متعلق کارروائی کرے بشرطیکہ امریکا کی آزادی تسلیم کر لی جائے۔ جارج سوم نے اس کے ان خیالات کو پسند نہ کیا کیونکہ وہ امریکا کی آزادی کا سخت مخالف تھا مگر انگلستان کی عام قومی رائے مصالحت کے موافق تھی اور یہ تسلیم کر لیا گیا تھا کہ باغی ریاستوں سے ہاتھ اٹھایا جائے۔ نارتھ کے وزارت سے معزول ہو جانے کی وجہ سے صلح کی گفتگو شروع کرنے کے لیے راستہ کھل گیا اور اس کے جانشین رانگک ہیم نے اپنے معتمدین فاکس اور شیل بورن کی وساطت سے صلح کی کارروائی شروع کر دی۔ رانگک ہیم نے یکم جولائی کو انتقال کیا اور شیل بورن اسکا جانشین ہوا مگر راڈنی کی فتح اور جبرالٹر کی محافظت صلح کی گفت و شنید میں اب کوئی دقت باقی نہ تھی۔ بہر نومبر ۱۸۱۲ء کو انگلستان اور ممالک متحدہ کے درمیان ابتدائی صلح نامے پر دستخط ہوئے۔ ۲۰ جنوری ۱۸۱۳ء کو انگلستان فرانس اور ہسپانیہ کے درمیان صلح ہوگئی اور انگلستان اور ہالینڈ کے درمیان بھی عارضی صلح نامہ ورسالز ۱۸۱۳ء | طور پر صلح ہوگئی ورسالز کے صلح نامے پر جس میں انگلستان اور ممالک متحدہ فرانس اور ہسپانیہ کے مابین معاہدے شامل تھے ستمبر ۱۸۱۳ء میں دستخط ہوئے۔ اس صلح نامے کی رو سے ابتدائی صلح کی توثیق ہوگئی انگلستان نے سینٹ لوسیا، لویاگو، سینٹی گال اور گوری فرانس کے سپرد کر دیے اور انکی وہ بستیاں بھی بحال کر دیں جو سورت اٹریسہ اور بنگال میں تھیں اور انکے علاوہ پانڈی چیری کیالی کٹ اور ماہی گرڈوی نیکا، گری ناڈا، سینٹ دن سینٹ، سینٹ کرس ٹافرنے، وس اور مون سیر انگلستان کو واپس ملے۔ مغربی فلوریڈا پر ہسپانیہ کا قبضہ بحال رہا اور مشرقی فلوریڈا اور منور کا بھی اسے مل گئے انگلستان کو جزائر پر اوی ڈنس اور بجا مالکے اور فلج ہانڈوراس میں اسے

لکڑی کاٹنے کا حق بھی ملا۔ انگلستان اور امریکا میں جو نامہ و پیام ہوئے ان سے معلوم ہو گیا کہ ورثران اور اسکے حلیفوں میں بہت کچھ اختلاف رائے تھا کیونکہ نہ تو وہ فلوریڈا بلاسکا چاہتے تھے کہ مالک متحدہ کو پورا تفوق حاصل ہو اور بلاسکا تو بالخصوص امریکا کے آزاد ہونے کو سخت ناپسند کرتا تھا۔ اس جنگ کو یورپ سے تعلق نہ تھا مغربی یورپ پر امریکا کی مگر اس کا اثر تمام متمدن عالم پر پڑا۔ مغربی یورپ کو امریکا کی جنگ سے نقصان ہی ہوا۔ انگلستان کا اثر اسکی وجہ سے ایک حد تک زائل ہو گیا اور اسکے مقبوضات میں کمی ہو گئی۔ اسکے علاوہ شمالی

مغربی یورپ پر امریکا کی جنگ کا اثر

سلطنتوں سے اسکے بحری تفوق کو توڑنے کی غرض سے ”سلطیح غیر جانبداری“ کا مسئلہ چھیڑ دیا تھا اور بحیرہ انگلستان میں اس جنگ میں دو دفعہ مخالفوں کے بیڑوں کو تفوق نصیب ہوا تھا۔ یورپ میں عموماً یہ خیال ہو گیا تھا کہ انگلستان کا زوال اب شروع ہو گیا۔

صفحہ ۳۵۲

ہالینڈ کی رو بہ اسخطاط قوت کو بھی اس جنگ سے کاری زخم لگ گیا۔ اٹلے جنگ میں ولیم پنجم کی عدم سرگرمی اور ان ہزیمیتوں کی وجہ سے جو ٹیج کو برداشت کرنی پڑیں ہالینڈ کی نام نہاد محب وطن جماعت کو ولیم پنجم کی مخالفت کا موقع مل گیا اور اندرونی نزاعوں کا سلسلہ شروع ہو گیا جس سے ہالینڈ کی حکومت کی کمزوری اور بھی عیاں ہو گئی۔ ہسپانیہ اس جنگ میں جبرالٹر پر قبضہ کرنے کی غرض سے شریک ہوا تھا اور کم از کم اسے منور کا اور فلوریڈا لے گئے تھے مگر جیسا کہ فلوریڈا بلاسکا نے پیشین گوئی کی تھی ہسپانیہ کی نوآبادیوں نے امریکا کی متابعت کی۔ فرانس کے لیے اس جنگ کے نتائج اور بھی اندوہناک ثابت ہوئے کیونکہ گو وہ فخر کر سکتا تھا کہ اس نے اپنے قدیم رقیب سے انتقام لے لیا ہے اور ملکہ میں اس کا اثر یورپ میں غالب تھا مگر حقیقت میں بمقابلہ انگلستان کے اسکا نقصان زیادہ ہوا تھا۔ قریب تھا کہ اس کا دیوالہ غل جائے اور انقلاب حکومت بھی قریب نظر آتا تھا۔ امریکا کی جنگ فرانس میں عموماً پسند کی گئی تھی اور قوم میں جمہوریت پسندی اور انقلاب پسندی کا اثر بڑھتا جاتا تھا۔ تورگو اور گستاؤس ثالث کی پیشین گوئیاں صحیح ثابت ہو رہی تھیں۔ تورگو نے لونی شانزدہم کو متنبہ کر دیا تھا کہ

صفحہ ۳۵۵

اس جنگ سے فرانس کا دیوالہ کل جائیگا۔ گستا دوس نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ ایک مطلق الخان بادشاہ کا باغیوں کی تائید کرنا بے جوڑ سا کام ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ امریکا کی نوآبادیوں کی مثال کی تقلید پر بہت سے لوگ آمادہ ہو جائینگے خصوصاً اس زمانے میں جیسا کہ ہر قسم کے اقتدار کو زیر و زبر کر دینا ایک رسم ہو گیا ہے یہ امریکا کی آزادی کی جنگ سے مغربی یورپ کی قوموں کو تو نقصان پہونچا کر روس اور آسٹریا فائدے میں رہے۔ میریا تھیری سالنے ۱۹۲۹ء میں انتقال کیا اور جوزف ثانی اب اسکی فرماں برداری سے آزاد ہو گیا۔ کیتھرین ثانی بھی پرشیا کے اتحاد سے تھک گئی تھی اور چونکہ فرانس یا انگلستان کی طرف سے کوئی خطرہ نہ تھا اس لیے اس نے کری میا کے الحاق کا قصد کر لیا۔ مئی ۱۹۱۸ء میں زارینا اور جوزف نے موہی لیویں ملاقات کی جس سے ورنزان کو روس کی روز افزوں قوت اور اسکی منصوبے کی طرف سے اندیشہ ہو گیا جو بالکل واقعی تھا۔ اسی وجہ سے اس نے صلحنامہ ورسالز کی ترتیب میں عجلت کی اور انگلستان سے کوئی سخت مطالبہ نہیں کیا تاکہ مشرقی یورپ میں روس کی حکمت عملی کے دنیے کے لیے انگلستان کی معاونت حاصل کرے۔

باب سیزدہم

کیتھمرن ثانی جوزیف ثانی

۱۸۸۳ء تا ۱۸۸۹ء

روس اور آسٹریا کا اتحاد۔ جوزیف ثانی کی اصلاحیں۔ پیریا تھیری ساکی اصلاحیں۔ جوزیف کی انتظامی اصلاحیں۔ تجارتی اصلاحیں۔ عدالتی اصلاحیں۔ مذہبی اصلاحیں۔ اصلاحوں پر تبصرہ۔ آسٹروی نیدرلینڈ میں اصلاحوں کے عمل میں آنے کے بعد بغاوت ۱۸۴۸ء اور کیتھمرن ثانی کی خارجی حکمت عملی کے مقاصد۔ آسٹریا کا اثر اطالیہ میں۔ جوزیف ثانی اور کیتھمرن ثانی کے مابین معاہدہ ۱۸۵۹ء۔ پانن کا زوال اور روس اور پریشیا کے اتحاد کا خاتمہ ٹرکی کی تقسیم کی تجویزیں۔ کریسیا کا الحاق۔ انگلستان اور فرانس کا طرز عمل۔ صلح نامہ سلاطینہ ۱۸۵۳ء۔ ہالینڈ کی حالت۔ جوزف ثانی کی نیدرلینڈ میں دیابتیاں۔ صلح نامہ فون تین بو ۱۸۵۵ء۔ فرانس اور ہالینڈ کا اتحاد ۱۸۵۵ء۔ جوزف ثانی کی تدبیریں باویریا کے متعلق ۱۸۵۵ء۔ فریڈرک اعظم اور ”اتحاد حکمرانان“۔ فریڈرک اعظم کا انتقال ۱۸۸۷ء۔ فریڈرک ولیم دوم اور ہالینڈ۔ ورتران کا انتقال ۱۸۸۶ء۔ انگلستان اور فرانس کے مابین تجارتی معاہدہ ۱۸۵۸ء۔ مون مورین ورتران کا جانشین ہوتا ہے۔ ۱۸۸۸ء کا اتحاد ۱۸۸۸ء کیتھمرن ثانی اور جوزف ثانی کا سفر کریسیا کو ۱۸۸۷ء۔ روس اور ٹرکی کی جنگ۔ جوزف ثانی کا ٹرکی کے خلاف میں اعلان جنگ۔ اوچاکو کو پر قبضہ۔ سویڈن روس کے خلاف جنگ کا اعلان کرتا ہے۔ اہل ڈین مارک کا حملہ سویڈن پر۔ اتحاد ۱۸۸۷ء کی مداخلت۔ سویڈن میں انقلاب۔ روس اور ٹرکی کی جنگ کا جاری رہنا۔ آسٹروی نیدرلینڈ میں انقلابی تحریک

تحتویں ۱۷۸۹ء میں پریشیا کی خارجی حکمت علی۔ جوزف ثانی کا انتقال۔ اسکا عہد حکومت کس حد تک ناکام ثابت ہوا۔ پریشیا کا مخالفانہ طرز عمل۔ ہرگز برگ کی تجویزیں۔ ریخس باخ کا معاہدہ۔ لیوپولڈ دوم اور آنتھرشہنشاہی کا دوبارہ قائم ہونا۔ سس ٹوڈا کی مصالحت۔ دی ری لا اور جاسی کے معاہدے۔ انقلاب فرانسیسی کے قبل یورپ کی حالت۔

موتی ٹیو میں شہنشاہ اور زارینیا کی ملاقات کے بعد شہنشاہ نے سینٹ پیٹرس برگ کا سفر کیا اور روس اور آسٹریا کے درباروں میں دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے۔ فریڈرک اعظم نے اپنے بیٹے پرنس ہنری کو گتھربین کے ساتھ اپنے دیرینہ تعلقات کو قائم رکھنے کے لیے بھیجا مگر اس کی کوششیں بے سود ثابت ہوئیں اور شہنشاہ کی خیر خواہ ہونے کے ثبوت آسٹریا اور روس کا اتحاد میں اس نے اپنے اثر سے ڈیوک اعظم میک سی می لین کو منس ٹرکا (Coadjutor.) جوزف کے وائٹا آنے کے چند

روز بعد میریا تھیری سانے ۲۹ نومبر ۱۷۸۷ء کو انتقال کیا جس سے جوزف کو اپنی اصلاحی تجویزوں کو عمل میں لانے کی آزادی حاصل ہو گئی۔

یہ بادشاہ جو آسٹریا کے مالک محروسہ میں وسیع اصلاحات کے عمل میں لانے کیلئے جوزف ثانی کی اصلاحیں کو شاں تھا عجیب و غریب خصائل رکھتا تھا۔ یورپ کے عام حکمرانوں سے قابلیت میں وہ کہیں زیادہ تھا اور انصاف

کا شید تھا اس لیے اس صدی کے روشن خیال مصلحوں میں اس کے حالات سب سے زیادہ دلچسپ ہیں اپنی مال کے انتقال کے بعد سے اسے زیادہ تر شہنشاہی معاملات میں اہماک تھا اور وہ وٹیزنر کی مجلس شہنشاہی اور وائٹا کی الگ کونسل (Aulic Council) کی اصلاح کے لیے کوشاں تھا۔ مگر ان کوششوں اور باویریا کے الحاق میں ناکام رہنے کی وجہ سے وہ ادارات شہنشاہی سے متنفر ہو گیا اور ۱۷۸۷ء سے وہ خاندان ایسیس برگ کے مقبوضات کی اصلاح میں مشغول ہو گیا۔ خارجی اور داخلی معاملات میں اسکی حکمت عملی بلحاظ تخیل اکثر مدبرانہ ہوتی تھی مگر ناجسمی اور بے صبری کی وجہ سے اکثر اس میں خرابی پڑ جاتی تھی اور یہ حالت اس کی تادم مرگ تھی وہ اپنے

کنہ صوں پر ایسے بار گراں لیتا تھا جن کا بوجھ قوت انسانی برداشت نہ کر سکتی تھی اسلئے اسکا عہد حکومت ایک ایسے بادشاہ کا طویل اور دردناک قصہ ہے جس کی نیک نیتی میں کوئی شک نہیں مگر جو اپنی اکثر کوششوں میں ناکام رہا۔ اٹھارھویں صدی کے تحلیلات اس کی رگ و پے میں سرایت کر گئے تھے اور اپنی رعایا کی بہتری کے لیے وہ وسیع اور مخیرانہ اصلاحوں کو عمل میں لانے پر آمادہ تھا۔ داخلی معاملات کے متعلق اس کا خیال یہ تھا کہ ”اپنے مختلف مقبوضات کو با یک دیگر ضم کر کے ایک زبردست سلطنت بنا دے جملہ مراعات اور خاص حقوق کو موقوف کر دے، قوی حدود کو کا اہدم کر کے اپنی تمام شہنشاہیت کو انتظامی حلقوں میں تقسیم کر دے، تمام قوموں کا با یک دیگر امتزاج کر دے قوانین کا ایک دستور اعلیٰ بنائے جس کے سبب خاص و عام پابند ہوں، عامہ قوم کو قانوناً اپنے سابق آقاؤں (امرا) کے مساوی کر دے اور اپنی مطلق العنان حکومت کے تحت میں جمہوری مساوات اور سادگی کو قائم کرے“۔

صفحہ ۳۵۸

یہ انتہائی تغیرات انقلابی حیثیت رکھتے تھے مگر جوزف نے انکو عمل میں لانے میں حد درجہ عجلت کی اور بلا لحاظ اپنی رعایا کے احساسات اور روایات کے جن کے نفع کی غرض سے یہ تغیرات ہونے والے تھے اس نے اپنے مقبوضات کے نظام حکومت ضابطہ قانونی، وضع قوانین اور تعلیمی اور مذہبی معاملات کو متبدل کرنے کا قصد کر لیا۔ فریڈرک اعظم کو عملی تدبیر کا ہمیشہ خیال رہتا تھا مگر برخلاف اس کے جوزف اٹھارھویں صدی کے جدید تحلیلات پر عمل کرنے میں سیاسی مصالح تک کا خیال نہ رکھتا تھا۔ شہنشاہ جوزف نیک نیت، مخیر اور پاکیزہ تھا مگر اس کے خصال میں تعمق مطلق نہ تھا۔ اس کی او الغرمیاں قابل ستائش تھیں مگر وہ اپنی قوت کا کافی اندازہ نہ کر سکتا تھا۔ اسکی تادم مرگ یہ آرزو تھی کہ فریڈرک اعظم کے قدم بہ قدم چلے بلکہ اس سے بڑھ جائے اور اس خیال کا اثر اس کے تمام افعال پر پڑا۔ اس کی تعلیم باضابطہ ہونی تھی اس لیے اس کے دماغ میں فرانسیسی فلسفیوں کے تحلیلات کا گہرا اثر ہو گیا تھا۔ اسلئے میں اس نے خود لکھا تھا کہ ”جب سے میں تخت نشین ہوا ہوں فلسفہ سیری

سلطنت کا وضع قوانین ہو گیا ہے۔ اٹھارہویں صدی کے تحولات سے متاثر ہونے اور فریڈرک اعظم کی متابعت میں ایک منظم مرکزی سلطنت کے قیام کی خواہش رکھنے کی وجہ سے جوزف نے کوشش کی کہ پانچ سال کے عرصے میں آسٹریا کے اندرونی معاملات سے تمام بیرونی قوتوں کے اثر کو زائل کرادے جن میں کلیسہ روم بھی شامل تھا اور اپنی سلطنت کے مختلف حصوں میں تمام قدیم ادارات اور رسوم کو موقوف کرادے اُس نے انتظامی، عدالتی، مذہبی اور معاشی اصلاحیں وقت واحد میں شروع کر دیں اور تاریخ، نزویات اور قومیت کا مطلق خیال نہ کیا۔ اُس کی اصلاحات اسی نوعیت کی تھیں جن پر چند برسوں کے بعد فرانس کی مجلس قومی نے عمل کیا اور اُس نے وحدت پیدا کرنے کی غرض سے ان تمام موانع اور رکاوٹوں کا صفایا کر دینے کی کوشش کی جو اُس کے اغراض کے حصول میں حائل تھیں مگر انقلاب پسندانہ فرانس کے برخلاف اسکی سلطنت میں مختلف النسل اقوام آباد تھیں اور مختلف مقبوضات میں ذرائع اتحاد صرف دو تھے ایک تو حکومت شاہی اور دوسرا کلیسیہ کا اثر فان سائییل نے لکھا ہے کہ ”جوزف کا قصد تھا کہ آسٹریا کی سرحدوں کو ہموار کر دے اور اگر ممکن ہو تو انھیں وسعت دے تاکہ آسٹریا یورپ کی سلطنتوں میں سربرآوردہ ہو جاوے اس لیے وہ ہمیشہ اپنے ہمسایوں اپنی رعایا اور اپنے ملک کے ذی اقتدار طبقات پر دست درازیاں کرتا رہتا تھا۔“

گیارہویں اور لومبارڈی میں جوزف کی حیثیت ایک فاتح کی تھی جو اپنا اقتدار ایک ایسی قوم پر چھانا چاہتا تھا جو اُس سے بیزارتھی، ہنگری میں امریکی ذی اقتدار جماعت اس کی مخالف تھی نیدرلینڈ میں متعدد حکومت خود اختیاری رکھنے والی جماعتوں کے وجود کی وجہ سے اس کا اثر قائم نہ ہو سکتا تھا، بوہیمیا اور مورے دیا کے لوگ اسے غیر ملکی سمجھتے تھے اور ٹائی رول میں بھی کسانوں کی ایک آزادی پسند گو فادر جماعت کا وجود اُس کے اقتدار کے قیام میں مانع تھا۔ جوزف کی سرگرم کوشش کرنیوالی اصلاح کا کام پہلے ہی سے شروع کر دیا تھا اور

۱۔ بین ریخ فان سائییل، انقلاب فرانس کی تاریخ جلد اول صفحہ ۸۶ ترجمہ انگریزی۔

اُس نے متعدد قدیم رسوم کو موقوف کر دیا تھا اور صوبجات کی مجالس (Diet) میرا تھیری ساکی اصلاحیں کے خاص حقوق کو کالعدم کر دیا تھا۔ بالواسطہ حاصل عائد کرنیکا حق ان سے لے لیا گیا اور صوبجات کی انتظامی نگرانی خاص حکام کے سپرد کر دی گئی جو دائنا سے بھیجے جاتے تھے۔ اس لیے اُن کا فریضہ اب صرف یہ رہ گیا تھا کہ حکومت جن محاصل کا مطالبہ کرے اُن کی منظوری دیدیں اور یہ محاصل دائنا کے خزانہ شاہی میں جمع کیے جاتے تھے قدیم مقامی عدالتوں کے بجائے عدالتی حکام مقرر کیے گئے جن کا مستقر دائنا میں تھا۔ جوزف بھی اس طرز عمل کا مؤید جوزف کی انتظامی اصلاحیں تھا جو چاہتا تھا کہ شہروں کی مراعات کو بھی کالعدم کر دے اور انھیں شہنشاہی حکام (Bailiffs) کے تحت میں کر دے۔

باوجود ان مشکلوں کے جوزف نے اُن مختلف عناصر سے ایک متحد سلطنت بنانے کی مردانہ کوشش کی۔ بوسے، بیا، مورے، دیا، گیا، شیا اور ہنگری میں اُس نے غلامی کی رسم موقوف کرادی اور کسانوں کو اراضی پر قبضہ دلا کر زمینوں پر معقول لگان لگادیا اُس نے مجالس صوبجات (Diets) کے باقی ماندہ حقوق کو بھی نیست و نابود کر دیا اور بند و بست اراضی کے قوانین میں بھی اُس نے مزید اصلاحیں کیں آسٹریا کے مقبوضات کو اُس نے ایک سلطنت واحد میں متحد کر کے تیرہ ضلعوں میں تقسیم کر دیا جو حسب ذیل تھے (۱) گیا، شیا (۲) بوسے، بیا (۳) مورے، دیا (۴) شیلی، آسٹریا (۵) آسٹریا خاص (۶) اسٹائی، ریا، کارن، تھیا، کارینولا (۷) ٹائی رول (۸) ٹرین سل وے نیا (۹) سواے بیا کے آسٹروی مقبوضات (۱۰) ہنگری (۱۱) کروشیا (۱۲) لوم بارڈی (۱۳) آسٹروی نیدر لینڈ (۱۴) ضلع گورز و گراڈس کا بشمول ٹری ایسٹ یہ اضلاع حلقوں میں منقسم تھے جن میں سے ہر ایک کا حاکم ایک (Kreishauptmann) تھا۔

جوزف کا مقصد یہ تھا کہ ہم اپنی سلطنت کی مختلف اقوام کو ایک دوسرے سے

ٹاکر ایک قوم بنادیں اور صرف جرمنی زبان تمام ملک میں تسلیم کی جائے۔ مجالس (Diets) کے جلسوں کا انعقاد بند کر دیا گیا اور شاہی شہروں کی مراعات مسدود کر دی گئیں۔ اپنی سلطنت کو دولت مند بنانے کے لیے جوزف نے تجارت کو ترقی دینے کی بھی کوشش کی۔ محاصل میں ترمیم کرنے کی غرض سے دو کمیشن مقرر کیے گئے اور امیروں اور پادریوں کو جو استثنائات حاصل تھے وہ موقوف کر دیے گئے۔ شیلٹ ہندی کو آسٹریا کی تجارت کے لیے کھولنے کے واسطے جو تہذیبیں اس نے کیں وہ مشہور ہیں۔ نئی سڑکیں بنوائی گئیں اور پرانی سڑکوں کی مرمت کی گئی اور ٹری ایسٹ کے سابق گورنر زن زین ڈورف کی امداد سے آسٹریا کی تجارت کو بہت کچھ ترقی دی گئی۔ بحیرہ ایڈریاٹک کے ساحل کی بندرگاہوں خصوصاً فیوم کو ترقی دی گئی، شہنشاہ مارش، ترکی اور روس کے ساتھ دوستانہ تعلقات کے معاہدے کیے گئے۔ بحیرہ روم میں آسٹریا کی تجارت کو وسعت دی گئی، چین اور ہندوستان میں تجارتی کوٹھیاں قائم کی گئیں اور وائٹا میں مصنوعات کے کارخانے کھولے گئے۔ اگست ۱۷۸۵ء میں ملکی مصنوعات کو بیرونی مسابقت سے محفوظ رکھنے کے لیے قوانین نافذ کیے گئے مگر ان پرنسپلین کی کسی سختی کے ساتھ عمل کیا گیا جس سے آسٹریا کی تجارت کو سخت نقصان پہنچا۔

صفحہ ۳۶۱

جوزف نے عدالتوں اور وضع قوانین کے متعلق میریا تھیری سا کی اصلاحوں کو جاری رکھا اور دونوں سرشتوں کو ترقی دی۔ اس کے دیوانی و فوجداری دستور العمل عدالتی اصلاحیں۔ اس زمانے کے خیالات کے ہم آہنگ تھے اور ان سے آسٹریا کو بہت نفع پہنچا۔ سزائے موت بغاوت کے لیے مخصوص کر دی گئی اور ملزموں کی ایذا دہی کا طریقہ مسدود کر دیا گیا۔ عدالت العالیہ کے تحت میں وائٹا پریگ، کلاگین فرتھ، فرائی برگ (بریسگو) اور لیم برگ میں چھ عدالتیں مرافعہ کی قائم کی گئیں۔ مذہبی معاملات میں بھی اس نے کچھ کم سرگرمی نہیں دکھائی جیسوٹ میریا تھیری سا ہی کے زمانے میں مردود ہو چکے تھے اور جوزف اور اس کے

بھائی لیو پولڈ دونوں کا طریقہ یہ تھا کہ وہ کلیسائی خدمات جان سینی عقائد رکھنے والے مذہبی اصلاحیں

افرن رواداری صادر کیا جو آسٹریا کی مذہبی آزادی کا منشور اعظم خیال کیا جاتا ہے۔ اس فرمان سے کاتولیک پادریوں کی تبلیغی کوششیں رک گئیں جن کی انھیں میر یا تھیری سا کے عہد حکومت میں پوری آزادی تھی پرائس ٹینٹ فرتے کو مدرسے اور گرجے بنانے اور بعض دوسرے فرقوں کو جائیداد پیدا کرنے کی اجازت ہو گئی اور یہودیوں کی حالت بھی کچھ بہتر ہو گئی۔ اس کے علاوہ غالب مذہبی جماعت (کاتولیکی) کی قوت زائل ہو گئی، پوپ کے مذہبی تفوق کے مقابلے میں استغفوں کی آزادی کے تخیل کو فروغ دیا گیا اور ڈی سی ڈنٹ فرتے کی آزادی قانوناً تسلیم کر لی گئی۔ اس اصلاح کے نتائج قابل قدر تھے مگر جوزف کے ہر فعل میں مطلق العنانی کی ایک خفیف سی جھلک ہوتی تھی جس سے ان میں کچھ خرابی پیدا ہو جایا کرتی تھی بوسے میا میں موحدوں کا ایک فرقہ پیدا ہو گیا تھا، ان کے خلاف میں جوزف نے ایک قانون جاری کر کے انھیں فرمان رواداری سے مستثنیٰ کر دیا اور علم دیا جو لوگ توحید کے عقائد کا علانیہ اظہار کریں انھیں فوراً سزا دی جائے۔ اس کی حکومت نے یہودیوں کی بعض رسوم میں بھی دست اندازی کی جس سے شہنشاہ کی انہی حالت کو بہتر کرنے اور انہی آرزوؤں کو پوری کرنے کی کوشش میں بٹ لگ گیا۔

ان اصلاحات سے کلیسیہ کاتولیکی کی بیخ کنی ہو رہی تھی اور اس کے علاوہ جو پادری جوزف کی تائید پر تھے وہ تبلیغ کر رہے تھے کہ ”سینٹ پیٹر کے جانشین کو دنیاوی حکومت سے کوئی سروکار نہیں۔ ان باتوں سے خائف ہو کر پوپ پائس ششم بنفس نفیس وائٹا میں آیا تاکہ شہنشاہ کو ہموار کرے اس کے ورد سے کاتولیکوں کی ہمت افزائی ہو اور آسٹریا میں کلیسیہ کاتولیکی جن خطروں میں پھنسا ہوا تھا وہ دفع ہو جائیں۔ آسٹریا کے پادریوں پر پوپ کی نگرانی جس حد تک تھی وہ سختی کے ساتھ محدود کر دی گئی تھی اور آسٹریا کی مذہبی جماعتوں اور روم میں ان کے افسران اعلیٰ کے درمیان جو تعلقات تھے وہ منقطع کر دیے گئے۔ جوزف نے علانیہ یہ خیال کر دیا تھا کہ وہ اپنی رعایا پر پوپ کے اثر کو کا لعدم کرنا، کلیسیہ کو سلطنت کا تابع فرمان بنانا اور

عوام کو پادریوں کے پیچھے سے نکالنا چاہتا ہے۔

پوپ پائس ششم کے ورود سے عوام میں بہت جوش بھیل گیا۔ مگر جوزف ثانی نے اس کے ساتھ گفت و شنید کرنے سے انکار کر دیا اور کانٹز کا برتاؤ اس کے ساتھ حقارت آمیز تھا۔ گو پوپ کو آسٹریا آنے سے کوئی فوری کامیابی ہونی مگر اسکے وردو کی وجہ سے جنوبی جرمنی میں ایک ایسے مذہبی وجود میں آیا جس کا زور روز بروز بڑھتا گیا اور جسے جوزف روک نہ سکا۔

۱۷۸۱ء اور ۱۷۸۵ء میں فرامین نافذ کیے گئے جن کی رو سے استغفوں کو پوپ کے پاس مرافعہ کرنے اور فرامین پاپائی کو بغیر شہنشاہ کی اجازت کے شائع کرنے سے روک دیا گیا اور راہبوں کی تمام جماعتوں کو غیر ملکی اثر سے آزاد کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ یہ احکام بھی نافذ کیے گئے کہ دو فرمیں پاپائی (Inaena Domini)

اور Unigenitus کی تعلیم نہ دی جائے جن میں پوپ کے اقتدارات میں تشریح کی گئی تھی پوپ کے دربار کو روپیہ نہ بھیجا جائے کوئی شخص روم کے جرمنی کلےس تعلیم نہ پائے اور پوپ کے دیے ہوئے خطاب تسلیم نہ کیے جائیں۔ جوزف نے اس کے بعد خانقاہوں کی خبر لی۔ اولاً اس نے راہبوں کی چھ سلو جماعتوں کو منسٹر کر دیا اس کا خیال تھا کہ چونکہ یہ لوگ صرف عبادت اور مراقبہ میں مصروف رہتے ہیں اس لیے ان کے وجود سے ملک کو کوئی عملی نفع نہیں۔ بہت سی مردانہ اور زنانہ خانقاہیں بند کر دی گئیں اور راہبوں کی تعداد گھٹا کر دو ہزار کر دی گئی۔ ضبط شدہ خانقاہوں کی آمدنی کا پانچویں حصہ لگا دی گئی۔ راہبوں کی جو جماعتیں اس دست برد سے بچ گئیں، ان کی سخت نگرانی ہونے لگی اور انھیں مجبور کیا کہ جزوی مذہبی معاملات میں بھی شہنشاہ کے احکام کی پابندی کریں۔ ان کارروائیوں سے جوزف نے نہ صرف جماعت اور پادریوں کو اپنا مخالف بنالیا بلکہ تمام قوم کو بھی جو مذہبی جلوہ سوں اور زیارتوں میں اس کی دخل دہانی کی وجہ سے ناراض ہو گئی تھی۔

ان اصلاحوں میں اکثر ایسی تھیں جن سے مفید نتائج مترتب ہوئے اور شہنشاہ

اصلاحات پر تبصرہ کے انتقال کے بعد بھی انکا اثر باقی رہا۔ شہنشاہ کے تمام مقبوضات میں بہ استثنائے آسٹریا خاص نیدرلینڈ وٹائی رول کسانوں کی

حالت نیم غلامی کی تھی اس طریقے کے مسدود ہو جانے سے بہت نفع ہوا، ناقابل انتقال
 اراضی قابل انتقال کر دی گئی، عدالتی انتظامات شاہی عہدہ داروں کے سپرد ہو جانے
 اور دائنہ میں عدالت العالیہ کے قیام سے مراۃ کی سہولت ہو جانے سے امر کے اقتدار
 میں بہت کچھ فرق آگیا تھا۔ مگر جوزف اپنی رعایا کے قومی جذبات کا مطلق پاس نہ کرتا
 تھا جس سے اس کی بہترین اصلاحی تجویزیں بے کار ہو جایا کرتی تھیں۔ بوسے سیا
 اور کروشیا کی عدالتوں میں جرمن زبان کی ترویج کو وہاں کے باشندوں نے سخت
 ناپسند کیا۔ ہنگری میں اپنی تاج پوشی کی رسم ادا کرنے سے اس نے انکار کر دیا اور ہنگری
 کے شاہی جواہرات اور تاج کو اس نے پرایس برگ سے منتقل کر دیا جس سے اسکی
 ہنگری کی رعایا بدظن ہو گئی۔ مجالس صوبجات کو بند کر دینا بھی ایک سخت غلطی تھی
 اور قوم مذہب اور زبان کے اختلافات کے مٹانے میں بھی کبھی کامیابی کی امید
 نہ ہو سکتی تھی۔ عدالتوں میں تمام رعایا کے حقوق کو مساوی کر دینے سے ان لوگوں کی
 اشک شوئی نہ ہو سکتی تھی جن کی قومی زبان کے بجائے جرمنی زبان کی ترویج ہو رہی تھی
 اور جو اپنی مذہبی رسوم اور طریقہ عبادت کے مسدود کر دیے جانے سے
 ناخوش تھے۔

کلیسیہ کے متعلق اس کا طرز عمل دانشمندی کے خلاف تھا۔ آسٹریا کی سلطنت
 مختلف عناصر کے اجزاء پر مشتمل تھی جن میں ذریعہ اتحاد صرف کلیسیہ کا اثر تھا کلیسیہ کی
 امداد کے سوا جوزف ثانی کے پاس ان مختلف اقوام کو ہموار رکھنے کا کوئی ذریعہ
 نہ تھا جن پر وہ حکمران تھا اور رفتہ رفتہ احکام شہنشاہی کی تعمیل کرنا ناممکن ہو گیا۔
 پوپ کے طرفداروں کی جماعت کا سرغنہ کاروئل ملک رازی اسقف اعظم وائس تھا
 اس کے خیالات کی آواز باز گشت دور و راز نیدر لینڈ سے بھی نکلی جہاں کووین
 کی جامعہ نے اعلان کر دیا کہ ”رواداری اختلافات کی مورث ہے۔“

صفحہ ۳۷۴

۱۸۶۷ء میں جوزف نے احکام نافذ کیے جن کی رو سے نیدر لینڈ حکومت آسٹری
 آسٹری نیدر لینڈ میں کا ایک صوبہ قرار دیا گیا اور اسکو تو حلقوں میں تقسیم
 اصلاحیں اور نئے بہ کیا گیا جو ایک ایک (Intendant) کے
 بنادت ۱۸۶۷ء۔ تحت میں تھے۔ یہ حلقے اصلاً ع میں تقسیم کیے گئے تھے

جن میں سے ہر ایک حکام مذکورہ بالا کے مقرر کئے ہوئے کمشنروں کے تحت میں
تھے، قدیم عدالتیں بھی بند کر دی گئیں اور جدید عدالتیں قائم کی گئیں جنکی کارروائیاں
نئے عنوان پر ہوتی تھیں۔

منشوروں کی اس صریحی خلاف ورزی سے عام ناراضی پھیل گئی اور بارابانکے
ضلع میں ایک وکیل وین ڈزنوٹ کی سرکردگی میں مخالفت شروع ہو گئی۔ آسٹری
نیدرلینڈ کے باشندے مسلح ہو گئے اور ان سے بعض نے امریکا کی متابعت میں ایک
جمہوریہ قائم کر کے فرانس سے امداد کی درخواست کرنے کا قصد کیا۔ جوزیف کو
معلوم تھا کہ یہ مخالفت قومی جذبات کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ فرانس کی سازش سے
پیدا ہوئی ہے مگر وہ درگزر کرنے پر مجبور ہوا اور ۱۸۴۸ء کے موسم سرما کے فرین
کو اس نے منسوخ کر دیا مگر جب اسے ورژان کے انتقال کے بعد معلوم ہوا کہ فرانس
مالی مشکلات کی وجہ سے غیر جانب داری پر مجبور ہے تو اس نے حماقت سے علیحدہ
کے متعلق فرامین کو پھر جاری کر دیا اور تمام ملک میں فوجیں ڈال دیں ۱۸۴۸ء میں
بارابان اور ہینول کی مجالس نے امدادی رقوم کے دینے سے انکار کر دیا۔ جنوری
۱۸۴۹ء میں بارابان کی مجلس (Estates) مسدود کر دی گئی اور جون میں
بارابان کا دستور بھی منسوخ کر دیا گیا نومبر میں اس ملک کے بہت سے لوگ
ترک وطن کر کے ہالینڈ چلے گئے۔ اس کے بعد انقلاب جس کی وجہ سے آسٹریا کی
فوجوں نے سوائے لگ زیم برگ اور ایم برگ کے تمام ملک کو خالی کر دیا۔ باغی
صوبجات نے اپنی آزادی کا اعلان کر دیا اور ۱۸۴۹ء کو ایک جمہوریہ
(Federal Republic) قائم کر لی۔

پائس ششم کے دہائی میں آنے کے بعد سے جوزیف کی ہر ایک کارروائی
کی مخالفت ہونے لگی جسکی وجہ سے وہ بے صبر اور درشت مزاج ہو گیا اور ہر شخص
پر شبہ کرنے لگا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ۱۸۴۸ء کی جنگ ٹرکی میں اس نے روس کی
معاونت اس وجہ سے کی کہ وہ اپنی سلطنت میں مرکزی حکومت قائم کرنے اور
اصلاحات کے عمل میں لانے سے مایوس ہو گیا تھا۔

جوزیف ثانی کی اکثر اصلاحی تجویزوں کی ناکامی کی اصل وجہ یہ تھی کہ اندرونی

اصلاحات کے ساتھ ساتھ وہ خارجی حکمت عملی کی دور رس تجویزوں کو عمل میں لانے میں مصروف رہتا تھا۔ اس کی حکمت عملی کی غایت یہ تھی کہ خاندان ہابس برگ کے مقبوضات کو مستحکم کر دے اور جرمنی میں اس کے تفوق کو بحال کر دے۔ اس حکمت عملی کی کامیابی کے لئے کسائی لے شیا کو واپس لینا اور خاندان ہولین زوارن کو ذلیل کرنا ضروری تھا۔ یہ بھی ضرور تھا کہ یورپ کے جنوب اور مشرق میں آسٹریا کے مقبوضات مستحکم ہو جائیں اور اس غرض سے وہ چاہتا تھا کہ ونیس اور اس کے اطالوی مقبوضات آسٹریا ڈول اشیا والے شیا (الوتاتک) کو ڈن اور سوابلینہ کو جو سنا ہنزگو وینا، بیل اسود اور سرویا کے ایک حصے پر قبضہ کرے۔ نیدرلینڈ کے دور دراز صوبہ کی حفاظت اس سے ممکن نہ تھی اس لئے وہ اس کو باویریا سے بدل لینے کی تدبیروں میں برابر مشغول تھا کیونکہ جرمنی میں آسٹریا کا اثر صرف اسی صورت میں قائم رہ سکتا تھا کہ باویریا اس کے قبضے میں رہے۔

ان وسیع تدبیروں کی نوعیت ایسی تھی کہ فرانس اور پرشیا ضرور انکی مخالفت کرتے مگر بعض حالات ایسے پیدا ہو گئے تھے جن کی وجہ سے فرانس غیر جانب داری پر مجبور تھا اور جوزیف کو اپنی تدبیریں عمل میں لانے میں ایک حد تک کامیابی ہوئی میریاتھرسیا فرینسیسی اتحاد کی دلدادہ تھی مگر جوزف ثانی کو اس سے نفرت تھی اور اسے اس سے پیرس جانے سے اس کے خیالات اس بارے میں اور بھی قوی ہو گئے تھے

اپنی ماں کے انتقال کے بعد اس کا رجحان زیادہ تر یہ تھا کہ روس سے اپنے تعلقات کو مستحکم کرے اور جب شکالہ میں اسے نیدرلینڈ میں ناکامی ہوئی اور شکالہ میں باویریا میں تو جوزیف نے دیدہ و دانستہ ایک ایسا طرز عمل اختیار کیا جو جنوبی و مشرقی یورپ میں آسٹریا کی اعراض کے لئے حد درجہ خطرناک تھا یعنی اس نے ٹرکی کی قطع و برید میں روس کی معاونت کرنے کا قصد کر لیا۔ جوزیف کو اس امر کا احساس نہ تھا کہ آسٹریا کی حقیقی حکمت عملی یہ ہونی چاہئے کہ روس کو ٹرکی سے چھینا کر کے روس کے اور سائی لے شیا کے نقصان پر صبر کر کے اور پرشیا سے

متحد ہو کر مغرب کی طرف روس کی زبردست سلا و سلطنت کی پیش قدمی کو روکنے
مگر جوزیف کے انتقال سے آسٹریا کے بدبڑوں پر یہ حقیقت ممکن نہ ہوئی کہ مشرق
میں روس اور آسٹریا کی اغراض متضاد ہیں اور اس لئے انھوں نے زار ان
روس کے روز افزوں اثر کو روکنے کے لئے تدبیریں شروع کر دیں یہ جوزیف
ثانی نے ٹیش خین کے معاہدے کو طوعاً و کرہاً تسلیم کر لیا تھا لیکن امریکا کی جنگ کے
جاری رہنے انگلستان اور ہالینڈ سے جنگ چھڑ جانے، فریڈرک اعظم کی پیراہ سال
کیتھرین اعظم کے کریسیا کے معاملات میں مشغول ہونے اور اطالیہ میں خاندان،
سپیس برگ کے اثر کے غالب ہونے کی وجہ سے جوزیف کو اپنی ان تجویزوں کو عمل میں
لانے کا اچھا موقع مل گیا جو اس کے دل سے لگی ہوئی تھیں جزیرہ نماے اطالیہ پر آسٹریا
بالکل چھپائے ہوئے تھے۔ ڈیوک اعظم لیوپولڈ شکست میں حکمران تھا، جوزیف نے ایک
دوسرے بھائی لیوپولڈ کی شادی سوڈی ٹاکی رئیس سے ہوئی تھی جوزیف کی ایک بہن کی
اطالیہ میں آسٹریا کا اثر شادی پارا کے ڈیوک سے ہوئی تھی اور ایک دیگر بہن کی فریڈرک
شاہ میلہ سے لیکن ۱۸۱۵ء میں جاکے جوزیف کی تدبیریں بار آور
ہوئیں جب کہ میٹرنخ نے ونیس کو آسٹریا سے لٹی کر دیا۔

ٹیش خین کی گفت و شنید میں کیتھرین ثانی نے جو نمایاں شرکت کی تھی، اسکو
جوزیف نے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا تھا اور ویران کا طرز عمل اسے سخت ناگوار
ہوا تھا اس نے اس نے قصد کر لیا کہ فرانس سے علیحدگی اختیار کر کے آسٹریا کی خارجی
حکمت علی کی روایات میں ترمیم کر دے جو ۱۸۰۸ء میں کیتھرین اور شاہ کی
دوستی نے پختہ ہو کر ایک گہرے اتحاد کی صورت اختیار کر لی یہ معاہدہ جو ایک واسطے
صلح نامہ مابین کیتھرین ثانی کی شکل میں تھا باہر مداخلت اور اسکی روسے دونوں دولتوں نے
جوزیف ثانی ۱۸۰۹ء ایک دوسرے کے مقبوضات کی کفالت کی اور یہ طے ہوا کہ جب
دونوں میں سے کسی کو امداد کی ضرورت ہو تو ایک دوسرے کی تائید کریں۔ اسے علاوہ اگر

(1) Argeth Joseph II and Catherine von Russlana

Diaries and Correspondence of the Earl of Malmesbury

H. 426 Paganel, Histoire de Joseph H P. 401

باب مالی جنگ کا اعلان کر کے روس کے ملک پر حملہ آور ہو تو جوزیف کیتھرین کی مدد کی عرض سے روانہ ہو گا۔ آسٹریا کی اس امداد اور ٹرکی سے متعلق روس کی کارروائیوں سے چشم پوشی کرنے کے صلہ میں جوزیف کو امید تھی کہ باویریا کے الحاق میں روس اس کی امداد پر مجبور ہو گا۔ کیتھرین اس وقت مسئلہ ٹرکی میں ہمہ تن مشغول تھی اور ایک یونانی شہنشاہت کے قیام کی تدبیریں کر رہی تھی جو روس کی دست نگر ہو۔ گو عالم سبھی میں مدت سے یہ آرزو تھی کہ ترک یورپ سے خارج کر دئے جائیں اور پٹر اظم کے زمانے سے روس کی خارجی حکمت عملی کا مقصد یہ تھا کہ اس کی سلطنت بحیرہ روم کے سوا مل تک پہنچ جائے مگر کیتھرین ہی کا یہ کارنامہ ہے کہ اس نے مشرقی مسئلہ کی طرف قطعی توجہ کی اور ٹرکی کے خلاف میں سلاو قوم کی اس سلسل جنگ صلیبی کا آغاز نہ کیا جس سے مشرقی یورپ میں توازن قوت حد درجہ متاثر ہوا خاندان ہابس بزرگ بجائے رومانوؤں کے خفیہ مقاصد کے کیتھرین کے زمانہ سے روس کی حکمت عملی یہ ہو گئی کہ سلطنت ٹرکی کو تباہ کر دیا جائے۔ دور از قیاس خیالات اور سوہوم امیدوں کے قطع نظر کیتھرین کی حکمت عملی کے مقاصد صرف یہ تھے کہ سلطنت ٹرکی انیسیت و نابود کر دی جائے اور روس کی حقیقی اغراض کے حصول کے لئے سعی بلیغ کی جائے یہ مقاصد ایسے تھے جن سے انگلستان اور فرانس جو کئے ہو گئے اور بحیرہ روم کے توازن قوت میں بھی ایک انقلابی تغیر پیدا ہو گیا۔ مگر درزان مغربی معاملات میں منہمک تھا اور انگریزوں نے روس کے ہاتھوں ٹرکی کی تحریب کی مطلق پروا کی اس لئے کیتھرین کو کمری میا کے الحاق کا موقع مل گیا۔

مشرقی مسئلہ کے اس جدید تغیر سے نہ صرف روس اور آسٹریا کا اتحاد وجود میں آیا بلکہ سینٹ پیٹرس برگ میں ایک سفارتی انقلاب بھی ہو گیا۔ ۱۸۶۲ء سے پان روس کے دارالسلطنت میں پرشیا کے طرفداروں کی جماعت کا سرغہ تھا اور کیتھرین کی حکمت عملی کا دار و مدار پرشیا کے اتحاد پر تھا۔ پولینڈ کی پہلی تقسیم کے بعد جو اس اتحاد کی وجہ سے وقوع میں آئی تھی فریڈرک اعظم نے پان کو روم بطور رشوت دیکر کیتھرین کو موجودہ اتحاد پر قائم رکھا اور امیر کاکی جنگ میں

پانچ کا زوال اور روس کو انڈکستان کی امداد سے باز رکھا۔ فریڈرک غلم نے ۱۷۶۹ء اور پریشیا کے اتحاد کا خاتمہ ہی میں متنبہ کر لیا تھا کہ ٹرکی کی تقسیم میں وہ کبھی حصہ نہ لے گا۔ کیونکہ اس نے یہ محسوس کر لیا کہ اگر اس سے اور آسٹریا روس سے جنگ ہوئی تو ٹرکی کی امداد اس کے لئے نہایت مفید ہوگی۔ اس لئے کیتھرین کو ٹرکی کے متعلق اپنی تجویزوں کو کارگر بنانے میں پریشیا سے کسی امداد کی امید ہو سکتی تھی۔ پانچ نے بھی اس بارے میں اس کی ہمت افزائی نہ کی اسلئے وہ ۱۷۶۹ء ہی سے وزیر مذکور سے متغیر ہو گئی تھی اور پرنس پوٹیم کن جو بجائے الیگزس اور لوو کے کیتھرین کا منظور نظر ہو گیا تھا پانچ کے اثر کی بیخ کنی کر رہا تھا پوٹیم کن نے برسرِ اقتدار ہونے کے بعد ٹرکی کی مخالفت کا علانیہ اظہار کر دیا موی پو کی ملاقات کے بعد روس اور پریشیا کے اتحاد کا خاتمہ ہو گیا، ۱۸۰۱ء سن ۱۷۶۹ء کے اتحاد سے قدیم نظام سیاسی کا اہدم ہو گیا، ۲۰ ستمبر کو پانچ وزارت خارجہ سے علحدہ کر دیا گیا اور ۲۰ ستمبر کو وہ باضابطہ طور پر برطانیہ کو دیا گیا اور ۱۷۶۹ء میں اس نے اور الیگزس اور لوو نے انتقال کیا۔

پریشیا کے اتحاد سے گلو ظامی حاصل کرنے کے بعد اور کری میا کے الحاق کی نیت سے زارینیا نے اس معاہدے کی قدر و قیمت دریافت کرنے میں عجلت کی جو اس نے شہنشاہ سے کیا تھا۔ شہنشاہ بھی اس امر کا خواہش مند تھا کہ ٹرکی کی بیخ کنی میں زارینیا کو مدد دینے کے صلہ میں زارینیا کو جرمنی کے متعلق اپنی تدبیروں میں پھنسا دے اور روس آسٹریا اور فرانس کے درمیان ایک اتحاد قائم کر کے نیدرلینڈ کے بعض اضلاع کے معاوضے میں بادیریا کے بعض حصوں کو اپنی سلطنت سے ملحق کرے اور اس غرض سے فرانس کو بطور رشوت کے اپنی شمالی مشرقی سرحد کی توسیع کا موقع دے۔ کیتھرین نے عین اس وقت کہ جب اس کی فوجیں کری میا کو فتح کر رہی تھیں ایک خط مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۷۶۹ء میں جوزیف ثانی کو اپنی تدبیروں سے واقف کیا۔ اس کی تجویز یہ تھی کہ مولڈے دیا، والے شیا اور بے ساریا کو ملا کر ڈیسیا کی آزاد سلطنت ایک موروثی حکمران کے تحت میں قائم کی جائے جو کلیسے یونان کا پیرو ہو۔ روس ارچا کو لوگ اور میٹروپولیوں کے درمیان کے ضلع اور مجمع الجزائر کے ایک دو جزیروں کے الحاق پر

قانع ہو گا۔ اگر کری میا میں روسی فوجی کارروائیوں کو اسید سے زیادہ کامیابی ہوئی تو جوزیف ثانی سے زارنیا کو امید تھی کہ وہ یورپ کو ترکوں کی حکومت سے آزاد کرانے اور قسطنطنیہ سے انھیں خارج کرنے میں مدد دیگی۔ ترکوں کے خارج کر دئے جانے کے بعد قدیم بی زن ثانی شہنشاہیت دوبارہ قائم کی جائے اور زارنیا کا پوتا کاشن ٹن ٹائن شہنشاہ مقرر ہو۔ اس کا غالباً قصہ تھا کہ یوٹیم کن کوڈیسیا کا بادشاہ مقرر کرادے جوزیف کو مطمئن کرنے کے لئے اس نے یہ تجویز پیش کی کہ آسٹریا کی سرحدوں میں کچھ ترمیم کی جائے اور بحیرہ روم میں بعض کوٹھیاں قائم کی جائیں جو زریف نے تقسیم کی اس تجویز کو پسند نہ کیا اور اس نے اپنے جواب میں مولڈے دیا اور اے شیا (الموتامک) چوچم کو پوس اور سدووا وڈن اور بلغراد کا مطالبہ کیا۔ اس نے یہ تجویز بھی پیش کی کہ وینس کو قبضہ موریہ کریٹ قبرس اور یونان کے دوسرے جزیروں پر بحال کر دیا جائے مگر بڑا غم پر وینس کے دوسرے مقبوضات دل ماسیا و آسٹریا اس کے سپرد کر دے جائیں۔ فرانس اور ٹرکی میں قدیم اتحاد تھا اور جوزیف کو اندیشہ تھا کہ فرانس اپنے قدیم حلیف کو تباہی سے بچانے کی کوشش کرے گا اس لئے اس نے یہ تجویز پیش کی کہ فرانس کو مشرقی یورپ میں اس کی اغراض کے صلہ میں معذرت کر دیا جائے۔ یوٹیم کن آسٹریا کے اتحاد کا مداح نہ تھا۔ کیتھرین کو بھی توسیع سلطنت کے متعلق جوزیف کے منصوبوں سے ہمدردی نہ تھی۔ مولڈے دیا اور وائے شیا پر آسٹریا کے قبضہ کی وہ مخالف تھی اور اس کا قصد مصمم تھا کہ موریہ اور مجمع الجزائر اس کی مجوزہ یونانی سلطنت میں شامل ہوں۔ سی گور کا بیان ہے کہ جوزیف قسطنطنیہ پر روسیوں کے قبضہ کا مخالف تھا اور اس کا ٹنڈوٹوں کا یہ خیال تھا کہ ٹرکی کو فتح کر لینا کوئی آسان کام نہیں اس لئے بالآخر جوزیف نے کیتھرین کو یہ جواب دیدیا کہ اس نے امداد کا وعدہ صرف اس صورت میں کیا تھا کہ ٹرکی روس کے خلاف میں جنگ کا اعلان کرے جس کے اب تک کوئی آثار نہ تھے۔

جوزیف نے جب کیتھرین کی تجویزوں میں مدد دینے سے انکار کر دیا تو

اسے سخت مایوسی ہوئی اس لئے بجائے ان ناممکن اہل تجویزوں کو عمل میں لانے کے
۸ اپریل ۱۸۵۷ء کو ایک یادداشت شائع کی جس میں اس نے کرمی میا کے الحاق
کرمی میا کا الحاق ۱۸۵۷ء کا اعلان کیا اور اس کے متعلق اپنے عسکروں کو بیان کیا۔
کانگریز نے ۱۸۵۷ء ہی میں اعلان کر دیا تھا کہ کیتھربن کا قصہ مخم
ہے کہ آرزو اوچا کوؤ اور بحیرہ اسود کے متصل بعض اضلاع کو اپنے قبضے میں رکھے
اور کرمی میا کو آزاد کرادے۔ کینارجی کے صلحنامے سے کیتھربن کی ان اغراض
میں سے بعض حاصل ہو گئی تھیں۔ اس معاہدے کے ایک دفعہ کی رو سے
تاتاری ٹرکی کی حلقہ گوشہ سے آزاد کرادے گئے اور کرمی میا کو ایک آزاد
سلطنت قرار دیا گیا۔ کرمی میا میں تاتاریوں میں دو جماعتیں ہو گئی تھیں، ایک
اپنی آزادی کے بقا کی خواہاں تھی اور دوسری روس کی مداخلت کی۔ روس کو
اس اختلاف سے رخنہ اندازی کا کافی موقع مل گیا۔ شاہین جوردوس کا طر فدار تھا
خان بنا دیا گیا اور روسی فوج نے جو اس کی کمک پر آئی تھی ہزاروں تاتاریوں کا
قتل عام کر دیا۔ ڈان اور لوگ ندیوں کے درمیان کے خطہ ملک میں ہزاروں
یونانی اور ایشیائی لاکھ آباد کئے گئے گران میں سے اکثر موت کے شکار ہو گئے۔ وئران
اور فریڈرک اعظم کے مشورے سے ترکوں نے ایک معاہدہ تشریحی (licutive)
Convention Exp) کرنے پر اکتفا کیا اور اعلان کر دیا کہ تاتاریوں سے سلطان ٹرکی
کا تعلق صرف روحانی ہے۔ باب عالی نے باضابطہ طور پر شاہین کو خان
کرمی میا بھی تسلیم کر لیا مگر شاہین کو بحال کرنے کے بعد روسیوں نے پھر اسے
سلطنت سے دست کش ہونے پر مجبور کیا اور کرمی میا کا روس کی سلطنت
کے ساتھ الحاق کر لیا گیا۔ اس الحاق کو عمل میں لانے میں تاتاری قیدیوں کو
نہایت بے رحمی سے قتل کیا گیا، قصبے اور گاؤں تباہ کر دیے گئے اور پوچھیم کن نے
”ٹارین“ (فاح کرمی میا) کا لقب چند روز کے بعد اختیار کیا۔“

روس نے کری میا کو اپنے ملک میں ملحق کر لیا مگر جوزیف ثانی نے اس کی مطلق مخالفت نہ کی بلکہ باب عالی کی تنخویف کے لئے اس نے ایک فوج اپنی سرحد پر بھیج دی۔ اس کے یہ ددلوں فعل آسٹریا کے حقیقی مفاد کے خلاف تھے۔ آسٹریا اور ہنگری کا بادشاہ ہونے کی وجہ سے اس کا فرض عین تھا کہ مشرقی یورپ میں روس کے حقوق کو روس کے مشرق میں روس اور آسٹریا کی اغراض اسی وقت سے متضاد تھیں جب کہ چارلس ششم نے ایک ایسی ساعت میں جو اس کے خاندان کے لئے نہایت شخص تھی یوچین کی نصیحت پر عمل نہ کیا اور مولڈیا والے شیا اور ڈین یوپ اور ساوی ندیوں کے دامنہ کنارے کے ترکی اضلاع پر قبضہ کیا یا ساروڈنز کے صلح نامے کو منظور کر لیا یا ۱۷۶۱ء تا ۱۷۶۴ء کی جنگ ترکی و روس میں اور پھر ۱۷۷۵ء میں ترکی کی تقسیم کی متعلق آسٹریا اور روس میں نامہ و پیام ہوئے تھے لیکن میرزا تقی میر سا ایک زبردست بدترقی اور ڈین یوپ کی ریاستوں پر روس کے دائمی قبضہ کی اس نے ہمیشہ مخالفت کی اس لئے احتمال کے بعد جوزیف ثانی کو بھی اسی طرز عمل کے اختیار کرنے میں فائدہ تھا کہ ترکی کے خلاف روس کے جو منصوبے تھے ان میں کبھی معاون نہ ہو۔

روس اور آسٹریا کے علاوہ دو دولتیں انگلستان اور فرانس اور بھی یقیناً جنہیں ان معاملات سے سروکار تھا۔ مگر انگلستان میں اس وقت ”اتحادی وزارت“ برسر اقتدار تھی جس نے روس کی قدیم دوستی سے انحراف کرنا مناسب نہ خیال کیا جو اس صدی کے شروع سے قائم تھی۔ فاکس وزیر خارجہ تھا اور جیاتھم کی طرح اس کا بھی یہی خیال تھا کہ انگلستان پر شیا ڈین اور روس کی شرکت سے ایک اتحاد قائم کیا جائے اور اگر فریڈرک اعظم شرکت سے انکار کر دے تو آسٹریا کو شریک کر لیا جائے۔ باوجودیکہ روس نے گزشتہ جنگ میں انگلستان کو مددینے سے انکار کر دیا تھا اور گو مسلح غیر جانب داری کے معاملے میں روس کی روش معاندانہ تھی مگر فرانس سے بغض رکھنے کی وجہ سے انگلستان کے مددوں کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا تھا اور ترکی تجزیب کی طرف سے بھی وہ اسی طرح چشم پوشی کرنے والے تھے جیسا کہ پولینڈ کی پہل تقسیم کی طرف سے انہوں نے کیا تھا۔ روس نے صلح کے زمانے میں بلا کسی معقول عذر کے بے ایمانی سے کری میا اور بحیرہ اسود کے شمالی سواحل پر قبضہ کر لیا تھا۔ انگلستان اور آسٹریا نے اس پر سکوت اختیار کر کے گویا خود بھی اس غاصبانہ کارروائی میں

شریک ہو گئے۔ مشرقی یورپ جن خطروں میں مبتلا ہونے والا تھا انکا درثران کو بخوبی علم تھا اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ سلطنت ترکی کا بقا فرانس کے لئے نہایت ضروری ہے اس لئے یورپ کے موجودہ نظام سیاسی و توازن قوت کے قائم رکھنے کے لئے انگلستان کی معاونت حاصل کرنے کے لئے سعی یلیغ کی۔ وہ خوب جانتا تھا کہ سلطنت ترکی کی تباہی سے توازن قوت میں یقیناً فرق آجائے گا اور آسٹریا کو اطالیہ میں تفوق حاصل کرنے کا موقع مل جائیگا اسی وجہ سے اس نے عہد نامہ ورسالز کی ترتیب میں عجلت کی اور یہ کوشش کی کہ انگلستان اور فرانس میں دو آنا چاقی نہ ہو جائے۔ ان کوششوں سے اس کا مقصد یہ تھا کہ اسے مشرق کے معاملات کی اس نئی گتھی کو سلجھانے کا موقع مل جائے اور اگر ممکن ہو تو انگلستان کو بھی اس معاملے میں اپنا معاون بنائے۔ لیکن درثران کو انگریزوں کی معاونت حاصل کرنے میں بالآخر ناکامی ہوئی اس لئے اسے مجبوراً اپنی ذاتی کوششوں پر بھروسہ کرنا پڑا اکتوبر ۱۸۵۲ء میں اس نے مارکوس دی ناول کو وائسا اس غرض سے بھیجا کہ جو زیف کو متنبہ کر دے کہ اگر وہ اپنے مشرقی منصوبوں سے باز نہ آیا تو اسے فرانسیسی اتحاد سے کسی قسم کی اسید نہ رکھنی چاہئے اس کے ساتھ ہی قسطنطنیہ کے فرانسیسی سفیر سائین پریس نے سلطان انظم کو یہ مشورہ دیا کہ سکوت اختیار کر لیں۔ ۶ جنوری ۱۸۵۳ء کو معاہدہ قسطنطنیہ کی رو سے باب عالی نے کری میا اور کوبان صلح نامہ قسطنطنیہ سے باضابطہ طور پر دست کشی کر لی یہ بات ۱۸۵۳ء میں ردا جانے سے قبل گستاؤس سوم کیتھرین سے کچھ نامہ وپیام کر رہا تھا اس لئے روس کی قوت کو گھٹانے کی غرض سے درثران نے اسے درسالز میں بلوایا اور ۱۹ جولائی ۱۸۵۳ء میں فرانس اور سوئیڈن میں اتحاد ہو گیا جس کی رو سے فرانس نے جزیرہ سینٹ بارتھولومیو سوئیڈن کو دیدیا اور گستاؤس کو ایک رقم سالانہ بطور امداد دینے اور جنگ کی صورت میں معاونت کرنے کا وعدہ کیا۔ درثران کی ان پیش بندیوں کی وجہ سے جنوری یورپ کے متعلق کیتھرین کی عظیم الشان تدبیروں کا عمل میں آنا ۱۸۵۳ء میں بھی ملتوی ہو گیا جب کہ ترکی نے انگریز جنگ کی تجدید کا موقع پا کر روس کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔ چو کہ

مشرقی سسٹم کی طرف اس وقت یورپ کو توجہ نہ تھی اس لئے جوزیف نے نیدرلینڈ اور جرمنی کے متعلق اپنے عظیم الشان منصوبوں کو عمل میں لانے کی کوشش شروع کی جس میں اگر اسے کامیابی ہوتی تو یورپ کی آئندہ تاریخ بدل جاتی۔ ۱۷۸۵ء ہی میں اس نے روسی اتحاد سے تقویت پا کر اور انگلستان اور ہالینڈ کی جنگ سے نفع اٹھا کر چارلس ششم اور میریا تھیری سا کے مقاصد جوزیف آنے کے منصوبے کے حصول اور صلح نامہ سرحدی کو کالعدم کر دینے کی کوشش کی تھی۔ مغربی ممالک کے متعلق ۱۷۸۴ء میں اس نے اصرار کیا کہ شیلٹ ہمدی جہاز رانی کے لئے کھول دیا اور مینٹریخت کے متعلق بھی اس نے اپنے قدیم دعوؤں کی تجدید کی۔

امدرونی نا اتفاقیوں اور انگلستان کی جنگ سے ہالینڈ کی حالت نہایت سقیم ہو گئی تھی اور جوزیف کی دست درازیوں کو روکنے سے وہ بالکل مجبور تھا۔ اٹھارہویں صدی کے پیشتر حصے میں ڈچ اور انگریزوں کا تعلق اس قدر گہرا تھا کہ ہالینڈ کو انگلستان کا محض ایک متوسل خیال کیا جاتا تھا مگر ایک فرانسیسی سفیر موسیودی لاوگیوں کی شاطرانہ چالوں سے جو ہالینڈ میں ۱۷۸۱ء میں آیا یہ حالت متغیر ہو گئی۔ ہالینڈ کی تاریخ میں ایک عجیب تسلسل تھا یعنی اس کے باشندے صدیوں سے دو جماعتوں میں تقسیم تھے جن میں سے ایک دولت مند شہریوں کی عدویہ جماعت تھی۔ یہ لوگ مہمان وطن کے نام سے لقب تھے، خاندان آرتنج سے اکوٹھن تھا اور فرانس کی تائید انھیں حاصل تھی۔ دوسری عوام پسند جماعت تھی جس میں امرا اور ادب طبقہ کے لوگ زیادہ تر شامل تھے، ہالینڈ سے حیدر گھنے کی وجہ سے چھ صوبجات کے باشندے اور عوام بھی اکثر انکی تائید کرتے تھے، یہ جماعت خاندان آرتنج پر اپنی آزادی کے بانی اور شہریوں کے خلاف اپنا ماحاطہ خیال کر کے اس پر شیدا تھی اور انگلستان کی دوستی کی خواہاں تھی۔ ۱۷۸۵ء میں اسٹاٹ ہولڈر کی خدمت اناتھ وڈ کور دونوں کے لئے موروثی قرار دی گئی تھی اور ۱۷۸۷ء میں اس انتظام کی توثیق ہو گئی۔ موجودہ اسٹاٹ ہولڈر ولیم پنجم کی شادی اکتوبر ۱۷۸۷ء میں فریڈرک اعظم کی بیٹی سوخیاول ہی نامیہر جب وہ پرشیا سے روانہ ہوئی تو فریڈرک نے اسے یقین دلایا کہ

Paganel, Histoire de Joseph 11, P. 391

(1) De Witte, Une Invasion Prussienne en
Hollande P 1

وہ ایک ایسے ملک میں آباد ہونے والی تھی جس میں بادشاہت کے تمام منافع موجود تھے اور
 زحماتیں مطلق نہ تھیں۔ ہالینڈ میں وہ گولیوں نے عدویہ جماعت میں جان ڈال دی جو اپنی تجارتی
 اغراض کی وجہ سے فرانس سے دوستی رکھنے پر مصر تھی۔ ۱۶۷۲ء میں ڈچ اور انگریزوں میں جنگ
 چھڑ گئی۔ ولیم پنجم کے انگریزوں سے ہمدردی رکھنے اور جنگ میں ڈچ کی ہزیمتوں سے فائدہ
 اٹھا کر ”مبحان وطن“ کی جماعت نے یہ تجویز پیش کی کہ یا تو اسٹاٹ ہولڈر کی خدمت موقوف
 کر دی جائے یا اسے اپنے اقتدارات سے محروم کر دیا جائے تاکہ ولیم پنجم بالکل بے بس ہو جائے
 ویران نے جو ہالینڈ میں فرینسیسی اکثر کو مستقل طور پر قیام کرنا چاہتا تھا ان تجویزوں کی تائید کی اور جوزف دوم
 نیدرلینڈ میں جوزف دوم دست درازوں سے اسے اپنی تجویزوں کو عمل میں لایا کچھ موقع مل گیا۔ ڈچ مخالفوں میں
 کی دست درازیاں۔ چونکہ اب نہ تو انگلستان سے امداد کی درخواست کر سکتی تھیں اور نہ شہنشاہ
 احکام کی مخالفت کر سکتی تھیں اس لئے انھوں نے سرحدی قلعوں کا
 تخیلہ کر دیا۔ اس کامیابی سے جوزف دوم کی ہمت بڑھ گئی اور ۱۶۸۳ء کے اوائل اور ۱۶۸۸ء کے
 آغاز میں اس نے کئی ڈچ قلعوں کا محاصرہ شروع کر دیا جن میں سے قلعہ لیلوشیلٹ ہندی کے
 دہانے پر واقع تھا اور ایک اسٹروی فوج کو نیدرلینڈ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا ڈچ اور انگریزوں
 میں اس وقت تک جنگ شروع نہیں ہوئی تھی اس لئے انھوں نے شہنشاہ کی ان جدید
 دراز وستیوں کا مقابلہ کیا اور شیلٹ ہندی میں ایک شہنشاہی جہاز کو گرفتار کر کے اور قلعہ لیلو کے
 ارد گرد کے ڈایک (بند) توڑ دئے۔

اپریل ۱۶۸۸ء میں صلح کی کانفرنس برلین میں منعقد ہوئی لیکن جوزف کے دعوے بالکل
 ناقابل تسلیم تھے اس لئے ڈچ نے فرانس سے وساطت کی درخواست کرنے کے علاوہ سینس ٹرٹ
 کو سپاہی بھیجے اور ایک کافی فوج بھرتی کرنے کا ارادہ کیا مگر اگست میں جوزف نے اپنے
 دعووں میں ترمیم کر دی اور صرف یہ مطالبہ کیا کہ شیلٹ میں جہاز رانی کی عام اجازت ہو جائے
 تاکہ اس کی رعایا ہندوستان سے براہ راست تجارت کر سکے۔ اس کے علاوہ اس نے ڈچ
 کی کمزوری کے لحاظ سے یہ بھی دیکھی دی کہ اگر شیلٹ کو تجارت کے لئے کھولنے کی مخالفت

(1) De Witt, Une Invasion Pruss-ien-ne en Hollande P 17

(2) Paganel, Histoire de Joseph 11 P 392

لیکن تو اس فعل کو وہ اعلان جنگ کے مساوی خیال کرے گا لیکن ڈچ نے جنگ کی اس دھمکی کی پروا نہ کر کے صلح نامہ ویسٹ فالیبا کے دفعہ ۴ کا حوالہ دیکر شیلٹ کے بند کرنے کا حکم دیدیا اور ۵ ستمبر کو ایک شہنشاہی جہاز گرفتار کر لیا۔ ڈچ کی اس کارروائی سے جوزیف کو جو اس وقت ہنگری میں تھا سخت تعجب اور رنج ہوا، بروسیلز کی کانفرنس ختم ہو گئی اور آسٹروی فوجیں نیدرلینڈ کی طرف روانہ ہوئیں کیونکہ شہنشاہ کی امداد پر آمادگی ظاہر کی اور ۲۰ ستمبر کو اس نے ہالینڈ کے اسٹیٹس جنرل کو دھمکی دینے کی غرض سے ایک یادداشت روانہ کی مگر فرانس ڈچ کی تائید کے لئے تیار تھا اس لئے ایک عام یورپی جنگ ناگزیر معلوم ہوتی تھی۔ لیکن کانٹوفرانس اور آسٹریا کے اتحاد کے ٹوٹنے کا سخت مخالف تھا اور اس نے جوزیف کو فرانس کی وساطت منظور کرنے پر راضی کر لیا۔ انگلستان بھی شہنشاہ کے طرز عمل کو ناپسند کرتا تھا اور روسی و بابر کا رخ بھی بدل گیا تھا کیونکہ فرانس نے باوجود اپنے سابقہ اقرار کے شہنشاہ کو مشورہ دیا کہ مصالحت پر آمادگی ظاہر کرے اور فرانسیسی سفیر کا ونٹ دی سی گور کے مشورہ سے اس نے اسٹیٹس جنرل کو ۲ دسمبر ۱۷۹۲ء کو ایک دوسری یادداشت بھیج کر اعتدال پسندی اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔ ورثران آگاہ تھا کہ صلح کی بقا فرانس کے لئے نہایت ضروری ہے مگر فرانسیسی حکومت نے ڈچ کی پوری تائید کی جس سے جوزیف کو صلح نامہ فون تین بلو منظور کرنا پڑا جس پر ۱۸ نومبر ۱۷۹۲ء کو دستخط ہو گئے۔ اس صلح نامہ کی رو سے شہنشاہ نے دیلائے شیلٹ میں اپنی حدود کے باہر آزاد جہاز رانی کے دعوے سے دست کشی کی اور ہالینڈ نے شیلٹ دریا کے اس حصے پر اس کے حقوق شاہی کو تسلیم کر لیا جو اینٹ ورپ اور سافٹی لین کے درمیان واقع تھا یس ٹرخت اور ملحقہ اضلاع کے متعلق جوزیف کے جو دعوے تھے ان سے بھی وہ دست کش ہو گیا لیکن لیلو اور لیف کین شو ایک کے قلعے اس کے حوالہ کئے گئے۔ المختصر اہل فلینڈرس کو مہند وستان کی تجارت سے مستفید ہونے کا موقع مل گیا بعض اضلاع کا الحاق عمل میں آیا اور بعض چھوٹے چھوٹے قلعے مسمار کر دیئے گئے شہنشاہ نے ایک کروڑ روپے کا ڈچ سے مطالبہ کیا تھا انھوں نے اس کی ادائی سے انکار کر دیا مگر ورثران نے اس رقم کے ایک جزو کے ادا کرنے کا وعدہ کر لیا فریڈرک اعظم کی پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی۔ مارکوس دی بوا می ایل کو اس نے لکھا تھا وہ تم دیکھ لو گے کہ ورثران جمہوریہ (ہالینڈ) کو بالآخر مجبور کرے گا کہ میرے بھائی

جو زلیف کو کچھ دیدے اور اس طور پر اس سے مصالحت کر لے لیہ
 صلح نامہ فون تین بلو کو ہسپانیہ نے بھی ۱۷۸۶ء میں تسلیم کر لیا۔ فرانسیسی سفیروں کی یہ
 ایک زبردست کامیابی تھی اور باوجود جیمس ہیرس کی کوششوں کے جو ۱۷۸۶ء میں
 سینٹ پیٹرس برگ سے ہالینڈ کو منتقل کر دیا گیا تھا، اس صلح نامے کے بعد ہی۔ امر نومبر
 کو فرانس اور ہالینڈ کے درمیان ایک گہرا تجارتی اور فوجی اتحاد قائم ہو گیا جسکی وجہ سے
 فرانس اور ہالینڈ کا اتحاد ہالینڈ میں فرانس کا اثر غالب ہو گیا اور انگلستان کی سلطوت کو سخت
 ۱۷۸۵ء
 صدمہ پہنچا۔

انگلستان اور یورپ کے لئے نیدرلینڈ اور ہالینڈ کے ان
 واقعات کی جواہریت تھی اس کا کافی طور سے اندازہ کرنا سخت دشوار ہے۔ صلح نامہ سرحدی
 بالخصوص اس لئے ہوا تھا کہ دول بحری سے آسٹریا کے تعلقات مستحکم ہو جائیں اور ڈچ صوبجات
 سے ملکہ وہ فرانس کی دست درازیوں کو روک سکے۔ سرحدی قلعوں میں سے اکثر یا تو منسما
 کر دئے گئے تھے یا انکی محافظ فوجیں ناکافی تھیں، شہنشاہ کو فرانس کی پیش قدمی کے
 روکنے میں کوئی دلچسپی باقی نہ تھی اور دول بحری میں سے خود ایک (ہالینڈ) فرانس سے
 متحد ہو چکا تھا صلح نامہ یوٹ ریخت کے ذریعہ سے جو نظام سیاسی حد درجہ احتیاط سے
 قائم کیا گیا تھا وہ ہمیشہ انگلستان اور آسٹریا اور ہالینڈ کے درمیان باعث اختلافات
 ثابت ہوا تھا اور اب وہ کالعدم ہو چکا تھا۔ فرانسیسی حملوں سے آسٹری نیدرلینڈ کو اب کوئی
 بچا نہیں سکتا تھا اور نل پریشیا کے انگلستان بھی یورپ میں بے یار و مددگار ہو گیا۔ بقول
 سٹریکی ”انگلستان کے ایک قدیم حلیف (ہالینڈ) نے جسکا شمار یورپ کی بڑی بحری
 سلطنتوں میں تھا، انگلستان سے اپنے آپ کو علیحدہ کر کے فرانس کا شریک ہو کر قریب قریب
 خاندان بوربون کے اتحاد خاندانی میں شریک ہو گیا تھا۔ ایک صدی سے اونھڑے
 توازن قوت کے قیام کے لئے انگلستان اور فرانس متحد تھے اور ولیم پنجم اب تک انگلستان کا

(1) Paganel, Histoire de Joseph 11 P 400

(2) Lecky, History of England in the Eighteenth Century,
 vot Vot, P 78

ہوا خواہ تھا مگر وہ اور اس کے طرفدار مہمان وطن کی جماعت غالب کے مقابلے میں محض بے بس تھے اس جماعت کی ہمتیں کامیابی کی وجہ سے بڑھ گئی تھیں اور اس نے ستمبر ۱۷۹۸ء کو ہینگ کی محافظ فوج کی کمان اور کپتان جنرل کے عہدے سے اسٹاٹ ہولڈوں کو محروم کر دیا۔ اگلی اس کارروائی سے حالت نہایت نازک ہو گئی جو ۱۷۹۸ء کے اتحادِ ثالثہ کے قیام کی باعث ہوئی۔ لیکن اس واقعے کے پیش آنے کے قبل جوزیف ثانی نے قابل تعریف استقلال کے ساتھ ۱۷۹۸ء کی حکمت عملی کی طرف عود کیا اور جنوبی جرمنی میں آسٹریا کے مقبوضات کو مستحکم کرنے اور آسٹرویائی نیدرلینڈ کے بیشتر حصے میں ایک سلطنت بر گنڈی قائم کرنے کی تدبیراں اور دانشمندانہ گو قبل از وقت تجویز کو عمل میں لانے کی کوشش کی۔ اگر یہ تجویز عمل میں آجاتی باویریا کے متعلق جوزیف تو جنوبی جرمنی ایک مستحکم سلطنت کی صورت میں متحد ہو جاتا اور ثانی کے منصوبہ ۱۷۹۸ء پر بازو حال کی سلطنت بن جیم پچاس سال قبل قائم ہو جاتی حقیقت یہ تھی کہ ”سلسلہ باویریا“ جو جوزیف کے لئے وہی اہمیت رکھتا تھا جو سلاو ترقی کی کیٹیمین ثانی کے لئے تھی۔ جوزیف کی یہ آرزو تھی کہ جرمنی میں آسٹریا کا تنوع قائم ہو جائے اور نسل پرشیا کے آسٹریا بھی ایک ایسی سلطنت ہو جائے جسکی مرکزی قوت زبردست ہو۔ لیوہین زولرن خاندان کی قوت کے ٹھٹھنے سے آسٹریا رفتہ رفتہ جرمنی سے خارج ہو رہا تھا، اس خطرے سے بھی جوزف بخوبی آگاہ تھا۔ واقعات مابعد سے ظاہر ہے کہ آسٹریا کے مفاد کو ترقی دینے کی اغراض سے اس نے کس قدر دوراندیشی اور دانشمندی سے کام لیا۔

جنوری ۱۷۹۸ء میں چارلس تھیرہور کے وارث ڈیوک آف زوی بروکین نے فریڈرک اعظم کو مطلع کیا کہ ایک روسی سفیر کا ونٹ رومی اینٹ زوونے اسکے سامنے باویریا کے الحاق کے متعلق جوزیف ثانی کی نئی تجویز پیش کی تھیں جو جوزیف کی تجویز یہ تھی کہ باویریا، بالائی پٹائی نیٹ اور نیو برگ، سلرباخ اور لیوخن ٹین برگ کی ریاستوں کے معاوضے میں الیکٹر پالائٹن کو آسٹرویائی نیدرلینڈ کا بیشتر حصہ خطاب شاہی کے ساتھ دیدیا جائے اور فرانس کو بطور رشوت گلزنیم برگ اور نامور بطور رشوت دئے جائیں یہی تجویز ایک شہنشاہی سفیر نے میونخ میں الیکٹر

چارلس تھیوڈور کے ملاحظے میں پیش کی فریڈرک اعظم اب یورپ میں بالکل تنہا تھا اور اتحاد فرماں روایان جرمنی کے قیام میں مصروف اس نے جوزف کی اس تجویز کی مخالفت میں سینٹ پیٹرس برگ وائٹا اور ورسالز کے درباروں کو اعتراضی یادداشتیں بھیجیں اور فرانسیسی دربار کو لکڑیم برگ اور نامور پربضہ کرنے کے درپے ہونے اور شہنشاہ کو دستور شہنشاہی کی خلاف ورزی کرنے کا الزام دیا۔ ڈیوک زوی بروکین بھی فرانس روس اور پریشیا سے فریادی ہوا جو صلح نارٹیش ضلع کے کفیل تھے۔ چارلس تھیوڈور نے باویریا کی مجلس قومی کی روش سے خائف ہو کے اعلان کر دیا کہ مجھے جوزف کی تجویزوں کا مطلق علم نہیں اور شہنشاہ نے بھی اس سخت مخالفت سے عاجز ہو کر اعلان کیا کہ میرے منظر صرف ایک ایسا انتظام تھا جو سب کے لئے مفید ہو مگر چونکہ ڈیوک زوی بروکین کو اس پر اعتراض فریڈرک اعظم و اتحاد ہے اس لئے میں آئندہ اس کے متعلق کوئی کارروائی نہ کرؤں گا کیونکہ اس نے بھی اسے قسم کے عذر پیش کئے اور جرمنی کے اندرونی معاملات میں دخل نہ دیا۔ خاندان ہابس برگ سے اس آخری چھیڑ چھاڑ میں کامیابی حاصل کر کے فریڈرک اعظم نے قصد کیا کہ جرمنی کے دستور مملکت کو شہنشاہ کی دست درازوں سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دے۔ مارچ ۱۷۹۰ء میں اس نے سیکسنی اور برنس وک لون برگ کے فرمان رواؤں کو اس نے ”اتحاد فرماں روایاں“ کی تجویز سے مطلع کیا اور تینوں ریاستوں کے نائبوں نے ملکر اتحاد مذکور کی شرائط کا مسودہ تیار کیا فریڈرک کی طرف سے یرن ٹون اسٹاٹ اس کارروائی میں شریک تھا۔ اس اتحاد میں فرمان روایان ذیل بھی بہت جلد شریک ہو گئے سیکس ویمروگوٹا زوی بروکین اور میکس لین برگ کے ڈیوک آن ہاسٹ کے پرنس باؤین کا مارگریو، میننز کا آرج بشپ ایکٹر (ایکٹروں کی مجلس کا صدر اور جرمنی کا نائب چینسلر) اوس نایرک کا اسقف ٹریکا آرج بشپ ایکٹر اور ہیس کیا سیل کالینڈر گریو۔ اس مشہور اتحاد (Fursten bund) کے قیام کرنے میں فریڈرک کو کامیابی یوں ہوئی کہ اس نے جرمنی کے فرمان رواؤں کو ڈرا دیا تھا کہ جوزف شہنشاہیت کے حقوق کو کالعدم کرنا چاہتا ہے اور لکڑیم برگ فرانس کو سپرد کر کے جرمنی کے ساتھ غداری کرنا چاہتا ہے۔ اتحاد فرماں روایاں سے بظاہر مقصود یہ تھا کہ حسب تصفیہ صلح نامہ ویسٹ فالیا شہنشاہیت کے دستور کو برقرار رکھا جائے اور جرمنی کے فرمان رواؤں کو دوسروں کی دست درازوں سے محفوظ رکھا جائے

باویر یا کوآسٹریا میں ضم ہونے اور تقسیمی تجویزوں کو رد کرنے کے لئے خفیہ دفعات بھی رکھے گئے تھے۔ دولِ عظمیٰ میں سے کسی نے اس اتحاد کے قیام کو پسند نہیں کیا جو فریڈرک اعظم کا آخری کارنامہ تھا۔ اُس کے انتقال کے بعد اور فرانسیسی انقلاب کے وقوع میں آنے سے اُس کی اہمیت جاتی رہی۔ مگر باویریا کے الحاق کا خیال جو زلیف اور اس کے جانشینوں کے دماغ سے اس وقت تک نہ گیا جب کہ ۱۸۰۶ء میں میٹزخ کی تجویزوں پر عمل کرنے سے جرمنی کے متعلق آسٹریا کی حکمت عملی بالکل بدل گئی۔

۱۸ اگست ۱۸۰۶ء کو فریڈرک اعظم نے ۴۶ سال سلطنت کرنے کے بعد انتقال فریڈرک اعظم کا انتقال ۱۸ اگست ۱۸۰۶ء کیا۔ اپنے عہدِ حکومت میں اس نے پرشیا کو خالص جرمنی سلطنتوں میں سب سے سربرآوردہ بنادیا تھا اور اُس کا شمار یورپ کی دولِ عظمیٰ میں ہونے لگا تھا۔ مثل جو زلیف ثانی کے اُس کا بھی یہ مقصد تھا کہ

اپنی سلطنت کے منتشر علاقوں کی حدود کو ایک دوسرے سے ملا دے، خاندان ہائے ہسپین بوربون کی زیادتیوں کا مقابلہ کرنے کی غرض سے جرمنی کے قومی مفادات کی محافظت کرے اور شہنشاہیت جرمنی کا سربرآوردہ رکن ہو جائے۔

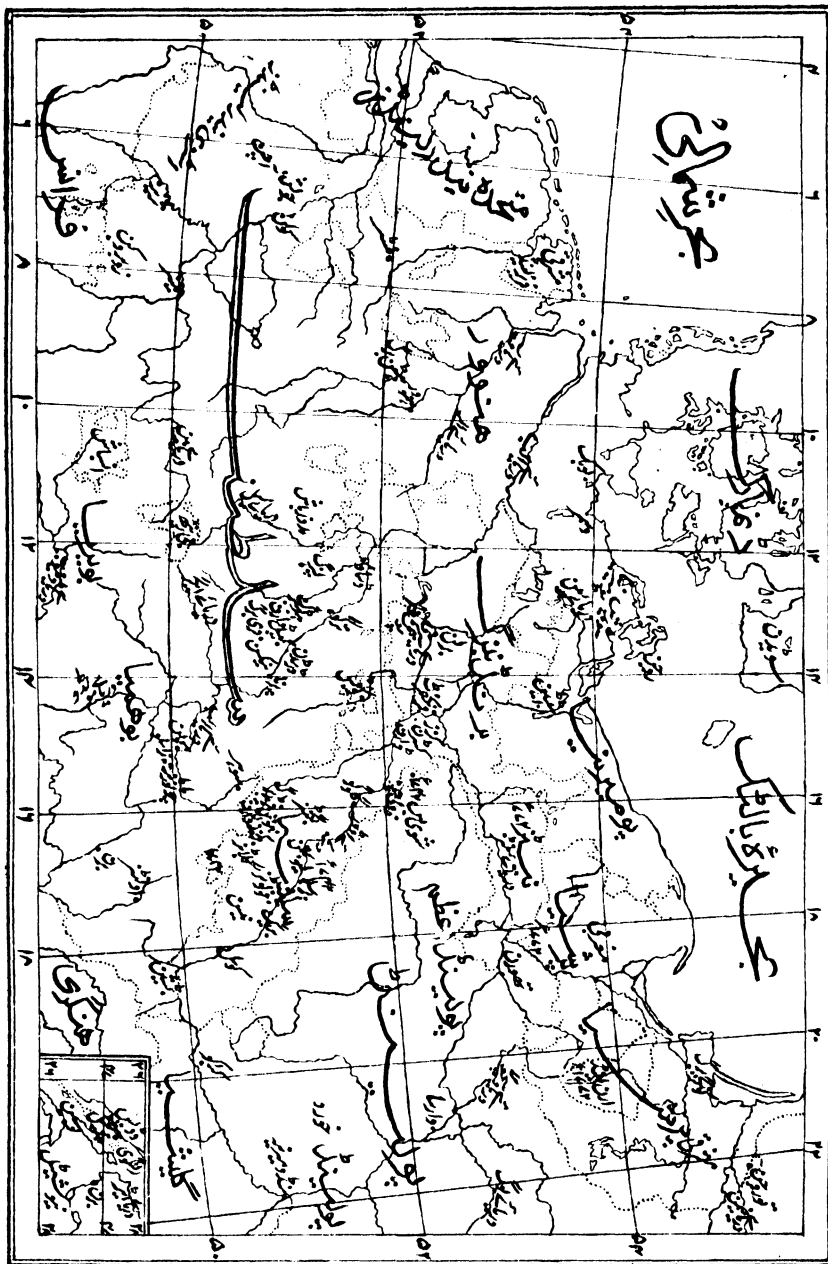
فریڈرک اعظم کے عہدِ حکومت میں پرشیا نے عجیب و غریب ترقی کی۔ پولینڈ کے جن حصوں کو پرشیا نے ۱۸۰۶ء میں فتح کیا تھا اُن کا اور سائی لے شیا کا انتظام اُس نے اس خوبی سے کیا کہ ان کے باشندے سلطنت کے دوسرے باشندوں سے شہر و لشکر ہو کر مل گئے جنگِ ہفت سالہ کے تباہ کن نتائج کے باوجود اُس نے جب انتقال کیا تو اس کے ملک کے ذرائع میں بہت کچھ ترقی ہو گئی تھی آبادی بیس لاکھ سے بڑھ کر ساٹھ لاکھ تک پہنچ گئی تھی حاصل ۱۲ ملین کے بجائے ۲۴ ملین ہو گئے تھے فوج میں سپاہیوں کی تعداد دو لاکھ تھی اور خزانے میں ستر ہزار سکے تھا لر جمع تھے۔

اس غیر معمولی ترقی کا بانی خود فریڈرک تھا اور اس کا جاری رہنا بھی اُس کی موجودگی پر مبنی تھا۔ فریڈرک نے اپنے طویل عہدِ حکومت میں ایک عجیب و غریب انتظامِ انتظامی قائم کیا تھا مگر مرکزیت کا وہ اس قدر دلدادہ تھا کہ تمام اقتدار اس نے اپنے ہاتھوں میں رکھے تھے اور اس کا یہ کہنا بالکل بجا تھا کہ میں سلطنت ہوں اُس کی سرگرمی

عمومیت

برشیا ۱۸۷۱ میل

قوانین قوت



جفا کشی استقلال اور پیش بینی کی کما حقہ تعریف کرنا ناممکن ہے۔ اپنی صدی کے بہترین بادشاہوں پر بھی اسے فوقیت حاصل تھی۔ مگر وہ اتنا درجہ کا خود غرض تھا اور اصل مصلحت و قانون بین الاقوامی کی اسے مطلق پروا نہ تھی۔ اس کے یہ عیب اس زمانہ میں بھی نمایاں تھے حالانکہ دوسرے بادشاہوں کو بھی معاہدوں کی پابندی اور شاہی خاندانوں کے حقوق کا بہت کم لحاظ تھا۔ خارجی و داخلی ہر قسم کے معاملات میں وہ صرف مصلحت و وقت کا لحاظ کرتا تھا اور اس کے سامنے شیا پر قبضہ کر لینے اور پولیٹک کی تقسیم کر دینے سے یورپ کے قدیم نظام سیاسی کو زخم کاری لگ گیا۔

اس کے نظام فوجی و ملکی کی کمزوری اس کے مرتے ہی عیاں ہو گئی۔ فوج جس میں قریب ایک ثلث غیر ملکی تھے عامہ قوم سے بالکل الگ تھی اور یہی حال اس وقت تک رہا جب کہ جیتا کی جنگ میں اس کے شکست یاب ہونے کے بعد شارن ہو رسٹ نے اس کی پوری اصلاح کی جس کی وجہ سے بجائے ایک مختلف عناصر کی فوج ہونے کے جو قوم سے بالکل علیحدہ تھی وہ ایک قومی فوج بن گئی۔ نظام ملکی کی بھی یہی حالت ہوئی یعنی اس کی رہنمائی سے محروم ہو جانے کے بعد نظام مذکور کا ضعف بھی عیاں ہو گیا۔ واقعہ یہ تھا کہ جلد اقتدارات کو اپنے ہاتھوں میں رکھنے کی وجہ سے اس کے وزیروں کی حیثیت محض منشیوں کی تھی اور اس کے عہدہ داروں کی حالت کچھ پتلیوں کی تھی اپنی رعایا کے متعلق اس کا یہ خیال تھا کہ ”وہ منہ سے غرض سے پیدا کئے گئے ہیں کہ اس کے احکام کی تعمیل کریں اور ان چیزوں کو عمل میں لائیں جن سے اس کی سلطنت کی توسیع ہو اور اس کی قوت میں اضافہ ہو۔“

اس عجیب و غریب نظام انتظامی کی مدد سے اور ان تدبیروں سے جو جنگ ہفت سالہ کے بعد اس نے زراعت و مصنوعات کو فروغ دینے شہروں کی از سر نو تعمیر اور آباد کرنے اور مالی حالت کو بہتر کرنے کے متعلق اختیار کیں پرشیا کی عظمت یورپ میں قائم ہو گئی تھی لیکن قابل عہدہ داروں کے عدم وجود کی وجہ سے اور ان خرابیوں کی وجہ سے جو نظام ملکی میں شروع سے موجود تھیں پرشیا کا زوال شروع ہو گیا گو یہ زوال عارضی تھا۔ بادشاہ

کے انتقال کے بعد ہی مراو نے ایک تحریر میں لکھا تھا کہ جب تک معاملات خارجیہ میں کوئی پیچیدگی واقع نہ ہو ہر چیز علیٰ حال رہے گی لیکن جہاں انقلاب کے آثار نمایاں ہوئے یا جنگ چھڑی تو موجودہ نااہل حکمرانوں کی حکمت کا خاتمہ ہو جائیگا۔

مگر باوجود اس قول فیصل کی صحت کے جرمنی کی ارتقاء میں جنگ ہفت سالہ ایک اہم منزل تھی۔ فریڈرک نے مستقل طور پر وہ طرز عمل اختیار کیا تھا جو خاندان ہوبن زولرن کا اصل فریضہ تھا گو اسے اس امر کا غالباً احساس نہ تھا یہ قول کارلائل موآسٹریا نے سانی نے شیا کھو دیا مگر جرمنی کو پریشیال کیا، یہ ایک ترقی کرنے والا ملک تھا جس کی بنیادیں مستحکم تھیں اور اسی کا دامن بکڑ کر جرمن قومیں متحد ہو سکتی تھیں۔

پریشیا کی فوجی قوت جس کی بنیاد فریڈرک نے ڈالی تھی نیپولین کے حملوں کو برداشت نہ کر سکی مگر تاہم پریشیا کی حکومت ہر طرح سے اُس کی فرض شناسی کی مرہون منت ہے جس پر وہ تا دم مرگ پابند رہا۔ (سٹائن کی طرح اُسے بھی سلطنت کی طرف اپنی ذمہ داری کا نہایت گہرا احساس تھا یہ منصب شاہی کے اس اعلیٰ تخیل میں فریڈرک کے علاوہ اس صدی کے دوسرے روشن خیال مطلق العنان حکام بھی شریک تھے مگر جس جانفشانی اور جانگاہی سے اُس نے ہمیشہ سلطنت کی خدمت کی جس کا وہ اپنے آپ کو اول سب سے پہلا خادم تصور کرتا تھا اس میں کوئی دوسرا بادشاہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

اس لئے سے پریشیا یورپ میں بالکل تنہا تھا۔ فریڈرک آسٹریا اور روس کے اتحاد کو شیعہ کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور گونا گوتھ کی وزارت کے بعد سے وہ انگلستان کی دشمنی سے باز آنے پر آمادہ نظر آتا تھا مگر اس کا اصل رجحان زیادہ تر لوئی شانزدہم کے ساتھ دوستانہ تعلقات کے قائم کرنے کی طرف تھا اپنے انتقال کے قبل وہ اتحاد فرانس و اٹلی جرمنی کے قیام میں مصروف تھا اور فرانس سے اتحاد پیدا کرنے کے لئے اسٹاٹ ہولڈر کو پس پشت ڈال دینے پر تیار تھا۔ ہالینڈ کی محب وطن جماعت اور اُس کے فرانسیسی

Sorel, L' Europe et la Revolution

Francaise, vol. I, P. 478

Carlyle, History of Frederick the Great,

Book XX. C. 13

۱۷
۱۸

ہوا خواہوں کے خلاف اسٹاٹ ہولڈر کو مدد دینے کے بجائے فریڈرک نے اسے شوروہ دیا کہ فرانس فریڈرک ولیم دوم اور ہالینڈ کی مخالفت نہ کرے مگر اسٹاٹ ہولڈر کی بیوی کے بجائے فریڈرک ولیم دوم کے شاہ پرشیا ہوتے ہی صورت حال متغیر ہو کر نہایت نازک ہو گئی۔ ستمبر میں نااہل اسٹاٹ ہولڈر فوج کی کمان سے محروم کر دیا گیا اور اس کے بعد فرانس کی طرف سے پھر سازشوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور صوبجات میں سے اکثر کی وفاداری ولیم پنجم (اسٹاٹ ہولڈر) کی طرف سے متزلزل ہو گئی۔ مگر فریڈرک اعظم اور ورتھان کے انتقال سے مگر سورڈی اسٹاٹ ہولڈر کی خدمت کی موافقت اور ۱۸۷۱ء کی تجویزوں کی منسوخی کی تحریکیں ملتوی ہوئیں۔

ترجمیں میرس نے اس کے قبل ہی فرانس کی طرف دارجماعت کی مخالفت پر ایک دوسری جماعت کو آمادہ کر دیا تھا اور باوجود سخت دقتوں کے ہالینڈ میں اس نے انگلستان کی اغراض کی حمایت کی تھی۔ پٹ اور اس کی وزارت نے اسٹاٹ ہولڈر کی طرف دارجماعت کی سرگرم کارروائیوں کی تائید کا حتمی وعدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا جس کی وجہ سے قریب تھا کہ ہالینڈ میں فرانس کا اثر ہمیشہ کے لئے قائم ہو جائے اور یورپ میں انگلستان کا کوئی ہواخواہ باقی نہ رہے لیکن فریڈرک ولیم دوم کے تخت نشین ہونے اور اس کے پانچ مہینے کے بعد ورتھان کے انتقال کر جانے سے سیاسی حالت بالکل بدل گئی۔ باوجودیکہ برلن میں فرانس کے طرفداروں کا ایک زیر دست جماعت موجود تھی مگر نئے بادشاہ کارل جمان انگریزی اتحاد کی طرف تھا اور وہ اپنی بہن (اسٹاٹ ہولڈر کی بیوی) کی حمایت پر آمادہ نظر آتا تھا۔ مگر کچھ روز تک وہ انتظار کرتا رہا اور اس فکر میں تھا کہ ہالینڈ کی مختلف جماعتوں میں مصالحت ہو جائے ۱۳ فروری کو ورتھان کا انتقال ۱۳ فروری نے انتقال کیا اور محاطات خارجہ کی عنان لوئی شانزدہم (فروری ۱۸۷۱ء) اور سون مورن کے کمزور ہاتھوں میں آ گئی۔

ورٹھان کو اور خارجہ کے انتظام میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ اس کی مساعی سے فرانس کی یورپ میں وہی قدر و منزلت ہو گئی تھی جو اسے جنگ ہفت سالہ سے قبل حاصل تھی اور گوہ انگلستان کو پامال نہ کر سکا مگر کیا کے باقی آبادکاروں کی حمایت کر کے اس نے انگلستان سے کافی بدلہ لیا تھا۔ اس میں فرانس کو بہت کچھ نقصان برداشت کرنا پڑا۔ فرانس اور آسٹریا کا اتحاد اب تک قائم تھا مگر وسطی مشرق اور شمال مغربی یورپ میں وہ جو زریف دوم کی اولوالعزمیوں میں سدراہ

ہو گیا تھا، جرمنی کی چھوٹی سلطنتوں کی تائید کرنا مدت سے فرانس کی حکمت عملی کا جزو تھا اور ورنان نے اس کی پابندی کی اور پریشیا سے دوستانہ تعلقات کی تجدید کی۔ اپنے انتقال سے کچھ روز قبل ہالینڈ میں فرانس کی طرفدار جماعت کی تائید اور اسٹٹس جنرل سے معاہدہ کر کے اس نے یورپ میں انگلستان کی سلطنت کو سخت صدمہ پہنچایا۔ مگر روس اور آسٹریا کے اتحاد کو وہ شبہ کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور یہ محسوس کر کے کہ سلطنت، ٹرکی کے تہ و بالا ہو جانے سے بحیرہ روم کے مشرقی حصے میں انگلستان اور فرانس کے مفاد خطرے میں پڑ جائیں گے، صلح نامہ ورسالز کے مرتب ہو چکے بعد ہی اس نے دونوں ملکوں میں سمجھوتہ کرانے کی کوشش کی۔ ۱۷۶۳ء سے ۱۷۶۴ء تک انگلستان کی خارجی حکمت عملی واضح نہ تھی اور کارمارتھین (وزیر خارجہ) اور کابینہ کے دوسرے اراکین فاکس کے ہم زبان ہو کر فرانس کو انگلستان کا اصل دشمن خیال کرتے تھے مگر ورنان کی طرح پیٹ بھی اس کے قیام اور اخراجات کی تخفیف کا حامی تھا اور اس نے فرانس کے ساتھ ستمبر ۱۷۶۳ء میں ایک تجارتی معاہدہ کر لیا جو اس کی فزائیگی پر دلالت کرتا ہے۔ شیل بورن اور ورنان کی طرح پیٹ کا بھی خیال تھا کہ بجائے اس کے کہ فرانس اور انگلستان میں "قدرتی اور ناگزیر" دشمنی ہو انگلستان اور فرانس کا تجارتی دونوں کے حالات ایسے تھے کہ ان کے تعلقات دوستانہ ہوں یہ یک طبع معاہدہ ۱۷۶۳ء ورنان بھی تجارت کی آزادی کا حامی تھا اور اس تجارتی معاہدہ کی ترتیب کی وجہ سے دونوں قابل ستائش ہیں۔

گو ورنان کا رشی لیو سے مقابلہ نہیں ہو سکتا مگر اٹھارھویں صدی کے فرانسیسی وزراے خارجہ میں اس کا درجہ نہایت اعلیٰ ہے۔ اہل امریکا کی تائید میں گو کامیابی ہوئی مگر فرانس کی موجودہ حالت کے دیکھتے یہ طرز عمل صحیح نہ تھا کیونکہ اس کی وجہ سے فرانس کی مالی مشکلات میں اضافہ ہوا اور ملک میں ایک انقلابی تحریک پھیل گئی جو بادشاہت کے لئے سم قاتل ثابت ہوئی لیکن امریکا کی جنگ کے ختم ہونے کے بعد توڑگو کی طرح ورنان نے بھی محسوس کر لیا کہ فرانس کی حالت ایسی تھی کہ وہ قیام امن پر مصر رہے۔ اس نے تمام ایسی تجویزوں کی طرف سے منہ موڑ لیا جن میں ناکامی کا امکان تھا اور جو اس کی خاص خوبی تھی جب اس کا انتقال ہوا تو

یورپ میں فرانس کا طوطی بول رہا تھا، ہالینڈ، ہسپانیہ اور آسٹریا اُس کے حلیف تھے لیکن فرینس اُس کو اپنا دوست بنانے کے لئے کوشاں تھی اور ۱۷۸۷ء کے اوائل میں اُس نے فرانس سے ایک تجارتی معاہدہ کر لیا تھا۔ اگر وہ چند سال اور زندہ رہتا تو ممکن تھا کہ وہ ”مجلس شاہیر“ اپنا اثر ڈال کر کافی اصلاحیں عمل میں لانے پر اُسے آمادہ کرتا۔ اصلاحوں کے عمل میں آنے اور ایک زبردست خارجی حکمت عملی کے جاری رہنے سے ممکن تھا کہ حکومت شاہی زوال سے بچ جاتی۔ ایک فرانسیسی مورخ نے اُس کے متعلق لکھا ہے کہ ”فرانس کی خارجی حکمت عملی پر اس کے انتقال کا فوری اثر ہوا اور اس واقعے سے ثابت ہوتا ہے کہ یورپ میں اس کا اثر کس قدر ہمہ گیر تھا۔“

اس کا جانشین مون مورین ایک ایسا نامدار اور وفادار شاہی عہدہ دار تھا مگر بادشاہ کی قوت فیصلہ پر دار و مدار رکھنے اور خود قوت فیصلہ نہ رکھنے اور کم ہمت ہونے کی وجہ سے وہ اس عہدے کا اہل نہ تھا۔ لوئی شانزدہم کی تخت نشینی کے زمانہ میں اسے رسوخ ہوا تھا اور ۱۷۸۷ء میں میڈرڈ میں سفير مقرر ہوا۔ وہاں سے ۱۷۸۷ء میں فرانس واپس ہونے پر وہ بریٹنی میں مون مورین ورتران کا ایک فوجی خدمت پر مقرر ہوا اور وہاں کے شورہ پشت باشندوں میں جانشین ہوتا ہے اس نے اپنے حسن تدبیر سے امن و امان قائم رکھا۔

وزیر خارجہ مقرر ہونے کے بعد مون مورین کو سب سے پہلے صوبجات متحدہ کے معاملات کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ ورتران نے رے نے دیل کو اور شاہ پریشیا نے گوارڈز کو ہالینڈ کی باہم مخالف جماعتوں میں مصالحت کرانے کے لئے بھیجا تھا مگر دونوں ناکام رہے۔ سترچیس ہیرس فرانس کے اثر کو روکنے میں برابر کوشاں تھا اور شاہ پریشیا بھی فرانس کا مخالف ہو رہا تھا۔ بجائے اُس کے کہ اسٹاٹ ہولڈر کو بجز معزول کر دینے اور فرانس کے زیر حفاظت ایک جدید حکومت قائم کرنے، مون مورین صوبجات متحدہ میں انقلابی تحریک کے زور پکڑنے سے خائف ہو گئے اور کوئی مداخلت نہ کی اپریل میں اسٹاٹ ہولڈر اور اس کی مخالف جماعت میں نوگوین میں مصالحت کی گفتگو نہ ہوئی مگر کوئی اطمینان بخش تصفیہ نہ ہوا

جس سے فرانسس میرس کو معلوم ہو گیا کہ اب انگلستان کی مداخلت نہایت ضروری ہے
 مئی میں وہ لندن میں واپس آیا اور کابینہ نے اس سے مشورہ کرنے کے بعد میرس ہنر پونڈ
 اسٹاٹ ہولڈر کو قرض دئے۔ انگلستان کی اس قطعی کارروائی سے شاہ پریشیا کی بھی بہت
 ہوئی اور وہ مزید یلیت و عمل سے باز آیا۔ ۲۸ جون کو اسٹاٹ ہولڈر کی بیوی ول ہی نا
 کو جب کہ وہ میگ کو جا رہی تھی چند باغیوں نے گوڈا کے قریب گرفتار کر لیا اور ایک
 ۸۸ء کا اتحاد لٹل آروز تک قید رکھا۔ مگر اپنے بھائی فریدرک ولیم سے فریادی ہوئی
 اس نے انگلستان کے ایسا سے ہالینڈ کی طرف اپنی فوج کو کوچ کا
 حکم دیا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ انگریزی سیفرائڈن نے فرانسسی حکومت کے پاس اس کے
 طرز عمل کے متعلق سخت شکایت کی۔ پٹ اب تیار تھا کہ بزور شمشیر اسٹاٹ ہولڈر کی مدد کے
 اور اس نے جنگ کی تیاری شروع کر دی ۱۹ ستمبر کو پریشیا کی فوجیں ہالینڈ میں داخل
 ہو گئیں۔ لیکن انگلستان اور پریشیا کی اس سرگرم کارروائی اور مون مورین کی کمزوری اور
 فرانس کی اندرونی حالت کی وجہ سے جنگ رک گئی۔ مون مورین نے ۲۴ اکتوبر کو اعلان پر
 دستخط کر دیے جس میں اس نے مخاصمین کے جنگ سے باز آنے سے اتفاق ظاہر کیا اور
 اعلان کیا کہ شاہ فرانس جمہوریہ ہالینڈ کے معاملات میں کبھی دخل دینا نہیں چاہتا تھا اس خبر کے
 سنتے ہی شہنشاہ جوزیف نے کہا کہ فرانس کا زوال اب ہوا ہے اور اس کے بعد پھر وہ کبھی
 سنبھل نہ سکیگا۔

میرس کو اپنی مساعی میں پوری کامیابی ہوئی۔ انگلستان اب یورپ میں بے یار و مددگار
 نہ تھا بلکہ پریشیا اور ہالینڈ سے متحد ہو کر اس کے قیام کے لئے اپنے اثر سے کام لے سکتا تھا
 ہالینڈ میں ڈچ مہمان وطن کی جماعت زیر وزیر ہو چکی تھی اور اسٹاٹ ہولڈر کی حالت
 حسب سابق ہو گئی تھی گو اس کی قوت کا دار و مدار انگلستان پر تھا بجائے فرانس اور
 ہالینڈ کے اتحاد کے پریشیا اور اسٹاٹ ہولڈر کے درمیان باہمی امداد کے لئے ایک معاہدہ

(1) Marquis de Barral montferrat, Dix An
 de Pain Armee entre la France et
 l' Angleterre, 1783-1793, vol. I. P. 54

۱۵ اپریل ۱۷۹۰ء کو ہوا۔ جولائی میں انگلستان اور پریشیا کے مابین ایک معاہدہ ہو گیا جس سے فرانس کی حکمت عملی کی ناکامی پر مہر ہو گئی اور برطانیہ عظمیٰ پریشیا اور نیدرلینڈ کے درمیان ۱۷۹۰ء کے اتحاد ٹلنے کی توثیق ہو گئی۔ اس اتحاد کی اغراض یہ تھیں کہ دو اسن و سکون کو برقیہ اور رکھا جائے، متحدین کے مشترک مفاد کی حفاظت کی جائے مخالفین کے ہر ایک حملے کو دفع کیا جائے اور ایک دوسرے کی امداد کی جائے۔ آئندہ پانچ سالوں میں اس مدافعتی اتحاد کا، یورپ کے سیاسیات پر بے حد اثر پڑا اور اس کی وجہ سے موجودہ توازن قوت قائم رہا۔ اتحاد ٹلنے سے پیٹ کو یورپ میں امن و امان قائم رکھنے اور جنگ کو روکنے میں مدد ملی اور توازن قوت بھی قائم رہا مگر اس کی وجہ سے فریڈرک ولیم دوم اور ہٹزر برگ کو اپنی سلطنت کی قوت کا بہت زعم ہو گیا اور فرانس اور روس میں دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے جن سے بحیرہ روم میں انگریزی اغراض کو نقصان پہنچنے کا احتمال تھا۔ ۱۷۸۸ء میں روس اور آسٹریا میں اتحاد ہو جانے کی وجہ سے مشرقی یورپ میں نقص امن ہونے کا سخت اندیشہ ہو گیا کیتھربن اب تک اس فکر میں تھی کہ ٹرکی کی قطع و برید کر کے روس کے مقبوضات میں اضافہ کرے اور ۱۷۸۶ء ہی کے اوائل سے کیتھربن اور جوزیف کا سفر اس نے سلطان العظمیٰ کے تمام مقبوضات میں سادشوں کا جال بچھا دیا مگر یونان اور مولڈے دیا میں اسکے کارپردازوں کو خاص طور پر کامیابی ۱۷۸۶ء۔

ہوئی اور ۱۷۸۷ء میں باب عالی نے قطعی طور پر روس کی دراز دستیوں کا مقابلہ کرنے کا قصد کر لیا کیتھربن کے مقاصد اب یہ تھے کہ جو نیف سے اپنے تعلقات کو زیادہ مستحکم کرے اور فرانس کو اپنا حلیف بنا کر ترکوں کو مخالفت پر آمادہ کرنے پر مجبور کرے جنوری ۱۷۸۷ء میں اس نے کری میا کا سفر کیا جو قابل یادگار ہے۔ اثناء سفر میں اس نے شاہ پولینڈ سے ملاقات کی اور جوزیف ثانی بھی اس سے جا ملا جو کاؤنٹ فال کین سٹائن کے نام سے عیس بل کر سفر کر رہا تھا۔ اس پر لطف سفر کی اہمیت دو گونہ تھی یعنی اس سے آسٹریا اور روس کے اتحاد کی پختگی کا امتحان ہو جاتا اور ثانیاً اس سے کیتھربن کے اس منصوبے کا بھی اظہار ہوتا تھا کہ قسطنطنیہ میں ایک یونانی شہنشاہیت قائم ہو۔ اس منصوبے کو عمل میں لانا

وہ مصر تھی۔ سترچیس میرس کا بیان ہے کہ اس خیال کا محرک پونیم کن تھا۔ کیتھرین کے پوتے قسطنطین کے لئے مجمع الجزائر یونان سے دائیاں بلوائی گئی تھیں اور اس کا اصطلاح خاص یونانی رسوم کے ساتھ عمل میں آیا تھا۔ یونانی حروف کا ایک قاعدہ چھپوا کر روس کے فوجی مدرسوں میں تقسیم کیا گیا اور تمغے مسکوک کے لئے جن پر وہ کیتھرین مبلغ دین "منقوش تھا اور ایک تصویر تھی جس میں ظاہر کیا گیا تھا کہ قسطنطین کی بڑی مسجد پر بجلی گری ہے جس سے وہ شہید ہو گئی ہے۔ فریڈرک اعظم نے اس طرز عمل کے متعلق طنز کیا تھا کہ یونانی شہنشاہیت کے قیام کی امیدیں محض خواب و خیال ہیں اور تمنوں کے مسکوک کرنے سے ان کا بار آور ہوتا دشوار ہے، مگر ۱۷۸۷ء میں بھی کیتھرین اسی طرز عمل پر قائم رہی۔ خرسون میں جو جدید یونانی سلطنت کا مستقر تھا ایک دروازہ کا نام "باب قسطنطین" رکھا گیا اور جدید مفتوحہ ملک میں مقامات کے ترکی ناموں کے بجائے یونانی نام رکھے گئے۔ خرسون کیتھرین نے کئی میاں کارش کیا اور سواس تو پول پہنچ کر اس نے "فرزدیباہات کے ساتھ ایک زبردست بیڑے کو دیکھا جو خود اس کا بنایا ہوا تھا اور جو بحیرہ اسود کے بہترین بندرگاہ میں انگریزوں کے ساتھ زارنیا اور شہنشاہ نے آئندہ تدبیروں کے متعلق بحثیں کیں مگر ان میں سے کوئی اس وقت جنگ کے لئے تیار نہ تھا کیونکہ آسٹریوی نیدرلینڈ کی حالت قریب قریب بغاوت کے تھی اور کیتھرین اور باب عالی کے امین جنگ کے چھڑ جانے سے اندیشہ تھا کہ پریشیا اور سوئیڈن روس پر حملہ آور ہو جائیں گے۔ مسلمانوں میں روس کی زیادتیوں سے سخت ناراضی پھیل گئی کیتھرین ٹرکی اور روس کی جنگ کے جدید مطالبات کو منظور کرنے سے فوراً انکار کر دیا گیا، ۱۰ اگست کو روسی بیف "سات مینارون" میں قید کر دیا گیا اور سلطان نے انگلستان اور پریشیا کی تائید کی امید سے روس کے خلاف میں جنگ کا اعلان کر دیا۔ مشرقی مسئلہ کے دوبارہ معرض بحث میں آجانے سے نصف یورپ جنگ کی لپیٹ میں آگیا، اس جنگ کے ابتدائی حالات ۱۷۹۳ء کی جنگ سے مشابہ ہیں جیسا کہ روس اور آسٹریا نے بوقت واحد ٹرکی پر نزعہ کر دیا تھا۔ مگر ۱۷۹۳ء کے بعد سے مسئلہ مشرقی نے کئی کروٹیں بدلی تھیں اور فرانس اور انگلستان کو روس اور آسٹریا کے طرز عمل کے اہم نتائج کا احساس ہو گیا تھا کیتھرین کو بھی معلوم ہو گیا تھا کہ انگلستان کی بحری قوت بحیرہ روم میں روسی پیش قدمی کی

سدرہ تھی اور اُسی کی وجہ سے وہی مفاد میں خطر میں تھے۔ جنگ امریکا میں مغربی یورپ کی سلطنتوں کے منہبک ہونے سے اُس نے نفع اٹھایا تھا اور اب اُس نے انگلستان اور فرانس کی باہمی کشیدگی سے نفع اٹھانی کی کوشش کی۔ ۱۷۹۷ء میں اُس نے اپنے بیٹے اور ول عبد پال کو میری آن تو اہانت سے ملاقات کرنے کے لئے فرانس بھیجا تھا۔ ۱۷۹۷ء میں فرانس سے ایک تجارتی معاہدہ ہوا اور ۱۷۹۷ء میں نارنیا نے انگریزوں کی اغرض کی مخالفت کے لئے فرانس ہسپانیہ، آسٹریا اور روس کی شرکت سے ایک اتحاد پر عملہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی مگر ورژان کے بعد فرانس کی خارجی حکمت علی میں وضاحت اور تسلسل کا نام تک نہ رہا۔ فرانس کی حکومت روس کی دوستی کی خواہاں تھی مگر سلطنت ترکی کے بقا کی اہمیت کے متعلق ورژان کے خیالات کا اب تک لحاظ کیا جاتا تھا اور بالآخر فرانس نے غیر جانب دار رہنے کا قصد کر لیا۔ ۱۷۹۷ء کے باقی ماندہ ہینوں میں سوڈو روڈو نے کن برن کو ترکی بیڑے کے حملوں سے محفوظ رکھا اور شہنشاہ آسٹریا نے بغیر اعلان جنگ بغیر اوپر یکایک حملہ کر دیا موسم سرما میں فرانسیسیوں نے صلح کر دینے کی کوشش کی اور ترکوں نے جوزیف کو یاد دلایا کہ انھوں نے کس ایمان داری کے ساتھ بلغراد کے معاہدے کی پابندی کی تھی اور چارلس ششم کے انتقال کے بعد آسٹریا کی کمزوری سے نفع اٹھانے کی مطلق کوشش نہ کی۔ مگر یہ سب بے سود ثابت ہوا۔

جوزیف ثانی کو اب فرانس کی مخالفت کا اندیشہ نہ تھا اس لئے اُس نے ۹ فروری ۱۷۹۸ء کو مولڈے دیا والے شیا، سرویا اور بوسنیا فتح کرنے اور ۱۷۹۹ء کے نقصان دہ معاہدے جوزیف کا اعلان جنگ بلغراد کا انتقام لینے کی غرض سے باب عالی کے خلاف میں اعلان جنگ ترکی کے خلاف میں کر دیا جس سے ترکوں کو وقت واحد میں روس اور آسٹریا دونوں کی فوجوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ گولاوڈن نے ۲۶ اگست کو ڈوبت زرا لیلیا اور ۲ نومبر کو نوڈی پر قبضہ کر لیا اور کوبرگ نے سال فی کوڈو کی معاونت سے مولڈے دیا کے بیشتر حصہ پر قبضہ کر لیا اور ۲۰ ستمبر کو جوچیم کو بھی فتح کر لیا مگر اس معرکہ آرائی میں آسٹریوں کو کامیابی نہ ہوئی۔ شہنشاہ کو بلغراد کے فتح کرنے میں ناکامی ہوئی اور وزیر اعظم یوسف کے تحت میں ایک ترکی فوج نے پیتس ورتک تمام ملک کو تاخت و تاراج کر دیا۔ ستمبر میں ترکوں نے آسٹریا کے لشکر کا گاہ پر حملہ کر دیا جو سلاطینہ

کے قریب واقع تھا اور اس کے بعد جوزیف بحالت مایوسی و مرض وائینا کو واپس ہو گیا۔ اس معرکہ آرائی کی ناکامی کے متعدد اسباب تھے۔ انگلستان اور ہالینڈ کی حکومتوں نے اپنے ملاحوں کو روس کی ملازمت میں داخل ہونے سے منع کر دیا تھا، ونیس نے اپنی غیر جانب داری سے منحرف ہونے سے انکار کر دیا تھا اور اس کو تاری کے پاشا نے بھی سلطان المعظم کے خلاف میں بغاوت نہ کی اس کے علاوہ روسیوں کو سویڈن کی حملہ آوری کا اندیشہ تھا اس لئے وہ سالہائی کوہ کے زیرِ کمان صرف دس ہزار سپاہی کو برگ کی امداد کے لئے بھیج سکے۔

۱۷۸۸ء میں روسیوں کو ترکوں کے خلاف میں اپنی فوجی کارروائیوں میں کامیابی اور چاکو کا سقوط ۱۷۸۸ء ہوئی۔ ۲۶ جون کو لائی سن میں ترکی بیڑہ کو شکست دیکر تباہ کر دیا گیا اور ۱۷ دسمبر کو ایک طویل محاصرے کے بعد جو جون میں شروع ہوا تھا یوٹیم کن نے باوجود ترکوں کی شدید مقاومت کے اوچاکو کو

کو فتح کر لیا۔ یوٹیم کن کو یہ فتح زیادہ تر سو و درود اور ریپ نن کی شجاعت اور ہنرمندی سے حاصل ہوئی تھی۔ مگر یہ کامیابیاں ایک حد تک یورپ کی ہر ایک سلطنت کی مخالفت سے کالعدم ہو گئیں گستاووس کو روس کے مقابلے میں ترکوں کے بالکل مغلوب ہو جانے سے سخت اندیشہ تھا۔ خود اس کے ملک میں اس کی حالت قابل اطمینان نہ تھی اور اسے معلوم تھا کہ کیتھرین کو جب موقع ملے گا تو اس نے اگر سویڈن کے بیشتر حصے کا الحاق نہ کر لیا تو کم از کم اس کی آزادی کا تو ضرور خون کر دیگی۔ ڈین مارک اور روس نے ۱۷۸۸ء کے دستور کی منسوخی پر آمادگی ظاہر کی تھی اور گستاووس نے قصد کر لیا کہ کیتھرین پر بلا کسی تاخیر روس سے سویڈن کا اسے حملہ کر دے اور میدان جنگ میں فتح یاب ہو کر اپنے ملک میں اعلان جنگ ۱۷۸۸ء مطلق العنانی حاصل کرے۔ ۱۷۸۹ء میں فرانس سے معاہدہ کرنے کے بعد جب گستاووس واپس آیا اسی وقت سے سویڈن کی حالت ابتر ہو رہی تھی۔ خراب فضلوں اور محاصل کی زیادتی کی وجہ سے

Wolfund Zwiedineck-Sudenhorst,

Oesterreich unter Maria Theresia,

Joseph II und Leopold II (Oncken Series),

Book III Chapter IV.

طبقہ اودنے کے لوگ مفلس اور قلاش ہو گئے اور خطرناک بلوے ہونے لگے تھے۔ محاصل کی زیادتی بادشاہ اور اس کے دربار کی فضول خرچی کی وجہ سے تھی طبقات سلطنت اور ڈاٹس کے اکثر حقوق پامال کر دیے گئے تھے اور ۱۷۸۶ء میں بادشاہ اور ڈاٹس میں سخت ناچاقی ہو جانے کی وجہ سے حالت نہایت نازک ہو گئی۔ اس نام نہاد دستوری حکومت کی دقتوں سے بچنے اور سویڈن کی گم گشتہ صدیوں کو دوبارہ حاصل کرنے کی صرف یہی تدبیر ہو سکتی تھی کہ روس سے جنگ ہو جائے۔ اس غرض سے ٹرکی سے ایک خفیہ معاہدہ کیا گیا اور کیتھرین سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ کارے لیا اور لوونیا سویڈن کے حوالہ کرے اور کروی میاٹرکی کو واپس کر دے۔ ۲ جولائی ۱۷۸۸ء کو گستاووس فن لینڈ میں پہنچ گیا اور روس اور سویڈن میں بحری اور بڑی جنگ فوجاً شروع ہو گئی سینٹ پیٹرس برگ بالکل غیر محفوظ تھا اور اگر شاہ سویڈن کو ایک قطعی فتح بھی حاصل ہوتی تو روس کا دار السلطنت بالکل اس کے قبضے میں آ جاتا۔ مگر روسی بیڑے کے اسکیپ امیر البحر گریگ نے ہاگ لینڈ کی بحری جنگ (۷ جولائی) میں روس کی ابرو رکھ لی اور کیتھرین دوم کی سازشوں سے فن لینڈ میں سویڈن کے افسروں نے بغاوت کر کے نارینا سے ایک عارضی صلح کر لی اور جنگ میں اس بنا پر شرکت سے انکار کر دیا تھا کہ ڈاٹس نے اس کی منظوری نہیں دی تھی بغاوت سے صورت حال بالکل متغیر ہو گئی گراسی شتاہ میں ڈین مارک نے سویڈن پر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے گستاووس کو ان مشکلوں سے نجات مل گئی۔ ڈین مارک سویڈن کا قدیم دشمن تھا اور معاہدوں کے ذریعہ سے روس سے اس کے گہرے تعلقات تھے اس لئے جیسے ہی اس نے دیکھا سویڈن پر ڈین مارک کا خطرہ گستاووس نے روس پر حملہ کر دیا ۱۷۸۸ء میں اس نے بھی ایک فوج پرنس چارس آف ہلسین کیسیل کے تحت میں سویڈن پر چڑھائی کرنے کے لئے روانہ کر دی۔ اڈانفس فریڈرک کے عہد حکومت کے آخری زمانے میں بھی سویڈن کی آزادی اس قدر معرض خطر میں نہ تھی۔ سویڈن کی فوج نے علانیہ بغاوت کر دی تھی اس کا بیڑا سوی برگ میں گھرا ہوا تھا ایک روسی بیڑہ غلطی سے بوتھنیا میں لنگر انداز تھا روس اور ڈین مارک کا ایک متحد بیڑا آبنائے کیلی گیاٹ کی ناکہ بندی کئے ہوئے تھا ڈین مارک کی ایک فوج گوٹن برگ کی طرف پیش قدمی کر رہی تھی

.... دارالسلطنت میں ابتری تھی بصوبجات میں سخت پریشانی..... سینیٹ کے حاس ماختہ تھے امر اعداری پر آمادہ اور عوام شش و پنج کی حالت میں تھے اور اپنے بے بس بادشاہ کی حرکات و سکنات کو غور سے دیکھ رہے تھے جس نے اپنی ذاتی کوششوں اور اتحاد ٹلٹھ کی تائید سے اپنے ملک کو ان مصائب سے نجات دی۔ تمبر کے ادائل میں وہ ڈیل کار لیا میں یہونچا اور اس ضلع کے جنگجو کسانوں کو ہمت دلا کر گوئین برگ کی امداد کے لئے روانہ ہونے پر آمادہ کیا جس کا اہل ڈین مارک محاصرہ کرنے والے تھے۔

ڈیل کار لیا کے کسانوں کی وفاداری اور گستاووس کی سرگرمی سے گوئین برگ فی الوقت اس خطرے سے بچ گیا اور اتحاد ٹلٹھ کے اراکین نے جو شمال میں توازن قوت اتحاد ٹلٹھ کی مداخلت کو قائم رکھنا چاہتے تھے اور بحیرہ بالٹک کا ایک روسی جھیل پر جانا نا پسند کرتے تھے سوئڈن کی امداد پر پوری طور سے آمادہ ہو گئے۔

ڈین مارک نے پرشیا کی فوج اور انگلستان کے بیڑے کے ورود سے خائف ہو کر تسلیم خم کیا اور اکتوبر ۱۸۰۸ء میں سوئڈن اور ڈین مارک میں ایک عارضی صلح ہو گئی۔ نومبر کے ختم ہونے کے قبل ہی ڈین مارک کی تمام فوج سوئڈن سے چلی گئی اور گستاووس نے اپنی ہر دفعہ یزی سے نفع اٹھا کر فروری ۱۸۰۹ء میں ڈانٹ کا ایک جلسہ منعقد کیا اور فوج اور سوئڈن میں انقلاب طبقہ ہونے کی تائید سے اس نے ایک قانون اتحاد و تحفظ "منضبط کیا جس کی رو سے بادشاہ کے اقتدارات میں سب کچھ اضافہ ہوا اور اسے

اعلان جنگ و صلح اتحادوں کے عمل میں لانے اور ڈانٹ کو منعقد کرنے کے اقتدارات مل گئے۔ گواٹیش (مجلس) کی مالی معاملات پر نگرانی تھی گرڈاٹ کسی ایسے معاملے پر بحث نہ کر سکتا تھا جو بادشاہ کی منظوری کے بغیر معرض بحث میں آیا ہو اور سینیٹ کے اقتدارات تو بالکل سلب کر لئے گئے۔ ۱۸۰۹ء کی قطعی کارروائی گویا ۱۸۰۸ء کی کارروائی کا خیمہ تھی اور اس کی وجہ سے سوئڈن کی حکومت بجائے محدود حکومت شاہی ہونے کے ایک مطلق العنان حکومت ہو گئی۔ یہ دونوں انقلاب سب اس بنا پر ہی بجانب

قرار دیے جاسکتے ہیں کہ نئی وجہ سے سویڈن روس کا ایک صوبہ بن جانے سے بچ گیا۔
گستاوس نے اپنے اندرونی دشمنوں پر غالب آکر روس کے ساتھ جنگ کو جاری رکھا
مگر سویڈن کے روس میں قیام ہو جانے کا خطرہ اب بالکل زایل ہو گیا تھا۔ بحیرہ بالٹک میں
توازن قوت کے قیام اور شمالی جنگ کو تا حد امکان محدود کرنے کے متعلق اتحادِ ثلاثہ نے اپنے
۱۷۸۹ء میں روس اور ارادوں کو وضاحت کے ساتھ ظاہر کر دیا تھا۔ انھیں اب صرف یہ کام
ٹرکی کی جنگ کا جاری ہونا کرنا باقی تھا کہ ولی نیو کی ۱۷۳۹ء کی کامیاب سفارتی کارروائیوں کی
متابعت میں آسٹریا اور ٹرکی میں علیحدہ طور پر صلح کرادیں۔ ۱۷۸۹ء
ترکوں کے لئے نہایت غصہ ثابت ہوا۔ ۷ اپریل کو سلطان عبدالحمید نے انتقال کیا اور
گوان کے جانشین سلطان سلیم ثالث نے سرگرمی اور استقلال سے کام لیا مگر روسیوں اور
آسٹریوں کو متعدد فتوحات حاصل ہوئیں۔ روسی فوجیں مولڈے ویا میں داخل ہوئیں پرنس
ریپنن نے ترکوں کو ۲۰ ستمبر کو اسماعیل میں شکست دی اور پوٹیمکن نے توپاک واقع
بے ساریا کی جنگ میں فتح حاصل کر کے ۱۴ نومبر کو بندر پر قبضہ کر لیا۔ آسٹریوں کو بھی
کچھ کم کامیابی نہیں ہوئی۔ کوبرگ اور سووڈرود کی متحد فوجوں نے ترکوں کو فوک سانی میں
شکست دی (۳۱ جولائی) اور پھر رم ملک میں ایک اور شکست فاش دی (۲۲ ستمبر)
گلر فاشٹ نے انھیں بنات سے خارج کر دیا اور نبردا زمالا کوڈن نے جو حال ہی میں
سپیسالار مقرب ہوا تھا، آسٹریا کی اصل فوج کو اپنے زیرِ کمان لیکر ۹ اکتوبر کو بلغراد پر دھاوا
کر دیا اور سرویا کے تمام ملک پر قبضہ کر لیا ان فتوحات کے بعد لاؤڈن نے اور سووا کا
محاصرہ کر لیا، کوبرگ نے بجائیسٹ فتح کر لیا اور پرنس ہوہن لوہی دروں میں گھس کر دالے شیا
میں داخل ہو گیا۔ ٹرکی کی سرحد کی حفاظت کے لئے قلعوں کا ایک طویل سلسلہ تھا مگر اب
وہ سب جلیغوں کے قبضے میں آگئے اور یہ خیال ہو گیا تھا کہ صرف ایک ہی معرکہ آرائی کے
بعد یورپ میں ترکوں کی سلطنت کا خاتمہ ہو جائیگا مگر اتحادِ ثلاثہ کی مداخلت اور جوزیف
کے طرزِ عمل سے اس کی سلطنت میں جو اتیری پیدا ہو گئی تھی، الیادونوں کی وجہ سے ترکی
اس خطرہ سے بچ گیا۔

آسٹریا کے مقبوضات میں جن نزاعوں نے سر اٹھایا تھا ان میں شیدر لیٹنگ نڈا میں
سب سے اہم تھیں۔ اس ملک میں قدیم حقوق اور آزادیوں کو پامال کر کے جو نئی ایک

آسٹری نیدرلینڈ میں انقلابی تحریک کے آغاز کا باعث ہوا تھا جسے امریکا کی آزادی کی جنگ کے واقعات سے فروغ نصیب ہوا اور فرانس کے انقلاب پسندوں کی کامیابیوں سے ان کی ہمت افزائی ہوئی۔ ۱۷۸۹ء کے آخر تک فلینڈرس

آسٹریا کی حکومت سے آزاد ہو گیا تھا اور جنوبی شہر میں جیم کے متحد صوبوں کے اتحاد کے قانون کا مسودہ تیار ہو گیا۔ جنگری میں بھی انقلابی تحریک نمودار ہو گئی تھی اور بڑے پیمانے پر گیلی شیا بھی بغاوت کے لئے تیار نظر آتے تھے اور معلوم یہ ہوتا تھا کہ آسٹریا کی سلطنت عنقریب پاش پاش ہو جائے گی۔ فرانس کی قومی بغاوت کے برخلاف ان ملکوں کی انقلابی تحریکیں قدامت پسندی اور مذہبی اغراض پر مبنی تھیں اور ان کے وجود میں آنے کی وجہ صرف یہ تھی کہ شہنشاہ نے ہمیشہ امرا اور پادریوں کے حقوق و مراعات کی طرف سے بے پروائی ظاہر کی تھی اور مقامی مشوروں کی وہ خلاف ورزی کرتا تھا۔ آسٹری نیدرلینڈ کی بادشاہت سے جو زلیف کے ہٹا دیے جانے کی وجہ صرف یہی تھی کہ اس نے اہل سین جیم کے قدیم حقوق کو یا مال کر دیا تھا اور اس کے بھٹے ہی جن رسوم کو اس نے نا عاقبت اندیشی سے مسدود کر دیا تھا سب بحال کر دی گئیں۔ نیدرلینڈ میں صورت حال حد درجہ مخدوش تھی جس سے ٹرکی کے مقابلے میں آسٹریا کی فتوحات کا عدم ہوا چاہتی تھیں اور خاندان ہابس برگ کے دشمنوں کو موقع مل گیا کہ پریشان حال شہنشاہ پر زور کر دیں۔

۱۷۸۹ء میں جو زلیف دوم کی موجودہ پریشانیوں سے نفع اٹھانے کے لئے شاہ پریشیا اور اس کے مشیروں نے اپنی تدبیروں کو پختہ کر لیا تھا فریڈرک ویم خارجی حکمت عملی دوم نے ڈین زگ اور تھورن کو لینے کا قصد مصمم کر لیا تھا اور اسے امید تھی کہ اگر وہ آسٹریا کو گیلی شیا پولینڈ کو واپس کرنے پر مجبور کرے تو اس صوبہ کے پھر مل جانے کے صلہ میں اہل پولینڈ ان دونوں شہروں کو اس کے حوالہ کر دیں گے اس کا یہ بھی خیال تھا کہ ترکوں کو آسٹریا کے خلاف مدد دینے اور باغی اہل نیدرلینڈ کی تائید کرنے سے اسے موقع مل جائیگا کہ جو زلیف دوم کو اپنے اس دعوے کے تسلیم کرنے پر مجبور کرے۔ مگر بغیر اپنے حلیفوں (انگلستان و ہالینڈ) سے مشورہ کر کے اس نے سلطان اعظم سے نامہ و پیام شروع کر دیا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ انگلستان کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ آسٹریا اور آسٹری نیدرلینڈ اس کو باہم ضم کر کے ایک جمہوریہ

بنادیا جائے۔ انگریزی حکومت اتحادِ ثلاثہ کو یورپ میں قیام امن کا ذریعہ خیال کرتی تھی اسلئے اس نے شاہِ پرشیا کی مجوزہ حکمتِ عملی کے ساتھ اتفاق کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ اگر وہ عمل میں لائی جاتی تو آسٹریا اور فرانس دونوں سے جنگ چھڑ جاتی۔ انگلستان نے یہ بھی کوشش کی کہ پرشیا نیدرلینڈ اور گیلیاشیا میں اپنی کارروائیوں سے باز آئے۔

مگر شاہِ پرشیا نے آسٹریا کو نیدرلینڈ اور گیلیاشیا دونوں سے بیدخل کرنے کی ٹھان لی تھی اس لئے وہ اپنی کوششوں سے باز نہ آیا اور ۱۸۰۶ء کے اداخرا ورنٹہ کے آغاز میں یورپ میں ایک عام جنگ کے چھڑ جانے کا خدشہ تھا۔ انگریزی حکومت نے اسے نیدرلینڈ کی آزادی کے تسلیم کرنے اور ٹرکی کی طرف سے جنگ میں مداخلت کرنے سے فریڈرک ولیم کو روکنے کی کوشش کی مگر وہ اپنی تیاریوں سے باز نہ آیا۔ اتحادِ ثلاثہ بھی جو یورپ میں امن کے قیام رکھنے کی غرض سے وجود میں آیا تھا کالعدم ہونے والا تھا مگر پٹ کی سرگرمی اور جوزف دوم کے انتقال سے باقی رہ گیا۔ پٹ کو شاہِ پرشیا سے اس امر میں اتفاق تھا کہ نیدرلینڈ میں فرانس کا اثر قائم ہونے نہ پائے مگر باغی صوبجات میلن جیم کی آزادی کو فوراً تسلیم کرنے سے اسے اتفاق نہ تھا کیونکہ اس کی وجہ سے اتحادِ ثلاثہ جوزف دوم کا انتقال اور شہنشاہ کے درمیان مخالفت پیدا ہو جاتی۔ پٹ نے روس اور فروری ۱۸۰۶ء آسٹریا کے خلاف جارحانہ کارروائیوں میں شریک ہونے۔ ۲۰

اس وقت اس کا ملک ٹرکی سے برسرِ جنگ تھا پرشیا اور پولینڈ سے بھی عنقریب جنگ چھڑنے والی تھی اور اندرون ملک میں بے چینی اور انقلاب کے آثار نمایاں تھے اس نے اپنی زندگی کے آخری ہینوں میں اپنی نا عاقبت اندیشی کی کارروائیوں کی تلافی کی کوشش کی مگر تلافی کا وقت گزر گیا تھا اور اس کی کوششوں سے ملک میں سکون پیدا نہ ہو سکا۔ ۸ ستمبر ۱۸۰۶ء کو اس نے ہنگری کے قدیم دستور کو بحال کر دیا، پاپس ششم سے اس نے درخواست کی اہل ملن جیم کو وفاداری کی طرف راغب کرنے میں اس کی مدد کرے، ٹرکی سے مصالحت کرنے پر آمادگی ظاہر کی، اہل مانی رول و گیلیاشیا

کے حقوق کو اس نے بحال کر دیا اس کی ان کارروائیوں سے ظاہر تھا کہ وہ اپنے عہد حکومت کو خود ناکام خیال کرنے لگا تھا۔ اس نے اپنی موت سے کچھ قبل بادل ناخواستہ اپنی اصلاحوں کو منسوخ کر دیا اور مراعات کو بحال کر دیا مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جو جو کام اس نے کئے سب میں اسے ناکامی ہوئی۔ اس کا فرماں رواداری اور اس کا قیام کیا ہوا قومی تنظیم کا نظام دونوں برقرار رہے۔ غریب کو غلامی اور نظام جاگیر کے باروں سے آزاد کر کے اس نے اہل آسٹریا کو دوامی نفع پہنچایا اور اس کی انتظامی اصلاحوں کی قدر و قیمت کا اب کلینٹن اعوان کیا جاتا ہے۔ اس کی عہد حکومت کی ناکامی ایک خاص حد تک تھی۔ آسٹریا نیدرلینڈ اور ہنگری میں اسے ناکامی اس وجہ سے ہوئی کہ اس کی مخالفت پر ایسے لوگ جو یوٹ کا عہد حکومت اتنے ہوئے تھے جنہوں نے سیاسی مقاصد کے مدرسے میں کس حد تک ناکام تھا تعلیم پائی تھی آسٹریا کے شاہی مقبوضات میں اس کی اصلاحوں سے مستقل ستاج ترتیب ہوئے۔ ہنگری میں بحیثیت مجموعی قدیم طریقہ حکومت قائم رہا اور اصلاحات انیسویں صدی کے وسط تک ملتوی رہے مگر جن اصلاحات میں حیرت من آباد تھے ان کی مادی اور تمدنی حالت میں۔ بہت اصلاح ہوئی گوانچی سیاسی حالت زائل ہو گئی۔ جوزیف کی اصلاحوں میں سے بعض قبل از وقت تھیں اور بعض پر عمل کرنے میں بے جا عجلت کی گئی، حسن تدبیر سے کام نہ لیا گیا اور رعایا کے جذبات کا مطلق پاس نہ کیا گیا۔

شہنشاہ جوزیف کے عہد حکومت میں غلامی کے موقوف ہو جانے سے رعایا کے فلاح و بہبود میں بہت کچھ ترقی ہوئی زراعت تجارت اور صنوعات کو فروغ ہوا اور سلطنت کی قوت بہت کچھ بڑھ گئی۔ جوزیف اپنی رعایا کی بہتری کا خواہاں اور انسانیت کا حامی تھا۔ اپنے ملک کی ضروریات اور ترقی کے آئندہ موانع کے تعلق اس کی رائے صاحب تھی اتحاد کی ضرورت کا اسے احساس تھا جس کی زمانہ مابعد کی تسلیس علاج ہیں۔ مگر اس میں شک نہیں کہ وقت واحد میں ایک

(1) Hausser, Deutsche Geschichte, vol 1.

P. 153. Quoted by Herman Merivale,

Historical Studies, P. 46

صفحہ ۳۹۶

اولیٰ الغرم خارجی حکمت عملی کو عمل میں لانے اور معاملات داخل میں زبردست اسلحوں کے جاری کرانے سے اس نے نہ صرف اپنی سلطنت میں انقلاب پیدا کر دیا بلکہ یورپ بھی ایک ہمہ گیر جنگ میں مبتلا ہونے سے بال بال بچ گیا۔

فروری ۱۸۰۷ء میں پریشیا نے ترکی سے اتحاد کیا اتحادِ ملکہ کے دوسرے اراکین کے علاوہ سوئیڈن اور پولینڈ کو بھی ترکی کے حلیف بنانے کا وعدہ کیا۔ ۲۹ مارچ کو پریشیا نے پریشیا کی مخالفت

پولینڈ سے معاہدہ کیا جس کی رو سے دونوں ملکوں نے ایک دوسرے کے مقبوضات کی کفالت کی ان معاہدوں سے جنگ کے وسعت

اختیار کرنے کا سخت اندیشہ تھا مگر متعدد واقعات ایسے ہوئے جن سے یورپ اس ہمہ گیر جنگ سے بچ گیا۔ نیدرلینڈ میں ایک جمہوریت پسند جماعت پریشیا کی راہ میں رکاوٹیں پیدا ہو گئی جو فرانسس رونک کی سرکردگی میں انقلاب فرانس کے اصول کی پابند ہو گئی جس کی وجہ سے صوبجاتِ بیلجیم کی آئندہ طرزِ حکومت

کے متعلق انگلستان اور پریشیا کی تدبیریں خاک میں مل گئیں۔ پولینڈ میں بھی دین زگ اور تیموریان سے دست برداری کی مخالفت ہونے لگی اور شاہنشاہ لیو پولڈ بھی گودہ اپنی سلطنتوں میں امن کے قیام کا خواہاں تھا مگر اس نے قصد کر لیا کہ سلطنتِ پریشیا میں ان دونوں شہروں کے الحاق کو منظور کرنے سے انکار کر دے۔ لیو پولڈ کے استقلال اور مصالحت پسندی سے سرور ہو کر انگلستان اور الینڈ نے قصد کر لیا کہ اسے بیلجیم کے صوبجات کو دوبارہ حاصل کرنے میں مدد دیں بشرطیکہ وہ قدیم دستورِ مملکت کو بحال کر دے اور گزشتہ جرائم کی معافی کا اعلان کر دے مگر باوجود اس کے کہ یورپ کی سیاسی حالت جوزف دوم کے انتقال سے متغیر ہو گئی تھی پریشیا اب تک جنگ پر تڑا ہوا تھا اور اس کے بادشاہ کی حکمت عملی سے یورپ میں نفوذ امن کا اندیشہ تھا۔

فریڈرک ولیم کے وزیر ہٹز برگ نے ایک یادداشت لیو پولڈ کے پاس بھیجی جس میں اس نے اپنے خیالات کو شرح و بسط کے ساتھ ظاہر کیا تھا۔ اس کی رائے تھی کہ گلیا پریشیا پولینڈ کو واپس کر دیا جائے اور دین زگ اور تھورن پریشیا کو دیدیے جائیں۔ گلیا پریشیا کے معاوضے میں باب عالی سے آسٹریا کو وہ علاقے دلا دیے جائیں جو پاساروون کے صلح نامے کی رو سے اس کو ملے تھے، روس فن لینڈ سوئیڈن کو واپس کر دے مگر صرف

صفحہ ۲۹۶

اس برصغیر تک جو صلح نامہ ٹس ناڈکی روس سے قائم ہوئی تھی اور اس کے صلے میں روس کو ضلع و شہر اوچاکو و دیدیا جائے فریڈرک ولیم شاہ پرشیا نے دھکی دی تھی کہ وہ معاہدہ ٹرکی کی توثیق کرو گیا اور آسٹروی نیدرلینڈ کی آزادی کو تسلیم کر لیا مگر لیوپولڈ نے ان دھکیوں کی مطلق پروا نہ کی اور گیاہے شیا کو پرشیا کے حوالے کرنے سے انکار کر کے ٹرکی کے خلاف جنگ اس نے سرگرمی سے جاری رکھی۔ مٹی میں اس نے وائٹا کے انگریزی سفیر کو مطلع کیا کہ اگر اس کے مقبوضات میں ایک خفیہ سی توسیع کر دی جائے تو وہ ٹرکی سے صلح کرنے پر تیار ہے اس نے نیدرلینڈ کے قدیم دستور کے بحال کرنے اور صلح نامہ سرحدی کی پابندی پر بھی آمادگی ظاہر کی اسکے ساتھ ہی اس نے یہ بھی جتادیا کہ اگر جنگ میں اسے ناکامی ہوئی تو اسے مجبوراً فرانس سے اتحاد کرنا ہوگا اور اس اتحاد کے صلے میں یلن جیم کے صوبجات کا ایک حصہ فرانس کے سپرد کر دینا ہوگا شاہ پرشیا کو جب یہ معلوم ہوا کہ دول بھری اس کی تائید پر آمادہ نہیں ہیں اور پولینڈ میں بھی معاہدہ ری جنین بانخ ڈین زگ اور تھورن کے حوالے کرنے کی مخالفت ہو رہی ہے تو اس نے ۲۶ جولائی ۱۷۹۷ء کو لیوپولڈ سے سلسلہ جینیائی شروع کی ہرٹز برگ کی پرچیج تدبیریں خاک میں مل چکی تھیں اور شاہ لیوپولڈ نے اپنی دانشمندانہ سفارتی چالوں سے پرشیا کو یکہ دہنہ کر کے ری جنین بانخ میں نامہ و پیام شروع کیا۔ فریڈرک ولیم کو یقین دلایا گیا کہ ہرٹز برگ نے اسے خطرناک پیچیدگیوں میں پھنسانا چاہا تھا اور اس نے آسٹریا کی مخالفت کی قدیم حکمت عملی کو بالائے طاق رکھ کر ۲۶ جولائی کو ری جنین بانخ کے معاہدے کو منظور کر لیا اس معاہدے کی رو سے آسٹریا اپنی تمام فتوحات سے دست کش ہونے ٹرکی سے اتحاد ملتہ کی وساطت سے مصالحت کرنے، نیدرلینڈ کے قدیم دستور کو بحال کرنے اور طرزموں کو معافی دینے پر آمادہ ہو گیا۔ پرشیا نے بھی نیدرلینڈ میں آسٹروی حکومت کی کفالت کی اور ڈین زگ اور تھورن کے متعلق اپنی کوششوں سے باز آنے کا وعدہ کیا۔ ہرٹز برگ نے جو شل کا سٹز کے صلے میں رکاوٹیں ڈال رہا تھا معاہدے میں ایک دفعہ داخل کرادی جس کا مضمون یہ تھا کہ اگر ٹرکی کی طرف آسٹریا اپنی سرحدوں کو وسعت دے تو پرشیا کو بھی اس کے معاوضے میں اپنی سرحدوں کو وسعت دینے کا موقع دیا جائے۔ اس طور پر لیوپولڈ اور اس کے

نائب چیمبرل کو کاغذ اور پرشیا کی جنگ پسند جماعت پر ایک زبردست سفارتی فتح حاصل ہوئی اور انگلستان اور ہالینڈ کو قیام امن میں کامیابی ہوئی۔

۳۰ ستمبر ۱۷۹۱ء کو اکتوبر کو لیوپولڈ نے تاج شہنشاہی زیب سر کیا اور ۵ اکتوبر کو بحیثیت شاہ ہنگری لیوپولڈ کا اقتدار شہنشاہی اس کی تاج پوشی عمل میں آئی تخت نشین ہوتے ہی اس نے شہنشاہیت کو دوبارہ قائم کرنا ۱۷۹۱ء کا صدر ہونے کا دعویٰ کر کے اساس لارین اور فرانس کو ملے کے جرمنی رئیسوں کے متعلق فرانس کی مجلس اساسی کی کارروائی کے خلاف میں صدامے احتجاج بلند کی جرمنی میں اپنی قوت کو مستحکم کر لیا اور ہیگ کی کانگریس (اکتوبر) میں انگلستان پرشیا اور ہالینڈ کے سفیروں کو مطمئن کر کے اس نے لین جم کو بہت جلد دوبارہ فتح کر لیا اور برسیلز نے بھی ۲ دسمبر کو اطاعت قبول کر لی۔

۱۹ ستمبر ۱۷۹۱ء کو جیوگیو میں ترکوں کے ساتھ ایک عارضی صلح ہو گئی اور سس ٹووا صلح تاحس ٹووا کے معاہدے پر بھی بہت کچھ لکیت دحل کے بعد ۱۴ اگست ۱۷۹۱ء میں دستخط ہو گئے۔ فریڈرک اعظم کے رقیب لاکوڈن نے بھی ۳۱ سال کے سن میں بلہ قبل میں انتقال کیا اور اس کے مرنے اور جنگ ترکی کے اختتام سے جدوجہد کا وہ عہد ختم کو پہنچ گیا جو جوزف دوم کی مشرقی اولولوغزیوں اور

آسٹریا اور پرشیا کی رقابت سے وجود میں آیا تھا۔ مگر آسٹریا نے پھر غداری اور عہد نامہ سس ٹووا اور سی خین بانخ کی خلاف ورزی کر کے اس نے ایک دوسرا معاہدہ کر کے اور سووا کا ضلع حاصل کر لیا اور یہ وعدہ لے لیا کہ اور سووا قدیم کی قلعہ بندی نہ کی جائے روس نے اس کے قبل ہی ۱۵ اگست ۱۷۹۱ء کو سویڈن سے وی رے لاکا معاہدہ

Sorel, L' Europe et la Revolution Francaise

vol, II. P.1411, Note.

Wolf und Zwiedineok—Sudenhorst Ols-

terreick unter Maria Theresia, Joseph II,

und Leopold II (Oncken Series) Book IV

۳۵۔ سائیمل تاریخ انقلاب فرانس ترجمہ انگریزی جلد اول صفحہ ۳۵۲۔

کر لیا تھا کیونکہ انقلاب فرانس کے نتائج کو کالعدم کرنے کی غرض سے گستاخوں روس سے مصالحت کا خواہاں تھا۔ تاکہ بادشاہوں کے مفاد کو نقصان نہ پہنچے۔ ٹرکی کے ساتھ روس نے ابتدائی صلح نامے پر گلانز میں ۱۸۲۹ء کو دستخط کر دیے تھے۔ ۱۸۲۹ء میں کیتھمرین طغریاب بھی گواستریا نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ ۲۲ دسمبر کو سوڈو وروڈ نے اسمعیل فتح کر لیا اور کوبان اور کوہ قاف میں بھی روسیوں کو کامیابی ہوئی۔ روسیوں کی مسلسل کامیابیوں سے توازن قوت میں جو فرق آنے والا تھا اس سے پٹ بخولی آگاہ تھا مگر روسیوں کی مخالفت پر اہل ملک (انگریز) آمادہ نہ تھے اس لیے وہ زارینا کو اوجا کوڈ کی بازگشت پر مجبور کرنے سے باز رہنا پڑا۔ جولائی ۱۸۲۹ء میں کیتھمرین کوڈو اور شاتار فوجیاں حاصل ہوئیں اور اتحاد ٹلنے بھی اپنے ضعف کی وجہ سے اس کی کارروائیوں میں غل نہ ہو سکتا تھا مگر باوجود اس لیے وہ مصالحت پر آمادہ تھی کیونکہ شل گشتا ہوئی کے اس کی نگاہ بھی فرانس کے اہم واقعات پر لگی ہوئی تھی اور چونکہ آسٹریا اور پریشیا نے فرانس کے انقلاب پسندوں پر حملہ کر دیا تھا اس لیے ان کی اس مشغولیت سے نفع اٹھا کر پولینڈ میں اپنا کام نکالنا چاہتی تھی پویم کن کے انتقال کے دو ماہ بعد ترکوں سے جاسی میں معاہدہ ہوا جس کی رو سے کینا پوچی کے معاہدے کی توثیق کی گئی اور ترکوں نے کرویسیا کے الحاق کو تسلیم کر لیا اور اوجا کوڈو اور اس کے ملحقہ اضلاع نیس ٹرنڈی تک روسیوں کے حوالہ کر دیے کیتھمرین کی کامیابی میں اب کوئی شک نہیں تھا کیونکہ اس نے انگلستان کو نیچا دکھایا تھا سوئیڈن اب اس کا مخالف نہ تھا۔ ۱۸۲۹ء میں روس اور ٹرکی کے مابین آٹھ سال کے لیے اتحاد ہو گیا اور پریشیا کی طرف سے کوئی خطرہ باقی نہ رہا۔ صلح نامہ ری سین بانخ سے یورپ میں خاندان ہوبین زولرن کے اثر کو سخت صدمہ پہنچا بقول کسی کے ”معاہدہ ری سین بانخ کی شرائط خود پریشیا کی پیش کی ہوئی تھیں مگر اسے یورپ انقلاب فرانس پر سخت دھوکا ہوا“ اس معاہدے کو تسلیم کر کے فریڈرک ولیم نے کیڑائیوں کے قتل فریڈرک اعظم کے واضح طرز عمل کو خیر باد کہہ دیا، پولینڈ اور سوئیڈن کے ساتھ ہوائے عہد نامے سے سب کالعدم ہو گئے سوئیڈن کو بھی معلوم ہو گیا کہ اب وہ اتحاد پر اعتماد نہیں کر سکتا اور سکسنی نے بھی پریشیا کی متابعت سے انکار کر دیا۔ برخلاف اسکے لیوپولڈ

نے جرمنی میں آسٹریا کے تفوق کو پھر قائم کرادیا ہنگری پر اس کا قبضہ مستحکم ہو گیا اور ویلن جیم بھی از سر نو آسٹریا کے تحت میں آ گیا۔ آسٹریا پر فریڈرک ولیم کا اعتماد بالکل بے جا تھا اور آئندہ کچھ برس تک پریشیا کی خارجی حکمت عملی آزاد نہ تھی۔ اس کی حالت بھی ابتر ہو گئی تھی نہ مدبر تھے نہ سفارتی نہ سپہ سالار نہ کوئی ایسا بادشاہ جو عہد انقلاب کے پر آشوب زمانے میں ہمت و استقلال کے ساتھ اس کی رہنمائی کر سکتا اسی حالت میں پریشیا میں وہ نیا عہد شروع ہوا جس کے اختتام پر جی نامیں اسے شکست ہوئی اور برلن پر فرانسیسیوں نے قبضہ کر لیا۔

۱۸۰۶ء اور ۱۸۰۷ء کے درمیان جو سال ہیں ان پر یورپ کی تاریخ کا ایک عہد ختم ہوتا ہے اور دوسرا شروع ہوتا ہے۔ ۱۸۰۶ء میں فرانس کا انقلاب شروع ہوتا ہے جس سے یورپ کی سیاسی حالت بالکل متغیر ہو جاتی ہے اور اس کے مالک کے طرز عمل بدل جاتے ہیں۔ ۱۸۰۶ء میں آسٹریا نے روس کے اتحاد کو چھوڑ دیا اور پریشیا سے معاہدہ کر لیا۔ ۱۸۰۶ء میں پریشیا اور آسٹریا نے فرانس سے جنگ شروع کر دی جس میں بہت جلد یورپ بھنس گیا۔ ۱۸۰۶ء میں ٹرکی اور روس میں صلح ہو گئی جس سے روس کو پولینڈ کی آخری تقسیم کو عمل میں لانے کا موقع مل گیا۔ اس کے ایک سال قبل ہی انگلستان فرانس سے اس زبردست جدوجہد کے لیے تیاری کر رہا تھا جس سے نہ صرف اس کی بلکہ تمام تمدن عالم کی تاریخ متاثر ہو گئی۔ اس جدوجہد میں روس نے بھی نمایاں شرکت کی اور اس طور پر کیتھرین کی یہ کوشش بار آور ہوئی کہ اس کا ملک مغرب کے دول غظمی کا ہم پلہ ہو جائے اور ان کے دوش بدوش رہے۔ انقلاب فرانس کے آغاز پر اٹھارہویں صدی کا اختتام ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی روشن خیال اصلحوں اور محب انسان مطلق العنان بادشاہوں کی حکومت کا خاتمہ ہوتا ہے۔ یورپ کے نظام سیاسی کے زیر و زبر ہو جانے اور توازن قوت میں عارضی طور پر فرق آ جانے کا باعث زیادہ تر اہل فرانس کی بادشاہ وقت سے بغاوت تھی۔

صفحات

پانچواں حصہ

فرانس قبل انقلاب

۱۷۸۹ء تا ۱۷۹۳ء

لوئی شانزدہم۔ میری آن تو آن نیت۔ فرانس کی حالت۔ لوئی شانزدہم کے عہد حکومت کے ابتدائی سال۔ تورگوٹورگو کی اصلاحیں۔ مائے شیر بے کا استعفا۔ تورگو کا زوال۔ سائمن ڈرین کی فوجی اصلاحیں نیکر کی پہلی وزارت نیکر کا زوال۔ ۱۷۸۹ء میں فرانس کی تمدنی عقل اور مادی حالت۔ مون تیس کیو اور دودل تیر۔ ٹولفان این سائیکلو پیڈیا۔ روسو۔ Contrat Social۔ ۱۷۸۹ء کے بعد

ملکہ کا اشد رجعت۔ زولی دی فلیوری۔ دورے سون۔ کالون۔ کوئے نی دی بری آن۔ ڈراکین۔ بارلی ان کا جلاوطن کیا جانا۔ ۱۷۸۸ء کے فرامین۔ دوقنی اور دوسرے مقامات میں انقلابی تحریکیں۔ نیکر کی دوسری وزارت۔ Result at du Conseil۔ ۱۷۸۹ء کے انتخابات۔ ایٹیسٹس جنرل کا اجلاس

دور سانزیم یکم مئی ۱۷۸۹ء۔

لوئی شانزدہم ۱۷۸۵ء میں پیدا ہوا اور بیس سال کی عمر میں فرانس کا بادشاہ ہوا۔ اس کے باپ نے جو لوئی پانزدہم کا بڑا بیٹا تھا، ۱۷۶۵ء میں انتقال کیا، اس کی ماں سیکسنی کی شہزادی میریا جو زیفاسی ۱۷۷۸ء میں اس نے میری آن تو آن نیت سے شادی کی جس سے دو بیٹے

لوئی شانزدہم

اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ بڑے بیٹے نے دس سال کے سن میں ۱۷۸۹ء میں

انتقال کیا اور چھوٹے بیٹے یعنی بد قسمت لوئی ہفتم نے ۱۷۹۵ء میں

لوئی کی بیٹی جو میڈیم لاپل کے نام سے مشہور تھی انقلاب کے مصائب برداشت کرنے کے بعد

ڈیوک دی انگولیم سے منسوب ہوئی جو چارلس دہم کا بیٹا تھا لوئی شانزدہم پاک باز یا مائدار

راسخ الاعتقاد اور نیک نیت تھا اور اس میں اکثر ایسے خواص موجود تھے جن کی وجہ سے

اسن وسکون کے زمانے میں وہ ہر دل عزیز ہو سکتا تھا لیکن اس میں وہ خاص قابلیتیں

موجود نہ تھیں جن کی وجہ سے سیاسی شورش اور مالی اتری کے زمانے میں وہ فرانس کی

رہنمائی کر سکتا۔ سیاسیات کا اسے مطلق علم نہ تھا اور اس کے علاوہ کابل مستون مزاج اور کفر و بھی

تھا۔ اسے خود بھی اس امر کا احساس تھا کہ اس میں اس پر آشوب زمانے میں ایک بڑی قوم

پر حکومت کرنے کی اہلیت نہ تھی اسے اپنی ذات پر اعتماد نہ تھا اور قوت تصفیہ اس میں مطلق

نہ تھی جس کی وجہ سے اس کی کوششیں ناکام رہتی تھیں۔ اپنے فرائض منصبی کو ادا کرنے کا

اسے ہر وقت خیال رہتا تھا اور نیک نیت بھی تھا، اکثر وہ بارہ گھنٹے کام کرتا اور بیک وقت

اپنے وزیروں کی مراسلت کی نگرانی کرتا۔ برگ نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ وہ ایک

ایسا فرمان روا تھا جس نے اپنے عہد حکومت میں شروع سے آخر تک اپنی رعایا کے

ساتھ مراعات کو ملحوظ رکھا، اپنے اقتدارات اور حقوق سے دست کش ہوتا رہا اور اپنی

رعایا کو اس قدر آزادی بخشی جس کا ان کے مورثوں کو وہم و گمان تک نہ تھا اور نہ خواہش

تھی اس میں تحریک کا مادہ نہ تھا مگر اہل فرانس کی فلاح و بہبود کے لئے اپنے وزیروں کی

تباہیر کی تائید کرتا۔ اس کی تخت نشینی اور انقلاب کے آغاز کے درمیان کے پندرہ برس

کی مدت میں اس کے اتفاق رائے سے کئی قابل قدر اصلاحیں عمل میں آئیں اسٹیٹس جنرل

کے منعقد کرنے کی ضرورت کو جب اس نے محسوس کر لیا تو اپنی اس کارروائی کی ذمہ داری

کو اپنے سر لینے پر وہ پورے طور سے تیار ہو گیا۔ مگر بد قسمتی سے اس میں استقلال نہ تھا

لہ۔ لوئی شانزدہم کے عہد حکومت کے لیے کتب ذیل کا مطالعہ کیا جائے۔

Droz, Histoire de Louis XVI, Roquain; L, Esprit

Revolutionnaire avant la Revolution.

دور کاہل اور کمزور بھی تھا، دوسروں کا اثر اس پر آسانی سے ہو جاتا تھا اور اپنے مشیروں کی رائے پر اپنی رائے کے خلاف عمل کرنے سے اس کے بہترین ارادے بے سود ثابت ہوتے تھے۔ اس نے شوا سیول کو اپنے وزیروں میں شامل نہیں کیا اور اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ شوا سیول نے جیسواٹوں کے خلاف کارروائی کی تھی۔ تورگو کو وزارت سے ہٹانے کی وجہ یہ تھیں کہ اس کے مذہبی خیالات لوئی کو پسند نہ تھے اور وہ امر اس کے حقوق جاگیر اور جائیداد کے ساتھ مداخلت ناپسند کرتا تھا۔ اپنے مطلق العنان فرماں روا ہونے کا اسے بخوبی احساس تھا اس لیے اسے معلوم تھا کہ امریکا کی جنگ میں دخل دینا غلطی پر مبنی تھا مگر دوسرے معاملات کی طرح اس معاملے میں بھی اس نے بجائے اپنی رائے پر عمل کرنے کے اپنے مشیروں کی رائے پر عمل کیا۔ فرانس میں حکومت شاہی کو تباہی سے بچانے کے لیے نہایت زبردست حکومت کی ضرورت تھی اور نیک نیتی، ایمانداری، اعتماد پسندی اور غیر ہونے سے کام نہ لے سکتا تھا معاملہ خارجی میں البتہ اسے دخل تھا اور لوئی پانزدہم کی طرح فرانس کے معاملات سے کہیں زیادہ اسے یورپ کے معاملات کا علم تھا۔ میری آن تو آن نیست کو بھی اس نے معاملہ خارجہ میں دخل نہ دینے دیا اور گوکہ فرانس کا دیوالہ قریب تھا مگر دران کے انتقال (۱۷۹۳ء) تک یورپ کے سیاسیات میں فرانس کا زور تھا۔

صفحہ ۴۰۳

اس کی بیوی مشہور و معروف میری آن تو آن نیست تھی اس کے چال چلن پر جو الزامات انقلاب سے قبل اور اس کے دوران میں لگائے گئے تھے اب غلط ثابت ہو چکے ہیں۔ صدر زیر تذکرہ کے سیاسیات میں اسے بہت کچھ دخل تھا۔ خوش اخلاق ہونے کی وجہ سے پیرس کے شاندار دربار اور سوسائٹی کی صدارت کی اس میں خاص اہمیت تھی قابلیت کے لحاظ سے وہ اپنے شوہر سے بہتر تھی وزیروں کے تقریریں بھی دخل دیا کرتی تھی اور اس کی سازش پسندی سے میریا تھیری سا اور جوزف ثانی کو بھی اندیشہ ہو گیا تھا مگر اپنے شوہر میں وہ نہ تو قوت فیصلہ پیدا کر سکی نہ استقلال جس سے فرانس متعدد دہائیوں سے بچ جاتا اور اس نے اپنے اثر سے زیادہ تر نااہل وزیروں اور غلط تجویزوں کی تائید کا کام لیا اسے سیاسی معاملات کا نہ تو تجربہ تھا نہ ان کے متعلق

کسی قسم کی مطلوبات رکھتی تھی۔ فرانس کے غرورہ دار اور متعصب انقلاب پسندوں کے ہاتھوں جنھوں نے اپنی خونخواری اور وحشیانہ انحال سے یورپ کے تمدن کو بدنام کر دیا اسکی جو بری گت بنی اس کی وجہ سے ہمیں اس امر کو نظر انداز کرنا نہ چاہیے کہ معاملات سلطنت میں اس کی مسلسل مداخلت سے خصوصاً ۱۷۹۱ء کے بعد فرانس کے مفاد کو سخت نقصان پہونچا، اس کے علاوہ اس کی ذاتی اسراف اور دربار کی عیش پسندی اور فضول خرچی سے حکومت کی مشکلیں بہت کچھ بڑھ گئیں۔

۱۷۹۱ء میں فرانس دو حصوں میں یعنی Pays d Election اور Pays

d, Etat میں منقسم تھا۔ اول میں پانچ دور اقتادہ صوبے شامل تھے جن میں متاعی مجالس بھی موجود تھیں مگر ان میں سے صرف لائیوی دوک اور بریٹنی کی مجالس میں کچھ جان تھی۔ باقی ماندہ صوبے Intendants اور ان کے ماتحت

Subdeleques کے تحت میں تھے۔ ایسروں کے اب تک خاص حقوق

۱۷۹۱ء میں ایک زبردست تحریک کے علاوہ اقتدارات زائل ہو چکے تھے اور ان میں سے اکثر یا تو پیرس میں عکمران کی ضرورت

کے ماتحت تھے مگر علاقہ دار امرائے استحصال بالجبر برکاری بیکار (Carvee) اور ملے شہیا (قومی فوج) میں جبری ملازمت کی وجہ سے ان کی جان ضیق میں تھی۔ امرائے اپنی املاک سے غائب رہنے اور انکی دراز دستیوں اور مراعات رکھنے والے طبقات کے محاصل کی ادائیگی سے بالکل مستثنیٰ ہونے کی وجہ سے امر اور غربا کے درمیان سخت منازرت تھی جو لوئی شانزدہم کے تحت نشین ہونے کے زمانے میں اندیشہ نہا ہو گئی تھی۔ انقلاب سے پناہ ملنے کی صرف یہ صورت ہو سکتی تھی کہ سرشتہ مالیہ میں کامل اصلاح ہو اور ملک کے انتظام میں ایسا ندری کو ملحوظ رکھا جائے۔ اس نظام عمل پر عمل کرنے کے لیے ایک قابل اور سرگرم فرمان روا کی ضرورت تھی جو قابل وزیروں کا تقرر کرتا اور دانشمندانہ تدابیر کی تائید کرتا۔

تحت نشین ہوتے ہی لوئی نے عوام کی امیدوں کو لپٹا لکھنے اور فرانس کی تاریخ میں ایک نئے دور کا آغاز کرنے کی کوشش کی۔ ختم سال کے قبل ہی وزارت ۱۷۹۱ء کے بجائے ایک نئی وزارت قائم ہوئی۔ شوایسول کے معزول کردیتے کا تعلق

لوئی پانزدہم کو تادم مرگ تھا مگر لوئی شانزدہم نے اس کے حقوق کا مطلق لحاظ نہ کیا اور
 ماشول برٹش اور مورے پا کے حقوق پر غور کر کے بالآخر اپنی پھوپھی میڈیم ایڈی لیڈ کے
 مشورے سے جو اس کے باپ کی بھی بیشر تھی، اس نے مورسہ پاکو دزیر اعظم مقرر کیا۔
 ٹرین فریڈرک فلی پوکاؤنٹ دی مورے پاجسکا سن اسوقت ۱۷۹۲ء سال کا تھا جوانی سے
 سرکاری ملازمت میں داخل تھا ۱۷۹۲ء سے ۱۷۹۷ء تک۔ پھر بڑبڑیہ تھا اور اس کے
 معزول ہونے کا سبب یہ تھا کہ میڈیم دی پوم یادور کی نظر اس کی طرف سے پھر گئی تھی۔
 اس میں نہ تو انتظامی قابلیت تھی اور نہ اس نے کبھی موجودہ مشکلات کی کتنی سلجھانے کی کوئی
 کوشش کی لوئی پر اس کا بہت کچھ اثر تھا مگر اس اثر سے اس نے مفاد قومی کو ترقی
 دینے کی فکر نہ کی بلکہ بادشاہ کی قوت فیصلہ کو اور بھی مضل کر دیا۔

وزارت کے دوسرے اراکین حسب ذیل تھے۔ ہیو دی میرومی نیل جو نوبر ۱۷۹۱ء
 میں بجائے مولوچین جینسیلر مقرر ہوا ماری شال دی مانی وزیر جنگ مگر اس کے بجائے
 کاؤنٹ دی سائین ژرین کچھ روز کے بعد مقرر ہو گیا۔
 کاؤنٹ دی ورژان جو جون میں بجائے داگوی لون کے وزیر چاہا ہوا،
 دیوک لاوریجی لی ایرافر علی محلات شاہی گرجا لائی ۱۷۹۱ء میں مالی شیربے اسکا جانشین ہوا
 تو رگو جو ۲۰ جولائی کو وزیر بحریہ مقرر ہوا اور ۲۴ اگست کو بجائے تیرے افسر علی
 سرشتہ مالیہ ہو گیا۔

صفحہ ۴۰۵

تورگو کی وزارت ۱۲ مئی ۱۷۹۱ء تک قائم رہی جسکی وجہ سے فرانس کی تاریخ

تورگو کی وزارت میں ایک قایل یادگار باب کا نشانہ ہوا۔ فرانس میں کال اصلاح کی
 ۱۷۹۱ء تا ۱۷۹۲ء اس سے قبل کبھی ضرورت داعی نہ ہوئی تھی۔ لوئی پانزدہم کے
 عہد حکومت میں تجارتی اولوالعزمیوں میں پھر کچھ جان آگئی تھی

مگر کامیابی کا وقت نکل چکا تھا، جنگ تہمت سالہ میں پیش کر فرانس کو ہندوستان میں
 اپنے حقوق کے دعووں سے باز آنا پڑا تھا، کنڈاؤ اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا اور ہندو
 تجارتی راستوں پر اس کا کوئی زور نہ تھا مگر ۱۷۹۱ء کی قلمی کارروائی سے

کسی قسم کے مفید نتائج مترتب نہیں ہونے پر ۲۵ مئی ۱۷۹۱ء کے اعلان شاہی کو منسوخ کر دیا تھا جس کی رو سے تمام ملک فرانس میں نئے کی تجارت کی آزادی کو جائز قرار دیا گیا تھا۔ برخلاف اس کے دربار شاہی کے خرچ پر کوئی روک نہ تھی اور اس کی ناعاقبت اندیش کارروائیوں سے فرانس کا عقیقہ دیوالہ ہونے کو تھا۔ تورگو کو امینتی کہ لوئی اپنی ذاتی کوششوں سے ان خرابیوں کی اصلاح کر دیا۔ ۳۰ مئی ۱۷۹۱ء کو میریا تھیری نے میری ان تو آن نیت کو یہ لکھا کہ فرانس کے ذرائع نہایت وسیع ہیں، خرابیاں بھی بہت ہیں مگر ان سے نفع بھی اٹھایا جاسکتا ہے کیونکہ ان کے رفع کرنے سے بادشاہ اپنی رعایا کو مرہون منت کر سکتا ہے۔ فرانس کا مستقبل بہت افزا ہے اصلاحوں کے لیے اب بھی موقع تھا، اہل فرانس حسب سابق اپنی وفاداری پر قائم تھے لوئی شانزدہم کو چاہئے تھا کہ مناسب طرز عمل اختیار کر کے اور استقلال سے کام لیکر موجودہ باتوں سے نفع اٹھائے اور اپنے آپ کو لوئی چہارم کی طرح طاقت ور بنائے۔ مگر میریا تھیری سا کی طرح لوئی موقع و محل کو نہیں پہچانتا تھا اور اپنے ملک کی موجودہ حالت کو بھی اچھی طرح سمجھ نہیں سکتا تھا۔ مگر اس کے وزیروں میں تورگو ایک ایسا شخص تھا جسے موجودہ اسقام کا بخوبی علم تھا اور جدول جان سے فرانس کو نفع پہنچانا چاہتا تھا۔

تورگو ۱۰ مئی ۱۷۹۱ء کو پیدا ہوا اور ۱۷۹۱ء سے ۱۷۹۲ء تک لوثرے کا

Intendant تھا۔ فرقہ Physiocrat کے بانی کو میں نے کا وہ

شاگرد تھا جس کی تعلیم یہ تھی کہ زمین دولت کی اصل بنا ہے۔ جو بہ مذکور کا انتظام تورگو نے نہایت خوبی سے کیا تھا اور اس کے انتظامی تجربے سے اب بادشاہ کام لے سکتا تھا۔ تورگو اس زمانے کے فلسفیانہ خیالات میں ڈوبا ہوا تھا اور اپنے اکثر اہم عسروں کی طرح وہ بھی چاہتا تھا کہ اقتدار شاہی کے ذریعے سے مفید اصلاحوں کو عمل میں لائے تورگو کو وجہ مفاسل کی شکایت تھی۔ اس کے حکمانہ طرز عمل سے اکثر ایسے لوگ اس سے کشیدہ خاطر ہو گئے جن سے اسے مدد ملی۔ رائے عامہ کی بھی اسے پروا نہ تھی جس کی وجہ سے ایک حد تک وہ قوم کو نفع پہنچانے اور موجودہ خرابیوں کی اصلاح کرنے میں ناکام رہا

متعدد اصلاحیں اس کے پیش نظر تھیں اور وہ عدرجہ کی کفایت شماری پر تلا ہوا تھا۔ اگر اسے اپنی تدبیروں کو عمل میں لانے کا موقع دیا جاتا تو بلا شک و شبہ انقلابی تحریکیں دب جاتیں اور ضروری اصلاحیں رفتہ رفتہ عمل میں آجاتیں۔ آزادی کی انگلیں ہر طبقے میں موجود تھیں انجمن معاشین ۱۸۶۷ء میں قائم ہو چکی تھی اور سررشتہ مالیک کی اتبری کی وجہ سے تمام سمجھدار لوگوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ حین طبقات ملک کے خاص حقوق تھے ان پر بھی محاصل عائد ہونا چاہیے اور یہ طبقات خود بھی موجودہ خرابیوں کے شاکر تھے۔

لوئی شانزدہم کی ابتدائی کارروائیوں سے ترقی کے حامیوں کی ہمت افزائی ہوئی۔ اس نے اپنے اور ملک کے حقوق مرت منشی "شاہی بیٹی" سے دست کشی اختیار کر لی تھی اور مولو کو معزول کر کے بجائے اس کے تورگو کو مقرر کر دیا جس سے قوم خوش ہوئی۔ مگر ان دانشمندانہ تدابیر کے ساتھ ہی ساتھ اگست ۱۸۷۰ء میں اس نے تورگو اور دوہائی کی رائے کے خلاف باری مان کو واپس بلالیا۔ باری مان کی یہ بجالی سخت غلطی تھی اور اس کی وجہ سے تورگو کے محاصل کے جدید انتظامات اور حقوق جاگیر کی منسوخی کی تجاویز کے عمل میں آنے میں سخت پیچیدگیاں پڑ گئیں۔

تورگو جو اصلاحیں سب سے پہلے عمل میں لایا وہ حسب ذیل تھیں۔ ۱۳ ستمبر ۱۸۷۰ء کو اس نے غلے کی تجارت کی آزادی دوبارہ قائم کر دی محاصل کے جمع کرنے والے ٹھیکہ دار جو نہیں بطور نمذرانہ اہل دربار کو دیا کرتے تھے وہ موقوف کر دی گئیں شہروں کے محاصل تورگو کی ابتدائی اصلاحیں انکی تشخیص میں جو فرمایاں تھیں وہ رفع کر دی گئیں اور غیر ملکیتوں پر جو قیود عائد کیے گئے تھے ان سے وہ بری کر دیے گئے۔ ۱۸۷۰ء میں

صفحہ ۴۲۸

اس نے چھوٹے درجے کے کسانوں اور کاریگروں کی دقتوں کو رفع کر دیا اور غربا کے بلوؤں کا سختی کے ساتھ اشد کیا جس کے بانی غالباً امراتھے ٹھیکوں کو بھی اس نے بند کر دیا۔ مالی شیرے کی تائید سے جو لوئی پانزدہم کے پیرانہ سال وزیر لاوری لی ایر کا ۱۹ جولائی ۱۸۷۰ء کو جانشین ہوا تھا، تورگو نے اپنی اصلاحوں کو جاری رکھا۔ دونوں وزیروں کو فرانس کے امیاء کے اسکان کے متعلق اتفاق تھا مگر بادشاہ کے طرز عمل کے متعلق دونوں میں اختلاف تھا۔ مالی شیرے اسٹیس جبرل کے انعقاد کا حامی تھا مگر تورگو جو اٹھارہویں صدی کی اصلاحات کے رنگ میں ڈوبا ہوا تھا اور حکومت میں عائد قوم کے

عنصر کو داخل کرنا نہ چاہتا تھا اس لیے اس کی رائے تھی کہ کوئی ایک محب وطن بادشاہ ہونے کا دعویٰ کرے اور اپنے ذاتی افعال سے قوم کی اصلاح کرے۔ اپنی وزارت کے باقی ماندہ زمانے میں اس نے متعدد اصلاحیں اس سرگرمی سے کیں کہ جوزف ثانی کو بھی حسد ہوتا۔ ۱۷۷۵ء کے آخر مہینوں اور ۱۷۷۶ء کے اوائل میں جن اصلاحوں کو وہ عمل میں لایا ان میں سرکاری ٹھیکوں کی اصلاح، غیر ضروری اور بیکار عہدوں کی تخفیف

اور Jurandes

شراب کی تجارت کی آزادی (اپریل ۱۷۷۶ء) اور Corvee کا انسداد Corvee

اور Jurandes کا انسداد قابل ذکر ہیں۔ Corvee

سے مراد یہ تھی کہ کسانوں سے بلا کسی اجرت کے سڑکوں کی تعمیر و مرمت کا کام جبراً لیا جاتا تھا یہ ظالمانہ طریقہ جسے آری نے ۱۷۷۳ء میں جاری کیا تھا سخت نا انصافی پر مبنی تھا لکن اس کی وجہ سے سڑکوں کی تعمیر و مرمت کا کام بالکل کسانوں کو کرنا پڑتا تھا۔ تو رگو نے اس طریقہ کو سدود کر کے بجائے اس کے تمام مالکان، اراضی پر ایک محصول عائد کیا بادشاہ نے باوجود مراعات رکھنے والے طبقوں کے اس معاہدے میں تو رگو کی تائید کی اور فرمان برادر جنوری ۱۷۷۶ء کو دستخط ہو گئے۔ Jurandes یعنی خاص حقوق رکھنے والی جماعتوں کی نگرانی پر تو رگو نے جو حملہ کیا اس میں بھی اسے کامیابی ہوئی۔ فرانس میں ازبندہ وسطے کے قدیم تجارتی قوانین اور رسوم اب تک باقی تھے ان کی منسوخی کے لیے ایک فرمان ۵ فروری کو صادر ہوا اور اس کے بعد چارچہدہ فرامین اور جاری ہوئے جن کی رو سے پیرس میں غلہ کے پہونچنے میں جو روکاؤ تھیں سب دو کر دی گئیں۔ ان چہدہ فرامین کی پیرس کے بارلی مان نے سخت مخالفت کی اور نفاذ ۱۷۷۶ء میں ایک سند (Litde Justice) منعقد کرنے کے بعد ہوا جس سے بارلی مانوں کی بجالی کے نامساعد نتائج فوراً عیاں ہو گئے پیرس کے بارلی مان کی تائید پر اصلاح کے تمام مخالف آمادہ ہو گئے جن میں لکنہ بادشاہ کا بھائی (کاؤنٹ دی پرووانس) ساہوکار خواتین دربار ساہوکار پادری اور تاجر سب شریک تھے۔ موری یا بھی مخالفوں کے اس

جتھے میں شریک ہو گیا۔ ملکہ کا آوروہ کاؤنٹ دی گنی جولندن میں فرانسیسی سفیر تھا واپس بلایا گیا تھا جس کی وجہ سے ملکہ سخت ناراض ہو گئی اور جب اسے ورثران کو معزول کرانے میں ناکامی ہوئی تو تو رگو کی برطانی کے درپے ہوئی کیونکہ اس نے بھی ملکہ کے آوروہ کی مخالفت کی تھی اور اس کی عادات اور کفایت شعاری سے بھی بیزار تھی۔ اس کے علاوہ وہ تمام جماعتیں اس کے خلاف سازش کرنے پر آمادہ ہو گئیں جنہیں اس کے مجوزہ قوانین رواداری با زوران دی کی انسداد یا مراعات کے حصّہ جانے سے نقصان پہنچا تھا غرض کہ اس کی اصلاحات کی قدر و قیمت کے اندازہ کرنے کا موقع نہیں ملا تھا اور فضلوں کی خرابی کی وجہ سے عارضی طور پر اس کی ہر دل غیزی جاتی رہی تھی۔ تو رگو نے ۱۷۹۱ء کے لیے جو موازنہ تیار کیا تھا اس کا ایک تبصرہ لوئی کے ملائے میں پیش کیا گیا جو اس کے مذہبی خیالات کو ناپسند کرتا تھا اور اس کے حکمانہ طرز عمل سے بیزار ہو گیا تھا عام اصول کی پابندی کی وجہ سے مثل جوزف ثانی کے تو رگو کو بھی اس امر کا احساس نہ تھا کہ ایک قلیل مدت میں بہت سی اصلاحیں عمل میں نہیں آسکتیں۔ لوگوں پر قابو رکھنے کی قابلیت اس میں مطلق نہ تھی اور اگر اس نے کچھ زیادہ جھنجھٹا دیر سے کام لیا ہوتا تو اسے اپنی اصلاحی تجویزوں کو جاری رکھنے کا موقع مل جاتا۔ تو رگو کے خلاف میں سازشوں کا سلسلہ برابر جاری تھا اور مائے شیر بے کی علیحدگی (۱۷۹۱ء) سے اور بجائے اس کے مورے پاس کے ایک طرف دارائی تو کے مائے شیر بے کی علیحدگی مقرر ہونے سے اس کی حالت اور بھی سقیم ہو گئی۔ مائے شیر بے کے ۱۷۹۱ء میں انتقال ہونے کی وجہ یہ تھی کہ مجوزہ اصلاحوں کے مخالفوں پر غالب آنے کی طرف سے اسے مایوسی ہو گئی تھی۔ اس نے بھی متعدد

صفحہ ۲۰۹

خزانیوں کو رفع کرنے کی کوشش کی تھی فلسفیوں کے ساتھ اسے ہمدردی تھی اور ان کے خیالات کو وہ روار کھتا تھا۔ مجلسوں اور شفا خانوں کی اس نے اصلاح کی اور

Maxime de la Rachoterie, Histoire de

۱۷

Marie Au toinette, P 285.

Nouriss on, Trais Revolutionnaires

۱۸

Turgot, Neckar, Bailly, P. 120.

بیس تیل سے اُس نے بہت سے قیدیوں کو رہا کر دیا۔ اس کی خواہش تھی کہ سٹیٹس جنرل کو منعقد کیا جائے اور اس نے کوشش کی
 Lettres de Cachet (قید کے سزا بہر احکام) کا طریقہ مسدود کر دیا جائے، سرسری اور غیر واجبی سزائیں نہ دی جائیں اور اہل دربار اور ان کے دوستوں سے قرضوں کی ادائیگوں کو معوی کرنے کا اختیار لے لیا جائے، مگر ان کوششوں میں اسے کامیابی نہیں ہوئی۔ اس نے چاہا تھا کہ نان تے کافران دوبارہ جاری کیا جائے یا کم از کم پرائس ٹنٹ لوگوں کے ساتھ تہرسلوک ہو لمزموں کی ایذا دہی کے طریقے کو بھی اس نے مسدود کرنا چاہا مگر اس کی یہ کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔

مالی شیرے کو فرانس کو نفع پہونچانے کا دل سے خیال تھا مگر عدم استقلال اور ملکہ اور مورے پاکی مخالفت کی وجہ سے حکومت کو وہ اپنی تجویزوں کے منظور کرنے پر مجبور نہ کر سکتا تھا اور بالآخر اس نے استعفا دیدیا۔

۱۲ مئی ۱۷۹۱ء کو تورگو مغرول ہوا اس کے سوائے فرانس کی حکومت شاہی کو اب کوئی بچانے والا نہ تھا۔ اس کے زوال کے متعلق مرسی نے میریا تھیری سا کو ایک خط میں لکھا کہ تورگو کا زوال ۱۲ مئی ۱۷۹۱ء کو کمزور جنرل (تورگو) ایما نداری کی وجہ سے مشہور تھا اور قوم اس پر شدید انتہی اس لیے افسوس ہے کہ ملکہ ایک حد تک اس کے زوال کا باعث ہوئی ہے۔ عائد قوم کو بادشاہ کی طرف سے بھی شہرہ ہو گی بات

منصفیہ

کیونکہ وہ تورگو کے زوال کے حقیقی اسباب سے ناواقف ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ملکہ ہی اس کے زوال کا باعث ہوئی ہے۔ تورگو صرف چند روز برسر اقتدار رہا اس لیے مقامی حکومت خود اختیار کے متعلق اپنی تجویز کو وہ بادشاہ اور کونسل کے ملاحظہ میں پیش نہ کر سکا۔ اس کی تجویز یہ تھی کہ حسن انتظام کے لیے یہ ضروری ہے کہ مجلسوں کا ایک سلسلہ قائم کیا جائے جن کی بنائیموں اور قریوں پر ہو۔ قصبات کے نائب ضلع (Arraud isonient) کے بلدیہ کو بھیجے جائیں اضلاع کی بلدیات کے نائب صوبے کی

مجلس عامہ کو اور مجالس صوبہ کے نائب پیرس کی بلدیہ عظمیٰ کو جس میں صوبوں کے ناٹین کے علاوہ وزیر بھی شریک تھے۔ وضع قوانین کے متعلق مجلس اقتدار بادشاہ اور کونسل کے ہاتھوں میں تھے مگر مجلس عامہ کو انتظامی معاملات کا قطعی تصفیہ کرنے حکومت کو مشورہ دینے اور قومی تعلیم کے نظام قائم کر نیے اختیارات دیے گئے تھے۔ لیوپولڈ رئیس سکنی جو زف دوم چارلس سوم (ہسپانیہ) اور کتا و دس کی طرح تو رگو بھی مصلحین کے اس گروہ سے تعلق رکھتا تھا جو بادشاہ اور رعایا کے تعلقات کو زیادہ مضبوط کرنے کے ساتھ ہی ساتھ یہ چاہتے تھے کہ اصلاحوں کا بانی مہابی خود بادشاہ ہو تو رگو کو سررشتہ الیہ کے انتظامات میں بہت کامیابی ہوئی۔ اس نے نہ تو کوئی جدید محال عائد کیے نہ قرضہ لیا قوم میں اس نے حکومت کی ساتھ دوبارہ قائم کر دی اور انتہائی کفایت شعاری سے کام لیکر خزانہ میں وہ گیارہ ملین چھوڑ گیا۔ مالی بربادی اور تو رگو کے زوال کے متعلق ڈول تیر نے اصلاح پسندوں کی مایوسی الفاظ ذیل میں بیان کی ہے۔

دو دو نوں وزیر ہمارے لیے ایک زرین عہد تیار کر رہے تھے۔ میری آنکھوں نے اس کی ابتدا اور انتہا دیکھی جس کا مجھے ہمیشہ قلق رہ گیا ہے

اصلاح پسند وزیروں میں سے اب صرف کاؤنٹ دی سائین ٹرین برسر عہدہ تھا۔ ۱۷۷۵ء سے ۱۷۸۰ء تک اس نے کچھ کامیابی کے ساتھ کوشش کی کہ نو دوا کی روایات کو زندہ کرے اور خرابیوں کو رفع کر کے ضبط فوجی کی اصلاح کرے کی اخراجات تعلیم قواعد فوجی اور امر کی مراعات کی تخفیف کے متعلق وہ کئی قابل قدر اصلاحوں کو عمل میں لایا۔ مگر گو وہ بہت کچھ قابلیت رکھتا تھا اور خوب سمجھتا تھا کہ فرانس کی فوج اس قدر زبردست ہونی چاہیے کہ آسٹریا اور پریشیا کی فوجوں سے برابری کا مقابلہ سائین ٹرین کی فوجی کر سکتے مگر اس نے فریڈرک اعظم کے ضبط فوجی اور قواعد کے اصلاح میں ۱۷۷۵ء تا ۱۷۸۰ء کے عرصہ میں کوئی کام نہ کیا۔ اس کے علاوہ

اس نے Mosquetaires اور زیادہ تنخواہ والی

صفحہ ۳۳۱

دوسری شاہی فوج کو تخفیف میں لاکر اور فوجوں افسروں کو کچھ روز تک بلور غیر کمیشن والے افسروں کے خدمات انجام دینے پر مجبور کر کے امر کو بھی ناراض کر دیا اس کے جانشینوں خصوصاً کانٹ دی ہیری آئن (وزیر فوج از ستمبر ۱۸۸۷ء تا اگست ۱۸۸۸ء) نے اس کے طرز عمل کو جاری رکھا اور اس میں ترقی دی جس کی وجہ سے باوجود بعض غلطیوں کے فرانسیسی فوج کے سلطوت کے دوبارہ قائم ہو جانے کی امید ہو گئی۔

مگر تورگو کی اصلاحیں سب کا نام ہو گئیں اس کے زوال سے اصلاح پسندوں کو سخت ایو سی ہو گئی اور اس کے بعد رجعت کا سلسلہ شروع ہو گیا بورڈوکا ایک Intendent کسی کلونی کنٹرولر جنرل مقرر ہوا اور فرانس کی حکومت کی ساکھ جاتی رہی اور اگست کو Corvee دوبارہ قائم کی گئی اور ۱۹ اگست کو Jurandes ماہ مابعد میں غلہ کی تجارت کی آزادی بھی سہو دکر دی گئی۔ تورگو کے ان اہم اصلاحوں کی منسوخی سے سخت ناراضی پھیل گئی یکوئی نے اکتوبر ۱۸۸۷ء میں انتقال کیا اور تابو رو دی ری ادا سکا ٹیکر کی پہلی وزارت اکتوبر ۱۸۸۷ء میں قائم ہوئی مگر مالیات کا انتظام جینیوا کے ایک ساہوکار ٹیکر کے ہاتھ میں رہا۔ ۱۸۸۷ء تا ۱۸۸۸ء سپرد ہوا جو پہلی مرتبہ اس خدمت پر اکتوبر ۱۸۸۷ء سے مئی ۱۸۸۸ء تک فائز تھا۔ ٹیکر درودل سے خالی اور تنگ خیال تھا اور اہل فرانسیسی

کی حقیقی ضرورتوں کا بھی اسے احساس نہ تھا۔ تورگو کی طرح اس کا بھی یہ خیال تھا کہ انتظامی اور مالی اصلاحوں سے شورشیں دفع ہو سکتی ہیں۔ ٹیکر نہ تو انتہائی اصلاح پسند نہ رانی جماعت سے تعلق رکھتا تھا اور نہ اہل دربار کا اہم خیال تھا۔ اس کی پہلی وزارت کے زمانے میں تورگو کی اصلاحات کے خلاف میں رجعت کا سلسلہ رک گیا اور اصلاحات ایک حد تک جاری رہیں۔ ناظم مالیہ کا لقب اختیار کر کے ٹیکر نے کوشش کی کہ اہل دربار کی فضول چرجیوں کو روکے، حکومت کی ساکھ کو دوبارہ قائم کرنے، حکومت کے شہرتوں کے اخراجات میں تخفیف کرے اور دوسری مفید اصلاحوں کو عمل میں لائے۔ چونکہ بجائے مدبر ہونے کے وہ ساہوکار تھا اس لئے اس کے تقرر سے تجارت پیشہ لوگوں کو اطمینان ہو گیا۔ دستوری تغیرات کا وہ مخالف تھا اور Contrat Social کے اصول سے اسے ہمدردی نہ تھی۔ تورگو کی طرح وہ بھی مجاس صوبجات کو زندہ کر کے ان سے کام لینا چاہتا تھا اور اس کی رائے تھی کہ مجاس مذکور کو انتظامات اور محال

عائد کرنے کے متعلق وسیع اختیارات دئے جائیں اور صرف عدالتی کام بارلی مانوں سے متعلق ہو۔

اس کی ابتدائی کارروائیوں سے یہ ترشح ہوتا تھا کہ وہ حکومت شاہی کے لئے مفید ثابت ہوئی۔ جنگی اخراجات کی تکمیل کے لئے اس نے فوج اور بحریہ کے خزانہ داروں اور خشکیوں کے تعداد کو کم کر دیا اور دربار شاہی کے اخراجات میں بھی بہت کچھ کمی کر دی۔ سڑکوں اور ندیوں پر جو محاصل لئے جاتے تھے ان کو موقوف کرنے اور ٹھیکہ داروں کے ذریعہ سے محاصل کو وصول کرنے کے طریقہ کو مسدود کرنے کے لئے اس نے کئی فرمان نافذ کرائے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے یہ کوشش کی کہ *Taille* (محصول نمک) اور دوسرے بلا واسطہ محاصل میں اضافہ ہونے پائے اور صوبجات میں مجالس قائم کی جائیں جن کے سپرد رفتہ رفتہ *Intendants* اور ان کے ماتحتوں کے فرائض کر دے جائیں۔ وہ عامہ قوم کی تائید حاصل کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے

اپنی مشہور کتاب *Compte Rendu de l'Etat des finances* شائع کی جس سے قوم کو معلوم ہو گیا کہ سلطنت کی مالی حالت کس قدر سقیم ہے۔ اس کتاب کو حکومت شاہی کے مخالفوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور ملازمت شاہی۔ لئے تعلق رکھنے والے لوگ اور وہ لوگ جو خاص حقوق رکھتے تھے ٹیکر کی اصلاح پسندی سے سخت ناراض ہوئے اور اس کی مغزولی کے طالب ہوئے۔ پیرس کا پارلی مان بھی اس مخالفت میں شریک ہو گیا جس میں موری یا اور ورژان پہلے ہی سے شامل تھے۔ مئی ۱۷۸۷ء میں ٹیکر نے بہ اصرار استعفا دیدیا گو ملکہ اس کی حمایت پر تھی۔ اس کے زوال کے ساتھ انتقاموں کا عہد بھی ختم ہو گیا۔

۱۷۸۹ء سے رجعت پسندی اور اصلاح پسندی کے رجحانوں کا مقابلہ شروع ہو گیا۔ امریکا کی جنگ کی ہرول عزیزی سے حکومت کو تقویت ہو گئی اور جن خبریوں کا اندیشہ تھا ہر ملتوی ہو گئیں۔ سیگور نے اسی زمانہ میں لکھا تھا کہ دو انقلاب کا کسی کو احتمال نہیں ہو گا۔ گول کے خیالات میں ضرور انقلاب ہو گیا ہے "بادشاہ اور ملکہ کی ہرول عزیزی میں کوئی فرق نہیں آیا تھا اور ولی عہد کی پیدائش کی اس کی وفادار رعایا نے خوشیاں منائی تھیں۔ فرانس کے دربار اور سوسائٹی کی شان و شوکت کبھی اتنی نہ تھی اور انقلاب کے

قبل کے چند سال علی مشاغل کو جو فروغ حاصل ہوا اس کے قبل کمی نصیب نہ ہوا تھا۔ سیکورٹے امریکا سے واپس آنے کے بعد میں نے پیرس کے دربار اور سوسائٹی کی جو شاندار حالت دیکھی وہ اس کے قبل کمی نہ تھی اور زراعت صنعت و حرفت تجارت ادبیات اور سائنس میں بے حد ترقی ہو رہی تھی۔ یہ عہد نامہ ورسالز کے بعد فرانس کی دولت میں بھی بہت کچھ اضافہ ہوا تھا اور تجارت اور صنعت و حرفت کو ترقی ہو رہی تھی۔ ۱۷۸۹ء میں آر تھر نیگ نے لکھا ہے کہ بمقابلہ ۱۷۷۳ء کے فرانس کی تجارت دو چندان ہو گئی ہے۔ سائنس اور فنون لطیفہ میں بھی غیر معمولی ترقی ہو رہی تھی ”جدت پسندی“ خیال کی بلندی آزادی اور رواداری پر فریفتگی بلند حوصلگی اور خطرات کی طرف سے بے پروائی اس زمانہ کی فرانسیسی سوسائٹی کی نمایاں خصوصیات تھیں۔

فرانس کی ترقی یافتہ سوسائٹی میں روشن خیالی کی یہ نئی روح حلول کر گئی۔ اٹھارویں صدی کے لطف اول میں گومون تیس کیوں کی تحریروں سے فرانس میں علوم عقلیہ کو غیر معمولی فروغ ہو کر اپنے معاصروں کے عادات و خیالات پر دول تیر کی تصانیف کا اثر زیادہ تھا دونوں انگریز فلسفیوں اور انگریزی اداروں سے متاثر ہوئے تھے گومون تیس کیوں گومون تیس کیوں خاندان بوربون کی مطلق العنانی کو محدود کرنے کے لئے کوشاں تھا اور دول تیر ادہام پرستی اور تعصب کو اپنے ملک سے دفع کرنا چاہتا تھا۔ گومون تیس کیوں نے ۱۷۸۵ء میں انتقال کیا مگر دول تیر نے لوی پانزدہم کا پورا عہد حکومت دیکھ کر ۱۷۸۹ء میں انتقال کیا۔

اقتدارات روایات اور رسوم کے مخالفین کا دول تیر خزل تھا۔ فرانس کے پارلیمان اور کلیسیہ دونوں کا وہ مخالف تھا اور ۱۷۸۹ء میں پارلیمان کی سدودی سے اسے بہت خوشی ہوئی۔ سیاسیات میں وہ شاہ پرست تھا مگر انتظامی اصلاحوں اور خصوصاً

(1) Vide Aubertin, L' Esprit Public an XVIII me Siecle, p-485

۱۷۸۹ء کے لیکل اٹھارہویں صدی کی تاریخ انگلستان خیم ص ۱۵۰۔ تالی ران کا قول ہے کہ گومون تیس نے ۱۷۸۹ء کے قبل کا زمانہ نہیں دیکھا وہ زندگی کے لطف سے محروم ہے۔

اخباروں کی آزادی کا حامی تھا۔ فریڈرک غلم اور کیتھرین دوم سے اس کے گہرے تعلقات تھے مگر یہ تعلقات اسکی سیاسی مسادات کی تجویزوں کے ہم آہنگ نہ تھے۔ جمہوری خیالات سے اسے ہمدردی نہ تھی اور گو وہ ان خیالات کا موید تھا جن کے عمل میں لانے کے لئے تو رگو کو شاں تھا مگر وہ روشن خیال مطلق الغان حکام سے یہ امید رکھتا تھا کہ وہ کلیسیہ کی نیادستیوں کو روکیں، وحشیانہ قوانین اور نظام جاگیر کی باقی ماندہ رسوم کو منسوخ کریں اور رعایا کی بہتری کے لئے کو شاں رہیں۔ مذہبی اور عقلی آزادی کا حامی ہونے اور یورپ کے ہر ملک میں اثر رکھنے کی وجہ سے اس کا شمار اٹھارھویں صدی کے ان مشاہیر میں تھا جن میں اس کے خصوصیتیں نمایاں شان رکھتی تھیں۔

اٹھارھویں صدی کے نصف اول میں مون تیس کیونے اپنی کتابیں *Lettres Persanes* اور *Esprit de lois* شائع کر کے فرانس کے قدیم اداروں پر نمک چھتی شروع کر دی، دول تیر نے اپنی ہمہ دانی اور جامعیت سے فلسفی اور ادبی تحریک کو ہر دل عزیز کر دیا اور اس تحریک کو لاندہی کے رنگ میں رنگ دیا جو عرصہ تک قیام رہا۔ نصف آخر میں دیدے دو روسو اور ان کے پیروں کا اثر غالب ہو گیا۔ ۱۷۵۱ء میں مشہور و معروف *Encyclopedie* شائع ہوا جس کے لکھنے والوں میں دی دے دو روسو، دال لیم بیر، تورگو، بوفون اور مارمون تیل شامل تھے۔ لوئی پانزدہم اور پیرس کے پارلی مان کے جھگڑوں کے زمانہ میں اس کی اشاعت کچھ روز کے لئے مسدود ہو گئی تھی مگر ۱۷۵۵ء میں پھر اشاعت کی اجازت ہو گئی اور موجودہ اداروں اور عقائد محال کی عدم مسادات، لڑائیوں عدالتی بد نظمیوں اور سب سے زیادہ نظام قلمی کے احکام الہی یا کلیسیہ کی تشکیکوں پر منحصر ہونے پر اس کے مصنفوں نے اپنے حلوں کو جاری رکھا۔ ان لوگوں کا مقصد یہ تھا کہ بنی نوع انسان کو ہر قسم کی قیود سے آزاد کرائیں بجائے نقل کے عقل کے اثر کو بڑھائیں اور مذہبی اور سیاسی اغلاط کو رفع کریں، انھوں نے نہایت سرگرمی اور لیاقت سے سیاسی، معاشی اور تمدنی اصلاحوں کے جاری کرانے کی کوشش کی۔

این سائیک لوی ڈیا کے مصنفوں سے دی دے دو اور دالیم بیر بنی نوع انسان کی بہتری کے لئے سرگرم کوششیں کر کے عقلی انقلاب کے سرخیل تسلیم کر لیے گئے۔ انھوں

مطلع نظر یہ تھا کہ حکومت شاہی اور کلیسیہ کو نیست و نابود کر کے تعلیم کا ایک مکمل نظام قائم کرے۔ معاشین کے فرقہ Physiocrat کے عقائد سے بھی انھیں ہمدردی تھی۔ اس فرقہ کے پیشوا کوئیں نے اور تو رگو تھے جو تجارت زراعت اور صنعت و حرفت کی آزادی کے حامی تھے اور ان کا خیال تھا کہ صرف

Laissez faire et laissez passer

(عدم مداخلت) کے اصول پر عمل کرنے سے وہ معاشی خرابیاں رفع ہو سکتی ہیں جن میں فرانس مبتلا تھا۔ زمین کو وہ دولت کی بنا خیال کرتے تھے مسادات کے حامی تھے اور قومی تعلیم کی ضرورت پر مصر تھے۔

اصلاحات کے لئے کوشاں ہونے کے باوجود نہ تو بانیان این سائیکلو پیڈیا زخیزیو کراٹوں نہ قوموں تیس کیو اور نہ رول نیر کے اثر عوام پر تھا جو طبقہ اعلیٰ و متوسط سے بالکل علیحدہ ہونے کی وجہ سے جہالت اور بایوسی میں مبتلا تھے۔

روسو نے اہل فرانس کو خواب غفلت سے جگایا اور اس کی تحریروں سے نہ صرف اس کے ہم قوم متاثر ہوئے مگر یورپ کے دوسرے ممالک بھی۔ ۱۷۷۶ء میں Contral Social شائع کر کے اس نے دنیا میں عامہ قوم کی سیادت کا اعلان کیا۔ روسو کا دعوے تھا کہ انسان آزاد پیدا ہوا ہے مگر ہر ملک میں زنجیروں میں کسا ہوا ہے اس اصول کی بنا پر اس نے ثابت کیا کہ سوسائٹی کی بنیاد ہر قوم کے افراد کے ایک باہمی مدنی معاہدے پر ہے جن کو مجموعاً ایسا شاہی اقتدار حاصل ہے جو منتقل نہیں ہو سکتا اور جن کی قوت ارادی قوانین کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ نیابتی مجالس وضع قوانین کا وہ مخالف تھا اور اس کی سیاسی تجویزیں صرف ایک چھوٹی سی ریاست میں عمل میں آ سکتی تھیں جس میں ہر شہری بذات خود وضع قوانین میں شریک ہو سکتا تھا کیونکہ حقیقی آزادی کو صرف اس قسم کی ریاست میں فروغ ہو سکتا تھا۔

فرانس اور یورپ کی سوسائٹی میں روسو کی تصانیف کو خاص مقبولیت نصیب ہوئی حالانکہ ان لوگوں کو اپنی روشن خیالی عقل سلیم حب انسانی اور سیاسی تخیلات پر ناز تھا۔ یہ بھی واضح رہے کہ فرانس کے ہر طبقہ کے لوگ روسو کے ولادہ تھے جس کی وجہ زیادہ تر یہ تھی کہ غربا کے ساتھ اسے ہمدردی تھی۔

روسو کی کتاب Contrat Social کو فروغ زیادہ تر بیل مل

کے اشداد (۱۷۸۶ء) کے بعد حاصل ہوا اور ۱۷۸۶ء کے بعد سے فرانس میں اس کا فلسفہ عموماً رائج ہو گیا۔ باوجود اس کے کہ وہ نیابتی طریقہ حکومت کا مخالف تھا اور ہر تھا کہ قوم کا ہر فرد حکومت کی کارروائی سے اتفاق ظاہر کرے مگر جاکوبن جماعت نے اس کے مسائل سے جمہوریات کی مسادات کے اصول کو استخراج کیا اور ان کا نظام حکومت اس کی تعلیم کے بالکل خلاف تھا انقلاب فرانس کے وجہ زیادہ تر معاشی اور سیاسی تھے مگر بلاشبک و شبہ روسو کی تصانیف کا بھی بے حد اثر ہوا تھا۔

میر یا بھیری سانے ۱۷۸۸ء میں انتقال کیا اور مورے پانے ۱۷۸۹ء میں جس کی وجہ سے لوئی پانزدہم اور میری آن تو ان نیت کے کوئی تجربہ کار مٹھ یہ باتی نہ رہے مگر ۱۷۸۹ء کے بعد لوئی کی عہد حکومت کے نصف اول میں موری پاکادور دورہ تھا اور اب دوسرے دور میں میری آن تو ان نیت اہم خارجی اور داخل محالات تک کا تصفیہ کرنے کے لئے کوشاں تھی۔ ۱۷۸۹ء میں میر یا بھیری سا کے ایسا سے اس نے فرانس کو باوریا کے متعلق جوزف دوم کے مقصوبوں میں مداخلت کرنے پر آمادہ کرنا چاہا تھا اور اس کا رجحان یہ تھا کہ فرانس کے مفاد کو طاق پر رکھکے آسٹریا سے گہرا اتحاد کرادے جس کی وجہ سے اہل فرانس اس کو شبہ کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اسے (Autrichenne) (آسٹرویہ) کے نام سے یاد کرتے تھے ان کا یہ شبہ حق بہ جانب تھا کیونکہ وہ وزیران کی خارجی حکمت عملی کی مخالف تھی اور ۱۷۸۹ء میں جوزف دوم نے فلینڈرس کو مغلوب کرنے کے لئے جو کارروائی کی تھی ملک نے فرانس کو اس کی تائید پر مجبور کرنا چاہا تھا تھا مذاں سپیس کی حرص ملک گیری کی تدبیروں کی تائید کرنے کی وجہ سے اہل فرانس اس کے اور بھی مخالف ہو گئے اس کے علاوہ داخل محالات میں دخل دینے اور اس کی عدم استقلال و فراست کی وجہ سے ۱۷۸۹ء کے بعد حکومت کی مشکلیں اور بھی بڑھ گئیں۔

۱۷۸۹ء میں نیکر کے زوال کے بعد رجعت کا جو دور شروع ہوا وہ بہت جلد ۱۷۸۹ء کے مصائب کا باعث ہوا گو بظاہر انقلاب کا بہت کم احتمال تھا، ملک کی حالت قابل اطمینان تھی اور ۱۷۸۹ء تک حکومت شاہی کی حالت مستحکم نظر آتی تھی۔

امریکا کی جنگ میں شرکت پر آمادگی ظاہر کرنے میں بادشاہ نے سخت غلطی کی تھی۔ فرانس کی مالی حالت جیسا کہ تورگو کو اندیشہ تھا، ناقابل علاج ہو گئی اور جیسا کہ دی دے رونو محسوس کر لیا تھا، امریکا کی سابلت میں اہل فرانس بھی نیابتی حکومت خود اختیاری حاصل کر۔ نے پرمصر ہو گئے۔ مگر فرانس نے بد قسمتی سے ان تخیلات پر عمل کیا جو زمانہ جنگ سے متعلق تھے اور جنگ کے بعد کے دستوری عہد کے تخیلات کو نظر انداز کر دیا۔ اس کے علاوہ لاناہیت اور دوسرے فرانسیسی عہدہ دار جو امریکا سے آئے مسادات کے دلدار اور فرانس کی آزادی کے لئے لڑنے مرنے کو تیار تھے۔ نیکر کا جانشین ژرولی دی فلیوری ہوا جس کے زیر انتظام مالی مشکلات اور بھی بڑھ گئیں اس لئے بادشاہ نے اعلان کر دیا کہ اب وہ بغیر وزیر اعظم کے حکومت کرے گا۔ بادشاہ مجبوراً ویران سے مشورہ کرتا رہا جسے معاملات داخلی سے مل نہ تھا اس لئے ملک کا اثر فرانس کے داخلی معاملات میں بھی غالب ہو گیا۔

عہد رجعت جو مراعات رکھنے والے طبقوں کی حرص اور ولولہ الغریبوں کی وجہ سے وجود میں آیا تھا اور مورے پا اور ژرولی دی فلیوری کے زلمے میں قطعی طور پر شروع نیکر کے زوال کے بعد ہو گیا تھا، ۱۷۸۹ء میں ایک احمقانہ قاعدے کے جاری ہونے رجعت کا دور

تھے ان لوگوں کو جو طبقہ امراسے تعلق نہ رکھتے تھے نائب لغت کے عہدے سے بھی محروم کر دیا اور یہ حکم دیا کہ جو شخص فوج میں کپتان ہونا چاہے اسے چاہئے کہ علاوہ اس کی ذات کے چار پشتوں تک اس کے آبا و اجداد کا شمار طبقہ امر میں ہو اس قانون سے طبقہ ثالث اور زمانہ حال کے امیرا کو بہت ناگوار ہوا اور فوج میں اور بھی ابتری پھیل گئی۔

جاگیریت کی طرف یہ رجعت فوجی معاملات تک محدود نہ تھی بلکہ کلیسیا اور صوبجات بھی اس سے متاثر ہوئے۔ تورگو کی وزارت سے جو امیدیں پیدا ہوئیں تھیں ان کے خاک میں لمجانے اور بادشاہ کے اپنے وعدوں سے مخرب ہو جانے سے سخت مایوسی

ہوگئی خصوصاً اس وجہ سے کہ سابق کی اتریوں میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔ نو نوٹی پانزدہم کی عہد حکومت کے ابتدائی برسوں کی سرسبزی خود انقلابی تحریک کے جلد تر وجود میں آنے کی باعث ہوئی، کیونکہ اہل ملک باقی ماندہ اتریوں سے اور بھی بیزار ہو گئے اور ان کے دفع کرنے میں سرگرمی کے ساتھ مشغول ہو گئے۔ فرانس ہی ایک ایسا ملک تھا جہاں اصلاح کی سب سے زیادہ خواہش تھی دماغوں کی تربیت سب سے زیادہ تھی، اہل ملک میں زیادہ فرق نہ تھا، حکومت بالکل مرکزی تھی، امر کی سیاسی اہمیت مطلق نہ تھی، مشارکتوں پر سختی کے ساتھ نگرانی تھی اور قوم بالکل یک جہش تھی۔

حکومت شاہی کی تباہی کا باعث یہ تھا کہ طبقات ملک میں باہم ایک حد فاصل شامل تھی، سیاسی آزادی کا جوش بڑھا ہوا تھا اور حکومت ضعیف ہو گئی تھی۔ ایک قلیل جماعت کا خاص مراعات رکھنا لوگوں کو سخت ناگوار گزرنے لگا تھا، انقلاب کی تباہ کن سرگرمی نظام جاگیر کے خلاف میں نہ تھی بلکہ اس نظام کے مردہ اعضاء کے خلاف میں تھی، یہ مختلف طبقات ملک میں علی سادات ایک بڑی حد تک قائم تھی اور طبقہ وسط تعلیم مقاصد، عادات و خیالات کے لحاظ سے طبقہ امر کے مساوی ہو گیا تھا۔ جس طرح کہ کسانوں کو امر کے حقوق اور اقتدارات کا باقی رہنا ناگوار تھا اسی طرح طبقہ وسط کو ذاتیات کی قیدیں شاق تھیں۔ اس زمانے میں جب کہ آزادی اور سادات کا جوش پھیلا ہوا تھا، ایک بغیر مرئی مگر عام شورش جاری تھی اور لوگ تغیرات کے منتظر تھے، ضرورت اس امر کی تھی کہ حکام دولت دشمن نہ ہوں اور بغیر کسی زبردست بادشاہ کے طوائف الملوکی ناگزیر تھی کارڈنل ریشی لیو کا قول تھا "کہ فرانسیسی ہر کام کو کر سکتے ہوں بشرطیکہ ان کے حکام ان کی حقیقی مثال کر سکیں۔"

رجعت پسندی کا زور تھا اور حکومت کی مالی مشکلیں روز بروز بڑھتی جاتی تھیں اس لئے ژونی دی فیوری جدید محاصل عاید کرنے پر مجبور ہوا پیرس کا

(1) Sorel, L Europe et la Revolution Fran caise, vot 1, L 145

(2) Lodge, History of Modern Europe. P. 474 419 420,

پارلیمان نیکر کی بطنی سے خوش ہو گیا تھا اس لئے اس نے اس فرمان کو منظور کر لیا مگر صوبجات کی بعض عدالتوں نے جدید محاصل کی مخالفت شروع کر دی اور بسا اوقات کی مجلس نے عدالتوں کی شکایت کو اسٹیشن جزیاء کے منہ پر کرنے اور میرا اس صوبجات کی بحالی کا مطالبہ کیا۔

سلطنت کے مختلف پارلیمانوں کو ایک مشاورت میں مضم کرنے کی تجویز پیش ہو چکی تھی اور اس تحریر کی غایت یہ تھی کہ حکام عدالتی کے اکثر کو بحال کر دیا جائے انگلستان سے ابتدائی صلح پر دست بردار جانے کی وجہ سے یہ شورش کچھ رک گئی اور ۲۶ فروری کو حکومت نے ایک اعلان شائع کر کے بعض محصلوں کو کوتاہی کر دینے کا وعدہ کیا۔ ۲۹ مارچ کو ٹرونی دی فلیوری برطرف کر دیا گیا اور بجائے اس کے دورے سون کی وزارت دورے سون مقرر ہوئے اور جفاکش خیال کیا جاتا تھا کہ ٹرونی جرنل سر شت مالیر کے خطاب سے ملقب ہو کر اس نے دربار شاہی کے اسراف کو روکنا چاہا اور جب اخراجات کی تخفیف میں اسے

۱۸۸۳ء

ناکامی ہوئی تو اس نے سرکاری قرضوں کی ادائی کو ملتوی کر کے قومی دیوالے کا اعتراف کر لیا۔ سات ماہ کی وزارت کے بعد دورے سون بھی نو بر میں محض ہو گیا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ اس نے خزانہ شاہی پر امرائے مطالبات کی تخفیف کی کوشش کی تھی جس سے اکثر امر اس سے سخت ناراض ہو گئے جن میں دو دریول پولک ناک گولیش اور پے ری گورخانہ انوں کے اراکین شامل تھے جن کا دربار شاہی میں خاص رسوخ تھا۔ اس کے زوال کے بعد بادشاہ کا ونٹ دار تو آ اور دربار کی خواتین کے زیر اثر ہو گیا اور ۱۸۸۳ء کے اواخر میں قانون وزیر مقرر ہوا۔ موسیو آلیبر سوویل نے ذیل کے الفاظ میں اس کے خصائل کا خاکہ کھینچا ہے: قانون ایک قسم کا سیاسی بہرہ تھا جس نے اپنی دولت اور فہم و فراست کو بے دری کے ساتھ ضائع کیا اہل دربار کی ناز برداری اس کا شیوہ تھا انکے کے اعلیٰ اہتمام کو اس نے اپنی غفلت سے

صفحہ ۴۲۰

۱۔ لوئی پانزدہم کے عہد حکومت میں دور میسون کے قبل وزارت مالیر پر حسب ذیل اشخاص مقرر ہوئے تھے۔ تیرے طور کو اکوئی تا بورڈ ٹیکس ٹرونی دی فلیوری۔

اپنا معتقد کر لیا تھا، خود پسندی کی وجہ سے اُس کی عقل پر پردہ پڑ گیا تھا ملک کے مالی ذرائع کو بالکل تباہ کر دیئے یا سیاسی لحاظ سے اُسے نقصان پہنچانے میں کالون کو مطلق دریغ نہ تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت شاہی کا ہولناک انجام ہوا لیہ کالون کی قابلیت اور خصائل کا مورے پا بھی مدح نہ تھا اور نوٹی بھی اس کے تقرر پر طوعا و کرہاً آمادہ ہوا تھا۔ ہیریوں کے مانے کا پر اسرار معاملہ بھی جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ کارڈنل دی روہاں نے اسے خرید کر میری آن تو ان نیت کو پیش کیا تھا، اسی زمانہ (۱۷۹۵ء) کا ہے اور اس کی وجہ سے ملک کی سخت بدنامی ہوئی۔ سال ہائے زیر تذکرہ میں کالون کے یہودہ اسراف سے مالی شکلیں اور بھی بڑھ گئیں گواپنی شاطرانہ چالوں سے لوگوں کو اس دھوکے میں رکھا کہ مالی حالت قابل الطمان سے سائین کلو کا محل ملک کے لئے خرید گیا بادشاہ کے بھائیوں کے قرضہ ادا کئے گئے اور نہایت کڑی شرح سود پر بڑے بڑے قرضے لئے گئے۔ ملک میں امن و سکون کے آثار نمایاں تھے امیر کا کے آزاد ہونے سے فرانس کی تجارت کے لئے نئی منڈیاں کھل گئی تھیں اور ۱۷۹۲ء اور ۱۷۹۶ء کی تفصیل اچھی تھیں۔ مگر ۱۷۹۶ء کے آخری ہینوں میں اس ظاہر یہودی کا خاتمہ ہو گیا اور وزیر نے پیرس اور اضلاع کے باربی مالوں کی نکتہ چینی سے مجبور ہو کر اقرار کر لیا کہ سرکاری قرضوں کا سود ادا نہیں ہو سکتا۔ امریکا کی جنگ کے آغاز سے قرضہ ۴۰ ملین تک پہنچ چکا تھا۔ ورژان نے بھی جو مجلس مالیہ کا صدر اور وزیر خاڑ تھا کالون سے اتفاق کیا کہ ور سالز میں مجلس مشاہیر کو منعقد کیا جائے جس میں سلطنت کے مشاہیر شریک تھے اور اس سے اصلاحی کمیٹی کا کام لیا جائے۔ ۱۳ فروری کو ورژان نے بھی انتقال کیا اور اس کا کوئی لائق جانشین نہ ہو سکا لیہ کالون نے نیکر کی متابعت میں یہ بتویز پیش کی تھی کہ دربار شاہی میں کفایت شکاری عمل میں آئے امر اور یادیوں پر محاصل عائد کئے جائیں مستثنیات اور مراعات مسدود کر دی جائیں صوبہ کی مجلسیں

صفحہ ۴۴۲

Sorel L. Europe et la Revolution Francaise, Voi 1. L. 213

Frederic Masson ha Department des. Affairs.

Etrangeres pen d ant ea Revolution. 1787-1804, P. 2

قائم کی جائیں اور Corvee اور دوسرے محاصل معاف کئے جائیں جن کی وجہ سے رعایا ناراض تھی۔ مجلس مشاہیر کا اجلاس جس میں زیادہ تر مراعات رکھنے والے طبقات کے افراد شامل تھے ۲۲ فروری کو ہوا مگر انھوں نے کالون کی مذکورہ بالا تجویزوں کو رد کر دیا اور اس کی مالی کارروائیوں کے متعلق تفتیش پر اصرار کر کے حکومت کی کارروائیوں پر روک دیا اور بتایا کہ اسراپیل کالون کو بڑھ کر دیا۔

۳۱ مئی کو کوئٹہ کی دی بری آئن تو لوڑ کا اولو العزم اور محمد اسقف اعظم بری آئن کی وزارت مقرر وزیر کا جانشین ہوا جو لارین کو جلاوطن کر دیا۔ نئے وزیر کو بھی بہت جلد معلوم ہو گیا کہ بغیر کالون کی تجاویز کو عمل میں لانے کے کوئی چارہ نہیں۔ مجلس مشاہیر نے کالون کی تمام تجویزوں کو

سوائے عام محصول اراضی کے منظور کر لیا اور ۲۵ مئی کو مجلس مذکور کے اراکین رخصت کر دیے گئے کیوں اس کی ایک کمیٹی میں لاناہیت نے اسٹیٹس جنرل کے انعقاد کا مطالبہ کیا تھا بری آئن کا دوسرا کام یہ تھا کہ اپنے فرامین کی پیرس کے پارلی مان سے توثیق کرائے۔ پارلی مان نے اندرونی تجارت کی آزادی اور Corvee کی ہوتوئی کو منظور کر لیا مگر عام محصول اراضی اور جدید محصول اسٹامپ کو منظور کرنے سے انکار کر دیا اور اسٹیٹس جنرل کے انعقاد کا سختی سے مطالبہ کیا۔ بادشاہ نے ان کی اس کارروائی کے جواب میں ۱۶ اگست کو ایک مستند عدالت منعقد کر کے فرامین کی توثیق کرا دی۔ ۲۸ اگست کو پارلی مان نے اعلان کر دیا کہ مستند عدالت میں جن فرامین کی توثیق ہوئی ہے وہ سب کا عدم ہیں۔ اس نے ۳۱ اگست کو بادشاہ نے حکام عدالتی کو جلاوطن کرنے کی تہویئے کو بھیج دیا گو پیرس کے پارلی مان کو خاص حقوق رکھنے والے طبقات کے اقتدار کو قائم رکھنے اور بڑھانے سے زیادہ تر سود کار تھا مگر حکومت کی مخالفت پر آمادہ ہو جانے سے پیرس اور صوبہ جات میں جو شرخیل گیا جس کی وجہ سے اس کی ہر دل غیزی بہت بڑھ گئی اٹھارہویں صدی کے کسی گزشتہ دور میں فرانس میں ایک زبردست بادشاہ کے ہونے کی بھی اس وقت سے زیادہ ضرورت نہ تھی۔

پارلی مان کی واپسی اور ۲۴ ستمبر کو مصالحت ہوئی اور پارلی مان واپس بلا یا گیا جس کی ۱۸ مئی ۱۷۸۸ء کی قلمی کارروائی خوب خوشیاں کی گئیں۔ ۲۴ ستمبر کو پارلی مان نے ایک فرمان کی

توثیق سے انکار کر دیا جس کے ذریعہ سے ۲۰ ملین فرانک کا ایک قرض جاری ہونوالا تھا۔ بادشاہ کو پھر سند معدلت سے کام لینا پڑا اور اس نے اعلان کیا کہ اسٹیٹس جنرل کا اجلاس جولائی ۱۸۹۸ء میں ہوگا۔ پارلی مالوں کی مخالفت کو ہمیشہ کے لئے دفع کر دینا غرض سے ۸ مئی ۱۸۹۸ء کو بری آن نے ایک سند معدلت میں چھ فرانوں کی توثیق کرالی جن کی رو سے فرانس کے تمام پارلی مان سند و دکر دیے گئے اور ایک عدالت عالیہ Goor plen cere قائم ہوئے جس کے رکن امراء عظام تھے جو حین حیات کے لئے نامزد کئے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ یہ وعدہ کیا گیا کہ اسٹیٹس جنرل کا اجلاس جنوری ۱۸۹۸ء میں ہوگا اور بعض اصلاحیں عمل میں لائی گئیں جو تورگو کی تجویزوں پر مبنی تھیں۔

اس قطعی کارروائی کے ذریعہ سے متعدد فرامین جاری ہوئے جن کی سخت مخالفت ہوئی۔ فرانس کے مختلف اضلاع میں بلوے ہو گئے۔ صوبجات کے دوفنی اور دوسرے مقامات پارلی مالوں نے رائے عامہ کی تائید سے اپنی انسداد پر اعتراض کیا اور برتینی دوفنی بیارن فرانس کو مٹے لاگوئے دوک اور پروانش میں انقلابی تحریکیں نمودار ہو گئیں۔ ذریل واقع دوفنی میں ایک بے قاعدہ مجلس منعقد ہوئی جس میں ۳۶۷ نائین موجود تھے اور گری ٹویل کے ایک نائب کیل مونیہ کی سرکردگی میں انھوں نے اسٹیٹس جنرل کے فوری انسداد کا مطالبہ کیا فوج میں بھی ناراضی پھیل ہوئی تھی۔ وزیر فوج کاؤنٹ دی بری آن نے ۱۸۹۸ء اور ۱۸۹۹ء میں فوج میں پریشیا کی فوجی قواعد جاری کرکے کوشش کی تھی جس سے افسر اور سپاہی دونوں ناراض ہو گئے۔ نوجوان افسروں نے شارل دی لامیتھ کی سرکردگی میں اعلان کیا کہ بری آن پریشیا کے ضبط فوجی کو نافذ کر کے فرانس کی آزادی کو سلب کرنا چاہتا ہے یہ افسر فرانسسی فوج کے ساتھ امریکا ہوا تھا جس کی وجہ سے وہ اپنی وفاداری سے منحرف ہو گیا۔ المختصر جدید نظم فوجی کے جاری ہونے سے فوج میں بے چینی پھیل گئی تھی اور جب انقلاب شروع ہوا تو افسروں اور سپاہیوں کی غالب تعداد بادشاہ کی مخالف تھی۔ جنرل کی مجلس کی باغیانہ حرکت سے نائف ہو کر جن سے خانہ جنگی کا اندیشہ تھا،

بادشاہ نے گزشتہ مئی کے فرامین کو ملتوی کر دیا اور ۸ اگست کو حکم دیا کہ اسٹینٹس جنرل
 کا اجلاس یکم مئی ۱۶۹۹ء کو ہو۔ اس اثناء میں بری آن کو قرضوں کے جاری کرنے میں
 کامل ناکامی ہوئی اور چھ ہفتوں کے لئے رقمی مطالبات کی ادائی کو ملتوی کر کے
 اس نے حکومت کے دیوالہ کا اعلان کر دیا۔ ۲۵ اگست کو وہ علحدہ کر دیا گیا اور
 دو روز کے بعد نیکر اس کا جانشین ہوا۔ نوٹی شانزدہم اور نیکر دونوں نیکسٹیت اور
 نیکر کی دوسری وزارت ایسا ہمارے تھے گراہیے حسن تدبیر سے عاری تھے جو اس نازک موقع
 ۱۶۸۸ء تا ۱۶۸۹ء کے لئے ضروری تھی مگر اقتدار کی بنیاد بالکل خالی ہو گئی تھی رعایتوں
 سے مزید اصلاحات کی آرزو ہوئی تھی حالانکہ چند روز قبل انہیں
 رعایتوں سے کام بہ طہینان ہو جاتا۔ سیاسی جوش کے زمانوں میں ایک زبردست
 قحط کے بڑ جانے کی وجہ سے ابتری کے عناصر کو اور بھی تقویت ہو گئی۔ حکومت کی عانت
 لڑکھڑا کر گر گئی اور اس کے گرنے کی آواز سے تمام یورپ گونج اٹھا۔ کالون کا
 اسراف مالی معاملات میں بری آن کی نااہلی جس کی وجہ سے پراسن طریقہ پر فرانس کی
 مشکلوں کی گتھی کے سلجھنے کی آخری امید بھی جاتی رہی اور ۱۶۸۹ء کا قحط
 یہ تینوں امور ایسے تھے جن سے انقلابی تحریک کو گویا ایک فوج مل گئی جنہوں نے اس میں
 جوش کی روح پھونک دی اور اس کی وحشیانہ اور بلا خطر سرگرمی کے باعث ہوئے
 نیکر نے خدمت وزارت پر فائز ہو کر اس فرمان کو منسوخ کر دیا جس کی رو سے قومی
 دیوالہ کا اعلان کیا گیا تھا، پارلیمان کو اس نے بحال کر دیا اور اس کو امید تھی کہ وہ ملک
 پر عہدہ رکھ کر انتظامی اصلاحوں کو عمل میں لاسکیگا۔ اس کی بجالی سے حکومت کی سلاکو
 پھر ترقی ہوئی اور سرکاری زر کفالتی کی قیمت بڑھ گئی۔ مگر فکر میں یہ اہمیت نہ تھی کہ
 اس نازک موقع پر اہل فرانس کی رہنمائی کر سکے۔ عامۃ قوم کو اسٹینٹس جنرل کے
 اجلاس کا انتظار تھا جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ بادشاہ نے ایک فرمان نافذ کر کے تمام
 انجنوں کو حکم دیا کہ اسٹینٹس جنرل کے گزشتہ اجلاسوں کے متعلق معلومات فراہم کریں
 جس کی وجہ سے متعدد تاریخی کتابیں اس کے متعلق لکھی گئیں۔ مجلس شہامیر اس امید

میں تھی کہ اسٹیٹس کے منعقد ہونے کے بعد اپنی مراعات کی توثیق کرائے۔ نومبر ۱۷۸۸ء کو اسٹیٹس جنرل کیلئے تیار کیا اس مجلس کا ایک اجلاس اس غرض سے منعقد کیا گیا کہ بادشاہ کو دو اہم معاملوں کے متعلق مشورہ دے یعنی آیا تیسرے اسٹیٹ کو دو چند نیابت دی جائے اور آیا ووٹ یہ لحاظ تعداد راہین یا یہ لحاظ طبقات لی جائیں اس نازک موقع پر نیکر کے طرز عمل سے صاف ظاہر ہو گیا کہ وہ حسن تدبیر اور طباعی سے بالکل عاری تھا۔ اس کی بزدلی، عدم استقلال اور انتہائی احتیاط سے انقلاب کی رفتار کو محدود کرنے اور اس کو اپنے قابو میں رکھنے کا بہترین موقع ہاتھ سے نکل گیا۔ اس نے ایک رپورٹ پیش کی جس پر Result at de conscience یعنی تھا جس کی رو سے باوجود امرا کی مخالفت کے تیسرے اسٹیٹ کو دو چند نیابت دی گئی مگر شمار آرا کے اہم مسئلہ کا کوئی تصفیہ نہ ہوا Result at کی اشاعت کے بعد بہت سے سیاسی اور انقلابی رسالے شائع ہوئے جن میں امر ۱۱ اور پادریوں پر تیسرے اسٹیٹ کے تفوق کو ثابت کیا گیا تھا۔ ۲ جنوری ۱۷۸۹ء کو دو فنی میں انتخابات مکمل ہو گئے مگر اصولاً Pays d میں طریقہ انتخاب کے متعلق قواعد ۲۴ جنوری تک ۱۷۸۹ء تک جاری ہوئے اور Payss. d'etat کے متعلق قواعد اس کے بعد جاری ہوئے ۱۶۱۲ء کے اٹھارہویں صدی کا اختتام بعد اسٹیٹس جنرل کا اجلاس پہلی مرتبہ ۵ مئی کو ہوا اور اسکے ساتھ ہی عہد انقلاب کا آغاز ہوا۔

اٹھارہویں صدی جو مخیر مطلق العنان حکام کا زمانہ تھا اب ختم ہو چکا تھا اور فرانس کے انقلاب کے شروع ہو جانے سے وہ نئے سیاسی اور تمدنی خیالات جاری ہو گئے جنہیں ۱۸۱۵ء کے بعد سے تمام ممالک متحدہ نے رفتہ رفتہ تسلیم کر لیا ہے۔

صفحہ ۴۲۵

ضمیمہ (الف)

خانمان ہیسپس برگ کے مقبوضات اور ان کا طرز حکومت
(پانچ صوبوں میں منقسم تھے اور ہر ایک کی حکومت علیحدہ تھی)

(۱) آسٹریا

{ بالائے انس (دارالسلطنت دائیہ)
زیر انس (الف) نشیبی آسٹریا

{ اس ٹائی ریا
کارن تھیا
کارنیولا
گورز (ب) اندرونی آسٹریا

{ ٹائی رول
بریس گو (ج) آسٹریا ایویوالائی

سوائے بیا کے بعض اضلاع

{ سائی لے شیا
مورے ویا (۲) بوسہ بیا اور اس کے ملحقات

{ کمر و شیا
ٹرین سل وے نیا (۳) ہنگری اور اس کے ملحقات

(۴) اٹالیہ

(۵) آسٹروی نیدرلینڈ

خانمان ہیسپس برگ کا طرز حکومت

(میر یا تھیری سا کی اصلاحوں کے قبل)

عام نگران کیلئے صرف تین مرکزی جماعتیں تھیں

(الف) وزیر کی مجلس راز

(ب) مجلس جنگ

(ج) مجلس مالیہ (ہوف کامر)

صوبجات (۱) (۲) (۳) کی وزارت (چیمینسری) علیحدہ تھی جسے انتظامی اور عدالتی اقتدار حاصل تھے
وزارتوں کے تحت میں حسب ذیل تھے۔

(۱) اسٹاٹ ہولڈ یا لائٹنن یا بان کی حکومت

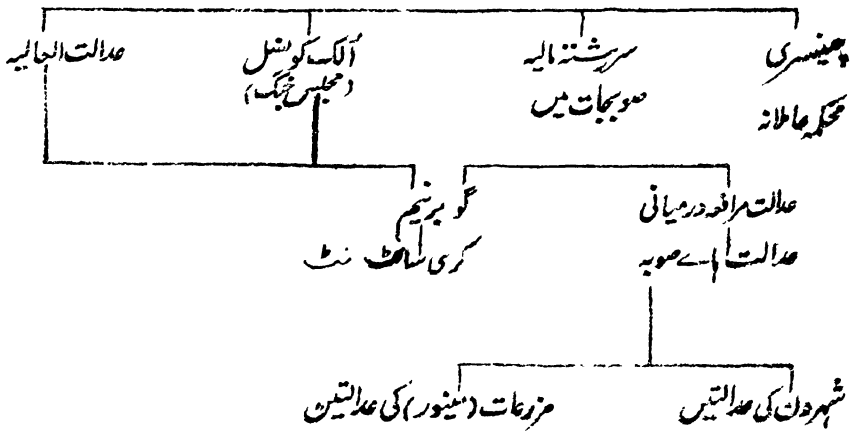
(۲) مجالس صوبہ

(۳) شہر

(۴) مزرعات (Manor) کی عدالتیں

ہنگری کا سرشتہ مالیہ علیحدہ تھا جو ہوف کامر کے تحت میں تھا۔

آسٹریا کی حکومت میر یا تھیری کی اصلاحوں کے بعد
کونسل آف اسٹیٹ جس کے تحت میں مجالس ذیل تھیں



ماخذ

Krones, Handbuch der

Geschichte Vesterreichs.

Von Arneth, Maria Theresia

Paganel, Histoire de Joseph II

ضمیمہ (ب)

شاہان پرشیا کے مقبوضات ۱۷۱۴ء

آلٹ مارک

سابل مارک

اوکر مارک

پریکٹ ٹنر

(۱) کور مارک جس میں شامل تھے

(۲) نیو مارک جو ۱۷۱۵ء میں کور مارک میں ضم ہو گیا۔

(۳) کلیوز مارک، ریونیو برگ۔

(۴) مشرقی پرشیا جو الیک ٹوریٹ میں ۱۷۱۵ء میں ضم ہوا۔

(۵) پومے راجا بعد ۱۷۲۵ء

(۶) ہال برس ٹاٹ و من ڈین ۱۷۲۵ء

میگ ڈی برگ ۱۷۲۵ء

(۷) گیل ڈرس ۱۷۲۵ء

زمانہ مابعد کے اضافہ جات

(۱) عہد فریڈرک اول ۱۷۱۳ء - پومرن (قریب) مین

مدی ٹاسک مع پوی لائن ہاف

(۲) عہد فریڈرک دوم ۱۷۱۳ء - سائی لے شجا

۱۷۱۳ء مشرقی فریس لینڈ

۱۷۱۳ء مغربی پرشیا بدستہماے ڈین زگ و تحورن

عہد فریڈرک ولیم دوم ۱۷۱۳ء بیر و تحور و انس پاخ

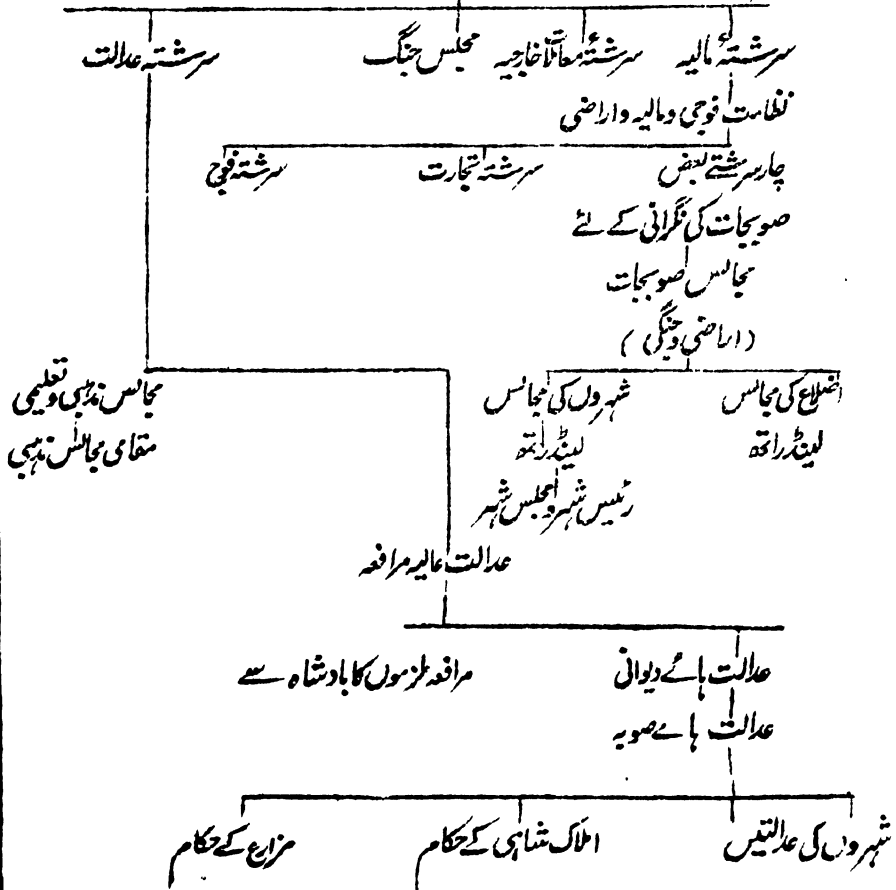
۱۷۱۳ء جنوبی پرشیا مع ڈین زگ و تحورن

۱۷۱۵ء جدید مشرقی پرشیا

عہد فریڈرک ولیم سوم ۱۸۱۵ء نقصانات (۱) جدید مشرقی پریشیا
 اور نصف جنوبی پریشیا
 (۲) انس پانچ اور بیروتھ
 اضافہ جات (۱) علاقہ جات کولن، منٹسٹراٹیر
 (۲) سیکسنی کا شمالی حصہ
 (۳) پومرن قریبہ کا باقی ماندہ
 علاقہ مع جزیرہ روگین

ضمیمہ (ب) جزو دوم

پرشیا کی حکومت کی ہیئت ترکیبی پیرک ولیم اول کی اصلاحات بعد
پیریوی کونسل



اخذ

Issaeson, Geschichte des Preussischen Beamtenthums.

Bornhall.

„

„

„

Verwaltungs Recht.

Droysen

„

„

„

Politik.

ضمیمہ (ج)

اٹھارھویں صدی میں دستور ہنشاہی

(۱) وضع قوانین

ہنشاہی ڈاٹسٹ (Reichstag) جس میں تین جماعتیں شامل تھیں اور جن کا انعقاد ۱۶۶۴ء سے رائس بوں میں ہوتا تھا۔

سینئر (مائیس) کا

استقف اعظم

(نائب چنسلر)

کولن (کالون) کا استقف اعظم

ٹریڈر (ٹریڈر) کا استقف اعظم

سیکسنی کا ڈیوک

(جو کسی پولینڈ کا انتخابی بادشاہ تھا)

برانڈین برگ کا مارگریو

(شاہ پریشیا سنٹ)

شاہ یوہا (یہ ریاست آسٹریا کے

آرچ ڈیوک کے قبضہ میں تھی)

باویریا کا ڈیوک

ایکٹ پالائٹن - ہینوور کا ایکٹر -

(شاہ انگلستان)

(الف) ایکٹران

(Kurfursten)

کلیسائی

غیر کلیسائی

(ب) پرنس (رئیس) کلیسائی و غیر کلیسائی
(جن میں سے ہم انفرادی ووٹ رکھتے تھے
اور باقی بحیثیت مجموعی ووٹ دیتے تھے
(۲) Reichsfürsten جن میں ڈیوک
مارگریٹ پاس گریو، گریو، بیرن
اور بشپ شامل تھے۔

(ج) شہنشاہی شہر (Reichsstadt)
(فوٹ) شہنشاہی ٹائٹ (Reichsritterschaft)
کو ڈائٹ میں نیابت حاصل نہ تھی بلکہ ان کی ایک
علیحدہ مجلس (Correspondentzag) تھی
(۲) انتظام ملکی

دس حلقے (Kreise) تھے جن میں ڈائٹ
(Kreistage) موجود تھے۔

(۳) انتظام عدالتی
(الف) مجلس شہنشاہی (Reichskammer) جس کا اجلاس
۱۶۸۹ء سے ویٹزبرگ میں ہوتا تھا۔
۴۔ میر مجلس (۲ پرائس ٹینٹ)
۵۔ آسیسر (۴ پرائس ٹینٹ)
(ب) وائٹائی آلک کونسل (Reichshofrath) جس میں ایک
میر مجلس اور اٹھارہ اراکین تھے۔

ماخذ

Paganel, Histoire de Joseph II.,
Hausser, Gesch. Deutschlands von Tode Fred II.
Biedermann, Deutschlands politische materielle.

ضمیمہ (د)

نسب نامہ خاندان رومانو (اٹھارھویں صدی)

الليگنس ۶۶۴۵ تا ۶۱۶۶

ایوان: پنجم
۱۶۸۲ تا ۱۶۸۷ ع

سیر اعظم (۱۶۸۹-۱۷۲۵ء)

پہلی بوی یوڈوسیا

(دوسری بیوی - کیتھرین اول ۱۶۲۵ء - ۱۶۴۲ء)

الليکچر ۶۸

النہتمہ الہی = چارلس

1651-1652

فریادِ گریہ

ہوں سسٹین گولڈریپ

کیتھرین = چارلس لیو پو لڈ
رئیس

پارلس لیو پو لٹ
رٹیس

میگ لین برگ
شوی رمن

کیتھرین دوم (سوفیہ ریشہ)

منوری تاج لائی

F16 Y2

اَنْ لِّكُ زَابِرِیْطُ

1694 - 1695

پیٹروم
۱۶۲۶-۱۶۳۰ء

پال

اینی، این سن ولڈ

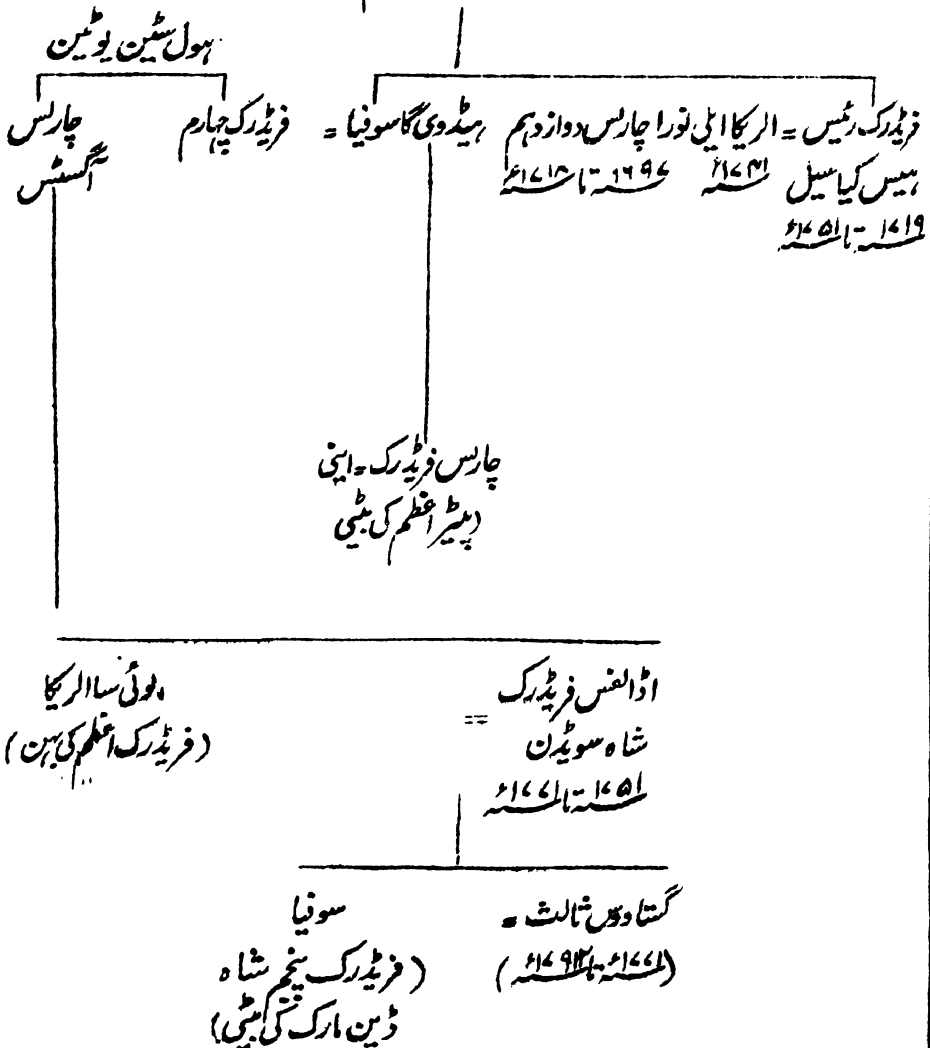
خدیجہ رکیہ السنت خمس بنات وک

لے دین

ایران ششم ۱۳۴۱ تا ۱۳۴۲

نسب نامہ شاہان سوڈین

چارلس یازدہم



بادیریا کا مسئلہ جانشینی
خاندان وٹیس باخ

(۱) پالائی نیٹ میں۔

شاخ سلز باخ

چارلس تھیوڈور

۱۷۹۵ء تا ۱۷۹۹ء

الیکٹر ۱۷۹۹ء

بادیریا میں جانشین ہوا (۱۷۹۹ء)

شاخ برکین فیلڈ

میکسی مے لین اول

۱۷۹۵ء تا ۱۸۲۵ء

بادیریا کا الیکٹر ۱۷۹۹ء

بادشاہ ۱۸۰۵ء

چارلس آگسٹس

ڈیوک زوی ویرکین

۱۷۹۵ء تا ۱۷۹۹ء

(۲) بادیریا میں

چارلس البرٹ = میریا ایلیا

شہنشاہ

(۱۷۹۵ء تا ۱۸۲۵ء)

میکسی مے لین جوزیف ۱۷۹۵ء تا ۱۸۲۵ء

میکسی مے لین کے انتقال کے بعد بادیریا کی حکومت نے پھر پالائی نیٹ
کے خاندان وٹیس باخ کی طرف عود کیا۔

ماخذ

Instructions aux ambassadeurs de France,

Baviere, Patatinate, Deux Ponts, p. 528

ضمیمہ (۵)

معاصر سلاطین کی فہرست

(سنین ختم عہد حکومت کے ہیں)

شہنشاہیت

(خانہ دان پیس برگ)
(بادیریا کا ایکٹر)

خانہ دان پیس برگ (نیرت)

چارلس ششم ۱۷۴۰ء

چارلس ہفتم ۱۷۴۵ء

فرانسس اول ۱۷۶۵ء

جوزیف دوم ۱۷۹۰ء

لیوپولڈ دوم ۱۷۹۲ء

انگلستان

جارج اول ۱۷۲۷ء

جارج دوم ۱۷۶۰ء

جارج سوم ۱۷۸۰ء

ہسپانیہ

فیلیپ پنجم ۱۷۴۶ء

فرڈیننڈ ششم ۱۷۵۹ء

چارلس سوم ۱۷۸۸ء

چارلس چہارم ۱۸۰۸ء

فرانس

لوئی پانزدہم ۱۷۷۳ء

لوئی شانزدہم ۱۷۹۳ء

پرتگال

جان پنجم ۱۷۵۰ء

جوزیف اول ۱۷۷۷ء

میریافرانسس کا ۱۸۱۶ء

سارڈی نیا

وکترا ماریس دوم ۱۷۷۷ء (مستغنی)

چارلس ایماویل سوم ۱۷۷۳ء

وکترا ماریس سوم ۱۷۹۶ء

روس

پیر اعظم ۱۶۲۵ء
 کیتھرین اول ۱۶۲۶ء
 پیر دوم ۱۶۳۰ء
 اینی ۱۶۴۰ء
 ایوان پنجم ۱۶۴۱ء
 ایل زائیتھ ۱۶۶۲ء
 پیر سوم ۱۶۶۲ء
 کیتھرین دوم ۱۶۹۶ء
 دین مارک
 فریدرک چہارم ۱۶۳۰ء
 کرستین ششم ۱۶۳۶ء
 فریدرک پنجم ۱۶۶۶ء
 کرستین ہفتم ۱۸۰۸ء
 ٹرکی
 احمد سوم ۱۶۳۰ء
 محمود اول ۱۶۵۲ء
 عثمان سوم ۱۶۵۶ء
 مصطفیٰ سوم ۱۶۷۳ء
 عبدالحمید اول ۱۶۸۹ء
 سلیم سوم ۱۸۰۷ء
 پیرشیا
 فریدرک ولیم اول ۱۶۴۸ء
 فریدرک دوم اعظم ۱۶۸۶ء

فریدرک ولیم دوم ۱۶۹۷ء
 سویڈن
 چارلس دوازدہم ۱۶۱۸ء
 الری کا ایل نور ۱۶۱۸ء
 (مستغنی)
 فریدرک اول ۱۶۵۱ء
 اڈافس فریدرک ۱۶۷۱ء
 گستاوس سوم ۱۶۹۲ء
 پاپا یان روما
 کلی منٹ یازدہم ۱۶۲۱ء
 انوسینٹ سیزدہم ۱۶۲۳ء
 بی نی ڈکٹ سیزدہم ۱۶۳۱ء
 کلی منٹ دوازدہم ۱۶۳۷ء
 بی نی ڈکٹ چہارم ۱۶۵۸ء
 کلی منٹ سیزدہم ۱۶۶۹ء
 کلی منٹ چہارم ۱۶۷۷ء
 پاپس ششم ۱۸۰۸ء
 پولینڈ
 آگسٹس دوم دیکینی ۱۶۳۳ء
 آگسٹس سوم دیکینی ۱۶۶۳ء
 اسٹامش لاس پونیاوسکی
 ۱۶۹۵ء (مغول)

اشارہ

(حوالہ اصل انگریزی کتاب کے صفحات کا دیا گیا ہے جو حاشیہ پر درج ہیں)

(الف)

- آبو ، معاہدہ ، ۱۵۶ -
 آرمبرگ ، ڈیوک ، ۱۶۶ -
 آسٹریا کا انتظام جانشینی) Pragmatic Sanction (۱۶۵ ، ۱۸۳ -
 ۱۶۳ ، ۱۲۳ ، ۱۴۰ ، ۱۴۳ ، ۱۴۴ ، ۱۶۴ ، ۱۶۵ -
 آسیان تو شہم ، ۹۱ ، ۲۰۰ -
 آگسٹ دوم شاہ سیکنی پولینڈ ۹۵
 آگسٹ سوم شاہ سیکنی پولینڈ ۹۸ ، ۹۹ ، ۱۱۸ ، ۱۸۰ ، ۱۸۲ ، ۱۹۵ ، ۲۳۰ ،
 ۲۶۱ ، ۲۸۲ ، ۳۰۸ ، ۳۸۴ -
 آلک کونسل ۲۶۲ ، ۳۵۴ -
 آلیٹڈ ، کانفرنس ، ۵۵ -
 اپراسکن ۲۵۳ ، ۲۵۴ -
 اڈالفس فریڈرک شاہ سویڈن ، ۱۵۶ ، ۲۲۱ ، ۳۳۳ ، ۳۹۱ -
 اتحاد اربعہ شاہیہ ، ۵۳ ، ۵۵ ، ۵۶ ، ۶۳ ، ۱۱۶ -
 اتحاد ثلاثہ شاہیہ ، ۴۶ ، ۴۹ ، ۵۰ ، ۵۲ ، ۶۰ ، ۶۱ ، ۸۸ ، ۸۹ ، ۱۳۸ ، ۱۳۹ ،
 ۱۳۹ ، ۱۳۹ ، ۱۳۹ ، ۱۳۹ -
 احمد سوم ۱۰۹ ، ۱۱۲ - ۱۱۴ -
 ارمنی ، ترکی سے امداد کے خواہاں ، ۱۱۱ ، روسیوں کا ان سے سلوک ۳۷۰ -
 اسٹاڈیون ، ۲۸۹ -

۱۶۱-

اورگوو، ایکڑس، ۳۱۵، ۳۶۸-

اورگوو (خاندان) ۳۰۹، ۲۶۹، د عواشی-

اورلیان، نائب السلطنت ۲۷، ۲۸، ۴۹، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۱۶۵، ۲۷۶-

اورپن ڈین، ۷۰-

اول مٹر ناصرہ، ۲۵۸، ۲۵۷-

اورمی، ۱۶۰، ۲۰۷-

اُرشان، جنگ ۲۲۲-

اہل فیملی، ۱۲۲، ۱۸۲، ۲۱۷، ۲۲۰-

ایڈی لید، میڈیم، ۳۰۳-

ایرکوٹ، ۲۷۳، ۳۵۱-

اسے لاشا، سیل، مسابہ، ۱۹۹، ۲۰۷، ۲۱۷، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۹، ۲۳۳،

۲۸۰، ۲۹۸، ۳۳۸-

ایلیٹ، برجارج، ۳۵۲-

ایلی زابیتجہ فارنبیس، ۵۰، ۶۴، ۶۵، ۸۷، ۹۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۳۱، ۱۴۲،

۱۵۵، ۱۵۹، ۱۶۳، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۸۶، ۲۷۵-

ایلی زابیتجہ کلڈروس، ۱۱۵، ۱۵۶، ۱۸۲، ۱۹۸، ۲۰۳، ۲۲۶، ۲۲۹، ۲۳۰،

۲۳۸، ۲۴۱، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۵۲، ۲۵۷، ۲۶۳، ۲۶۷، ۲۶۹، ۲۷۱،

۲۷۷، انتقال، ۲۷۸-

ایٹنی میک یاویل، ۱۳۰-

این سائیک لوپیڈیا کے مصنف، ۲۹۵، ۳۱۳، ۳۱۵-

اینی ایوانوونا، ۹۹، ۱۱۳، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۲۲، ۱۲۵، ۱۳۰-

ایوان ششم (روس)، ۱۳۹-

(ب)

یاختیانی، ۱۷۸، ۱۸۱-

بری مین ، ۲۲/۲۳

بکوونیا ، ۳۲۳/۳۲۸-

بلغراد، صلح نامہ، ۱۲۶-۱۲۸/۱۲۲، ۱۶۱/۳۸۸، ۳۸۹/محاصرہ، ۱۱۲

بلون ویل ، ۲۲۵-

بوربون ڈیوک، ۶۵/۲۶-۶۶/۳۶۶، ۶۹/۸۱۶، ۲۲۳

بوس کارین ، ۲۰۶/۲۳۶، ۲۶۵

بوننی دال پاشا ، ۹۶/۱۲۰، ۱۲۱/۲۲۹

بی تون تو، جنگ ، ۱۰۱

بیوٹ، لارڈ ، ۲۷۷/۲۸۰، ۲۸۱/۳۰۶، ۳۲۳

بیتیرین ، ۹۹/۱۱۶، ۱۳۰/۲۷۹-

بیس ٹوزیو، ۱۵۶/۱۷۶، ۱۷۸/۲۲۶، ۲۳۶/۲۳۸، ۲۴۶/۲۵۴، ۲۵۷-

بیل آئل مارشل، ۱۵۳/۱۵۹، ۱۶۲-۱۶۳/۱۶۶، ۱۷۸/۱۹۱، ۲۵۷/۲۶۳-

بی نی ڈکٹ چہاردہم، ۹۳/۲۲۲، ۲۹۶/۳۰۱-

پ

پاتی نیو، ۵۷/۸۲، ۸۳/۸۵، ۸۸/۹۰، ۱۰۵

پارڈو، معاہدہ ، ۸۲

پاری ڈوورنی ، ۶۶

پارلی مان (پیرس) ، ۲۷/۳۳، ۳۵/۳۷، ۳۸/۵۳، ۹۲/۲۲۱-۲۲۳

۲۹۸/۳۲۵، ۴۰۶/۴۰۸، ۴۱۴/۴۱۵، ۴۱۹-۴۲۳-

پارلی مان موپو (مجلس اعظم فرانس) ، ۳۳۲

پاسارو، داس، جنگ ، ۵۵-

پاسارو وٹز، صلح نامہ ۱۰۹/۵۵-۱۱۱/۱۱۸، ۱۱۸/۳۷۶-۳۹۶-

پالمی ، ۲۶۷-

- پائن، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۲۱، ۳۲۶، ۳۳۳، ۳۳۶، ۳۳۹، ۳۴۳، ۳۴۸، ۳۵۰۔
- پائیں ششم (پوپ)، ۳۶۲، ۳۶۴، ۳۹۵۔
- پائیں ہشتم (پوپ)، ۳۰۱۔
- پاول، ۳۱۳، ۳۲۶۔
- پٹ ولیم، اول، ۲۵۴، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۳۶۱۔
- پٹ ولیم دوم، ۲۸۴، ۳۹۴، ۳۹۹۔
- پروتھ، اصلح نامہ، ۱۰۹۔
- پرودانش، کلاؤنٹ، ۴۰۸۔
- پریگ، جنگ، ۲۵۳۔
- پلائی نیٹ، ۱۷، ۱۸۔
- پلاس، جنگ، ۲۶۶۔
- پیل ٹی، ۸۵۔
- پلیس، کلاؤنٹ، ۹۹۔
- پیٹر اعظم، ۲۲، ۲۴، ۲۵، ۵۹، ۶۲، ۹۶، ۱۰۹، ۱۱۵۔
- ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۲۰۳، ۲۸۵، ۳۰۸، ۳۱۷، ۳۶۷۔
- پیٹر دوم (روس)، ۸۰، ۱۱۵۔
- پیٹر سوم (روس)، ۱۷۷، ۲۶۹، ۲۷۸، ۲۸۵، ۳۰۵، ۳۲۳۔
- پیٹر وارڈین، جنگ، ۱۱۰۔
- پیٹر بیکاریا، ۲۹۴۔
- پیرس، صلح نامہ ۱۷۶۳، ۲۸۰، ۲۸۱، ۳۰۵، ۳۲۸، ۳۳۰۔
- پیل ہم ہنری، ۱۶۹، ۱۹۸۔
- پین مین ایڈرٹ، ۵۱۔
- پوای سیو، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۹، ۲۱۹۔
- پوٹوکی، پولینڈ کا ایک خاندان، ۳۱۰۔

- پولیم کن ، ۲۷۹ ، ۳۴۹ ، ۳۶۸ ، ۳۶۹ ، ۳۷۰ ، ۳۸۹ ، ۳۹۰ -
 پولگاچیو ، ۲۸۶ ، ۳۲۳ ، ۳۲۴ -
 پول ٹاوا ، جنگ ، ۲۳ -
 پولک ناک ، خاندان ، ۲۲۹ -
 پولینڈ ۱۹ ، تقسیم ، ۱۰۶ ، ۳۰۲ ، ۳۲۴ ، ۳۷۱ ، ۳۸۰ ، زوال کے اسباب
 ۳۲۰ ، ۳۸۷ ، دوسری اور تیسری تقسیمیں ۴۰۰ -
 پولینڈ کی جنگ جانشینی ، ۲۰ ، ۲۲ ، ۸۸ - ۱۰۷ ، ۱۳۳ -
 پوم ہال ، ۲۹۱ - ۲۹۳ ، ۲۹۶ ، ۲۹۷ -
 پونٹے نوادو ، جنگ ، ۳۲۷ -
 پونیا ٹوسکی ، اس ٹانس لاس ، ۳۰۹ ، ۳۱۰ -

(ت)

- تا بورووی ریو ، ۴۱۱ -
 تالے ران ، ۴۹ ، ۴۱۳ (حاشیہ) -
 تانوجی ، ۲۷۵ ، ۲۸۸ ، ۲۹۰ ، ۲۹۳ -
 تجارتی معاہدہ ۱۷۹۶ء ، ۳۸۳ -
 تو باک ، جنگ ، ۳۹۲ -
 تورسی ، ۲۸ ، ۵۲ ، ۵۳ ، ۵۶ -
 تورگو ، ۲۳۱ ، ۳۴۱ ، ۳۴۲ ، ۳۵۴ ، ۳۸۴ ، ۴۰۲ ، ۴۰۵ -
 ۴۱۲ ، ۴۱۳ ، ۴۱۷ ، ۴۱۸ ، ۴۲۲ -
 تورگو ، جنگ ، ۲۷۲ -
 تھورو ، ۲۶۵ ، ۲۶۶ -
 تھوگو ، ۲۸۸ -
 تیرے ، ۴۰۵ -
 تیس فین ، معاہدہ ، ۴۴۷ - ۴۴۹ ، ۴۶۶ -

۳۲۸، ۳۲۷ -

چارلس شاہ یکسنی (آگسٹ سوم کا بیٹا) ۳۰۸ -

چارلس ششم (آسٹریا) ۳۸، ۵۱، ۶۳، ۸۰، ۸۳، ۸۷، ۸۸،

۹۲، ۹۶، ۱۰۴، ۱۰۶، ۱۱۰، ۱۱۷، ۱۲۳، ۱۲۷، ۱۳۵، ۱۳۷،

۱۴۰، ۱۴۲، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰ -

چارلس فلپ (نیو برگ) ۲۱۸ -

چارلس ہفتم (ڈین مارک) ۲۹۰ -

چارلس ہفتم (شہنشاہ) ۱۶۳، ۱۶۷، ۱۶۹، ۱۷۴، ۱۷۶، ۱۷۸،

۱۷۹، ۲۰۵ -

چرنی چیف، ۲۷۸ -

چوٹو سٹیز، جنگ ۱۵۷ -

چھ قوانین (۱۲ مارچ ۱۷۷۷ء) ۲۰۸ -

چیس بے جنگ، ۳۰۷، ۳۱۶ -

(ح)

حکومت ثلاثہ فرانس، ۳۳۲، ۳۴۰ -

حیدر علی، ۱۳۶، ۳۵۱ -

(خ)

خاندانی معاہدہ، ۲۷۶، ۲۸۳، ۳۲۶، ۳۲۸، ۳۳۸،

۳۴۱ -

خوتین، جنگ، ۱۲۶ -

(د)

دارا محمد، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۹، ۳۲۸ -

- ۲۳۳، ۲۴۱، ۲۵۵، ۲۶۰، ۲۶۳، ۲۹۸، ۳۰۴ -
 دی قوت بیرن، ۳۱۳ -
 دی دے رو، ۳۱۲، ۳۱۵ -
 دی شاتور و وچس، ۱۶۵، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۵ -
 دی سیکس، مائرس، ۱۱۶، ۱۵۰، ۱۵۹، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۸۰، ۱۸۳، ۱۹۱ -
 ۱۹۳، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۹، ۲۳۷ -
 دی میکس زے ویر، ۲۷۱ -
 دی زالیور، ۲۳۱، ۳۳۹، ۳۴۱ -
 دی فلیوری، ترولی، ۴۱۷، ۴۱۹ -
 دی کلی مان، کاؤنٹ، ۲۶۰ -
 دی لارین سے نادا، ۲۵۱، ۲۷۶ -
 دی لاکو، ۲۶۶ -
 دی لایتھ، چارلس، ۴۲۲ -
 دی لاوری لیر، ۴۰۴، ۴۰۷ -
 دی مورول، کاؤنٹ، ۶۷، ۷۲، ۷۳، ۸۲ -
 دی دو، کاؤنٹ، ۲۵۸ -
 دیس تری اے، ۲۵۴، ۴۲۷، ۴۸۰ -
 دی نانکرے، ۵۶، ۵۴ -

^b
 (۵)

- ڈان، ۲۵۴، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۷۰، ۲۷۳، ۲۷۷، ۲۸۲، ۲۹۱ -
 ڈریس ڈین، صلح نامہ، ۱۸۶، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۸۲ -
 ڈن کرک، ۸ -
 ڈوہنا، کاؤنٹ، ۲۵۸ -
 ڈی مین لین، جنگ، ۱۶۷ -

- ڈین سائی لاس - ۳۴۰
 ڈین مارک اور سوئڈن کی جنگ (۱۷۷۸ء) - ۳۹۱ / ۳۹۰
 ڈین یوب کی ریاستیں - ۳۷۹ / ۳۷۸

(س)

- رابن سن، سٹراس - ۲۰۰
 رائس بون، ڈائیٹ - ۲۷۹
 رادوم، شارکت - ۳۱۱
 راڈنی، - ۳۵۱ / ۲۶۶
 رائس ٹاٹ، صلح نامہ - ۵۷۷ / ۸۷۷ / ۷۷۷
 راکنگ ہیلم، لارڈ - ۳۵۳
 راکو، جنگ - ۱۹۲
 راگوچی، - ۱۲۱ / ۵۵
 رادنی رگو، - ۲۵۰
 رپرڈ، - ۷۲ / ۶۹ - ۸۰ / ۷۹ / ۷۷۷ - ۸۲ / ۸۵ / ۱۶۷
 ریس وک، صلح نامہ - ۸۷
 رشی لیو، ڈیوک - ۱۶۵ / ۱۷۵ / ۱۹۱ / ۲۳۹ / ۲۵۳
 رشی لیو، کارڈنل - ۴۱۹ / ۹۲
 رک چی، - ۳۰۰ / ۲۹۹
 رم نک، جنگ - ۳۹۲
 روای، لیے - ۲۳۲ / ۲۳۲ - ۲۵۰ / ۲۵۰
 روس باخ، جنگ - ۲۵۷ / ۲۵۵
 روسو، - ۳۱۶ / ۳۱۲ / ۳۲۲
 روسیان، سوق - ۳۷۷ / ۲۷۷
 روبان، کارڈنل - ۴۲۰

- ریپن ، ۳۱۰ ، ۳۲۸-
ری چٹین بانج ، ۳۹۹-۳۹۷
ری زل تا دو کون سی ایل ، ۴۲۴-
ری گالس تی ، ۳۰۰-

(نہ)

- نار کو سیلو ، صلح نامہ ، ۳۳۶-
نار ٹورس کی ، ۳۱۰-
زن زین ڈورف ، ۵۲ ، ۷۱ ، ۷۲ ، ۷۵ ، ۱۳۱ ، ۱۴۲-
زورن ڈورف ، جنگ ، ۲۵۸ ، ۲۵۹-
زولی خو ، جنگ ، ۲۶۹-
زوی بروکین ، ڈیوک ، ۲۵۹ ، ۲۹۸ ، ۳۳۵ ، ۳۳۸-
زیڈلٹز ، ۲۵۹-
زیس ، صلح ، ۳۱۵-۳۱۷-
زنی لانتی ، ۳۰۰ ، ۳۰۱-

(شر)

- شروراندی ، ۴۰۷ ، ۴۰۸ ، ۴۱۱-
شریرون دست ، ۲۸۲-

(س)

- سارڈی نیا کی فتح ، ۵۱ ، ۵۲-
ساراٹوگا ، اطاعت گزینی ، ۳۳۲-
سال ٹی کوو ، ۲۶۶ ، ۲۶۹ ، ۳۸۹-
سائز برگ کے پرائس ٹنٹ ، ۱۳۳ ، ۱۳۴-

- سائین ٹرین ، کاؤنٹ ، ۳۱۰ - ۳۱۱ -
 سائین سافورین ، ۵۱ -
 سائین سیوے رین ، ۱۲۵ -
 سائین کون تیس ، ۲۳۲ -
 سدر لیسٹ ، ڈیوک ، ۵۱ -
 سربیلونی ، ۲۶۸ -
 سس ٹووا ، صلح نامہ ، ۳۹۸ -
 سسلی ، ۵۳ ، ۵۵ -
 سفوک ، لارڈ ، ۳۲۲ -
 سلڈانیا ، کارڈنل ، ۲۹۷ -
 سسلی ، ۲۹۱ -
 سلیم سوم ، ۳۹۲ ، ۳۹۴ -
 سنگ لیبر میجر ، ۱۱۶ -
 سواسون کا ٹرینس ، ۸۲ -
 سوئیس ، ۲۵۲ ، ۲۶۰ ، ۲۶۵ ، ۲۷۴ ، ۲۸۰ -
 سوئس ، کاؤنٹ ، ۳۱۴ -
 سوئڈر ہالوسین ، جنگ ، ۲۶۰ -
 سوووروو ، ۳۱۷ ، ۳۸۸ ، ۳۸۹ ، ۳۹۸ -
 سوہر ، جنگ ، ۱۸۵ -
 سیلایر ، ۳۲ ، ۵۵ ، ۵۶ ، ۸۱ -
 سینڈویچ ، لارڈ ، ۱۹۹ -
 سینٹ ہارٹھولومیو ، فرانس کا سویڈن کے حوالہ کر دینا ، ۳۷۲ -
 سینٹ پیٹرس برگ ، معاہدہ ، ۱۴۲ ، ۲۲۶ ، ۲۳۸ ، صلح نامہ ، ۱۷۷ -
 ۳۰۶ ، ۳۰۷ -
 سینٹ پیر جزیرہ ، ۲۸۰ -

(ف)

- قاری فی لی ، ۲۵۰
 فاکس ، چارس ، جیس ، ۳۵۳ ، ، خارجی حکمت علی ، ۳۷۱
 فالک لینڈ جزائر ، ۳۲۶ ، ۳۲۷ ، ۳۳۱
 فرانسس اول ، انتخاب شہنشاہی ، ۱۸۲ ، ۱۸۶ ، ۲۳۶ ، ۲۳۹ ، ۳۱۷
 فرڈیننڈ چارم ، شاہ سلسل ، ۲۷۵ ، ۲۹۳
 فرڈیننڈ ششم (ہسپانیہ) ، ۱۹۰ ، ۲۰۱ ، ۲۲۵ ، ۲۵۰ ، ۲۵۱
 ۲۵۲ ، ۲۷۴ ، ۲۸۸
 فرڈیننڈ رئیس پارما ، ۲۹۳
 فرمان نامتے ، ۳۰۹
 فرمور ، ۲۵۷ ، ۲۵۹ ، ۲۶۰ ، ۲۶۶
 فرمین ، استغ اعظم ، ۱۳۳
 فرمین ، کاؤنٹ ، ۲۹۴
 فریس لینڈ شرقی کا ڈیوک ، ۱۷۶
 فرینک لن ، ۳۴۱
 فریڈرک اعظم ، ۲ ، ۶ ، ۱۰ ، ۱۳۰ - ۱۳۱ ، جوانی ۱۳۲ ، خصائل
 ۱۳۵ - ۱۳۷ ، اصلاحیں ۱۳۱ ، ۱۳۲ ، خارجی حکمت عملی
 شکستہ میں ۱۳۳ ، ۱۳۵ ، سائی لے شیا کی ریاستوں کے متعلق
 اس کے دعوے ۱۳۵ ، سائی لے شیا پر حملہ ۱۳۴ سائی لے شیا کی پہلی جنگ
 ۱۳۴ - ۱۳۷ ، سائی لے شیا کی دوسری جنگ ، ۱۷۷ - ۱۸۵ ، ۲۰۰
 ۲۰۳ ، ۲۰۵ ، ۲۲۷ - ۲۲۹ ، ۲۳۲ - ۲۳۳ - جنگ ہفت سالہ ۲۳۴ -
 ۲۸۶ ، ۲۸۷ ، روس سے اتحاد ، ۳۰۶ - ۳۰۹ ، پولینڈ کی
 تقسیم ۳۱۳ - ۳۲۰ ، افغانستان سے مخالفت ۳۲۳ - ۳۵۱ - ۳۵۱
 بادیریا کی جنگ جانشینی ۳۲۲ - ۳۳۹ ، روسی اتحاد کا اہتمام ۳۳۶ ، انتقال دوزخاں

- کری فیلڈ ، جنگ ، ۲۶-۱
 کری میا کا الحاق ، ۳۶۵ ، ۳۶۷ ، ۳۶۰
 کلاؤ سین ، جنگ ، ۱۰۲
 کلاؤ ، ۲۶۶ ، ۲۲۸
 کلو شریوین ، معاہدہ ، ۲۵۲
 کلو شراپین ، جنگ ، ۲۷۳
 کلونی ، ۲۲
 کلیسر فائی ، ۲۹۲
 کلی منٹ چار دہم ، ۳۰۱ ، ۳۰۰ ، ۲۸۶
 کلی منٹ سیر دہم ، ۲۹۹ ، ۲۹۷ ، ۲۹۶
 کلی منٹ یاز دہم ، ۵۶ ، ۵۰
 کلین شنی لین ڈورف ، معاہدہ ، ۱۵۳
 کناڈا ، ۲۶۶ ، ۹
 کنسنگلی ، ۲۱۱ ، ۱۴۲ ، ۱۳۱
 کواکشی ، ۱۰۱ ، ۱۰۳ ، ۱۰۴ ، ۱۰۹
 کو برگ ، ۳۸۹
 کو بیئرل ، ۳۹۷
 کورلینڈ ، ۱۱۶ ، ۲۵۲ ، ۳۰۸
 کوردی اے ، ۴۰۷ ، ۴۰۸ ، ۴۱۱ ، ۴۲۱
 کول بیر ، ۲۰۵
 کولبی ، جنگ ، ۲۵۳ ، ۲۵۴ ، ۳۲۴ ، ۳۲۵ ، ۳۳۷
 کوئے ریڈو ، ۱۸۱
 کوئسٹ رائیڈ وائیکر کی تصنیف ، ۴۱۲
 کون تاویس ، ۲۶۶
 کون ترا سوشیال (کتاب) ، ۴۱۵ ، ۴۱۶

کوئی ، ۱۸۳ ، ۱۸۴ ، ۱۹۳ ، ۱۹۶ ، ۲۳۰ - ۲۳۲ ،

۲۵۲ ، ۲۶۴ ،

کوئزس ڈورف ، ۲۶۸ ، ۲۶۹ ،

کوئز ایک ، ۸۹ ، ۸۲ ، ۸۳ ،

کوئی بیرون ، علیج ، جنگ ، ۲۶۶ ،

کوئی بیگ ، سقوط ، ۲۶۶ ،

کویں نے ، ۲۱۵ ،

کیٹھ ، ۲۱۶ ، ۲۳۶ ،

کیٹھین اول ، ۱۱۴ ، ۱۱۵ ، ۸۰ ، ۷۴ ،

کیٹھین دوم ، ۲۶ ، ۱۷۷ ، ۲۶۹ ، ۲۷۹ ، ۲۸۵ ، ۳۰۰ ، ۳۰۱ ،

۳۰۵ - ۳۱۰ ، ۳۱۲ ، ۳۱۶ ، ۳۱۸ ، ۳۲۰ - ۳۲۱ ، ۳۲۲ ، ۳۲۴ ،

۳۳۶ ، ۳۳۷ ، ۳۳۸ ، ۳۳۹ ، ۳۴۰ - ۳۴۱ ، ۳۴۲ ، ۳۴۳ ، ۳۴۴ ، ۳۴۵ ،

۳۵۲ ، ۳۵۵ ، (صفحات مابعد ، ۳۶۸ ، ۳۶۹ ، ۳۸۲ ، ۳۸۶ ، ۳۸۷ ،

۳۸۹ ، ۳۹۸ - ۴۰۰ ، ۴۱۴ -

کیرو لین سٹلڈا لکڈ ڈین مارک ، ۲۹۰ ، ۲۹۱ ،

کیرو لین لکڈ نیپلز ، ۳۶۶ ،

سٹے سیلس ڈورف ، جنگ ، ۱۸۵ ،

کین ، ۹۰ ، ۲۵۱ ،

کیننگ ، ۳۲۵ ،

(گ)

گروس جاگرس ڈورف ، جنگ ، ۲۵۲ ، ۲۵۳ ،

گروس ہیزس ڈورف ، جنگ ، ۱۸۵ ،

گری مالڈو ، ۶۸ ، ۷۰ ،

گری مالڈی ، ۲۷۶ ، ۳۰۰ ، ۳۲۶ ، ۳۲۸ - ۳۲۹ ،

گستاودس ثالث ، ۱۳۴ ، ۳۳۳ - ۳۳۶ ، ۳۳۴ ، ۳۵۴ ، ۳۷۲ ،
 ۳۸۹ - ۳۹۲ ، ۳۹۹ ،
 گلڈبرگ ، ۲۹۰ ، ۲۹۱ ،
 گلین بورگ ، ۴۸ ، ۶۰ ، ۶۱ ،
 گلین بورگ ، کاؤنٹ ، ۱۲۴ + ۱۲۶ ،
 گئے - ڈیوک ، ۸۰ ،
 گوارٹز ، ۴۸ ، ۶۰ ، ۶۱ ، ۶۴ ،
 گووے ہو ، ۲۶۲ ،
 گے جیز ، ۱۷۲ ، ۱۸۶ ، ۱۹۰ ، ۱۹۱ ،

(ل)

لا جان ، ۳۳ - ۳۸ ، ۲۰۵ ،
 لا بور دو انائی ، ۱۶۳ ، ۲۰۶ ،
 لارین ، چارلس ، ڈیوک ، ۱۷۸ ، ۲۵۴ ، ۲۵۵ ، ۲۸۲ ،
 لارین ، فرانسس ، ڈیوک ، ۱ ، ۱۰۳ ، ۱۰۴ ، ۱۰۵ ، ۱۰۶ ، ۱۰۷ ، ۱۰۸ ، ۱۰۹ ، ۱۱۰ ، ۱۱۱ ، ۱۱۲ ، ۱۱۳ ، ۱۱۴ ، ۱۱۵ ، ۱۱۶ ، ۱۱۷ ، ۱۱۸ ، ۱۱۹ ، ۱۲۰ ، ۱۲۱ ، ۱۲۲ ، ۱۲۳ ، ۱۲۴ ، ۱۲۵ ، ۱۲۶ ، ۱۲۷ ، ۱۲۸ ، ۱۲۹ ، ۱۳۰ ، ۱۳۱ ، ۱۳۲ ، ۱۳۳ ، ۱۳۴ ، ۱۳۵ ، ۱۳۶ ، ۱۳۷ ، ۱۳۸ ، ۱۳۹ ، ۱۴۰ ، ۱۴۱ ، ۱۴۲ ، ۱۴۳ ، ۱۴۴ ، ۱۴۵ ، ۱۴۶ ، ۱۴۷ ، ۱۴۸ ، ۱۴۹ ، ۱۵۰ ، ۱۵۱ ، ۱۵۲ ، ۱۵۳ ، ۱۵۴ ، ۱۵۵ ، ۱۵۶ ، ۱۵۷ ، ۱۵۸ ، ۱۵۹ ، ۱۶۰ ، ۱۶۱ ، ۱۶۲ ، ۱۶۳ ، ۱۶۴ ، ۱۶۵ ، ۱۶۶ ، ۱۶۷ ، ۱۶۸ ، ۱۶۹ ، ۱۷۰ ، ۱۷۱ ، ۱۷۲ ، ۱۷۳ ، ۱۷۴ ، ۱۷۵ ، ۱۷۶ ، ۱۷۷ ، ۱۷۸ ، ۱۷۹ ، ۱۸۰ ، ۱۸۱ ، ۱۸۲ ، ۱۸۳ ، ۱۸۴ ، ۱۸۵ ، ۱۸۶ ، ۱۸۷ ، ۱۸۸ ، ۱۸۹ ، ۱۹۰ ، ۱۹۱ ، ۱۹۲ ، ۱۹۳ ، ۱۹۴ ، ۱۹۵ ، ۱۹۶ ، ۱۹۷ ، ۱۹۸ ، ۱۹۹ ، ۲۰۰ ،
 - ۱۵۳ ،
 لاشتاروی ، ۱۲۹ ، ۱۵۶ ، ۲۲۶ -
 لافیلڈ ، جنگ ، ۱۹۷ ،
 لا کوادرا ، ۱۰۵ ،
 لاگوس ، جنگ ، ۲۶۶ ،
 لاٹوڈن ، ۲۵۸ ، ۲۶۹ ، ۲۷۲ ، ۲۷۳ ، ۲۷۴ ، ۲۷۵ ، ۲۷۶ ، ۲۷۷ ، ۲۷۸ ، ۲۷۹ ، ۲۸۰ ، ۲۸۱ ، ۲۸۲ ، ۲۸۳ ، ۲۸۴ ، ۲۸۵ ، ۲۸۶ ، ۲۸۷ ، ۲۸۸ ، ۲۸۹ ، ۲۹۰ ، ۲۹۱ ، ۲۹۲ ، ۲۹۳ ، ۲۹۴ ، ۲۹۵ ، ۲۹۶ ، ۲۹۷ ، ۲۹۸ ، ۲۹۹ ، ۳۰۰ ،
 لائی نر ، کاؤنٹ ، کی تجویز ، ۳۱۴ ،
 لٹربگ ، جنگ ، ۲۶۰ ،
 لینسنکی ، اس ٹانس لاس ، ۷۷ ، ۸۹ ، ۹۲ ، ۹۳ ، ۹۴ ، ۹۵ ، ۹۶ ، ۹۷ ، ۹۸ ، ۹۹ ، ۱۰۰ ،
 ۱۱۶ ، ۱۱۷ ، ۱۱۸ ، ۱۱۹ ، ۱۲۰ ،

لندن، صلح نامه، ۵۷

لوبوستر، جنگ، ۲۴۵

لوبی تال، ۲۶۷

لووین، جامعه، ۳۶۴

لوئس، ڈان، ہسپانیہ، ۶۹، ۶۸، ۵۸

لوئی پانزدہم، ۲۶، ۸۹، ۱۴۶، ۱۴۴، ۱۶۵، خلیفہ ریشہ دو انیاں

۱۷۲ - ۱۷۵، ۱۷۸، ۱۸۳، ۱۸۱، ۲۱۲، ۲۲۲، ۲۲۳

۲۲۴، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۹، ۲۵۲، ۲۵۷، ۲۶۴، ۲۶۴

۲۶۷، ۲۶۸، ۲۷۱، ۲۸۷، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹

۳۰۵

لوئی چہار دہم، ۱۲، ۱۰، ۱۱، ۱۴، ۲۶، ۲۷، ۲۷، ۲۷

۱۸۱، ۱۸۹، ۱۹۷، ۱۳۶، ۱۳۸، ۱۶۶، ۲۰۷

۳۰۵، ۲۷۶، ۲۳۳

لوئی شانزدہم، ۳۹، ۳۳، ۳۵، ۳۸۵، ۳۰۱، ۳۰۵، ۳۶۶

۴۱۶ - ۴۱۸، ۴۲۲ - ۴۲۴

لوئی ہفدہم، ۳۰۱، ۳۱۳

لیریا، ڈیوک، ۷۸

لیس توک، ۱۴۹، ۲۷۹

لیسی (آسٹروی جنرل)، ۲۷۲

لیسی (روسی جنرل)، ۱۱۹، ۱۲۱

لیگزنگٹن، جنگ، ۳۳۸

لیگ نٹز، جنگ، ۲۷۲

لیو پو لڈ، آرچ ڈیوک، ۲۷۵، ۲۸۷، ۳۶۶، شہنشاہ

۳۹۶

لیو تھین، جنگ، ۲۵۵، ۲۵۷

(م)

مارمون تیل ، ۴۱۴
 ماشول ، ۲۲۰ ، ۲۲۱ ، ۲۴۱ ، ۲۴۹ ، ۲۴۴ ، ۲۵۴ ، ۴۰۴ ،
 مالے شیرے ، ۳۴۱ ، ۴۰۵ ، ۴۰۶ ، ۴۰۹
 مجلس مشاہیر (فرائض) ۳۸۴ ، ۴۲۱ ، ۴۲۴
 محمود اول ، ۱۱۰ ، ۱۱۳
 مرسی ، ۴۰۹
 مسی سی پی ، تجویز ، ۳۶
 مسئلہ مشرقی ، ۲۳ ، ۱۰۸ ، ۳۲۴ ، ۳۵۲ ، ۳۶۷ وغیرہ
 ۳۷۲ ، ۳۸۷ ، وغیرہ
 مصر پر فرانسیسی قبضے کا منصوبہ ، ۳۶۹
 مصطفیٰ سوم ، ۳۱۲ ، ۳۱۳ ، ۳۱۶ ، ۴۲۴ ، ۳۸۷ ، ۳۸۸
 معاشیین ، ۴۰۶
 من ڈین ، جنگ ، ۲۶۶
 منور کا ، ۶۹ ، ۷۲
 موپو ، ۳۲۹ ، ۳۳۲ ، ۴۰۴ ، ۴۰۸ ، ۴۰۹ ، ۴۱۲ ، ۴۱۶
 مورے پا ، ۱۶۵ ، ۲۴۹ ، ۳۴۱ ، ۳۵۲ ، ۴۰۴
 مول وٹز ، جنگ ، ۱۴۶ ، ۱۴۷ ، ۱۵۰
 مولیٰ نے ، ۵۰ ، ۵۷
 مون پان سیر ، مادی موازیل ، ۵۸
 مونٹ کام ، ۲۶۲ ، ۲۶۳ ، ۲۸۲
 مونیت لیون ، ۷۳
 مون میس کیو ، ۲۶۵ ، ۴۱۲ - ۴۱۵
 مون گون ، ۸۱

مون گیلہ ، ۲۸۹

مون مورن ، ۳۸۲ / ۳۸۴ / ۳۸۵

مونیر ، ۴۱۲

موسیو ، مجلس ۳۳۵ / ۳۳۶

میتھوز ، امیرالبحر ، ۱۵۵ / ۱۴۲

میٹرنج ، ۲۱۶ / ۲۶۶ / ۲۴۹

میدیم رائل ، ۴۰۱

میری آن تو آن نیت ، ۳۸۸ / ۴۰۳ / ۴۰۵ / ۴۰۸

۴۱۰ / ۴۱۲ / ۴۱۶ / ۴۲۰

میری امی لیا ، آرچ ڈیسیس ، ۲۴۵ / ۲۴۶

میر یا تھیر لیا ، ۱۰۲ / ۲۰۴ / ۱۰۵ / ۱۳۸ / ۱۴۰ / ۱۴۱

سائی لیشیا کی پہلی جنگ ، ۱۴۳ - ۱۵۴ / فرانس سے جنگ

۱۴۴ - ۲۰۲ / سائی لیشیا کی دوسری جنگ ، ۱۴۸ - ۱۸۵

آسٹریا میں اصلاحیں ، ۲۰۹ - ۲۱۳ / ۴۰۳ / ۴۰۴ / ۴۰۶

سفارتی انقلاب ، ۲۱۴ - ۲۴۳ / پریشیا سے جنگ ، ۲۴۴ -

۲۸۳ / پولینڈ کی تقسیم سے اتفاق ، ۳۱۴ - ۳۱۹ / ۴۸۴ / ۴۸۵ / ۴۸۶

صلح کی خواہاں ، ۳۴۷ / انتقال ، ۳۵۴ / ۳۵۶ / ۳۵۷

میگسی می لین ، جوزف شاہ بادیریا ، ۱۸۱ / ۳۴۴ - ۳۴۶

میگسی می لین ، دوم ۳۱۶

میک سین اطاعت گرینی ، ۲۶۹ / ۲۷۰ / ۲۷۱ / ۲۷۲

میک لین برگ ، ڈچی ، ۴۶ / ۵۹ / ۶۰

می کوی لون ، جزیرہ ، ۲۸۰

میگڈاٹر ، جنرل ، ۲۵۹ / ۲۷۲ / ۲۷۳

میلی بوا ، ۱۴۸ / ۱۶۰

مین ، ڈیوک ، ۲۷ / ۵۳

مین زیل ، ۲۲۵ ، ۲۲۶ ، ۲۲۷
 میونخ ، ارشل ، ۱۱۶ ، ۱۱۹ - ۱۲۲ ، ۱۲۶ ، ۱۲۸
 ۱۴۵ ، ۱۴۹ ، ۲۵۸

(ن)

نادرشاه ، ۹۸ ، ۱۱۲ - ۱۱۴ ، ۱۱۸ ، ۱۲۰
 نارتھ ، لارڈ ، ۳۵۴
 نپ ہاؤسین ، ۲۵۰
 نس ٹاؤ ، صلحنامہ ، ۲۲ ، ۲۳ ، ۴۲ ، ۴۳ ، ۱۴۴
 ۱۲۵ ، ۳۹۷ -
 نم فین برگ ، صلحنامہ ، ۱۴۸
 نئی روف ، کانگریس ، ۱۲۰ ، ۱۲۳
 نوایل ، ڈیوک ، ۳۴ ، ۱۰۱ - ۱۶۵ ، ۱۶۷ ، ۱۷۲ ، ۱۷۴
 ۱۷۶ ، ۱۷۹ ، ۱۹۵ ، ۲۴۹ ، ۳۷۲
 نواگل ، کارڈنل ، ۳۰
 نورمانی ، ۴۳۵ ، ۲۵۰
 نووا اسکوشیا ، ۸
 نیپولین اول ، ۶ ، ۱۳۸ ، ۱۹۷ ، ۲۵۶ ، ۲۶۸ ، ۳۲۱
 نیڈرلینڈ ، آسٹری ، ۲ ، ۸ ، ۹ ، ۱۳ ، ۱۴ ، ۱۵ ، بغاوت ۱۷۹۷
 ۳۶۳ ، ۳۹۳ ، ۳۹۴ ، ۳۹۵ ، ۳۹۷ ، ۳۹۸
 نیڈرلینڈ ، فلسف ، ساہدہ ، ۱۶۷
 نیس ، ملاقات ، ۳۱۵ ، ۳۲۲
 نیلر ، ۳۵۲ ، ۴۱۱ ، ۴۱۲ ، ۴۱۷ ، ۴۱۹ ، ۴۲۳ ، ۴۲۴
 نیوس ٹاٹ ، ملاقات ۳۱۶
 نیوفاؤنڈلینڈ ، ۸

غلطنامہ توازن قوت

صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط
۴	۳	۲	۱	۴	۳	۲	۱
روس	اس	۸	۶۷	ان کے	ان کی	۱۸	۴
بغض	بعض	۱۰	۷۰	ہو گیا	ہو گیا	۲	۵
Pragmatic	Prognatie	۲	۷۳	شہنشاہت غلطی کتابت ہے		۱۰	۸
Sanction	Sanction	"	"	جہاں جہاں یہ لفظ آئے اسے			
رپرڈا	راپرڈا	۳	۷۵	شہنشاہت پڑھنا چاہئے			
کیں	کی	۲۳	"	۶ مارچ	۱۶ مارچ	۱۱	۸
کردے گی	کردی گی	۸	۷۷	شہنشاہ	شہنشاہی	۲۶	۱۶
Jobez	lobesz	حاشیہ سطر	۸۹	کارلووٹز	کارلووٹز	۱۳	۲۳
گر	بلکہ گر	۲۲	۹۰	اس کی وجہ	اس وجہ	۱۷	"
مرتب	مرتب	۳	۹۱	Public au	Publican	حاشیہ سطر	۳۰
Vol. III.	Voliii,	حاشیہ سطر	۱۰۲	Sieclo	Siee le	"	"
جانشینی	جانشین	۱۹	۱۰۵	Avant la	Anantla	۲	"
en Orient	Orient	حاشیہ سطر	"	Livres	Livre	۲۳	۳۶
Sous	Small	"	"	Monopoly	Monopoly	۲۵	"
Cabinet	Cabinet	۲	۱۲۰	De lu	Dela	حاشیہ سطر	۳۸
ہے	ہو	"	۱۲۱	ہو کہ	ہوئی	۱۱	۴۸
کی طرح غلطی تھی	وجہ سے غلطی تھی	۷	۱۷۰	ایلیکٹری	ایلیکٹری	۷	۴۹
Corven	Corve'e	۱۲	۱۷۲	حین حیات	حین و حیات	۲۲	"

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱۷۷	۲۵	دشاہ کی	بادشاہ کی	۲۳۲	۲۱	کے	کی
۱۸۷	۵	Bien aime	Bien aime	۲۳۳	۲۵	اپنے	اپنی
۱۸۹	۲۰	(میرنشی)	(میرنشی)	۲۴۱	۱۸	یہ تھی	یہ تھی کہ
۱۹۲	۱۱	سیکسن	سیکس	"	۲۱	اصلاح کی	اصلاح کا
۱۹۵	۹	مطلق	مطلق	۲۴۲	۷	دس سال	دس سال تک
۲۰۰	۱۰	حکم	علم	"	۱۳	کے	کی
"	۱۶	اس کے بعد تین	اس کے تین	۲۴۵	۲	لاشتاروی	شتاروی
۲۰۱	۱۵	فون مین بکو	فون تین بلو	۲۵۱	۱۱	کھڑے ہو جائے	کھڑی ہو جائے
۲۰۱	۱۶	یوانے طور پر	پورے طور پر	۲۵۸	۱۷	گو	حالانکہ
۲۰۲	"	اور معرکہ	اور یہ معرکہ	۲۶۰	۲۰	دوسرے	دوسری
۲۰۷	۹	کچھ تو یہ	کچھ تو یہ	"	۲۳	فلپ میس	فلپ ایس
۲۰۸	۳	مذکور سقوط	مذکور کے سقوط	۲۶۵	۲۳	پریشیا	روس
۲۱۰	۲۳	چاہے	چاہئے	۲۶۷	۲۱	تھا	تھی
۲۱۱	۱۳	سفارتوں	سفارتی	"	۲۵	پرنس	برنس
۲۱۲	حاشیہ سطر	Vol. II	Vol. II	۲۶۹	۳	این سے	انیس
۲۱۳	۱۶	اے لاشابل	اے لاشاپل	"	۵	"	"
۲۱۶	حاشیہ سطر	d' Aix	d' Aix	"	۱۴	دوبلے تیر	دوبلے تیر کو
۲۱۷	۱۵	دست نش	دست کش	"	۱۵	اُسے	اس سے
۲۲۰	۱۹	پروٹسٹنٹ	پراٹسٹنٹ	۲۷۰	۱۴	کے	کی
"	"	کاتولیک	کاتولیک	۲۷۱	۹	ماراکیا	ماراگیا
۲۲۲	۱۹	فرانسیسی	فرانسیسی	"	۱۷	کی	کے
۲۲۳	۱۱	ماری شیش	ماری شیس	۲۷۲	۹	مشورے کے	مشورے کے

صحیح	غلط	سطر	صفحہ	صحیح	غلط	سطر	صفحہ
۳	۳	۲	۱	۴	۳	۲	۱
کوشش کی تو	کوشش تو	۶	۲۸۵	کی	کے	۱۳	۲۷۳
سال ٹی کو کو	سال ٹی کو	۲۱	"	تھی	تھی	۲۱	"
گھیرے ہوئے	گھیری ہوئی	۱۲	۲۸۶	ول مین بوٹل	ول مین بوٹل	۲۲	۲۷۴
زگ وین برگ	زگ وین برگ	۱۳	"	ایل بنگ	ایل بنگ	۱۹	۲۷۵
دور	دور	۱۷	"	کی	کے	۱	۲۷۶
کے	کے	۱۸	"	موقعوں	موقعوں	۹	"
ہو جائے	ہو جاتی	۲۰	۲۸۷	فریڈرک	فریڈرک نے	۶	۲۷۷
فنگ نے	فنگ	"	"	کاؤنٹ	کاؤنٹ	"	"
تیول	بتول	۱۶	۲۸۸	آدی	آدی	۱۶	"
کر لینے	کر لینے	۲۲	۲۸۹	دوسری	دوسرے	۲۱	"
کارلوس	کارلوس	۲۴	۲۹۰	کی	کے	۵	۲۷۸
ہسانی	ہسانی	۱۴	۲۹۱	اپنے	اپنی	۶	"
کے	کی	۱۷	۲۹۲	فرڈیننڈ آف	فرڈیننڈ	۱۹	"
"	"	"	۲۹۳	لیو کے	لیو نے	۲۰	"
کارروائیوں	کارروائیوں	۱	۳۰۱	اورے	روڑے	۲۱	"
مبداء	مبداء	۱۳	"	کیس	کیس	۶	۲۷۹
Malmesb	coalmesb	۳۰	۳۰۲	تدبیریں	تدبیریں	۲۲	۲۸۰
Brittanica	Brittanica	۲	۳۰۳	حصے	حصے	۲	۲۸۱
Art	Arl	"	"	برسٹ	برسٹ	۶	"
کیا	کیا گیا	۶	۳۰۴	راؤنی	راؤنی	۲۰	۲۸۲
کر کے	کر لے	۷	"	کلکتہ میں	کلکتہ	۱	۲۸۳
ہوئے	ہوئے	۱۳	۳۰۵	فورٹ	کورٹ	۷	"

صفحہ	غلط	صفحہ	صفحہ	صفحہ	غلط	صفحہ	صفحہ
۴	۳	۲	۱	۴	۳	۲	۱
Aut non	Aut no	۱۲	۳۱۶	کی	کے	۱۳	۳۰۷
بالآخر	بالآخر	۱۵	"	گستاخ	گستاخی	۲۴	"
بیچ دیئے	بیچ دے	۷	۳۱۷	ویدی گئی	ویا گیا	۱۲	۳۰۸
تھی	تھے	۱۲	۳۱۸	کے	کی	۱۵	"
موقع	موقعے	۲۱	۳۲۱	کی	کے	۲۳	"
کی	کے	۸	۳۲۲	تھیری سا	تھری سا	۵	۳۰۹
کارلوس	کارلوس	۹	"	مید بہت	مین بلکہ	۱۳	"
Von	+	حاشیہ سطر	"	جزیروں	جزیروں	۲۰	"
کی	کے	۱	۳۲۶	لزمین	لزمین	۲	۳۱۰
ڈاٹ	ڈاٹ	۳	"	جائیگے	جائیگے	۵	"
ہو جائے	ہو جائے	۱	۳۲۷	زنانہ	زنانہ	۱۹	"
تھیوڈور	تھیوڈور	حاشیہ سطر	"	کی	کے	۲۱	"
کی	کیا	۱۶	۳۲۹	فرانسیسی	فرانسیس	۲۵	"
کاٹولیک	کاٹولیک	۳	۳۳۰	Madame	Madam	حاشیہ سطر	۳۱۱
اوس	روس	۱۳	۳۳۲	فرانس نے	فرانس میں	۱۲	۳۱۲
قائم	قائم	۲۱	"	ہے	ہی	۲۲	"
See Sorel	Sorel	"	"	کی	کے	۱	۳۱۳
d' Orient au	Da, Orien	حاشیہ سطر	"	کلیساؤں	کلیسا ٹویا	۱۹	"
کی	کے	۱۱	۳۳۵	کے	کی	۷	۳۱۵
+	ثانی	۱	۳۳۷	ستبر	تتبر	۹	"
زوال سے نہ	زوال نہ	۳	۳۳۸	کی	کے	۸	۳۱۶
وجہ سے اس	وجہ اس	۵	"	Sunt	Sun	۷	"

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۳۲۲	۳	کلیسیہ	کلیسائے	۳۵۱	۱۴	ہوتا تھا	ہوتا تھا
۳۲۳	حاشیہ سطر ۲	Bv	By	۴	۱۶	صدائے	صدائے
۳۲۵	۱۳	چلشکی	چلشکی	۳۵۲	۱۱	کے	کے
۳۲۶	۵	ہیرس	ہیرس	۴	۱۴	ہونے	ہونے
۳۲۶	۱۳	بالاخر	بالاخر	۴	۱۹	سوئیڈن	سوئیڈن
۳۲۶	۱۳	ہیارس	ہیرس	۳۵۲	۱۴	رہے	رہے
۳۲۶	حاشیہ سطر ۱	Diories	Diaries	۳۵۶	۴	کے	کے
۳۲۶	۱۲	کلیسیا	کلیسا	۳۵۸	۱۳	محرکہ الارا	محرکہ الارا
۴	حاشیہ سطر ۱	Rocquain	Rocquain	۳۶۳	۹	وساطت سے	وساطت سے
۴	۴	۴	۴	۳۶۳	۴	۴	۴
۴	۴	Lesprit	L'esprit	۳۶۴	۴	۴	۴
۴	۴	revolution	Revolution	۳۶۵	۹	کانٹرنے	کانٹرنے
۳۲۸	۲۵	شاتی بے	شاتی لے	۴	۱۳	باویرا	باویرا
۳۲۹	۴	بارل مازل	بارل مازل	۴	۱۹	پوہی میا	پوہی میا
۴	۱۴	اندرون	اندرون	۴	۲۱	رہلپسی	رہلپسی
۳۵۰	حاشیہ سطر ۱	au	au	۳۶۶	۲۳	پوہی رانیا	پوہی رانیا
۳۵۱	۱۰	آئے	آرا	۳۶۶	۴	جنگ کو	جنگ
۳۵۱	۱۱	لیون	لیون	۳۶۶	۴	کرنے پر تو	کرنے پر تو
۴	۴	پواتر	پواتر	۳۶۸	۱۶	مددینے	مددینے
۴	۱۳	Maupecu	Maupecu	۴	۲۵	امیرس	امیرس

صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط
۱	۲	۱	۲	۱	۲	۱	۲
۳۶۹	۱	ان میں روس	ان میں روس	۳۶۹	۲	کلیسائے	کلیسائے
"	۱۹	ایرس	ایرس	"	۱۲	کلیسیہ	کلیسیہ
"	حاشیہ سطر	Diaries	Diories	"	۲۳	کرنے والی اصلاح	کرنے والی اصلاح
"	"	Earl	Carl	"	"	نے اصلاح	نے اصلاح
"	"	Paganel	Paguel	"	۳۸۱	Sudenhorst	Sudenhorst
۳۶۰	حاشیہ سطر	Histoire	Histoie	"	"	Oesterreich	Oesterreich
"	"	Diaries 255	Diories 258	"	"	Series	Series
۳۶۱	۹	محافظ	محافظ	۳۸۲	۱۷	کلیسائے	کلیسائے
"	حاشیہ سطر	History	Hislory	"	۲۱	"	"
۳۶۲	۸	جب تک کہ	جب تک کہ	"	"	کا تو لیک	کا تو لیک
"	۹	ہتھیار ڈال دیے	ہتھیار ڈال دیے	"	۲۵	کلیسیہ	کلیسیہ
"	حاشیہ سطر	Diaries	Diories	۳۸۳	۱۰	In caena	Incaena
۳۶۳	۱۲	راکٹک	واکٹک	۳۸۶	حاشیہ سطر	und	and
"	۲۰	ٹو باگو	ٹو باگو	"	"	II,	II
۳۶۵	۹	جو زین علی کتابت ہے	جو زین علی کتابت ہے	"	"	und	and
"	حاشیہ سطر	Gustavus	Gustavos	"	"	pp. 426	H. 426.
۳۶۶	۱۲	مورین	مورین	۳۸۸	۷	بیٹر	بیٹر
۳۶۷	۱	+	تحریکیں	"	۱۶	چو کے	چو کے
"	۱۱	تقری سا	تقری سا	۳۸۹	۶	امید نہ ہو	امید نہ ہو
"	حاشیہ سطر	Joseph	Joseph	"	۲۰	شمال مشرقی	شمال مشرقی
۳۶۸	"	Historical	Histore cal	"	"		

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۳۸۹	۲۳	ہولڈے دیا	مولڈے دیا	۳۹۴	۲۱	ول ہی می تاکا	ول ہی می تاکا
۳۹۰	۱۲	کر دے	کر دیے			ہوئی اور	ہوئی اور
"	۱۵	پوٹیم	پوٹیم			(1)	(1)
۳۹۱	"	licative				II	II
"	"	Exp	Explicative			(2)	(1)
۳۹۲	۶	مولڈیا	مولڈے دیا			Une	Une
"	۷	ڈین یوب	ڈین یوب	۳۹۵	۳۹	Invasion	Invasion
"	"	پاساروڈز	پاساروڈز			Une	Une
"	۹	کی	کے			Prussienne	Prussienne
"	۱۰	ڈین یوب	ڈین یوب			II, P.	II P
"	۲۱	ٹرکی	ٹرکی کی	۳۹۷	۳	ہیرس	ہیرس
"	حاشیہ سطر	+	Vol, II, P. 48		۱۳	بحری	بحری
۳۹۳	"	بقیہ حاشیہ ۳۹۲	لے		۲۰	ادھر	ادھر
	"	Rambaud	Diories and		حاشیہ سطر	II, P	II P
۳۹۴	حاشیہ سطر	Corres	Histoire	۳۹۷	۲۰	Vol, V P.	Vol, V P
	pondence			۳۹۸	۳	ہولڈروں	ہولڈروں
"	"	of the	de la		حاشیہ سطر	II, P.	II P
"	"	Earl of		۳۹۹	۱۱	اسی	اسی
"	"	Malmesbury	Russie		۱۶	قون	قون
"	"	Vol	P. 491		۱۸	بروکیں	بروکیں
"	"	II, P. 48		۴۰۰	۵	جب تک کہ	جب تک کہ
۳۹۴	۱۸	حافظ	حافظ		۸	سلطنتوں	سلطنتوں

صفحہ	غلط	سطر	صفحہ	غلط	سطر	صفحہ	غلط
۲	۳	۲	۱	۳	۲	۱	۲
بوٹھ	بوٹھ	۲۳	۴۱۱	کے	۹	۴۰۰	کی
سکنتات	سکنتات	۳	۴۱۲	Vol. I	Vol. I,	۴۰۱	Vol. I,
کے	کی	۷	۴۱۶	Diaries	Dairies	۴۰۲	Diaries
کی	کے	۱۷	۴۱۷	Vol. I	Vol. II	۴۰۳	Vol. II
خواہاں	خواہاں	۱۹	۴۱۸	+	۷	۴۰۴	+
گیائے شیا	گیائے شیا	۲۳	۴۱۹	۷	+	۴۰۵	+
پاساروڈر	پاساروڈر	۲۴	۴۲۰	مصالحات	مصالحات	۴۰۶	مصالحات
Coxe	Cox,	۲۵	۴۲۱	شمال مغربی	شمال مغربی	۴۰۷	شمال مغربی
کاتنز	کافر	۱	۴۲۲	کردیتے	کردینے	۴۰۸	کردینے
لیت وعل	لیت وعل	۱۱	۴۲۳	کرتے	کرنے	۴۰۹	کرنے
سس	شش	۱۶	۴۲۴	ہوئی	نہ ہوئی	۴۱۰	نہ ہوئی
اورری	اوری	۱۷	۴۲۵	Ans	An	۴۱۱	Ans
194,	1411	۱۸	۴۲۶	Paix	Pain	۴۱۲	Paix
Oesterreich	Olsterreich	۱۹	۴۲۷	L'	I.	۴۱۳	L'
کینارجی	کیناؤجی	۲۰	۴۲۸	en		۴۱۴	en
Vol. I.	Vol. 1.	۲۱	۴۲۹	پوٹیم	پوٹیم	۴۱۵	پوٹیم
ایٹیش	ایٹیش	۲۲	۴۳۰	قطنین	قطنین	۴۱۶	قطنین
جوزقا	جوزیقا	۲۳	۴۳۱	اٹھانے	اٹھانی	۴۱۷	اٹھانی
Avant	avant	۲۴	۴۳۲	آن توآن نیت	آن توآن نیت	۴۱۸	آن توآن نیت
299	299	۲۵	۴۳۳	تیمیس	تیمیس	۴۱۹	تیمیس
Sorel	Jurandes	۲۶	۴۳۴	Wolf und	Wolfund	۴۲۰	Wolf und
L, Europe	Corvee	۲۷	۴۳۵	کردیئے	کردیئے	۴۲۱	کردیئے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۲۲	حاشیہ سطر ۱	Corvee	Et la	۲۳	۲۲	کی	کے
۲۳	۶	Pays	Pays	۲۴	حاشیہ سطر ۱	آریٹھ	آریٹھ
۲۴	۱	Pays d Election	d'Etat	۲۵	۱	کی	کے
۲۵	۵	Pay d'election d'Etat	اور	۲۶	۵	رئیس	رئیس
۲۶	۱۱	Subdelegues	Subdelegues	۲۷	۱۸	مگرگو	مگرگو
۲۷	۱۳	Corvee	Corvee	۲۸	حاشیہ سطر ۲	کاونٹ	کاونٹ
۲۸	۱۹	De	De	۲۹	۳	بری	بری
۲۹	حاشیہ سطر ۱	Toequeville	Toequeville	۳۰	۸	Intendant	Intondent
۳۰	۲	مین	مین	۳۱	۱۰	کے	کی
۳۱	۱۵	Corvee Jurands	اور	۳۲	۲۰	کردے	کردے
۳۲	۶	Jurands Corvee	کانشہ	۳۳	۱۲	Public an	Publican
۳۳	۱۹	Lit de	Litda	۳۴	۱۹	کلیسا	کلیسیہ
۳۴	۲۱	ملکہ	ملکہ	۳۵	حاشیہ سطر ۱	Public an	Publican
۳۵	۲	ناکامی	ناکامی	۳۶	۲	کلیسا	کلیسیہ
۳۶	۶	ماژوران	ماژوران	۳۷	۱۰	خصومتین	خصومتین
۳۷	۱۴	کی	کی	۳۸	۱۰	Lo	ho
۳۸	حاشیہ سطر ۱	تورگور	تورگو	۳۹	۱۵	Encyclopedie	Euencylopedic
۳۹	۱	Nourisson	Nouriss on	۴۰	۱۹	بفون	بفون
۴۰	۱	Trois	Trais	۴۱	۱	کلیا	کلیسیہ
۴۱	۵	اے	اے	۴۲	۲	معاشرین	معاشرین

صفحہ	غلط	سطر	صفحہ	غلط	سطر	صفحہ
۴	۳	۲	۱	۳	۲	۱
et la	etla	۲۲۲	کا	کے	۹	۲۲۲
Vol.I.P.	Voi I.L.	" "	بلکہ	مگر	۱۲	"
Le	ha	۱۰	کے	کی	۱۰	۲۲۸
		۲	اہم	آہم	۱۱	"
pendant	pen d ant	"	کے	کی	۲	"
la	ea	" "	Public au	Publican	۲	"
کیونکہ اس	کیوں اس	۱۱	P.P.	N	"	"
لافائیت	لافائیت	"	لافائیت	لافائیت	۹	۲۲۹
اسٹیشن	اسٹیشن	"	مس	س	۱۳	"
کردینے کی	کردینے کی	۳	سی	سی	۱۴	"
Cour	Coor	۶	چاہے	چاہئے	۱۹	"
Plenciere	plen cere	"	کلیسا	کلیسیہ	۲۳	"
ہوئی	ہوئے	"	گئی	گئیں	۲۴	۲۲۹
اپنے	اپنی	۱۲	کے	کی	۱	۲۲۸
ناٹین	ناٹین	۱۵	رضی	رشی	۱۸	"
لایتھ	لایتھ	۲۰	ہیں	ہوں	۱۹	"
XVIII	X54	۲۲۵	et la	etla	۲۲۵	"
Vol. V.	Vol 4.	" "	Francaise.	Fran caise	"	"
442	4424	۲	vol,I P.	Vol I,L	"	"
Conseil	Couscie	۸	474	419 420	۴۱۹	"
Resultat du	Result at de	۱۰	بسان سون	بساں سون	۳	۲۲۱
Paysd'	Pays d	۱۳	بیسون	بیسوں	۱۳	"

صفحہ	سفر	غلط	صحیح	صفحہ	سفر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
			Electon	۴	۴	Payss. d'état	منظر
			Pays d'état	۵	۵		Issacsohn, Issaesohn,
۴۴۶	۱۳	جنوری تک	جنوری	۶	۶	History	Preussichen Preussischen //
حاشیہ سفر	۱۳	history	History	۷	۷	I, P	لون لون
۲۷	۲۷	(I), H,	I, P	۸	۸		Raichsstädte Reichsstadt
				۹	۹		مین مین
ضمیمہ جات				۱۰	۱۰		آسیہ آسیہ
				۱۱	۱۱		دائمنائی دائمنائی
				۱۲	۱۲		XVon Tode Eyed II
۲	۶	ٹائن	ٹائن	۱۳	۱۳		۱۷۶۲ ۱۷۶۲
۱۱	۱۱	تھیری کی	تھیری ساکی	۱۴	۱۴		دلہ دلہ
۱۶	۱۶	سافٹ	سانٹ	۱۵	۱۵		دھلیس دھلیس
۱۹	۱۹	Geschichte	Ges hichte	۱۶	۱۶		مین مین
۲۰	۲۰	Oesterreichs	Vestureichs	۲۱	۲۱		دھلیس دھلیس
۳	۱۵	۱۷۶۲	۱۷۶۲	۲۲	۲۲		Palatinate, Patatinate,
۳	۱۶	رائین بان	رائین بان	۲۳	۲۳		
۱۷	۱۷	سال لے شیا	سائی لے شیا				

